

مقدس رسول کی مقدس بیٹی کی مقدس سیرت

سیرت سیدہ فاطمہ الزہراء عليها السلام

البيروت

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

ارشدمارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد
0300.6674752-0300.7681230
CHISHTIKUTABKHANA@GMAIL.COM

چشتی کتب خانہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

البتول التی لم تر قط تحض سبأها النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

البتول وقال انها لیست کنساء الادمین (الحديث)

مزرع تسلیم را حاصل بتول

مادراں را اسوه کامل بتول

سلام اللہ علیہا
البتول

حضرت علامہ صائم چشتی علیہ
رحمۃ اللہ

ارشدمارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد
0300.6674752-0300.7681230
CHISHTIKUTABKHANA@GMAIL.COM

چشتی کتب خانہ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

الفاطمة سيدة النساء اهل الجنة ونساء العالمين

نام کتاب	9811c	البتول
مصنف	حضرت علامہ صائم چشتی	
پہلی بار	20 محرم الحرام 1398ھ	
تیسویں بار	اگست 2011ء	
طابع	محمد شفیق مجاہد	
کمپوزنگ	چشتی کمپوزرز	
صفحات	592	
ہدیہ	380/.	

ملنے کے پتے

علی برادران ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد

شبیر برادرز اردو بازار لاہور

احمد بک کارپوریشن راولپنڈی

انتساب

بنتِ رسولِ سیدۃ نساء العالمین
سیدہ فاطمہ الزہرا صلوة اللہ علیہا

کی تمام اولاد پاک کے نام

گر قبول اُفتدز ہے عز و شرف

غلام غلامانِ اولادِ بتول

صائمِ چشتی

۲۵ ذوالحجہ ۱۳۹۵ ہجری

نذر

بصدا احترام و ادب بحضور

اُم بتول جناب سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا

و

بنت بتول جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا

غلام غلامان اولاد بتول

صائم چشتی

۲۵ ذوالحجہ ۱۳۹۵ ہجری

تعارف مصنف

مفسر قرآن، محققِ دوراں، فنا فی الرسول، بانی شہرِ نعت
حضرت علامہ صائمِ چشتی رحمۃ اللہ علیہ

از: محترم جناب نور الزماں نوری (فاضل منہاج القرآن یونیورسٹی)

حضرت علامہ صائمِ چشتی اردو اور پنجابی کے معروف نعت گو شاعر، ادیب، محقق اور مترجم تھے وہ تمام عمر علم و ادب کے فروغ و اشاعت کیلئے مصروفِ عمل رہے بڑے بڑے نامور نعت گو شاعران کے شاگرد رہے ہیں۔

ولادت

علامہ صائمِ چشتی کی پیدائش دسمبر 1932ء میں ضلع امرتسر کے قصبہ ”گنڈی ونڈ“ میں ہوئی آپ کا تعلق شیخ برادری سے تھا۔ والد گرامی شیخ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ تجارت پیشہ کے ساتھ ساتھ مذہبی لگاؤ بھی رکھتے تھے اور گاؤں کی مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم دیتے تھے۔

تعلیم

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی اور اپنے گاؤں ہی سے حاصل کی قرآن پاک ناظرہ کے علاوہ عربی اور فارسی کی بنیادی تعلیم بھی اپنے والد گرامی سے حاصل کی آپ چونکہ اپنے والدین کی پہلی زینہ اولاد تھے اس لئے والد نے آپ کی تعلیم کی طرف خاص توجہ دی۔ آپ نے پرائمری گنڈی ونڈ سے حاصل کی آپ کی سکول کی تعلیم لوئر مڈل سے آگے نہ جاسکی۔

علامہ صائمِ چشتی نے دینی تعلیم کا آغاز جامعہ رضویہ فیصل آباد کے مولانا

سید منصور شاہ صاحب سے صرف ونحو پڑھتے ہوئے کیا۔ موصوف ہی سے آپ نے علوم متداولہ کی تمام کتب پڑھیں اور آٹھ سالہ درس نظامی کا کورس اپنی ذہانت و فطانت کی بنا پر دو سال میں مکمل کر لیا۔ پھر دورہ حدیث شریف جامعہ رضویہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول رضوی سے مکمل کر کے 1970ء میں دستارِ فضیلت اور سند حاصل کی دینی تعلیم کے علاوہ آپ نے طبیہ کالج سے طب یونانی میں ڈپلومہ بھی حاصل کیا۔

سلسلہ چشتیہ میں بیعت

1948ء میں آپ سلسلہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا پیر طریقت حضرت پیر سید محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پر بیعت ہو کر خلافت و اجازت سے نوازے گئے اور اس وقت سے چشتی کی نسبت آپ کے نام کے حصہ کے طور پر معروف ہو گئی۔ اس کے علاوہ آپ نے حضرت بابا جی محمود شاہ رحمۃ اللہ علیہ پیر سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پور شریف اور سیال شریف سے بھی اکتسابِ فیض کیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد ضلع شیخوپورہ قیام

ضلع شیخوپورہ میں مانا نوالہ کے قریب ایک ”رسو پور لکی“ ہے اسے رسو پور جٹاں بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں قیام پاکستان سے پہلے ہی آپ کے کچھ رشتہ دار قیام پذیر تھے۔ آپ کے والد گرامی بھی اس گاؤں میں تجارت کے سلسلہ میں آتے رہتے تھے، ہجرت کے بعد آپ بھی رسو پور جٹاں میں قیام پذیر ہو گئے۔

شیخوپورہ سے فیصل آباد منتقلی

علامہ صائم چشتی قیام پاکستان کے بعد رسو پور لکی میں رہتے تھے،

وہاں سے کاروبار کے سلسلہ فیصل آباد آنا جانا رہتا تھا، 1953ء میں فیصل آباد میں اپنے کچھ رشتہ داروں کے ساتھ مل کر کارخانہ بازار میں سوپ میٹریل کا کاروبار شروع کیا اس میں خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی پھر 1955ء میں کتابوں کے اشاعتی کاروبار سے منسلک ہو گئے اس کاروبار میں ترقی ہوئی اس طرح 1955ء میں آپ کا سارا خاندان رسو پور جٹاں (شیخوپورہ) سے فیصل آباد منتقل ہو گیا۔ یہاں پھر 1964ء میں جامعہ رضویہ کے باہر ارشد مارکیٹ میں چشتی کتب خانہ قائم کیا جو اب تک علم و ادب اور مذہب و ملت کی اشاعتی خدمات انجام دے رہا ہے۔

شاعری میں مقام

آپ بچپن ہی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں نعت لکھتے تھے آپ کے اس جوہر کو فیصل آباد کے مذہبی ماحول میں اور جلاء ملی آپ کی لکھی ہوئی نعتیں شہر میں ہونے والی محافل میلاد اور عرسوں کی تقریبات میں پڑھی جانے لگیں اس سے آپ کا نام شہر میں گونجنے لگا جو جلد ہی پورے ملک میں نعتیہ شاعری کے اعتبار سے مقبول و معروف ہو گیا فیصل آباد میں ہونے والے پنجابی اور اردو کے مشاعروں میں شرکت کی تو ہر طرف سے داد پائی۔

ایک دفعہ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں ایک بڑا جلسہ ہوا جس میں کثیر علماء موجود تھے وہاں محمد علی ملتانی نے آپ کی لکھی ہوئی یہ نعت پڑھی!

محمد کا در چھوڑ کر جانے والو ملانا ٹھکانہ تو پھر کیا کرو گے

اس نعت پر علماء نے بڑی داد دی ماہنامہ ”رضوان“ لاہور اور ”ماہ طیبہ“ کوٹلی لوہاراں نے یہ نعت شائع کی علماء کرام نے بہت شفقت کی بالخصوص فقیہہ عصر عاشق رسول حضرت مولانا الحاج مفتی محمد امین صاحب مدظلہ العالی نے اس نعت شریف کی مقبولیت کی وجہ سے آپ کی دعوت کی۔

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو مختلف زبانوں اردو، فارسی، عربی، پنجابی اور سرائیکی پر مکمل عبور تھا وہ پاکستان کے مختلف علاقوں میں ہونے والی ادبی تقریبات، محافل، میلاد، محافل نعت اور سیرت النبی کانفرنسوں میں شریک ہوتے اور اپنا کلام سنا کر داد حاصل کرتے۔

آپ نے فیصل آباد 1960ء کی دہائی میں ہنگامہ خیز ادبی تحریک شروع کی پنجابی بزم ادب کے وہ بانی تھے اس بزم کے پلیٹ فارم سے آل پاکستان مشاعرے، طرحی مشاعرے اور نعتیہ محافل ان کا طرہ امتیاز تھا 1965ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد دھوبی گھاٹ کے گراؤنڈ میں ہونے والا ملک گیر مشاعرہ ان کی زندگی کا سب سے بڑا ادبی کارنامہ تھا اس اجتماع میں ایک لاکھ کے قریب افراد نے شرکت کی اس سے پہلے یا اس کے بعد آج تک اتنی بڑی محفل مشاعرہ اس شہر میں منعقد نہیں ہو سکی آپ مشہور نعت گو شاعر دائم اقبال دائم کی مناسبت سے اپنا تخلص صائم لکھتے تھے۔

آپ کی نعتیہ شاعری اور شاگرد

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف نعتیہ شاعری کی بلکہ ملک میں نعت گو شاعروں اور نعت خوانوں کی اچھی بھلی جماعت تیار کی کئی شاعر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے اصلاح لیتے تھے اردو اور پنجابی زبان کی اپنی لکھی ہوئی کتب کی تعداد ایک سو سے زائد ہے آپ پورے پاکستان کے شاعروں سے نعت لکھواتے اور ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ان کے مجموعوں کو شائع کرتے،،

آپ کے چشتی کتب خانہ پر ہر سال منعقد ہونے والی محفل نعت پاکستان بھر میں خصوصی شہرت کی حامل تھی اس محفل میں نعت پڑھنے کے لئے ملک کے سینکڑوں نعت خواں منتظر رہتے اور سیٹیج پر آ کر نعت پڑھنا اپنے لئے

سعادت سمجھتے تھے۔

آپ بعض دفعہ ہلکے پھلکے مشاعرے اپنی دکان پر ہی کر ڈالتے داد دینے میں آپ نے کبھی بخل سے کام نہ لیا خصوصاً نوآموزوں کی خوب خوب حوصلہ افزائی فرماتے آپ کی دکان پر اکثر شاعروں اور نعت خوانوں کی مجلس رہتی نعت کے میدان ان کی خدمات کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ فیصل آباد کو شہر نعت بنانے میں آپ کا بہت بڑا کردار ہے

شاعری میں آپ کے شاگردوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے جن میں خاص طور پر درج ذیل اسماء گرامی محتاج تعارف نہیں۔ ☆ جناب الحاج یوسف نگینہ صاحب ☆ الحاج طاہر رحمانی المعروف حافظ بجلی ☆ جناب عبدالستار نیازی ☆ جناب سید ناصر حسین چشتی ☆ جناب محمد مقصود مدنی ☆ جناب یسین اجمل ☆ جناب جمیل چشتی ☆ جناب اقبال شیدا ☆ جناب قائد شرقپوری ☆ جناب سید خضر حسین شاہ ☆ جناب واصف بڈیا نوی ☆ جناب بری نظامی ☆ جناب صدف جالندھری ☆ جناب بری نظامی ☆ محمد دین سائل ☆ کوثر علی چشتی ☆ محمد دین پروانہ گوجروی ☆ دلکش فیصل آبادی ☆ محمد یعقوب سفر ☆ محمد امین برق فیصل آبادی ☆ حکیم مشتاق احمد مشتاق ٹوبہ ☆ محمد اسلم شاہ کوٹی ☆ عبدالخالق تبسم ☆ محمد گلزار چشتی ☆ نذیر احمد راقم ☆ عبدالرشید ارشد ☆ محمد رمضان راشد ☆ عاشق علی حق اور ڈاکٹر محمد یونس ملتانی

آپ کی نعتوں میں غنائیت اور نغمگی آپ کے مزاج کا خاصہ ہے آج کل اکثر بڑے بڑے نعت خواں بڑی بڑی محافل میلاد میں آپ کی نعتیں پڑھ کر داد حاصل کر رہے ہیں۔

تصنیفی و تحقیقی خدمات

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک شاعر ہی نہ تھے بلکہ اردو اور

پنجابی زبان کے نامور ادیب، جید عالم اور محقق تھے انہوں نے کئی موضوعات پر تحقیقاتی کتب لکھیں کئی عربی اور فارسی کتب کے تراجم کئے خاص طور پر تفسیر، حدیث تصوف اور عربی منظور کتب کے اردو میں تراجم کر کے اردو دان طبقہ کے لئے بڑا احسان کیا۔

آپ کی کتب کی تعداد 500 کے لگ بھگ ہے آخر میں چند اہم کتب اور تراجم کے نام لکھے جائیں گے آپ نے بے شمار علمی و ادبی موضوعات پر تنہا بے سرو سامانی کے عالم میں کسی سرکار گرانٹ کے بغیر انتہائی تحقیقی کام کیا جو انسان کو حیرت میں ڈال دیتا ہے خاص طور پر تفسیر کبیر اور تفسیر ابن عربی کا ترجمہ، ایمان ابی طالب، مشکل کشا، شہید ابن شہید، گیارہویں شریف اور دیوان حضرت ابو طالب کا ترجمہ قابل ذکر ہے۔

جب آپ نے اپنی کتاب ایمان ابی طالب لکھی تو بڑے بڑے علماء کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا تنگ نظروں نے پر تنقید کرتے ہوئے رفض کی پھبتی بھی کسی۔ آپ نے ان کی پراہ نہ کرتے ہوئے امام شافعی کے اس قول کے مطابق اعلان کرتے ہوئے اہل بیت کی محبت میں اپنا تحقیقی سفر جاری رکھا۔ اگر اہل بیت کی محبت رفض ہے تو دنیا بھر کے جنوں اور انسانوں کو گواہ ہو جاؤ سب سے بڑا ارفضی میں ہوں۔

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک وسیع ذاتی کتب خانہ تھا جس میں کم و بیش ایک لاکھ کے لگ بھگ مختلف عنوانات پر مختلف زبانوں میں کتب موجود ہیں یہ کتب خانہ محققین اور طلباء کے لئے کھلا رہتا۔

سماجی و رفاہی خدمات

آپ نے تصنیف و تحقیق اور شعر گوئی کے ساتھ ساتھ سماجی، تعلیمی اور رفاہی امور میں بھی بھرپور کردار ادا کیا۔

1 آپ نے اپنے رہائشی محلہ رحمت ٹاؤن نزد غلام محمد آباد میں ایک عظیم الشان ”مسجد سیدنا حیدر کراز“ کی بنیاد رکھی اس مسجد کی تعمیر میں خود بھی حصہ لیا اور ”شب وصال“ نماز عشاء تک مسجد کے تعمیری امور میں مصروف رہے۔

2 آپ نے گھر کے قریب ملت کالج کے احاطہ میں ایک مسجد تعمیر

کروائی۔

3 عورتوں کی دینی تعلیم و تربیت کیلئے مدرسہ گلشن زہراء کی بنیاد رکھی،

4 فیصل آباد میں نعت خوانوں کی علمی اور فنی اصلاحی اور تربیت کے لئے

”حسان نعت کالج“ قائم کیا جس میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و

شان کے پروگرام ہوتے ہیں آپ کی 2000 صفحات پر مشتمل نعتیہ کتاب ”ن

والقلم“ زیر طبع ہے یہ نعت کے میدان میں آپ کی بے مثال خدمت ہوگی۔

5 آپ نے قوم کی بچیوں کے اندر نعت کا ذوق پیدا کرنے اور اسے

فروغ دینے کے لئے حسان نعت کالج برائے طالبات بھی قائم کیا۔

6 ایک لاکھ سے زائد کتب پر مشتمل آپ نے ”چشتیہ لائبریری“ قائم

کی جہاں سے بڑے بڑے نامور علماء اور اسکالرا اپنے مقالات اور کتب کی تکمیل

کے لئے استفادہ کرتے ہیں۔

7 آپ نے لوگوں کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے

”چشتیہ روحانی شفا خانہ“ قائم کیا اتوار کے روز دور دراز سے لوگ آپ کی رہائش

پر آتے اور جسمانی و روحانی مسائل بتاتے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ ان کی

رہنمائی کرتے۔

8 چشتیہ آڈیو۔ ویڈیو لائبریری میں جید علماء کرام کی اڈیو اور ویڈیو

کیٹشیں موجود ہیں اور ان میں سے کئی علماء کی تقریروں کو صفحہ قرطاس پر بھی محفوظ

کر کے افادہ عام کے لئے چشتی کتب خانہ کی طرف سے شائع کر دیا گیا ہے۔

9 آپ نے کئی سال قبل جس چشتی کتب خانہ کا اجراء کیا تھا اب تک

ہزاروں اسلامی کتب شائع کر چکا ہے۔

علاقہ کے طلباء کو قرآن حکیم ناظرہ اور حفظ کی دولتِ لازوال سے بہرہ ور کرنے کے لئے آپ نے ”دارالعلوم حیدریہ چشتیہ رضویہ فیصل آباد“ کا قیام فرمایا اس میں طلباء قرآن حکیم کی سرمدی دولت سے اپنے سینوں کو منور کر رہے ہیں۔

وصالِ پاک

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے بھرپور زندگی گزارتے ہوئے 22 جنوری 2000ء (۱۳ شوال المکرم ۱۴۲۰ھ) کو رات کے وقت اپنی جان خالق حقیقی کے سپرد کی آپ کی نمازِ جنازہ میں شہر کے ممتاز علماء، شعراء، ادباء اور نعت خوانوں کے علاوہ کثیر تعداد میں عامۃ الناس نے شرکت کی۔

اولاد

آپ کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹیوں کے علاوہ تین بیٹوں کی نعمت سے نوازا بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

1 صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی

2 صاحبزادہ محمد شفیق مجاہد چشتی

3 صاحبزادہ محمد توصیف حیدر چشتی

آپ کی اولاد کے علاوہ کثیر تعداد میں نعت خواں اور شعراء آپ کے نام اور کام کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔

عرس مبارک

ہر سال چودہ شوال المعظم کو آپ کا عرس مبارک نہایت تزک و احتشام سے جامع مسجد سیدنا حیدر کرار رحمت ٹاؤن غلام محمد آباد فیصل آباد میں منایا جاتا ہے۔ مزار مبارک کو غسل دیا جاتا ہے، رسمِ چراغاں ہوتی ہے، چادر پوشی، ختم

شریف کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ محفلِ سماع، نعت خوانی اور علمائے کرام کے خطابات ہوتے ہیں ان مبارک تقاریب میں ملک اور بیرون ملک سے مشائخ عظام شرکت فرماتے ہیں۔

تصنیفات و تحقیقات اور تراجم

(ا) تراجم

آپ کے تراجم میں سے چند نام درج ذیل ہیں۔

1- ترجمہ تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ عربی سے اردو ترجمہ (5 جلد)

2- ترجمہ تفسیر ابن عربی از ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ عربی سے اردو (5 جلد)

3- ترجمہ تفسیر خازن امام خازن بغدادی، عربی سے اردو (2 جلد)

4- ترجمہ خصائص نسائی از امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ

5- روضۃ الشہداء فارسی سے اردو ترجمہ (2 جلد)

6- والدین مصطفیٰ (ﷺ) عربی سے اردو

7- فتوحات مکیہ، عربی سے اردو (3 جلد)

8- انتخاب خطبات حضرت علی رضی اللہ عنہ، (اردو ترجمہ و شرح)

9- ترجمہ دیوان حضرت ابوطالب، عربی سے اردو

10- ترجمہ قصیدہ امینیہ عربی سے اردو (2 جلد)

(ب) تصانیف و تالیفات

آپ کی چند اہم تصانیف درج ذیل ہیں۔

1- مشکل کشاء (سیرت حضرت علی رضی اللہ عنہ، 4 جلد)

- 2- البتول (سیرت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا)
 - 3- خاتون سیرت (منظوم سیرت سیدہ کائنات)
 - 4- ابو بکر قرآن کی روشنی میں ”الصدیق“
 - 5- ایمان ابی طالب (تحقیقی کتاب) 2 جلد
 - 6- گیارہویں شریف
 - 7- من دون اللہ کون ہیں۔
 - 8- شہید ابن شہید 3 جلد
 - 9- المدد یارسول اللہ
 - 10- خطبات چشتیہ 12 جلدیں
- خلفاء راشدین، آئمہ اہل بیت اور متعدد اولیاء کرام کی سیرت اور حیات و خدمات نظم و نثر میں لکھی کچھ مطبوعہ ہیں اور کچھ غیر مطبوعہ۔

(ج) کتب نعت

- آپ کی چند نعتیہ کتب کے نام درج ذیل ہیں۔
- 1- نوائے صائم چار جلدیں (اردو پنجابی)
 - 2- نور دا ظہور (اردو، پنجابی) 3- میخانہ (اردو، پنجابی)
 - 4- رحمت دا خزانہ (پنجابی) 5- رحمت دے خزینے (اردو پنجابی)
 - 6- محفل نعت (اردو پنجابی) 7- ارمغانِ مدینہ (اردو پنجابی)
 - 8- بلے او تو حیدر یو وڈ یو پچار یو (اردو پنجابی)
 - 9- مدینے دے پھل (پنجابی) 10- مدینے دیاں کلیاں (پنجابی)
 - 11- شاہِ خوباں (اردو) 12- طہ تے لیسین (پنجابی) 13- حسن کائنات 14- جانِ کائنات 15- شانِ کائنات 16- روحِ کائنات
- ”ن و القلم“ کے نام سے اردو نعت کا بہت بڑا مجموعہ زیر طبع تھے۔

فہرست مضامین

69	سیدہ کے بعد سب سے افضل	25	بارگاہِ بتول میں
71	ماں	27	مینارۃ نور
74	ماں بیٹی کی محبت	40	ولادت باسعادت
78	داغِ یتیمی	42	اس سلوک کا پس منظر
81	حضرت خدیجہ کی وصیت	42	چار عظیم عورتوں کی آمد
82	سیدہ کی آہ وزاری	44	نخلِ نور کا ثوری ثمر
84	حضور کا جواب	45	جنت کی کلی
86	آرزوئے خدیجہ	46	حوروں کی آمد
87	جنت کا کفن	47	حضور رسالت مآب کی آمد
87	یہ خصوصیت ہے	49	تاریخ ولادت
88	بیٹیوں کی حالت	51	بچپن مبارک
90	مصیبت پر مصیبت	51	الم ناک ماحول کا سامنا
90	عام الحزن	56	سیدہ پر ان حالات کے اثرات
91	ماں کی یاد	57	بہنوں کی ہجرت
92	باپ بیٹی کا مشترکہ غم		سیدہ کائنات شعب ابی طالب
92	طائف کا سفر	57	میں
93	حضور کی دعا	60	بچپن میں استقامت
96	ہجرت مدینہ	62	حضرت خدیجہ الکبریٰ
96	جدائی کی گھڑیاں	68	حضرت خدیجہ کا ہار

125	ایثار کی ضرورت ہے	97	ملاقات
126	خاندانی نظام کی تباہی	100	فاطمہ الزہرا کا نکاح
127	بحث یوں ختم ہوئی	100	حضرت علی کو مشورہ
129	امراء کو آگے آنا ہوگا	102	علی دربار نبی میں
130	بچ سکتے ہیں	103	رضائے فاطمہ
130	ہماری دُعا	105	سیدہ کا نکاح آسمانوں پر
132	بنتِ رسول مولا علی کے گھر	106	آسمانوں پر سیدہ کا جہیز
	حضور کی سیدہ کے گھر آمد اور	106	جنت کے ٹکٹ
134	دُعائیں	107	سیدہ کا نکاح زمین پر
137	شادی کی قمیض	108	زمین پر نکاح کا منظر
138	حضرت سلیمان کی بیٹی	109	نکاح کا خطبہ
140	قمیض کا بدلہ	111	دعوتِ ولیمہ
141	منافق کی پیشکش	112	مسرت انگیز لمحات
142	سیدہ کا سوال	113	ولیمہ کی دوسری روایت
144	خاتونِ جنت کا گھر	114	شادی کے وقت عمریں
145	امورِ خانہ داری	115	سیدہ کی رخصتی
147	حرفِ شکایت زبان پر نہ آیا	116	خدیجہ الکبریٰ کی یاد
150	بچپن کے دو واقعات	119	ہماری شادیاں
150	ایک عظیم سوال	119	حضور نے عزت رکھ لی
151	زیور نہیں پہنے	120	دعوتِ فکر
153	گلشنِ زہرا کے پھول کلیاں	121	ماں کی یاد
153	ریاضِ بتول کا پہلا پھول	123	بنتِ رسول کا جہیز
157	ولادتِ حسن نمازِ بتول	124	ہمارے جہیز

191	انتہائے سخاوت	160	امام حسن کا عقیقہ
194	ردائے فاطمہ سرمایہ عصمت	161	جی بہل گیا
196	قیمتی تحفہ	162	چمنستان زہرا کا دوسرا پھول
199	گلوبند کا تحفہ	163	ولادت
200	شہزادوں کا بستر	165	مبارک باد
203	سیدہ فاطمہ الزہرا کا مقام فقر	166	حضور کا اظہارِ مسرت
204	اپنے لئے سوال	167	علی و فاطمہ علیہما السلام
204	حضرت علی سے سوال	171	نائبہ الزہرا کی ولادت
205	باپ بیٹی کا فقر	172	زہرا کی تصویرِ کامل
206	نقاہت کیوں ہے	173	حضور خوش ہو گئے
208	نور محمد کا نوری لباس	174	اولادِ فاطمہ کی خوش نصیبی
208	سیدہ خواتین کے اجتماع میں	175	تحقیقی بات
209	سیدہ بتول یہودنوں کی شادی میں	176	شہزادہ بتول کی گمشدگی
213	حیدر کے ننھے پہلوان	177	سیدہ کی پریشانی
214	سیدہ کا درزی	181	امام حسن کی بیقراری
215	جبریل جھولا جھلاتا ہے	181	سیدہ فاطمہ کیلئے جنت کا کھانا
216	چکی کون چلاتا ہے	181	مریم کیلئے بے موسم کے پھل
218	امت کے لئے اشکباری	183	زہرا کے لئے جنت کا کھانا
219	تلاشِ محبوب	185	یہ دُعا تھی
222	حجرہ بتول	189	سخاوت کا انعام
223	محبوب ملتے ہیں مگر	189	تفسیر کبیر الرازی
232	صدائے دل	190	تفسیر مدارک
			تفسیر نیشاپوری

285	طہارت کی بے مثال شہادت	235	داستانِ غم
288	اولادِ فاطمہ پر جہنم حرام ہے	235	جنگِ احد
290	آیتِ رضا	245	ملاقاتِ مصطفیٰ
290	حضور کی دعا	247	قیامت کے دن ذمہ داری
292	آیتِ صلوة	247	آنسو ہی آنسو
297	محبتِ مصطفیٰ کی لاڈلی سے	250	سیدہ فاطمہ الزہرا کی شانِ قرآن
298	شرطِ ایمان	250	آیتِ موڈہ
299	اعمالِ بیکار ہیں	255	دوسری روایت
300	امتحانِ اُمت	258	پانچتن
300	کیوں محبت کرو	259	آیتِ کرامت
301	محبت خود محبت مانگتی ہے	261	ازلی طہارت
303	محبت کا صلہ	262	آیتِ مباہلہ
304	بشارتیں ہی بشارتیں	271	آیتِ طہارت
307	نبی کا ٹکڑا	272	اختیارِ مصطفیٰ
309	سیدہ کی شان میں گستاخی کفر ہے	273	اعزاز و اکرام کے لئے
310	افضلیتِ سیدہ فاطمہ کی ایک اور خاص وجہ	278	اللہ کا ارادہ
311	سب سے زیادہ محبت	279	انتخابِ مصطفیٰ
313	پہل صراط پر ثابت قدمی	280	پہلی روایت
314	چار سوال	280	دوسری روایت
314	دو چیزیں	282	تیسری روایت
315	خدا سے بھی محبت مانگتے ہیں	284	اہل بیت سے مراد پانچ ہیں
			یہ آیت آلِ عبا کے لئے
			حضرت عائشہ کی روایت

336	فاطمہ خدیجہ سے افضل ہیں	316	ایک دن کی محبت
337	فاطمہ و مریم	317	احترامِ اہل بیت
340	حضرت عائشہ کا قول	319	خدا کی رضا ہے رضا فاطمہ کی
341	امام مالک کا قول	321	دشمنانِ اہل بیت کی سزا
341	امام سیوطی کا قول	321	جنت حرام ہے
341	عبدالحق محدث دہلوی کی تحقیق	322	رحمتِ خداوندی سے مایوس
342	سیدہ کی مطلقاً افضلیت	322	کفر کی موت
343	دلیل عجیب	322	جنت کی خوشبو
	سیدہ فاطمہ الزہرا حضور کے	323	بغضِ اہل بیت بغضِ مصطفیٰ
345	ساتھ ہوں گی	323	شیطان کے ساتھی
346	فرمانِ مصطفیٰ	324	ہلاکتِ غرقابی جہنم
349	سیدہ کی بہنیں	325	یہ گالی نہیں حقیقت ہے
359	انوارِ زہرا	326	شقی منافق، حرامزادہ، ولد غیر طہر
371	زہرا کا بخاری کا ایثار	327	یہودیوں کا ساتھی
373	سیدہ کا علم غیب	327	قہرِ خداوندی
375	ایک کے بدلے دس انار		تم کو مژدہ ناز کا اے دشمنان
376	وہ فرشتہ تھا	328	اہل بیت
377	خاتونِ قیامت کا جذبہ جہاد	329	لڑائیِ مصطفیٰ سے
379	پردہ اور جہاد	330	کعبے کا نمازی دوزخ میں
	سیفِ نبی اور ذوالفقارِ حیدری	331	حاسدینِ اہل بیت کا منہ کالا
381	زہرا کے ہاتھ میں	332	نسب بدلنا
382	ذوالفقارِ حیدری	334	افضل کون؟
386	جس پر علی کو ناز تھا،	335	خدیجہ و عائشہ

420	کل کیسے آتی	389	ازبان پر کبھی شکوہ و شکایت
421	تیسری روایت		غلاموں سے بڑھ کر کنیزوں
426	یہ حسن اسلام	391	سے اعلیٰ
427	چوتھی روایت کا مفہوم	391	مشقت فاطمہ
435	شہزادوں کا جھگڑا	392	کنیز کے لئے سوال
436	پانچویں روایت کی وضاحت	397	جنت میں داخلہ
443	اگر علی نہ ہوتے	395	مسکراہٹ
444	چھٹی روایت مسئلہ فدک	396	گردنیں جھکا دوں گا ہیں نیچی کر لو
451	ساتویں روایت سیدہ کے آنسو	396	حوروں کا استقبال
455	انہی واقعات کے بارے میں	398	نور محمد کی خریدار آستانہ زہرا پر
456	ہمسایوں سے حسن سلوک	401	اب کیا ہوا
459	اطاعت اس کو کہتے ہیں	402	سخاوت زہرا حیدر کے قلم سے
460	فقر ہے بے نیازی	407	ایک نکتہ
460	دعاے فاطمہ	408	فتویٰ یا تقویٰ
463	سیدہ اور آپ کے بیٹے	408	گلوبند کا واقعہ
463	پیغام شہادت حسین		چند نزعی واقعات
464	منبر چھوڑ دیا	410	کردار فاطمہ کی روشنی میں
465	اپنا بیٹا یا بیٹی کا بیٹا	411	اعتذار
467	آگئیں رستہ دکھانے بجلیاں	412	پہلی روایت آئینہ حقیقت میں
469	سیدان قیامت کا ترازو	416	ادھر بھی دیکھیں
470	حسن و حسین کی تختیاں	417	آنکھوں دیکھا حال
472	حج بیت اللہ شریف	418	دوسری روایت
474	سیدہ ماں کے مزار پر	420	جواب یہ تھا

507	جناب سیدہ کا اضطراب	477	مدینہ منورہ کو واپسی
508	حسنین کا قصاص پیش کرنا	477	غدیر خم
511	جہنم سے حفاظت	480	مدینہ منورہ میں
512	یہ روایت ایسے بھی ہے	481	وصال مصطفیٰ کے آثار
517	اجازت مانگنے جبریل آتے	482	ازواجِ مطہرات سے مشورہ
517	ہیں محمد سے	483	سیدہ کا مشورہ
517	ایک اہم نکتہ	483	علالتِ مصطفیٰ
518	آمد جبریل	484	آنسو اور مسکراہٹ
520	طلب کرتے ہیں زہرا سے	486	نصیحت
523	اجازت عزرائیل آ کر	487	غمِ اُمت
524	شفقتِ مصطفیٰ	488	کہاں ملیں گے
526	مزید حوالے	490	یہ سوالات
528	خواب کی تعبیر	491	دوسری بات
532	تاجدارِ مدینہ کا وصال	491	یہ وصیتیں
539	باپ کے وصال کا سیدہ پر اثر	492	کیا عنوان ہو
542	ناقد رسول دروازہ زہرا پر	494	رونے دو
543	جناب سیدہ کے آخری ایام	495	قصہ دردِ عالم
545	سیدہ کا خواب	498	اولادِ عبدالمطلب کی نشانی
547	غمِ حیدر	499	جانبِ جنت البقیع
548	یا علی یہ آخری لمحات ہیں	500	غسل دو گے تو کیا ملے گا
553	کھانے سے انکار	501	میرے مصطفیٰ کا گھر
554	آرزوئے علی	504	یہ واقعہ
	آخری زیارت	505	عکاشہ کا انتقام

556	موت ہے یا نیند
558	خدا سے راز و نیاز
563	حضرت علی کی حالت
564	غسل اور جنازہ کی وصیت
565	غسل کی دوسری روایت
568	تاریخ وصال
	جناب سیدہ کی روح کو کس نے
569	قبض کیا؟
570	نماز جنازہ
	سیدہ کے وصال پر حضرت علی
571	کے مرثیے
574	حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
575	منقبت
578	منقبت

98110

رُتَبہ بتول کا

رُتَبہ ہے سب سے ارفع و اعلیٰ بتول کا
انحیاء رسول پاک ہے دُولہا بتول کا

نبیوں کے تاجدار کی بیٹی بتول ہے
ولیوں کا تاجدار ہے بیٹا بتول کا

اُن کو بنایا سرورِ عالم نے قاسمہ
ملتا ہے دو جہان کو صدقہ بتول کا

قرآں میں اُن کی شان پر رحمت کے ہیں حجاب
تطہیر کا بیان ہے پردہ بتول کا

نبیوں کی ساری بیٹیاں ہیں عالی مرتبت
سب سے بلند و اعلیٰ ہے رُتَبہ بتول کا

جنت کا انحصار ہے حُبِ بتول پر
ساری بہشت پر تو ہے قبضہ بتول کا

ہے گھر کا گھر لٹا دیا اُمت کے واسطے
احسان مومنوں پہ ہے کتنا بتول کا

نارِ سقر کا کس طرح کچھ خوف ہو اسے
صائم تو اک غلام ہے زہرا بتول کا

بارگاہِ بتول میں

بڑھے گی تا ابد شانِ علیٰ ہر آن زہرا کی
کہ ہے مدحتِ سرائی کر رہا قرآن زہرا کی

کھڑے ہو کر تھے استقبال کرتے مُصطفیٰ اُن کا
خدا ہی جانتا ہے کس قدر ہے شان زہرا کی

نبی کے گھر کی ہر نعمت وہی تقسیم کرتی ہیں
ہے گویا سب خدائی ہر گھڑی مہمان زہرا کی

نگاہوں کو جھکا لو اہلِ محشر یہ ندا ہوگی
سواریِ خلد میں جائے گی جب ذیشان زہرا کی

پاسِ پردہ ملک الموت کے انکار کرنے پر
خدا نے قبض فرمائیں تھی خود ہی حبان زہرا کی

جبھی تو کٹ کے بھی کر بل میں سُر اُن کا رہا اُونچا
 کہ تھی شبیر میں غیرت عسلی کی آن زہرا کی

بیاں کیا شان ہو بنتِ نبی کی تجھ سے اے صائم
 تھے چکی پیتے حور و ملکِ رضوان زہرا کی

یہ منقبت بطورِ خاص جناب محمد بشیر نقشبندی علی پوری کی فرمائش پر
 شاملِ اشاعت کی جا رہی ہے

عِبَارَةُ نُور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّيْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

آج سے دس سال قبل بنتِ رسول کی سیرتِ مقدّسہ پر پنجابی نظم میں کتاب خاتونِ جنت لکھنے کا شرف حاصل ہوا تو بہت سے احباب کی یہ خواہش تھی کہ اس کتاب کو اردو نثر میں بھی تبدیل کر دوں۔

کتاب مذکورہ کے کئی ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور اب اسے نہایت ہی اعلیٰ اور معیاری کتابت و طباعت کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا جا رہا ہے بتانا یہ تھا کہ اگرچہ کتاب خاتونِ جنت بنتِ رسول کی سیرت پاک پر ایک مکمل دستاویز ہے جس میں پنجابی نظم کے ساتھ ساتھ کتابوں کے حوالہ جات بھی حاشیہ میں درج ہیں تاہم اردو خوان حضرات اس سے استفادہ نہ کر سکے، جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی حیاتِ مقدّسہ پر تفاسیر و احادیث اور تواریخ و سیر کی ہر کتاب میں کچھ نہ کچھ ذکر ضرور ہوتا ہے کیونکہ آپ کی ذات والا صفات کے تذکرہ کے بغیر نہ ہی کوئی تفسیر و حدیث کی کتاب مکمل ہو سکتی ہے اور نہ ہی تاریخِ اسلام میں جامعیت آ سکتی ہے تاہم یہ

تذکرے انتہائی مختصر ہوتے ہیں۔

آپ کی حیاتِ طیبہ پر عربی اور اردو زبان میں چند ایک مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں جن میں ایک کتاب فاطمہ بنتِ محمد عمر ابونصر کی عربی زبان میں ہے جس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔

ایک اور عربی کی کتاب الزہرا بھی ہے ان کے علاوہ مُصَوِّرِ غَمِّ عِلَامَہ راشد الخیری کی اردو تصنیف الزہرا بھی موجود ہے اور جامعیت کے لحاظ سے ان سب سے بہتر ہے مگر ان سب کتابوں میں بھی وہ سب کچھ موجود نہیں جو متفرق طور پر تفسیر و حدیث اور تاریخ و سیرت کی کتابوں میں جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی حیاتِ مقدسہ کے متعلق موجود ہے۔

چنانچہ ایک تو اس خیال سے کہ وہ جواہر پارے اور دُرّ منثور جو سیرتِ زہرا پر مختلف کتابوں میں موجود ہیں ایک جگہ جمع کر دیئے جائیں تاکہ کچھ نہ کچھ تو توشہٴ آخرت تیار ہو جائے۔

بہت ممکن ہے کہ میری یہی کوشش قیامت کے دن میرے لئے پروانہٴ نجات بن جائے اور دوسرا خیال یہ بھی ہے کہ ممکن ہے اس کتاب کے مطالعہ سے قوم کی بہو بیٹیاں اپنی اصلاح پر مائل ہو جائیں اگرچہ بظاہر ایسی کوئی توقع رکھنا عبث معلوم ہوتا ہے اور حالات بتا رہے ہیں کہ ایسا ہونا انتہائی مشکل ہے مگر ہم مایوس نہیں ہیں۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی
ہمیں معلوم ہے کہ کِشْتِ حِیاءِ مَسلسل ویران ہوتی جا رہی ہے لیکن
پھر بھی اُس وقت کا انتظار ہے جب عورت کو حِیاءِ و حجاب کا زیور نصیب

ہو جائے مُسلمان عورت اگر اپنے مقامِ عظیم سے تحتِ الشریٰ میں چھلانگ لگا چکی ہے تو اس کی ذمہ داری عورت سے کہیں زیادہ مردوں پر عائد ہوتی ہے عورتیں اگر چراغِ خانہ سے شمعِ محفل بن چکی ہیں تو اس کی ذمہ دار محض عورت ہی نہیں مرد بھی ہیں۔

بے حسابی کی اس مسموم ہوا سے مرد ہی عورت کو بچا سکتے تھے مگر شوہنی قسمت سے ایسا نہ ہو سکا۔ عورتیں اگر صالحِ ادب کی بجائے فحش لٹریچر کا مطالعہ کرتی ہیں تو یہ قصور کس کا ہے۔ فحش اور مخربِ اخلاق لٹریچر چھاپنے کا اہتمام کون کرتا ہے؟ غلیظ اور فحش فلمی اور غیر فلمی اخبار کون شائع کرتا ہے؟ ہیجان آور اور اشتعال انگیز ناول کون چھاپتا ہے اور اب تو یہ راز راز بھی نہیں رہا کہ بے شمار پست کردار اور غلیظ اخلاق کے مصنف عورتوں کے فرضی ناموں سے اپنے گندے ذہن کا زہر ناولوں اور افسانوں کی صورت میں دھڑا دھڑ مارکیٹ میں پھیلا رہے ہیں تاکہ عورتیں عورت کی تصنیف سمجھ کر دامِ فریب میں آجائیں۔

اور پھر فحش فلموں کو بنا کر ان کی نمائش کون کرتا ہے؟ یہ درست ہے کہ فلموں میں عورتیں بھی کام کرتی ہیں مگر انہیں گھر کی چار دیواری سے پردہٴ سکرین پر لانے والا کون ہے؟ اربابِ اختیار چاہتے ہیں کہ اس فحاشی کا استیصال ہو جائے مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ دل سے نہیں چاہتے کہ اس لعنت کو ختم کر دیا جائے۔

مخربِ اخلاق فلمیں پہلے پاس کر دی جاتی ہیں اور انہیں فحش نمائش کے بعد قرار دیا جاتا ہے غلیظ لٹریچر چھاپا پہلے جاتا ہے اور چھاپے بعد میں

مارے جاتے ہیں سنسر بورڈ کی ذمہ داری صرف یہ ہے کہ جیب کون بھرتا ہے یا پھر اُن خبروں کی قطع بُرید کرنا ہے جو حکامِ بالا کے مزاج کے خلاف ہوں بہر صورت ہم یہ بتا رہے تھے کہ عورت کو اس خطرناک صورتِ حالات سے دوچار کرنے میں زیادہ کردار مرد ہی نے ادا کیا ہے۔

بے پردہ کل نظر جو آئیں چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا
ہم اربابِ اختیار کو مشورہ دیں گے کہ اگر فحاشی کے زہر کا خاتمہ
چاہتے ہو تو نظامِ اسلام نافذ کر دو یہ لعنت خود بخود ختم ہو جائے گی۔

ہم مردوں کو مشورہ دیں گے کہ عورت کو اس کا سب سے اعلیٰ زیور
”پردہ واپس کر دو تمہیں بھی راحت نصیب ہو جائے گی اور عورت بھی عورت
بن جائے گی عورت کا معنی ہی پردہ ہے عورت کہتے ہی اُسے ہیں جو چھپی ہوئی
ہو عورت جب تک پردے سے باہر رہے گی عورت کہلانے کی مستحق ہو سکتی
مستورات بھی انہیں کہتے ہیں جو مستور ہوں پوشیدہ ہوں۔

موتیوں کی جو قدر ڈبوں میں ہے باہر نہیں
اور ہم اپنی واجب الاحترام قوم کی بیٹیوں کی خدمت میں درخواست
کریں گے کہ آپ اس بے حیائی اور بے پردگی کی آگ کے شعلوں سے اپنا
دامنِ حیا بچانے کی خود بھی کوشش کریں۔ آپ کا ایک مقام ماں کا بھی ہے

آپ کے بیٹوں کا کردار وہی ہوگا جو آپ انہیں عطا کریں گی۔

سیرتِ فرزند ہا از اُمہات

جوہرِ صدق و صفا از اُمہات

اولاد کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہوتا ہے بیٹے کی سیرت میں آپ ہی کی

سیرت کے جوہر نمایاں ہوں گے آپ نے جس ماحول میں بچے کو جنا اور پالا ہوگا اُس ماحول کا اثر اُس پر زندگی کے آخری سانس تک رہے گا۔

اگر آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ آپ کا بچہ دُنیا کا

عظیم انسان بنے تو پہلے خود کو عظیم بنائیں اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کی گود

میں کوئی عکسِ حسین آجائے تو پھر شہنشاہِ کائنات کی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرا

سلام اللہ علیہا کی طرح خود کو زمانے کی تیکھی نظروں سے بچا کر پردے میں

آجائیں۔

اگر پندِ زِ درویشے پذیری

ہزار اُمت بمیرد تو نہ میری

بٹولے باش و پنہاں شو ازیں عصر

کہ در آغوشِ شبیرے بگیری

(اقبال)

آپ زندگی کے کسی بھی مرحلے پر ہوں سیدالانبیاء تا جدِ اربعینہ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس بیٹی سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا کی سیرتِ پاک آپ

کے لئے روشن ترین نشانِ راہ ثابت ہوگی۔ آپ اگر ماں کے روپ میں ہیں تو

محمدِ عربی کی بیٹی کا اُسوۂ حسنہ آپ کی مکمل راہنمائی فرمائے گا آپ کو تسلیم و رضا

کا پیکر بنا دے گا کیونکہ رکشتِ تسلیم و رضا کا حاصل ہی سیدہ فاطمہ الزہرا
سلام اللہ علیہا ہیں۔

مزرعِ تسلیمِ را حاصلِ بتول
مادراں را اُسوۂ کاملِ بتول

(اقبال)

اگر آپ بیوی کے رُوپ میں ہیں تو ملکہِ فردوس بریں بانوئے حیدر
کرار سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا کردار آپ کو عظیم بیوی بننے کا شعور عطا
کرے گا سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی سیرت آپ کو بتا دے گی کہ کس طرح
شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کا حق ادا کیا جاسکتا ہے۔

محمدِ عربی کی مقدس بیٹی کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے خوریں
اور پریاں ہمہ وقت دست بستہ کھڑی رہتی تھیں مگر انہوں نے اپنی مرضی کو
اپنی خواہش کو شوہرِ نامدار کی رضا اور خواہش میں گم کر دیا تھا۔

نوری و ہم آتشی فرماں برش
گم رضائش در رضائے شوہرش

(اقبال)

آپ اگر بیٹی کے رُوپ میں ہیں تو تاجدارِ دو عالم کی بیٹی سے
اطاعتِ والدین کا سلیقہ سیکھیں باپ کی خدمت اور ماں سے محبت کرنے کا
طریقہ سیکھیں سادگی اور محنت سے زندگی بسر کرنے کا انداز سیکھیں باپ کے
دکھوں اور دردوں میں شریک ہونے کی ادا سیکھیں ماں سے والہانہ محبت
کرنے کا سبق حاصل کریں۔

آپ اگر امیر ترین عورت ہیں تو شہنشاہِ کائنات کی مقدس بیٹی سے زیادہ امیر نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ بنتِ رسول کے لئے جبریل علیہ السلام جنت الفردوس کے جوڑے لایا کرتے تھے۔

آپ کے جانماز کے نیچے سونے اور چاندی کے دریا بہتے تھے اور آپ کا باپ دونوں جہان کا تاجدار ہے کائنات کا ہر ذرہ جنابِ زہرا کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے ہر وقت تیار رہتا اور پھر جنابِ سیدہ فاطمہ الزہرا کی والدہ مکرمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ مکہ معظمہ کی امیر ترین عورت تھیں جناب فاطمہ الزہرا کی عمر مبارک اُس وقت صرف پانچ سال تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک شادی میں شرکت کے لئے انہیں چھوٹے زیور پہنانا چاہے مگر محمد عربی کی مقدس بیٹی نے اس چھوٹی سی عمر میں بھی زیور پہننے سے انکار کر دیا اور پھر امیری تو اسی کو کہتے ہیں کہ اُس کے دروازہ سے کوئی سوالی خالی نہ جائے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نقشِ قدم پر چل کر آپ کو آپ کی دولت سے ایک ایسی سکون بخش زندگی ملے گی جس کا آپ تصور بھی نہیں کر سکتیں۔

اور اگر آپ غریب ہیں تو جب بھی بنتِ رسول کی حیاتِ طیبہ آپ کے لئے نشانِ منزل ہے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نقشِ قدم پر چل کر آپ کو غربت ہی میں وہ کیف و سرور حاصل ہوگا جو شاید کسی شہنشاہِ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہ ہو۔

میرا یہ کتاب لکھنے کا ایک خاص مقصد یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن ردائے زہرا کا سایہ تلاش کرنے والی بیبیاں سیدہ زہرا کے حضور میں سرخرو

ہو کر حاضر ہوں یہ کتاب ایک مقدس ہستی کی مقدس سیرتِ پاک ہے اس لئے آپ کو اس میں افسانوی انداز نہیں ملے گا۔

یہ تو ایک سبق آموز دستاویز ہے جس میں آپ کو زندگی کا شعور ملے گا اور عورت کی حقیقت سے آگاہی حاصل ہوگی۔

مجھے پھر آپ سے یہی درخواست کرنا ہے کہ آپ اپنے مقام کو پہچانیں اگر آپ زیادہ پڑھی لکھی ہیں تو آپ پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے آپ اپنی ہم جنسوں کی اصلاح کی طرف توجہ دیں آپ کہاں سے کہاں آگئی ہیں رُوحِ اقبال آج بھی اسی تصور سے سرشار ہے کہ آپ کی چادر ہمارے ناموس کی محافظ ہے۔ آپ کی روشنی ہمارے فائوسِ حیات کا سرمایہ دین کی قوت اور ملت کی بنیاد ہے۔ آپ جب بچوں کو دودھ دیتی ہیں تو وہ آپ سے درسِ توحید سیکھتے ہیں۔

اے رِداِیتِ پردۂ ناموسِ ما
 تابِ تو سرمایۂ فائوسِ ما
 طینتِ پاکِ تو مآرا رحمتِ است
 قوتِ دین و اساسِ ملتِ است
 کُودکِ ما چُو لب از شیرِ تو شست
 لا اِلٰهَ اِلاَّ اُمُوختی اُو را نخت

اور اس میں تو کوئی شک کی وجہ ہی نہیں کہ اولاد کے عادات و اطوار فکر و گفتار اور سیرت و کردار کو ماں ہی تخلیق کرتی ہے۔

می تراشد مہر تو اطوارِ ما

فکرِ ما گفتارِ ما کردارِ ما

شاعرِ مشرق آپ کو عظمت کی جن بلندیوں پر دیکھ رہے ہیں آپ بھی وہ مقام حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کریں آپ پہلے اپنی اصلاح کی طرف قدم اٹھائیں گی تو بچوں کی تربیت بھی بہتر ہو سکے گی۔ آپ خود کو رونق بازار بننے سے بچائیں گی تو آپ کی اولاد کے سینوں میں بھی غیرت و حیا کے خزانے محفوظ ہوتے جائیں گے۔

اگر آپ اپنے ہاتھوں ہی عفت و حیا اور غیرت و ایمان کی دولت لٹا دیں گی تو پھر اولاد کو یہ خزانہ کہاں سے حاصل ہوگا۔

عورت کو خالق کائنات نے خاص اجزائے ترکیبیہ سے تخلیق فرمایا ہے اُس کو جو مخصوص جوہر تفویض کئے گئے ہیں اُن کا ظہور پوشیدہ رہ کر ہی ہو سکتا ہے وہی موتی سب سے زیادہ قیمتی ہوتے ہیں جو اصداف کے پردوں میں رہے ہوں۔

کسی بھی جنس کا بیج زیادہ دیر تک کھلی جگہ میں رہے تو وہ بالآخر گل سرد کر ضائع ہو جاتا ہے مگر جب وہ زمین کی تہہ میں چلا جاتا ہے تو اُس سے رنگ رنگ شگوفے پھوٹتے ہیں۔

جوہر کہتے ہی اُسے ہیں جو پوشیدہ ہو عورت ماں ہو، بہن ہو، بیوی ہو، بیٹی ہو حسن و رعنائی کائنات ہے۔ اور یہ حسن و رعنائی اُس وقت تک محفوظ ہے جب تک پردے میں ہے۔ رونق بازار اور شمع محفل بن جانے کے بعد وہ سب کچھ ختم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے عورت کو واجب الاحترام کہا جاسکتا

ہے۔

تمام دُنیا کی عورتوں کی سردار بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ عورت کا پردہ کیا ہے ؟
تو آپ نے فرمایا ! کہ نہ تو کوئی غیر محرم اُسے دیکھ سکے اور نہ ہی وہ کسی کو دیکھ سکے۔

اب ذرا آپ بھی خود کو اس معیار پر جانچنے کی کوشش کریں۔

شائد کہ اُتر جائے ترے دل میں مری بات

آپ مختلف النوع بھڑکیلے لباس اور ہر قسم کا سنگار کر سکتی ہیں۔

اسلام آپ کو اس سے ہرگز نہیں روکتا۔ مگر صرف اپنے شوہر کے لئے غیروں کے لئے نہیں۔ خود ہی غور فرمائیں کہ اگر آپ خود کو آراستہ کر کے غیر مردوں کو دعوتِ نظارہ دیں گی تو پھر آپ میں اور بازاری عورت میں کیا فرق رہ جائے گا۔

اگر آپ لفظِ بازاری کو اپنے لئے گالی سمجھتی ہیں تو پھر فاحشہ عورتوں کی اندھی تقلید چھوڑ کیوں نہیں دیتیں۔

غیرت و حیا انعامِ خداوندی ہے۔ عورت کے لئے سب سے عظیم نعمت اور سب سے اعلیٰ زیور پردہ ہے۔ دورِ حاضر کی مکار یوں سے بچیں یہ آپ کی متاعِ دین کے قافلہ کو لوٹ لینا چاہتا ہے۔ اپنی تقدیس و عظمت کے لئے ایک دوسری کو تیار کر کے میدانِ عمل میں آجائیں۔

زمانے کی بیباک نگاہیں تم پر اٹھی ہوئی ہیں۔ اُن کے لئے چیلنج بن جاؤ اپوا کی تحریکیں تمہارے تقدس کی حفاظت کی ضامن کبھی نہیں بن سکیں گی۔ متاع

تقدس اور دولتِ حیا کو بچانا ہے تو دامنِ زہرا بتول میں آ جاؤ۔ محمد عربی کی بیٹی کی تقلید کرو۔

اقبال کہتے ہیں کہ دورِ حاضر تمہیں فروخت کر دینا چاہتا ہے۔ عصرِ حاضر کا قیدی خود کو آزاد اور اس کا مارا ہوا خود کو زندہ سمجھتا ہے اور یہی ہماری بد قسمتی ہے۔

صید او آزاد خواند خویش را

کشتہ او زندہ داند خویش را

مگر اے مسلمان عورت! تو ہی سرمایہ ملت کی محافظ اور نخلِ جمعیت کی آب بندی کرنے والی ہے۔ تو اپنے آباؤ اجداد کے راستوں سے ایک قدم بھی ادھر ادھر نہ جا۔ اور اس زمانے کے دستبرد سے ہوشیار ہو کر اپنے فرزندوں کو اپنی آغوش میں لے لے۔ انہوں نے ابھی اپنے پر پرزے بھی نہیں نکالے اور اپنے آشیاں سے بھی دُور گرے پڑے ہیں۔ اور شہزادی رسول سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے اُسوۂ کاملہ کی طرف سے نگاہیں نہ بند کر بلکہ سیرتِ زہرا پر عمل کرنیکی کوشش کر۔ تاکہ تیری شاخ کا ثمر حسین ہو۔

ہوشیار از دستبردِ روزگار

گیر فرزندانِ خود را در کنار

ایں چمنِ زاداں کہ پر نکشادہ اند

ز آشیاںِ خویش دُور افتادہ اند

فطرتِ تو جذبہ ہا دارد بلند
چشمِ ہوش از اسوۂ زہرا مہند

تا حسینے شاخِ تو بار آورد
موسمِ پیشیں بگلزار آورد

واجب الاحترام بناتِ قوم کی خدمت میں ان چند گزارشات کے بعد اپنے مسلمان بھائیوں سے درخواست کریں گے کہ آپ بھی اپنے گھروں کی حفاظت کریں اور اپنی بہو بیٹیوں کے مطالعہ کے لئے ایسے لٹریچر کا انتخاب کریں جو زندگی کے ان راستوں کی راہنمائی کرتا ہو جن پر چل کر کوئی قوم سرفرازی حاصل کر سکتی ہے۔

اخلاق سوز اور فحش قسم کی کتابوں اور رسائل کا اپنے گھروں میں داخلہ ممنوع قرار دے دیں۔ یہ کوئی اتنا مشکل کام نہیں۔ اگر آپ اپنے ذوقِ مطالعہ کو درست کر لیں گے تو مستورات خود بخود فحاشی کی وباسے محفوظ ہو جائیں گے۔

الرِّجَالُ قَوُّمُونَ عَلَى النِّسَاءِ

مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔

اگر یہ اپنی عاقبت اور گھریلو ماحول کو درست کرنا چاہیں تو آسانی سے کر سکتے ہیں۔ اور اگر وہ طرفہ اصلاحی اندازِ فکر ہو جائے تو ہر گھر مرکز سکون و راحت بن سکتا ہے۔ ان تمہیدی صفحات سے قارئین پر ظاہر ہو گیا ہوگا کہ یہ کتاب لکھنے کی ہماری غرض و غایت کیا ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کو فلمی

ادا کاراؤں کی اندھی تقلید سے بچا کر مقدّس رسول کی مقدّس بیٹی کی مقدّس سیرت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور میری اس کوشش کو بار آور فرمائے۔

دوسری پاک باز اور خوش نصیب مُسلمان بیبیوں کے ساتھ میری والدہ مرحومہ کو بھی خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ردائے پاک کا سایہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کنیز زادہ خاتونِ قیامت

صائمِ چشتی

ولادت باسعادت

جمادی الثانی کی بیس تاریخ اور نبوت کا پہلا سال ہے۔ تاجدارِ کون و مکاں، قبلہ گاہِ قدسیاں، شہنشاہِ انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں شہزادی کون و مکاں سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی تشریف آوری ہونے والی ہے۔ کائناتِ ارضی کا ذرہ ذرہ کیف و سرور میں ڈوبا ہوا ہے۔ ملائکہ نے احترام سے نگاہیں جھکا رکھی ہیں۔ حوریں ملکہ فردوس بریں کے استقبال کے لئے سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے حجرہ منورہ کے اندر و باہر صفیں باندھے کھڑی ہیں۔

ایک طرف توشان و شوکت کا یہ اہتمامِ خاص بارگاہِ خداوندِ قدوس سے کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف یہ رُوح فرسا اور دل ہلا دینے والا منظر بنا ہوا ہے کہ جنابِ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے پاس ان مخصوص لمحات میں کوئی عورت موجود نہیں۔ اس کسمپرسی کا تصور کرتے ہوئے بھی رُواں رُواں کانپ اٹھتا ہے کائناتِ دل لرزلرز جاتی ہے کہ مکہ معظمہ کی جس قابلِ صد احترام ہستی سے شرفِ ہمکلامی حاصل کر کے قریش کی عورتیں فخر کیا کرتی تھیں۔ جس کے ایک پیغام پر پورے شہر کی عورتیں جمع ہو جایا کرتی تھیں جس سے گھر میں آنا باعثِ عزت و افتخار سمجھا جاتا تھا۔ آج قریش کی وہ عظیم

المرتبہ ہستی یوں اکیلی ہے کہ نہ کوئی سہیلی ہے نہ تیماردار، نہ کوئی دایہ ہے نہ غمگسار، قریش کی عورتیں جان چکی تھیں کہ شہر کی یہ امیر ترین عورت اپنی دولت کا کافی حصہ خرچ کر چکی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ انہیں اسلام سے عداوت تھی۔

اور وہ یہ بھی کہا کرتی تھیں کہ اس نے اپنے جاہ و جلال اور مال و منال کو ایک فقیر کی گودڑی میں ڈال دیا ہے۔ اس نے روسائے قریش کے پیغامات کو ٹھکرا کر ابوطالب کے اُس یتیم سے نکاح کیا ہوا ہے جس کے پاس اپنی ایک گودڑی بھی نہیں۔ روضۃ الشہداء میں ہے !

چوں ولادتش نزدیک رسید خدیجہ کس باقربائے خود فرستادہ از قریش کہ بباہ انداز
من کفالت کنند ایشان باز دانند کہ خدیجہ تو در ماعاصی شدی و قول ما قبول نہ کردی وزن
یتیم ابوطالب شدی و درویشی بر تو نگری اختیار کردی مائمی آئیم و شغل تو کفالت نمی کلیم۔
(روضۃ الشہداء صفحہ ۸۴)

کہ جب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت کا وقت قریب آیا تو حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کو بھیجا کہ بیگمات قریش کو بلالائے تاکہ وہ میرے ساتھ تعاون کرے جیسا کہ عورتوں کو اس حال میں ضرورت ہوتی ہے۔

لیکن ان عورتوں نے آنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ تو یتیم ابوطالب کی زوجیت قبول کر کے ہمارے نزدیک گنہگار ہو چکی ہے تو نے تو نگری سے درویشی کو بہتر سمجھ رکھا ہے اس لئے ہم نہیں آئیں گی اور تیرے ساتھ کوئی تعاون نہیں کریں گی۔

بظاہر دیکھنے میں روضۃ الشہداء کی یہ عبارت عجیب سی معلوم ہوتی ہے
کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنابِ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ
عنہا کو نکاح مبارک کئے ہوئے اُس وقت سولہ سال کا عرصہ ہو چکا تھا۔ اور
اس قدر طویل عرصہ گزر جانے کے بعد قریشی عورتوں کا یوں طعنہ زنی کرنا
نا قابلِ فہم بات ہے۔

اس سلوک کا پس منظر

مگر اس کا پس منظر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو قریشی عورتوں کا یہ سلوک
اچنبھے کی بات نہیں۔ کیونکہ جنابِ خدیجۃ الکبریٰ نے جب امام الانبیاء صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح مبارک کیا تھا۔ اُن کی دولت دُنیاوی طور پر مسلسل
کم ہوتی گئی۔ آپ کا تمام مال و منال چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
تصرف میں تھا اس لئے ”حق بحق دار رسید“ کے تحت یہ دولت غریبوں،
مسکینوں، ناداروں، محتاجوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم ہو رہی تھی۔ مکے
کی عورتیں خدیجۃ الکبریٰ کے آگے پیچھے اس لئے پھرتی تھیں کہ وہ شہر کی
بہت بڑی رئیسہ تھیں۔ اب اُن کی دولت میں کمی دیکھی تو سب نے منہ پھیر لیا
علاوہ ازیں اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت چند ماہ
پہلے ہوئی تھی۔

چار عظیم عورتوں کی آمد

بہر حال جنابِ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے قریشی عورتوں کا

پیغامِ سنا تو پریشان ہو گئیں۔ غیرتِ الہیہ کو جوش آ گیا جنابِ سیدۃ النساء العالمین کے لئے چار دایاں بھیج دیں۔

جنابِ خدیجۃ الکبریٰ کی اچانک نظر اٹھی تو دیکھا کہ آپ کے سامنے چار دراز قامت گندم گوں پیبیاں تشریف فرما ہیں۔

اور پھر انہوں نے بنی ہاشم ہی کی عورتوں کی طرح آپ کو مخاطب کیا تو آپ خوفزدہ ہو گئیں۔

ان میں سے ایک نے عرض کیا ملکہِ عالم آپ گھبرائیں نہیں۔ ہم آپ کی بہنیں اور خادمائیں ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں آپ خدمت پر مامور کیا ہے۔

میں سارہ والدۃِ اسحاق پیغمبر ہوں۔ یہ مریم بنتِ عمران والدۃِ عیسیٰ پیغمبر ہیں اور یہ جنابِ کلثوم خواہرِ موسیٰ پیغمبر ہیں اور یہ جنابِ آسیہ زینِ فرعون ہیں۔ یہ تینوں بہشت میں آپ کے ساتھ ہوں گی۔

پھر ان میں سے ایک دائیں طرف دوسری بائیں جانب ایک سامنے اور ایک پشت مبارک کی جانب بیٹھ گئیں تو شہزادی رسول صلی اللہ علیہ

(۱) ناگاہ چہار زن بروئے ظاہر شدند گندم گوں دراز و بالا۔ چنانچہ گفتے زنان بنی ہاشم از خدیجہ، چوں ایشان را بدید برتر سیدیکے از ایشان گفت اندوہ مداراے خدیجہ و ترس را بخود ہمدہ کہ خدا تعالیٰ مارا بتو فرستادہ۔ ما خواہران بتویم من سارہ ام، و ایس دیگرے مریم بنتِ عمران است و سوم کلثوم خواہر موسیٰ و چہارم آسیہ زینِ فرعون و ایس ہمدہ رفیق تو خواہند بود در بہشت پس از یکے از راست بنشست دیگر از جانب چپ یکے از روئے

وآلہ وسلم اور ایک پشت مبارک کی جانب بیٹھ گئیں تو شہزادی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کی گود میں تشریف لے آئیں۔

نخلِ نُور کا نُوری ثمر

روایات میں آتا ہے کہ جب سیدۃ النساء العالمین تشریف لائیں تو آپ کے چہرہ اقدس کے نُور سے زمین منور ہو گئی۔ اور اس نُور کی تجلیات نے مکہ معظمہ کے مکانوں کا احاطہ کر لیا اور مشرق و مغرب میں کوئی جگہ نہ رہی جو آپ کے نُور سے منور نہ ہوئی ہو۔

کیوں نہ ہو؟ سیدہ فاطمۃ الزہرا صلوة اللہ علیہا کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ٹکڑا فرمایا ہے۔ آپ بضعتہ الرسول ہیں، نورِ اول کی ضیاء ہیں۔ سراجِ منیر کی صاحبزادی ہیں۔ اُس نُورِ مجسم کی شہزادی ہیں جس کی نُور بیز شعاعوں نے کائناتِ عالم کا احاطہ کر رکھا ہے۔

اُس نخلِ نُور کا نُورانی ثمر ہیں جو اصل کائنات اور حاصلِ کونین ہیں۔ اُس نیرِ اعظم مہرِ عالمتاب کی بیٹی ہیں جس کے ایک جلوے کا مظہر آفتاب و مہتاب اور نجم و کہکشاں ہیں۔ اُس مبداءِ نور کی تصویر ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ کا خلعت پہنا رکھا ہے۔

و دیگر در عقب و فاطمہ متولد شد و چون بزین آمد نور از روئے درخشاں گردیدہ چنانچہ نجا نہایت مکہ احاطہ کرد و بشرق و غرب زمین بچ جائے نماں الا کہ بدال نور روشن گردید۔

(روضۃ الشہداء ص ۸۴)

سراج منیر اور زجاج نور کی سند دے رکھی ہے۔ جو اپنے متعلق اول
مَا خَلَقَ اللَّهُ نُورِيَّ كَاِعْلَانِ فَرَمَاتِي هِيَ۔
اُس نُورِ مَقْدَسِ كَا سَارَا خَانْدَانِ هِيَ نُورِ هِي پھر سیدہ فاطمہ الزہرا رضی
اللہ تعالیٰ عنہا تو آپ کی تصویر تھیں آپ کا عکس جمیل تھیں تو پھر دونوں عالم
کیسے منور نہ ہوتے۔

جنت کی کلی

انور و تجلیات کی بارش بھی ہو رہی ہے اور جناب خدیجۃ الکبریٰ کا
حجرہ منور بھی جنت کی خوشبوؤں میں بسا ہوا ہے۔ کیوں نہ ہو جنت کی کلی شگفتہ
ہو چکی ہے۔ ملکہ فردوس بریں طیّبہ و طاہرہ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا فرماتی ہیں کہ میری بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا نُورِ مَقْدَسِ
جب میرے بطن میں تھا تو میں ہر روز جنت کی خوشبو سونگھا کرتی تھی۔ اور یہ
خوشبوئے فردوس بریں مجھے پورے نو ماہ تک آتی رہی اور پھر وہ جنت کی کلی
زہرا میری آغوش میں آگئی۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۲۲۵)

یہی وجہ تھی کہ امام الانبیاء تاجدار مدینہ احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اپنی مقدس بیٹی کے سر اقدس کو سونگھا کرتے اور فرماتے کہ ہمیں تجھ
سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔

اِذَا اشْتَقْتُ لِرَائِحَةِ الْجَنَّةِ شَبِثْتُ رَقَبَةَ فَاطِمَةَ

(نور الابصار صفحہ ۴۵)

جناب سیدۃ فاطمہ سلام اللہ علیہا کالقب زہرا بھی ہے۔ زہرا کہتے ہی کلی کو ہیں اور آپ جنت کی کلی ہیں نزہۃ المجالس میں یہ روایت بھی آتی ہے کہ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ولادت مبارکہ کے متعلق جبریل علیہ السلام پہلے ہی عرض کر چکے تھے۔

(نزہۃ المجالس صفحہ ۲۲۵ جلد دوم)

مہک فردوس کی مکہ کی گلیوں میں چلی آئی

تھی جب آغوشِ مادر میں وہ جنت کی کلی آئی

(صائمِ چشتی)

حُوروں کی آمد

بہر حال شہزادی رسولِ عالمین کی تشریف آوری ہو چکی ہے انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی ہے۔ آپ کی چاروں قابلِ صدا احترام دایاں آپ کی جبینِ اقدس کو بوسے دے ہی رہی تھیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت کی دس حوروں کو آپ کے غسلِ اول کے لئے بھیج دیا۔

جنت کی حوریں ہاتھوں میں نُور کے زریں طشت اور سروں پر کوثر کے مثلے اٹھائے ہوئے ملکہِ فردوس جنابِ سیدہ خدیجہ الکبریٰ کے حضور میں حاضر ہو کر نہایت ادب سے سلام پیش کرتی ہیں۔ مبارک باد اور ہدیہ تہنیت پیش کر کے آپ کی گود سے جنابِ سیدہ کو اٹھالیتی ہیں۔ ہر ایک آپ کو طشتِ نُور میں بٹھا کر آبِ کوثر سے غسل دیتی ہے پھر جنت کی چھوٹی سے عبا پہنا کر خوشبوؤں میں بسا ہوا رومال آپ کے سرِ اقدس پر باندھ دیتی ہیں۔

بعد ازاں جناب سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی گود میں دیکر
عرض کرتی ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی صاحبزادی کو پاکیزہ اور طیب
وطاہر اور برکت والی کیا ہے اور ان کی اولاد کو بھی برکت دی ہے۔

پھر یہ تمام مقدس بیبیاں آپ کو سلام عرض کر کے اور اجازت حاصل
کر کے واپس چلی جاتی ہیں۔ جناب خدیجہ الکبریٰ بے حد پر مسرت اور
ہشاش ہشاش ہیں چند لمحے پہلے طاری ہونے والا اضطراب ختم ہو چکا ہے۔
آپ جناب سیدہ کو دیکھتی جا رہی ہیں اور دل ہی دل میں مسکرا رہی ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد

چند ہی لمحے گزرے تھے کہ تا جدارِ انبیاء سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لے آئے۔

جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے مسکراتے ہوئے عظیم بچی کو
عظیم باپ کی گود میں دے دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحبزادی کو
ہاتھوں پر اٹھایا اور پیشانی کو بوسہ دے کر فرمایا !

”اے خدیجہ تیری یہ بچی دنیا کی بزرگ عورتوں سے ہے۔“
عجیب فرحت بارساں اور سرور انگیز منظر ہے نورِ مجسم کی آغوش میں
نور کا ٹکڑا جلوہ فرما ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے آفتاب نے ماہتاب کو ہاتھوں

(۱) مروی است کہ حق سبحانہ وہ حورے بہشت بجز بجرۃ طاہرہ حضرت رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرستاد۔ و باہر یکے طشتے و ابریقی و درآں آبارلیق آب کوثر بود

پراٹھا رکھا ہے۔

دونوں عالم کی سب سے بڑی شخصیت نے دونوں جہان کی عورتوں کی سردار کو آغوش میں لے رکھا ہے۔ سید العالمین کی گود میں سیدۃ النساء العالمین مسکرا رہی ہیں۔

باپ نے بیٹی کے چہرے پر اور بیٹی نے باپ کے رخ انور پر نگاہیں جم رکھی ہیں۔ باپ بیٹی کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہے۔
دونوں عالم میں مسرت ہی مسرت ہے،
کیف ہی کیف ہے،

سُرور ہی سُرور ہے اور نور ہی نور ہے کائناتِ ارضی و سماوی جھوم رہی ہے جناب خدیجۃ الکبریٰ کا حجرہ مقدّس بقعہ نور بنا ہوا ہے۔

حجرہ حضرت خدیجہ مثل جنت زار ہے
رحمتیں ہی رحمتیں ہیں مطلع انوار ہے
مخزن انوار و رحمت منبع برکات ہے
ہو رہی ہر سو مسلسل نور کی برسات ہے

پس آں زن کہ پیش روئے خدیجہ است۔ فاطمہ رافرا گرفت و بداں آب بہشت و خرقہ سفیدے بیروں آورد بغایت خوشبوئے وے رادراں خرقہ مہچیدہ و دیگر پاکیزہ بارانجہ طیبہ بر سر وے افگند و گفت۔ بگیر اے خدیجہ وے راپاک و پاکیزہ کہ برکت کردہ اند بروئے و برسل وے و دیگر زنان نیز تہنیت گفتند خدیجہ وے رافرا شد شاد و خنداں۔

(روضۃ الشہداء ص ۵۵)

آچکی ہے رحمتِ ربِ دو عالم جوش میں
نور کا ٹکڑا ہے صائم نور کی آغوش میں

تاریخ ولادت

مخدومہ کائنات جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے سن ولادت میں بھی دیگر واقعات کی طرح مورخین کا کافی اختلاف ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ آپ ظہورِ نبوت سے پانچ سال قبل دنیا میں تشریف لائیں یعنی اُس وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال تھی۔ اس حساب سے جناب سیدہ کی کل عمر مبارک اُنتیس سال بنتی ہے بعض حضرات کا گمان ہے کہ آپ کی عمر مبارک صرف اُنیس سال تھی اور آپ ظہورِ نبوت کے پانچ سال بعد جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک پینتالیس سال تھی والدہ مکرّمہ کی گود میں آئیں۔

بعض کے نزدیک یہ ہے کہ نبوت کے پہلے سال آپ کی ولادتِ شریفہ ہوئی اور اُس وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کا اکتالیسواں سال شروع تھا اور اس لحاظ سے جناب سیدہ معصومہ کی کل عمر چوبیس سال کچھ ماہ بنتی ہے۔

میں بے شمار کتبِ تواریخ و سیر کے مطالعہ اور بے حد عرق ریزی کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ صحیح تر قول یہی ہے جو آخر پر پیش کیا گیا۔ یعنی آپ کی ولادت مبارک کہ نبوت کے پہلے سال میں ہوئی جبکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک کے اکتالیسویں سال کا آغاز ہو چکا تھا اور

جناب سیدہ کی کل عمر مبارک تقریباً چوبیس سال ہی درست ہے پہلے دونوں قول اس لئے بھی نادرست ہیں کہ وہ آپ کی زندگی کے اہم ترین واقعات پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

چنانچہ مؤخر الذکر قول کے متعلق متعدد کتب میں اس طرح مرقوم

ہے۔

وُلِدَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا سَنَةَ إِحْدَى وَ
أَرْبَعِينَ مِنْ مَوْلِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ

یعنی جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ولادت
مبارکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکتالیس سال کی
عمر شریف میں ہوئی۔

(المستدرک جلد ۳ ص ۱۶۱) (الاصابہ جلد ۴ ص ۳۶۵)

(الاستیعاب جلد ۵ ص ۸۹۳) (حاشیہ بخاری جلد ۱ ص ۵۳۲)

(الحاوی للفتاویٰ جلد ۲ ص ۱۸۶)

علاوہ ازیں امام اجل رئیس المحدثین سیدنا امام جلال الدین سیوطی
اپنی مکمل ترین تحقیق کے پیش نظر ذہبی کے اس قول کو ترجیح دیتے ہیں کہ
جناب سیدہ کی عمر مبارک چوبیس سال ہی درست ہے۔

فَقَالَ ذَهَبِيُّ الصَّحِيحُ أَنَّ عُمُرَهَا أَرْبَعَةٌ وَ عِشْرُونَ
سَنَةً۔

(المستدرک وغیرہ)

بچپن مبارک

حیاتِ اقدس کے دیگر ادوار کی طرح جنابِ سیدہ معصومہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا بچپن مبارک بھی منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ آپ کے مقدس بچپن میں سن شعور کی جھلکیاں پورے طور پر نمایاں تھیں۔

ملکہِ فردوسِ بریں جنابِ سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ مجھے کسی بچہ کی پرورش میں اس قدر سرور اور لطف حاصل نہیں ہوا جس قدر جنابِ فاطمہ الزہرا کی پرورش میں ہوا کیوں نہ ہو، آپ کو تمام جہان کی عورتوں کی سردار بن کر سیدۃ النساء العالمین کا خطاب لینا تھا۔

اگرچہ آپ کی تمام حیاتِ مقدسہ و مطہرہ مسلسل حزن و ملال، رنج و محن، آلام و غم اور شدائد و مصائب ہی میں گزری ہے۔ تاہم بچپن کی عمر میں ان دکھوں اور مصیبتوں کا رنگ بہت ہی گہرا نظر آتا ہے۔

الم ناک ما حول کا سامنا

آپ کے بچپن مقدس کے دیگر حالات جاننے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اُس ما حول کی مختصر عکاسی کر دی جائے جس میں محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری صاحبزادی کا بچپن گزرا۔ چنانچہ اُس دلدوز اور المناک ما حول کا مختصر خاکہ ہدیہِ قارئین ہے۔

ابتداء میں تبلیغِ اسلام خفیہ طور پر ہوتی تھی جس سے مشرکینِ عرب گھبراتے اور بدکتے ضرور تھے لیکن مشتعل نہیں ہوتے تھے۔ جنابِ سیدہ کی

عمر مبارک جب تقریباً اڑھائی سال کی ہوئی تو اُس وقت علی الاعلان تبلیغِ اسلام کا کام شروع ہو گیا۔ سیدہ کے والدِ گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے سامنے سابقہ اُمتوں کی بربادی کا نقشہ پیش کیا۔ جنوں کی مذمت اور توحیدِ خداوندی کا اعلان فرمایا۔ قیامت کا تصور پیش کر کے عذابِ آخرت سے ڈرایا اور فرمایا کہ مجھے اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبوت و رسالت عطا فرمائی ہے۔

عرب کے کٹر مشرکین نے جب یہ اعلانِ توحید و رسالت سنا تو بھڑک گئے حضرت اَبُو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا سبھی لوگ آپ کے شدید مخالف ہو گئے اور اسلام لانے والے گنتی کے چند لوگوں کو طرح طرح کی اذیتیں دینے لگے۔

آغوشِ اسلام میں آنے والے گمروہ میں سے بعض لوگ تو غلام تھے اور بعض بے یار و مددگار ہونے کے باعث نہایت کمزور اور بے بس تھے مشرکین مکہ ان نو مسلموں کی کمزوری سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے انہیں شدید جسمانی تکلیفیں دیتے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیہ بن خلف کے غلام تھے جب اُسے آپ کے قبولِ اسلام کا علم ہوا اُس نے آپ کو شدید اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ کبھی آپ کو آگ کی طرح گرم ریت پر لٹا کر سینے پر تپتے ہوئے پتھر رکھ دیتا۔ کبھی اُن کی مُشکلیں کس کرتا زیا نے برساتا، کئی کئی روز بھوکا پیاسا رکھتا اور کبھی غلے میں رسی ڈال کر لڑکوں سے کہتا کہ اسے مکہ کے گلی کو چوں اور پہاڑیوں پر گھسیٹتے پھر داور خوب پٹائی کرو۔ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عشق کا یہ عالم تھا !

” ہزاراں مرحبا گویم بلائے کز حبیب آید“
 آپ پر جس قدر شدا ند و مصائب اور ظلم کی زیادتی ہوتی آپ اسی
 قدر بلند آہنگی سے نعرہ توحید کی صدا دیتے۔

حضرت عمار ابن یاسر ان کے والد یا سر اور ان کی والدہ سمیہ رضی
 اللہ تعالیٰ عنہم کو ابو جہل لعین نے اس قدر سخت سزا میں دیں کہ دل کانپ جاتے
 ہیں حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو نیزہ مار کر شہید کر دیا گیا۔ حضرت زبیر رضی
 اللہ تعالیٰ عنہ کو انتہائی شدت سے پیٹ پیٹ کر ان کی آنکھیں نکال دیں۔
 غرض اکثر غلاموں اور کنیزوں کو ایسی ایسی ہولناک اور وحشیانہ سزائیں دی
 گئیں کہ ان کے تصور ہی سے مسلمان کا خون کھولنے لگتا ہے۔

یہ تو تھا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے والوں کا
 حال! اب ذرا سیدہ فاطمہ الزہرا کے والد مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی
 ذات مبارکہ پر ڈھائے جانے والے مظالم کی داستان ملاحظہ کریں اور
 اندازہ کریں کہ جناب سیدہ کا بچپن کس طرح گزر رہا ہے۔

قُمْ فَأَنْذِرْ! سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر انزار اور دعوت الی
 اللہ فرض ہو چکی تھی مگر اعلان دعوت کا حکم نہ آیا تھا۔ اس لئے آپ نے خفیہ طور
 پر ان لوگوں کو دعوت اسلام دی جن پر آپ کو اعتماد تھا اور جو آپ کے حالات
 سے بخوبی واقف تھے اس دعوت پر کئی مردوزن اسلام لائے۔ خفیہ دعوت کو
 جب تین سال ہو چکے تو اعلان کا حکم اس طرح آیا کہ!

فَاَصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ
 ترجمہ! پس محبوب کھول کر بیان کر دیجئے جو آپ کو حکم دیا جاتا

ہے اور مشرکین سے کنارہ کر لیجئے۔

(سورۃ الحج ۹۴) (طبری جلد ۱۔ ص ۱۰۷)

اور پھر اس کھلم کھلا دعوت و ارشاد کے صلہ میں جو ہولناک مصائب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس ذات پر کفار عرب کی طرف سے توڑے گئے وہ حد بیان سے باہر ہیں۔ یہ تھے وہ سنگین اور ہولناک حالات اور یہ تھا وہ دل ہلا دینے والا ماحول جس میں سیدۃ النساء العالمین حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بچپن کا آغاز ہوا۔

اندازہ فرمائیے کہ چند سال کی بچی کے سامنے جب اُن کے مکان پر پتھر برسائے جائیں، اُن کے باپ کے راستے میں کانٹے بچھائے جائیں، اُن کے گھر میں غلاظت پھینکی جائے، عین نماز کے عالم میں جس کے باپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر اس قدر بل دیئے جائیں کہ سانس رکنے لگے اُس بیٹی کا کیا حال ہوتا ہوگا اور اُس کے معصوم دل پر آلام کا وہ کونسا پہاڑ ہے جو نہ ٹوٹ پڑتا ہوگا۔

مدارج القبوت میں لکھا ہے کہ بد بخت کا فر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر گُوڑا کرکٹ پھینکتے تھے۔ آپ کے دروازہ پر خون ڈالتے، راستوں میں کانٹے بچھاتے اور آپ کے جسم اطہر پر پتھر پھینکتے تھے یہ بد بخت ایسے شقی تھے کہ اُن میں سے ایک نے سجدے کی حالت میں اتنی شدت سے گردن کو دبایا کہ قریب تھا کہ آپ کی چشمان مبارک باہر نکل پڑیں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کعبہ معظمہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور قریش ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے اُن میں سے ایک نے کہا کہ تم

اُس شخص کو دیکھ رہے ہو پھر اُس نے اوروں سے کہا تم میں کوئی ایسا ہے جو فلاں قبیلہ سے ذبح کر وہ اونٹ کی اوجھ اٹھالائے۔ (ایک روایت میں مشیمہ یعنی آنول یا وہ جھلی جس میں بچہ لپٹا ہوتا ہے) پھر جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سجدہ میں جائیں تو اُن کے کندھوں پر رکھ دے۔

اس پر بد بخت عقبہ بن ابی معیط اٹھ کھڑا ہوا اُس نے اونٹ کی اوجھ لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان رکھ دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں رہے اور سر مبارک سجدے سے نہ اٹھایا اور وہ سب کھڑے ہنستے رہے اور ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانے سے اس بوجھ کو اٹھا کر پھینکا اور ان بد بختوں کو برا بھلا کہا۔

(مدارج النبوت ص ۶۲۔ جلد ۲)

سیرت رسول عربی میں یہ عبارت اس طرح ہے کہ ایک روز آپ خانہ کعبہ کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے۔ حرم شریف میں اُس وقت قریش کی ایک جماعت موجود تھی۔ عقبہ بن ابی معیط نے ابو جہل کی ترغیب سے ذبح کئے ہوئے اونٹ کی اوجھ سجدے کی حالت میں آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دی۔ یہ دیکھ کر سب نابکار قہقہہ مار کر ہنسنے لگے آپ کی صاحبزادی نبی بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خبر کر دی۔ وہ فوراً دوڑی آئیں اور آپ کی پشت مبارک سے وہ پلیدی دُور کر دی اور ان کو برا بھلا کہا۔

(سیرت رسول عربی صفحہ ۷۱)

سیدہ پر ان حالات کے اثرات

الغرض پانچ چھ سال کی بچی باپ کے ہر غم میں برابر کی شریک ہے اپنے پیارے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کی طرف سے توڑے جانے والے تمام ستم اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہے اس ظلم و ستم اور وحشتناک اذیتوں کا جو اثر باپ کے دل پر ہوتا ہے اُسے محسوس کرتی ہے اور دل مسوس کر رہ جاتی ہے اور پیارے باپ کے دکھوں میں برابر کی شریک پیاری ماں کی آنسوؤں سے ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں کو دیکھ کر تڑپ جاتی ہے اور دوڑ کر ماں کے سینے سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے۔

شفیق ماں کی روتی ہوئی آنکھوں سے آنسو خشک ہو جاتے ہیں اور اُداس اُداس مسکراہٹ لبوں پر آ کر بچی کے دل کو بہلانے کی ناکام کوشش کرتی ہے۔ اور بالآخر ماں کی سکون بخش آغوش چند لمحوں کے لئے بچی کے دل سے باپ کے دکھوں کا کچھ بوجھ ہلکا کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے لیکن یہ سکون محض عارضی ثابت ہوتا اور دل میں پھر وہی آلام و غم کا بحرِ ناپیدا کنار موجزن ہو جاتا اور وہی پہلا درد اور بھی شدت سے لوٹ آتا اور یوں زندگی کی مسلسل تلخیاں بچپن ہی میں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو سن شعور کی پختگی عطا کرتی رہیں۔

اور جوں جوں وقت گزرتا گیا سیدہ فاطمہ الزہرا کے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کفار کی زیادتیاں اور ایذا رسائیاں بڑھتی گئیں۔ آپ پر اور آپ کے غلاموں پر ہر عرصہ حیات تنگ کرنے کی کوئی کسر کفارِ مکہ نے باقی نہ

اٹھارھی تھی اور پھر مصیبت کا ایک ایسا دور شروع ہو گیا جس کے تصور سے ہی رُوح فنا ہو جاتی ہے ورنہ پارہ پارہ ہو کر پانی بن کر بہہ جاتا ہے۔

بہنوں کی ہجرت

یہ جانکاہ واقعہ اُس وقت شروع ہوتا ہے جب جنابِ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر مبارک تقریباً سات آٹھ سال کی تھی۔ اس واقعہ کی تفصیل تواریخ میں اس طرح ہے کہ کفار کی سہم اید اُرسانیوں سے بھگ آ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق مسلمانوں کی بڑی تعداد حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی جن میں حضرت سیدہ معصومہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ہمشیرہ سیدہ مخدومہ جنابِ رقیہ رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں بھی تشریف لے گئیں۔

سیدہ کائنات شعبِ ابی طالب میں

ادھر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مزید مصائب میں مبتلا کرنے کے لئے دارالندوہ میں ایک اجتماع کیا گیا، تاریخِ اسلام ہے کہ اس اجتماع نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھل بائیکاٹ کا فیصلہ کیا اور سب نے ایک عہد نامہ تحریر کر کے ابو جہل کے سپرد کر دیا اور عوام کی اطلاع کے لئے اس تحریر کی ایک نقل خانہ کعبہ میں لٹکا دی گئی۔

یہ واقعہ ۶۱۶ء کا ہے جبکہ دشمنانِ اسلام نے اپنی مادی قوت زور اور اپنی زبردست اکثریت کے گھمنڈ پر ہادیء اسلام کے ساتھ بنی ہاشم اور تمام مسلمانوں کو فنا کر دینے اور بھوک پیاس سے عاجز کر دینے کا تہیہ کر لیا۔

جب جناب ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنی ہاشم کو اپنے اس مقاطعہ کی خبر ہوئی تو سخت پریشان ہوئے کیونکہ تمام مکہ نہ صرف معاشرتی تعلقات ختم کر رہا تھا بلکہ ایک خاندان کے اوپر رزق اور اُس کی ضروریات کے دروازے بند کر رہا تھا۔

چنانچہ اس مقاطعہ کو دیکھ کر حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ مع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خاندان کے اپنی حفاظت کے لئے پہاڑ کی ایک گھاٹی میں رہنے لگے جس کو اب تک شعبِ ابی طالب کہتے ہیں۔

شعبِ ابی طالب کے یہ محصورین اشیائے خوردنی میسر نہ آنے کی وجہ سے اکثر اوقات جنگلی بوٹیاں اور درختوں کے پتے کھا کھا کر زندگی کے دن کاٹتے یہاں تک کہ خشک چمڑے کو بھی نعمتِ غیر مترقبہ سمجھ کر کھا لیتے۔ ان محصورین میں محبوبہ محبوبِ رب العالمین والدة سيدة النساء العالمین امّ المؤمنین حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں اور تمام دُنیا کی عورتوں کی سردار سیدہ معصومہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی۔

اندازہ فرمائیں کہ ان دل ہلا دینے والے مصائب میں آٹھ نو سال کی معصوم بچی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا کیا حال ہوا ہو گا شعبِ ابو طالب میں محصور و مقید ہونے والے اس مقدس گروہ کے مصائب کا نقشہ

نہیں اس کا نقشہ ہے۔

کہ جن مصائب کو کسی انسان کے کانوں نے نہ سنا ہو اور جن تکالیف کے دیکھنے کا کسی آنکھ میں یارا نہ ہو وہ تین سال کے عرصہ میں امام الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں اور آپ کی زوجہ محترمہ اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہایت استقلال کے ساتھ برداشت کیں۔

حالات یہ تھے کہ ماں کی چھاتیاں خشک ہو جانے پر شیر خوار بچے بھوک سے چلاتے کمزور اور ضعیف العمر نقاہت سے کراہتے، جوان اور مضبوط بھوک سے تڑپ تڑپ کر بے ہوش جاتے۔ لیکن سنگدل اور بے رحم کفار ان تکالیف کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔

اس بربریت کی کوئی انتہاء ہے کہ اسلام لانے کے قصور میں اہل مکہ نے مسلمانوں سے خرید و فروخت اور میل جول اور جملہ کاروبار جو متمدن انسان کے لئے ضروری ہے قطعاً طور پر بند کر دیئے جائیں۔

لیکن سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے خاندان کے لوگ اور دیگر رفقاء رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اس صبر و استقامت کی بھی دنیا تا قیامت داد دیتی رہے گی جنہوں نے معصوم بچوں کو دودھ نہ ہونے سے پلکتے دیکھا۔ جنہوں نے ضعیف اور عمر رسیدہ مرد اور عورتوں کو بھوک کی نقاہت سے فرش پر کراہتے ہوئے پایا۔ جنہوں نے جوانوں کو پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے دیکھا اور جنہوں نے اس چھوٹی سی اللہ والی جماعت کو ہولناک مصائب اور آفات میں مبتلا پایا۔ لیکن کفار کی طرف کبھی دست برداشت

دراز نہ کیا اور ہمیشہ خدا پر بھروسہ کرتے رہے۔“

(تاریخ اسلام جلد اول ص ۳۹)

بچپن میں استقامت

امید ہے قارئین نے اسلام کے اُس پر آشوب دُور کا تصور کر کے بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا کہ سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کا بچپن مبارک کن ہولناک مصائب میں گزرا ہوگا۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھوٹی سی عمر میں اُن محصورین کے ساتھ تھیں جس میں شیر خوار بچے دودھ کے ایک ایک قطرے کو ترستے تھے اور دوسرے بچے بھوک کی شدت سے تڑپتے اور بلکتے تھے۔

بچے تو بچے یہاں بھوک نے جانوروں کی بھی کمر توڑ دی تھی اور بڑے بڑے مضبوط اور توانا نوجوان بھوک کی شدت سے کٹے ہوئے شہتیر کی طرح زمین پر گر جاتے تھے آپ اس کی تفصیل ملاحظہ فرما ہی چکے ہیں بتانا صرف یہ ہے کہ شہزادی کون و مکاں کا بچپن کس دردناک اور اَلَم انگیز ماحول میں گزرا۔

ان دل ہلا دینے والے ہولناک حالات میں خوشی کہاں سے آسکتی تھی۔ کفار کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر توڑے جانے والے ظلم و ستم کے واقعات آپ سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ باپ کی ان مصیبتوں کو دیکھ کر معصوم بچی کے دل پر کیا گزرتی ہوگی۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ کس طرح کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے گلوئے مبارک میں چادر ڈال کر نماز پڑھتے وقت آپ کا گلا گھونٹا اور کس طرح نماز پڑھتے وقت ہی آپ کی پشت مبارک پر اونٹ کی اوجھڑی ڈالی گئی جسے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا نے کمسنی کے عالم میں اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے باپ کی پشت مبارک سے علیحدہ کیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حضور پرنور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر کئے جانے والے مظالم کی الم انگیز داستان اس قدر طویل ہے کہ اس موضوع پر ایک الگ کتاب لکھی جاسکتی ہے مختصراً یہ کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا صلوات اللہ علیہا عظیم باپ کے غم میں برابر کی شریک تھیں۔

اگرچہ آپ کا بچپن مبارک مسلسل رنج و الم اور درد و غم کی المناک تصویر تھا لیکن ان شدید تکلیفوں، دکھوں اور دردوں کی دُنیا میں انہیں ایک خاص سکون بھی میسر تھا۔ آپ کو شفیق باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت و محبت نصیب تھی ایسی شفقت و محبت جو آپ کے سوا دُنیا کی کسی بچی کو نہ تو اب تک نصیب ہوئی ہے اور نہ آئندہ ہو سکے گی۔

عظیم باپ کی عظیم محبت کے علاوہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے غموں کا مداوا کرنے والی ایک اور ہستی بھی موجود تھی اور وہ مقدس ہستی سیدہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی والدہ مکرمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا تھیں۔

کون خدیجۃ الکبریٰ ! جن کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پچیس سال رفاقت نصیب ہوئی اور ان پچیس سالوں میں ایک لمحہ بھی محبوبِ رب العالمین کو ناراض نہ کیا۔

کون خدیجۃ الکبریٰ ! جسے فنا فی الرسول کا مقام حاصل تھا۔
کون خدیجۃ الکبریٰ ! جس نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے ہر حکم کی ہمیشہ تعمیل کی۔

کون خدیجۃ الکبریٰ ! جس نے اشاعتِ اسلام کے صلہ میں ملنے والی تمام مصیبتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پورے صبر و سکون سے برداشت کیا۔

کون خدیجۃ الکبریٰ ! جو محبوبِ کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہونے والے مظالم کو دیکھ دیکھ کر آٹھوں پہر آنسو بہایا کرتیں تھیں۔

کون خدیجۃ الکبریٰ ! جن کے لئے جبریل علیہ السلام اللہ تبارک و تعالیٰ کا سلام اور بشارتیں لے کر آتے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى جَبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَائِي فِيهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَأَقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنْي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ.

(بخاری مترجم کتاب المناقب حدیث نمبر ۱۰۰۹) (مسلم شریف مترجم ۱۵۲۸-۲)

(تجرید البخاری ص ۶۹۳) (سیرت ابن ہشام ص ۱۵۶)

(مسند احمد ص ۳۱۶ ج ۱- ص ۲۰۵ ج ۱- ص ۲۳۰ ج ۲- ص ۵۵ ج ۳- ص ۷۱ ج ۶)

فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں جبریل حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ خدیجہ تشریف لارہی ہیں ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن یا کھانے پینے کی کوئی چیز ہے جب یہ آپ کے پاس پہنچ جائیں تو انہیں ان کے پروردگار کا اور میرا سلام پہنچادیں اور یہ

بشارت بھی دے دیں کہ جنت میں اُن کے لئے موتی کا ایک محل مخصوص ہے جس میں نہ تو کوئی شور و غل ہے اور نہ ہی رنج و غم۔

کون خدیجۃ الکبریٰ ! امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی یاد میں جانور ذبح کر کے اُن کا گوشت خود اپنے دستِ اقدس سے کاٹ کر آپ کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے۔

کون خدیجۃ الکبریٰ ! جن کا ذکر خیر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کثرت سے کیا کرتے تھے۔

کون خدیجۃ الکبریٰ ! جن پر اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رشک کیا کرتی تھیں۔

کون خدیجۃ الکبریٰ ! جن کے متعلق حضور فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں جہان میں میری ساتھی ہیں اور ان سے میری اولاد چلی ہے۔

کون خدیجۃ الکبریٰ ! جن کی مثل دُنیا میں کوئی دوسری عورت پیدا ہی نہیں ہوئی۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ مَا غَزَتْ عَلَى أَحَدٍ مِّنْ نِّسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا غَزَتْ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يُكثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يَقَطُّعُهَا أَغْضَاءً ثُمَّ يُبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا أَمْرًا إِلَّا خَدِيجَةُ؟ فَيَقُولُ إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ.

ترجمہ! حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی بیوی پر اتنی غیرت نہیں کھائی جتنی غیرت میں حضرت خدیجہ پر کھاتی تھی حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا ذکر کثرت سے کیا کرتے تھے اور اکثر بکری ذبح فرما کر اس کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجا کرتے تھے اور جب کبھی میں یہ عرض کرتی کہ دنیا میں گویا کوئی عورت سوائے خدیجہ کے ہے ہی نہیں تو آپ فرماتے وہ ایسی ہی تھیں۔ وہ دنیا و آخرت دونوں میں میری ساتھی ہیں اور انہیں سے میری اولاد ہے۔

(تجرید البخاری ص ۶۹۳)

کون خدیجہ الکبریٰ! جن کی یاد آنے پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تڑپ جاتے تھے۔

کون خدیجہ الکبریٰ! جن کی نشانیاں دیکھ کر سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو نکل آتے۔

کون خدیجہ الکبریٰ! جن کے احسانات کے محسن انسانیت رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شکر گزار ہیں۔

کون خدیجہ الکبریٰ! جو اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بعد تمام عورتوں کا سردار ہیں۔

کون خدیجہ الکبریٰ! جو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سب

سے پہلے اُس وقت ایمان لائیں جس وقت نہ کسی مرد نے اسلام قبول کیا تھا اور نہ ہی کسی عورت نے۔

کون خدیجۃ الکبریٰ! جنہوں نے اُمتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے پہلے نماز پڑھی۔

کون خدیجۃ الکبریٰ! جن کا لقب زمانہ جاہلیت میں بھی طاہرہ تھا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ اسْتَأْذَنْتُ هَالَةَ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيجَةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيجَةَ فَارْتَاعَ لِذَا لِكَ فَقَالَ اللَّهُمَّ هَالَةَ قَالَتْ فَعِرْتُ فَقُلْتُ مَا تَذَكُرُ مِنْ عَجُوزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ حَمْرَاءِ الشُّدُقَيْنِ هَلَكْتَ فِي الدَّهْرِ قَدْ أَبَدَ لَكَ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهَا۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمشیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ کا اجازت طلب کرنا یاد آ گیا اور آپ خوش ہو گئے پھر آپ نے فرمایا! یا اللہ یہ تو ہالہ ہیں۔

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے اُس پر رشک آ گیا اور میں نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ قریش کی بوڑھیوں

میں سے ایک سُرخ چہرے والی بڑھیا کا ذکر کرتے رہتے ہیں حالانکہ انہیں
انتقال کئے مدّت ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے بہتر بیوی
عنایت فرمادی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! نہیں ہمیں اُس
سے بہتر بدلہ نہیں ملا۔

لَا وَاللَّهِ مَا رَزَقَنِي خَيْرَ

اور پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں خدیجہ مجھ پر
اُس وقت ایمان لائیں جب اوروں نے کفر اختیار کیا۔
آمَنْتُ بِبِي حِينَ كَفَرَ بِي النَّاسُ
آپ فرماتے ہیں خدیجہ نے میری اُس وقت تصدیق کی جب
دوسروں نے میری تکذیب کی۔

صَدَّقْتَنِي حِينَ كَذَّبَنِي النَّاسُ

حضور فرماتے ہیں خدیجہ نے اپنے مال میں مجھ کو اُس وقت شریک
کیا جب دوسروں نے مجھے مال خرچ کرنے سے روکا۔

وَأَشْرَكْتَنِي فِي مَالِهَا حِينَ حَرَمَنِي النَّاسُ

اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے خدیجہ کے بطن سے اولاد عطا
فرمائی ہے جب کہ کسی دوسری بیوی سے اولاد نہیں ہوئی۔

وَرَزَقَنِي اللَّهُ وَلِدًا هَا وَحَرَمَ وَلِدًا غَيْرَهَا

اُم المؤمنین جناب عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حسانہ مزنیہ
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے نہایت
شفقت و مہربانی سے اُس کا حال پوچھا اور دیر تک اُس کی خیریت دریافت
کرتے رہے۔

وہ چلی گئی تو میں نے آپ سے پوچھا کہ یہ بڑھیا کون تھی؟ جس کے ساتھ آپ اس شفقت سے گفتگو فرما رہے تھے۔

آپ نے فرمایا کہ یہ خدیجہ کی سہیلی ہے اسے ان کے ساتھ بہت محبت تھی

(تجرید البخاری ص ۶۹۴) (الاستیعاب جلد دوم ص ۳۲۲) (انوار محمدیہ ص ۴۱)

حضرت خدیجہ کا ہار

جنگِ بدر میں جناب زینب بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شوہر جناب ابو العاص قیدی ہو کر مسلمانوں کے پاس آئے تو ان کے فدیہ کے طور پر جناب زینب سلام اللہ علیہا نے جو مال بھیجا اس میں جناب خدیجہ الکبریٰ کا وہ ہار بھی تھا جو آپ نے اپنی بیٹی زینب کی شادی پر جہیز میں دیا تھا۔

جب یہ ہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو آپ پر رقت طاری ہو گئی اور دل پر ایسی چوٹ لگی کہ آپ کے آنسو نکل آئے اور آپ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا! اگر آپ لوگ مناسب سمجھیں تو زینب کے قیدی کو آزاد کر دیں اور اس کا مال اور یہ ہار اس کو واپس کر دیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

وَبَعَثَ زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ فِي فِدَاءِ زَوْجِهَا أَبِي الْعَاصِ بِمَالٍ فِيهِ قِلَادَةٌ
أُمِّهَا خَدِيجَةَ الْكُبْرَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَكَانَتْ أَقْلَدَتْ
تُهَا لِبِنْتِهَا زَيْنَبَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَوْمَ عُرْسِهَا مِنْ أَبِي

الْعَاصِ فَلَمَّا رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ قَلَا دَتَهَارِقَ لَمَّا رَقَّةٌ شَدِيدَةٌ -

(مشجر الاولیاء ص ۸۲)

سیدہ کے بعد سب سے افضل

رئیس المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فضیلت
کے بارے میں فرماتے ہیں کہ تمام جہان کی عورتوں سے سیدہ فاطمہ الزہرا
سلام اللہ علیہا افضل ہیں اُن کے بعد جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور
اُن کے بعد جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

آنچه ماد دین ماست آل است کہ فاطمہ افضل است بعد از وے مادرش

خدیجہ بعد از آل عائشہ رضی اللہ عنہن

(اشعۃ اللمعات ص ۶۸۵ ج ۴)

جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے فضائل کا احاطہ کون کر سکتا

ہے۔

آپ ملکہ فردوس بریں ہیں۔

آپ ہمزاز و غمگسارِ مُصطفیٰ ہیں۔

آپ تقدیس و عظمت کا مینارہ نور ہیں۔

آپ اُم المؤمنین اور خیر النساء ہیں۔

آپ طیبہ بھی ہیں اور طاہرہ بھی۔

آپ مرکز مہر و وفا اور منبع خیر و برکت ہیں۔

آپ کے نام اقدس کا واسطہ دینے سے خدا تعالیٰ بلاؤں اور

مصیبتوں کو ٹال دیتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ آپ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ماں ہیں ایسی ماں جس کی آغوشِ راحت میں آنے کے بعد جناب سیدہ کو سارے غموں سے نجات مل جاتی ہے۔

امتا کی اتھاہ محبتِ غم و آلام کی دُنیا میں بچی کے لئے نعمتِ غیر مترقبہ تھی ماں باپ کی پریشانیوں کو دیکھ کر سیدہ فاطمہ الزہرا صلوة اللہ علیہا جب بھی پریشان ہوتیں تو ماں غم آلود مسکراہٹ کے ساتھ اپنی مامتا بھری آغوش میں سمٹ کر چند لمحوں کے لئے دُنیا کے تمام مصائب بھول جاتیں۔

اور جب ماں بیٹی کو سینے سے لگا کر بیٹی کے سر میں انگلیوں سے کنگھی کرتیں تو تمام عالم کے غم دم توڑ دیتے۔ اور یوں معلوم ہوتا کہ دونوں جہان کی تمام راحتیں کونین کی ساری فرحتیں اور دونوں عالم کی تمام خوشیاں سمٹ سمٹا کر ماں کی انگلیوں کی حرکت میں آگئی ہیں۔

ماں

ماں کوئی بھی ہو اولاد کے لئے عظیم ترین نعمت ہے۔
 ماں کا وجود اولاد کے لئے سب سے بڑا انعام خداوندی ہے۔
 ماں دُنیا میں ہی اولاد کے لئے جنت الفردوس کا سایہ دار شجر ہے۔ نہ
 صرف یہ بلکہ ماں کے قدموں میں اولاد کی جنت ہے۔
 ایک فلاسفر کا قول ہے کہ دُنیا کی تمام رعنائیاں، سارا حُسن و جمال
 ساری کی ساری لطافت و دلکشی اور تمام تر خوبصورتی چھین لی جائے اور صرف
 ماں کا وجود قائم رہے تو دُنیا کے حُسن و جمال اور رعنائی میں ذرہ برابر بھی کمی
 واقع نہیں ہوگی۔

ماں اولاد سے والہانہ محبت کرتی ہے۔
 ماں کی محبت میں کوئی غرض پوشیدہ نہیں ہوتی۔
 ماں کی محبت ہر قسم کے لالچ سے پاک ہوتی ہے
 ماں کے سینے میں وفا ہی وفا ہے ماں اپنی وفاؤں کا بدلہ نہیں چاہتی۔
 ماں کا ایثار بے مثال ہے۔ ماں اولاد کے لئے اپنا سب کچھ نثار
 کر سکتی ہے بلکہ سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔
 ماں کے لئے جو کچھ بھی لکھا جائے کم ہے۔
 ماں اولاد کے لئے محبت ہی محبت ہے، فرحت ہی فرحت ہے،
 راحت ہی راحت ہے، پیار ہی پیار ہے، ایثار ہی ایثار ہے، قرار ہی قرار ہے

اور بہار ہی بہار ہے۔

ماں وہ نعمتِ عظیم ہے جس کی نہ مثال ہے نہ نظیر، نہ بدل ہے نہ

جواب۔

ایثار و خلوص کی انتہائی بلندیوں کا نام ماں ہے۔

مہر و وفا کی اُتھاہ گہرائیوں کا نام ماں ہے۔

ماں کی قربانیاں ضرب المثل ہیں۔

ماں کی مامتا میں کیف ہی کیف ہے، سرور ہی سرور ہے، نور ہی نور

ہے، سکون ہی سکون ہے، راحتیں ہی راحتیں ہیں، تسکین ہی تسکین ہے اور

تقدس ہی تقدس ہے۔

ماں کی مامتا میں محبت ہے خلوص ہے، ایثار ہے قرار ہے، پیار ہے

بہار ہے، عظمت ہے راحت ہے، صداقت ہے لطافت ہے، والہانہ لگاؤ ہے

تسکین ہے، ذوق ہے شوق ہے، عشق ہے وجدان ہے رحم ہے کرم ہے،

اخلاص ہے احساس ہے، کشش ہے زندگی ہے۔

ماں کی مامتا مرکزِ تجلیات اور سرچشمہء حیات ہے۔

ماں کی محبت میں صداقت ہی صداقت ہے۔

ماں کی محبت ایسی محبت ہے جس میں تصنع نہیں، دکھاوا نہیں، غایت

نہیں۔ غرض نہیں، لالچ نہیں، ہوس نہیں، ریاکاری نہیں، مطلب برآری نہیں

ماں کی محبت تقدیس و عظمت کا ایسا صاف و شفاف آئینہ ہے جس

میں ذرہ بھر بھی تکتہ نہیں۔ ماں اولاد سے کچھ نہیں چاہتی لیکن اپنا سب کچھ

اولاد پر نثار کر دیتی ہے۔

ماں کی مامتا میں پھولوں کی نکہت و مسکراہٹ ہے۔

کلیوں کی پاکیزگی و لطافت ہے۔

چاند کی تابانی اور ستاروں کی ضیاء ہے۔

ماں کے سینے میں کہربائی اثرات پوشیدہ ہیں۔

ماں کی آغوش میں کافوری ٹھنڈک ہے۔

ماں کی گود مرکزِ راحت اور ماں کی آنکھیں سرچشمہٴ آبِ حیات

ہیں۔

اور ماں کا دل؟ ماں کے دل کے متعلق کوئی کچھ نہیں بتا سکتا۔ کوئی

نہیں جان سکتا اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ بلکہ ماں خود بھی نہیں جان سکتی کہ اُس کے

دل کا وہ گوشہ جس میں اولاد کی محبت کا بحرِ ناپیدا کنار موجزن ہے۔

مشیتِ ایزدی نے کس خاص انداز سے ترتیب دیا ہوگا جس کی

وسعتیں اتنی بیکراں ہیں کہ اُس میں دونوں جہان کی خوشیاں بھی سمٹ جائیں

اور کائنات کے تمام غم و آلام بھی سما جائیں۔

کتنی عظیم ہے ماں اور کتنی عظیم ترین ہے ماں کی مامتا۔

ماں کی مامتا کا نام وہ جذبہٴ خلوص و ایثار ہے جسے زوال ہے نہ فنا۔

ماں کی محبت کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ کبھی نہیں مٹ سکتی۔ اولاد سے اپنے ایثار کا

بدلہ اپنی قربانیوں کا صلہ اور اپنی وفاؤں کا معاوضہ لینے سے ماں کا تصور

بالکل پاک ہوتا ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ ورنہ

پرندوں کو اپنی اولاد سے کس چیز کی اُمید ہو سکتی ہے۔ حیوانات کو اپنی اولاد

سے کس نفع کی توقع ہو سکتی ہے حالانکہ سب جانتے ہیں سب کے زمرہ سے۔

مشاہدات ہیں کہ بڑے سے بڑے جانوروں سے لے کر ننھے منے پرندوں تک کس والہانہ انداز سے اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں اور اپنی خوراک اپنے بچوں کے منہ میں ڈالتے ہیں اور تو اور درندے تک اپنی اولاد سے والہانہ محبت کرتے ہیں اسی لئے اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے والدین کے لئے رحم طلب کیا کرو اس لئے کہ یہ تمہارے بچپن کے پروردگار ہیں۔

كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا

انتہا یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں سے اپنی بے مثل محبت کا اظہار ماں کی محبت کی مثال دے کر فرماتے ہیں۔

بہر حال ماں پیکرِ احسان و مروت ہے اور اپنی اولاد سے والہانہ محبت کرتی ہے اور یہ بھی درست ہے کہ ماؤں کے دلوں میں بیٹوں کی نسبت بیٹیوں سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔

ماں بیٹی کی محبت

ماں بیٹی کی محبت کا کچھ نرالا ہی انداز ہوتا ہے یہ ہر ماں کی بات ہے لیکن حضرت جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے حضرت جناب سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت کے اطوار تمام کائنات سے جداگانہ حیثیت کے حامل ہیں۔

دُنیاۓ محبت میں ان دونوں ماں بیٹی کی محبت ہر اعتبار سے الگ تھلگ ہے تاریخِ عالم میں ماں بیٹی کی محبت کی مثال ان سے بڑھ کر کہیں نہیں

مل سکتی اور نہ ہی کہیں موجود ہے۔

نہ تو کوئی اور ماں حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے
بڑھ اپنی بیٹی سے پیار کر سکتی ہے اور نہ ہی کوئی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا
رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بڑھ کر اپنی ماں سے پیار کر سکتی ہے۔

بظاہر ماں بیٹی کے قالب دو تھے مگر قلب ایک تھا۔

جسم دو تھے جان ایک تھی۔

بدن دو تھے روح ایک تھی۔

دماغ دو تھے خیال ایک تھا۔

ذہن دو تھے تصور ایک تھا۔

دونوں کے سوچنے کا انداز ایک تھا۔

دلوں کی کیفیت ایک تھی غم ایک تھا۔

درد ایک تھا سوز و گداز ایک تھا۔

سوچ ایک تھی انداز فکر ایک تھا۔

آنسوؤں کی قطار اور لڑی ایک تھی۔

آہوں کی صدا ایک تھی۔

راہِ وفا ایک تھی۔

ماں کو بخار آتا تو بیٹی کا جسم جلنے لگتا۔ بیٹی بیمار ہوتی تو ماں تڑپ

جاتی۔ ماں کو غم آتا تو بیٹی کی آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ جاتے۔ بیٹی کوئی

تکلیف محسوس کرتی تو ماں کے سینے سے سرد آہ نکل جاتی۔

حضور پرنور فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

آنے والے مصائب و آلام کا طوفان دونوں ماں بیٹی کے دلوں کو ایک ہی وقت میں ایک ہی انداز سے تہہ و بالا کر دیتا۔ ماں بیٹی کی نگاہیں ملتے ہی ایک دوسری کے جذبات ایک دوسری میں منتقل ہو جاتے۔

ماں کے سینے سے اٹھنے والی آہ سرد بیٹی کو لرزا کر رکھ دیتی اور بیٹی کی غم آلود چشمان مبارک میں چھپے ہوئے آنسو ماں کے سینے میں غموں کا لاوا بن کر بہنے لگتے جذبہ محبت اجسام کی قیود کو توڑ دیتا ہے انتہائے محبت یہ ہے کہ ایک کی آنکھوں کے آنسو دوسرے کی آنکھوں سے نمایاں ہو جائیں یہ ایک الگ موضوع ہے۔

بات عظیم ماں سے عظیم بیٹی اور عظیم بیٹی کی عظیم ماں سے محبت کی ہو رہی تھی اور محبت کی اتھاہ گہرائیوں اور پہنائیوں تک نہ تو تصورات کی رسائی ہے اور نہ ہی کائنات کی پہنچ ہو سکتی ہے۔ نہ تو نوکِ خامہ میں بہمت ہے کہ صفحہ قرطاس پر اس کے نفوٹ ثبت کر سکے اور نہ کاغذ کا یہ حوصلہ ہے کہ اس عظیم ترین متاعِ بے بہا کو اپنے دامن میں سمیٹ سکے۔

ماں بیٹی دے پیار عظیم والی ملدہ مثل نہیں سارے جہان اندر
روح زہرا سی اُٹی دے جسم اندر ماں دی جان بیسی دھی دی جان اندر

یوسف آتے یعقوب دا پیار سارا جلوہ گر ہے سی پوری شان اندر
گھڑی اک جدائی نہ پین دیون جتھوں تیک سی ہندا امکان اندر

ماں دے وچ خیالاں دے رہوے بیٹی ماں دھی دے رہندی دھیان اندر
کٹھیاں آون جے اندروں باہر آون کٹھیاں جان جے ویہڑے چوں جان اندر

اوہدی اوہ تے ایہدی سی اوہ عاشق طالب دوسن اک مکان اندر
ماں فدا دھی تے صدقے دھی ماں تے ماں قربان باہر دھی قربان اندر

اکوہیں خدیجہ تے پاک زہرا صرف فرق سی نام بلان اندر
دھی نوں چڑھے بخار بخار چڑھدا ہسی ماں تائیں آن فان اندر

کاتب ازل نے جلی حروف اندر صائم کیتا اے رقم دیوان اندر
ماں بیٹی دے پیار دا وڈھ اس توں ملدا پتہ نہیں کسے عنوان اندر

دَاغِ یَتیمی

سیدہ معصومہ مخدومہ کائنات سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اور آپ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آپس میں محبت کے متعلق جو کچھ بھی لکھا جا چکا ہے اُس مقدس محبت کے عکس جمیل کا ہلکا سا خاکہ بھی نہیں جو ان تقدس مآب ماں بیٹی کے سینوں میں پنہاں تھی۔ کوئی نہیں جان سکتا کہ محبت کا وہ مینارہ نور کس قدر بلند و بالا تھا۔ جہاں سے ان دونوں ہستیوں کی محبت کی معراج کا آغاز ہوتا تھا۔

مختصر یہ کہ سیدہ معصومہ کی غم و آلام اور دکھوں سے بھری ہوئی بچپن کی زندگی مقدس ماں کی والہانہ محبت و موانست کی وجہ سے کافی حد تک پُر سکون تھی۔ ماں کی شفقت و محبت کا مہکتا ہوا پھول حُزن و ملال اور غم و آلام کے خارزاروں میں خاص طور پر غنیمت تھا اور ماں کا سایہ بیٹی کے لئے کسی طرح بھی نعمتِ غیر مُترقبہ سے کم نہیں تھا مگر یہ سایہ رحمت و شفقت بھی اب اُٹھنے والا ہے۔

شعبِ ابی طالب سے خلاصی ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محسن و مشفق چچا حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا اور اُن کے غم کا زخم ابھی تازہ ہی تھا کہ جناب سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بیمار ہو گئیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو جناب سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے شدتِ مرض کی شکایت کی۔ رحمت

دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو چھلکنے لگے۔ آپ نے روتے ہوئے دُعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ اے میری شفیقہ غمگسار جدائی کی گھڑیاں سر پر آگئی ہیں۔ اے ملکہ بہشت بریں جنت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اپنی موت کا تو کوئی غم نہیں مگر ہے تو غم یہ ہے کہ آپ کے سایہ عاطفت سے محروم ہو جاؤں گی۔

سید عالم بوقت رحلت خدیجہ کجرحہ طاہرہ در آمد خدیجہ از شدت مرض شکایت می کرد خواجہ بگریست و اذعائے خیر گفت و فرمود! کہ اے خدیجہ بہشت مشتاق دیدار است خدیجہ گفت! یا رسول اللہ من از مرگ باک ندار دوے بر مفارقت از صحبت تو حسرت می خورم۔

(روضۃ الشہداء صفحہ ۵۴)

زمرگِ بیم ندارم وے ازاں ترسم
کہ من بمریم و تو جانِ دیگران باشی

کہا رو کر خدیجہ نے مرے آقا مرے مولا
اے سرتاجِ خدیجہ رحمتِ عالم شہِ والا

نہیں کچھ غم مجھے سرتاجِ اپنی جان جانے کا
ہے غم بس آپ کے دن رات سے صدے اٹھانے کا

نہ جانے آپ پر کیا کیا مصیبت اور آئے گی
ستم اب پرجفا دُنیا یہ کتنے اور ڈھائے گی

یا پھر میں اس لئے اے سرورِ کونین روتی ہوں
کہ اب محبوب کی نعلینِ پا سے دُور ہوتی ہوں

خدا جانے یہ دل جنت میں ب کیسے جلے آقا
میری جنت تو تھی بس آپ کے قدموں تلے آقا

نہ جانے پھر زیارت شاہِ والا مجھ کو کب ہوگی؟
میں جاؤں گی تو جانِ مصطفیٰ اوروں کی اب ہوگی

مرے دامن کو رحمت سے مرے سرتاج بھر دینا
معاف اے رحمتِ عالم خطائیں میری کر دینا

میں باندی آپ کی ہوں بھول نہ جانا مرے آقا
شفاعتِ حشر کو میری بھی فرمانا مرے آقا

یہ سن کر گفتگو صائم شہِ ابرار روتے تھے
خدیجہ پاک کے گھر کے در و دیوار روتے تھے

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وصیت

جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدائی کے احساس نے انتہائی پریشان کر دیا اور پھر آنکھوں میں اشک بھر کر عرض کیا۔

یا رسول اللہ! میری ایک درخواست ہے ایک التجا ہے اور مجھے یقین ہے کہ رحمۃ للعالمین کے دربار سے مایوس نہیں ہونا پڑے گا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ آپ نے تقریباً روتے ہوئے فرمایا! میری رفیق و غمگسار جو بھی کہنا چاہتی ہو کہو تمہاری وصیت پر پورا پورا عمل کیا جائے گا۔

جناب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی بیٹیوں زینب، کلثوم، رقیہ کی طرف سے پورے طور پر مطمئن ہوں میں نے ان کی شادیاں اپنی مرضی سے کر دی ہیں اور ہر ایک کو اپنی خواہش کے مطابق جہیز وغیرہ دے کر اپنا فرض پورا کر چکی ہوں۔ مگر ابھی میری فاطمہ کی شادی کرنا باقی ہے میں اس کی طرف سے بڑی پریشان ہوں پھر بھی مجھے توقع ہے کہ آپ اس کے سر پر اپنا دستِ شفقت ضرور رکھیں گے اور اس کی شادی کے امور خود سرانجام دیں گے۔

میں استدعا کرتی ہوں کہ آپ اس کی شادی کا معاملہ دوسروں پر نہ چھوڑیں بلکہ ہر معاملہ میں خود کفالت فرمائیں اور اسے یہ احساس نہ ہونے پائے کہ اس کی ماں مر چکی ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب

خدیجہ رضی اللہ عنہا کی درخواست سنی تو تڑپ کر رہ گئے پھر جنابِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر آغوش میں لے کر فرمایا کہ فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے ہم انشاء اللہ تمہاری وصیت پر پورا پورا عمل کریں گے۔

سیدہ کی آہ وزاری

جناب خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصیت کرتے کرتے بیہوش ہو چکی تھیں جنابِ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی ماں کی یہ حالت دیکھی تو رونے لگیں۔ ماں کے چہرے پر اپنا چہرہ رکھ کر ملنے لگیں۔ آپ فریاد پر فریاد کر رہی ہیں اور اس قدر رو رہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بھی بے قرار ہو جاتے ہیں۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ماں کی حالت دیکھ دیکھ کر اس قدر آہ وزاری کرتی ہیں کہ دنیا میں کوئی دوسرا اس قدر نہیں رویا۔ آپ ماں

خدیجہ گفت یا رسول اللہ از دخترال خاطر جمع کردہ ام ہر یکے سامانے و خانمانے دارند اتنا! فاطمہ من ہنوز ہر انجائے نہ دارد۔ و آواز اتومی سپارم و توقع می دارم کہ دست شفقت از سر آورداری و مہم آوردان خود متکفل شدہ و بدیگرے نہ گزارای حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بحضور وے فاطمہ را طلبید و در بر گرفت و گفت! فاطمہ پارہ جگر من است۔ اما چوں فاطمہ مادر بزرگوار خود را در سکر ات دید فریاد بر کشید و در روئے مادری نا لید و زار در مفارقت وے می نالید۔

(روضۃ الشہداء ص ۵۷)

کے سینہ پر سر رکھ کر فریاد کر رہی تھیں کہ جناب خدیجہ الکبریٰ نے آنکھیں کھول دیں۔ بیٹی کو اپنے ساتھ لپٹے ہوئے دیکھا تو آپ بھی رونے لگیں آپ روتی بھی جا رہی ہیں اور بیٹی کو تسلی بھی دے رہی ہیں۔

پھر آپ نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک اور درخواست پیش کر دی کہ یا رسول اللہ! میری خواہش ہے کہ آپ کچھ دیر میرے سامنے ہی تشریف فرما رہیں تاکہ میں آخری بار آپ کی زیارت کو توشہ آخرت بنا سکوں اور آخری بار نیاز مندانہ سلام الوداع عرض کر سکوں۔ میرے سر تاج مجھے مرنا تو ہے ہی مگر آپ سامنے ہوں گے تو جان آسانی سے نکل جائے گی۔ احساسِ مرگ کم ہو جائے گا۔ ۱

میرے آقا! آپ کی خدمت گزاری میں پچیس سال بسر ہو گئے مگر یوں معلوم ہوتا ہے کہ چند گھنٹیاں تھیں جو آپ کی رفاقت میں گزاریں

۱۔ در کتاب مبکیات امام ابو بکر و قارحمة اللہ علیہ مذکور است کہ چوں خدیجہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا دانست کہ وقت رحیل است بہ سید عالم فرمود کہ یا رسول اللہ دے پیش من بنشیں تا دیدار آخریں تو بہ بینم و شوقِ لقائے توشہ راہِ آخرت سازم و بزبان نیاز و وداع آخریں عرض کنم حضرت صلوة اللہ و سلامہ علیہ پیش وے بنشست خدیجہ گفت! یا رسول اللہ عمر در خدمت تو بسر بردم۔ ملتسم من آنست کہ در قیامت مرا باز جوئی و سخن من بحق بجمالتہ بگوئی و مراد درخواست کنی و مهم من بشفاعت راست کنی و اگر در خدمت تقصیرے از من در وجود آمدہ باشد عفو فرمائی۔

(روضۃ الشہداء ص ۵۴)

اور اب پھر علیحدہ ہو رہی ہوں۔

میں اِلتماس کرتی ہوں کہ قیامت کے دن مجھے اپنے دامنِ رحمت میں جگہ دینا اور میری طرف سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرنا۔ میں درخواست کرتی ہوں کہ میری شفاعت و سفارش فرما کر میری مشکلات کو حل فرمانا اور اگر مجھ سے آپ کے حضور میں کوئی غلطی ہو گئی ہو تو وہ معاف فرمادیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفا شعار بیوی کی درد بھری گفتگو سنتے رہے اور روتے رہے پھر آپ نے فرمایا، خدیجہ! یہ درست ہے کہ قیامت کا دن بڑا سخت دن ہے مگر تیرے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی آسانیوں کا وعدہ فرما رکھا ہے۔ تیرے لئے جنت میں موتی کا محل ہے۔ میری غمگسار! تم کسی بھی قسم کا کوئی غم نہ کرو۔ تم جنت میں ہمارے ساتھ رہو گی۔

حضور کا جواب

میری مونس و ہمدرد تو نے حق و فاداری پورا پورا ادا کر دیا ہے خدا کا رسول تم پر بے حد خوش ہے تمہارا احسان مند ہے اور تمہارے جذبہِ خلوص و وفاداری اور اِثیار و قربانی کو ہمیشہ یاد رکھے گا۔

جناب خدیجہ الکبریٰ نے محبوبِ کبریا کی گفتگو سنی تو باوجود سُکراتِ موت کے چہرہ تر و تازہ ہو گیا اور لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی پھر آپ نے عرض کی یا رسول اللہ! میری ایک اور بھی بہت بڑی خواہش ہے جو آپ کے سامنے براہِ راست عرض نہیں کر سکتی اور وہ گزارش میں بیٹی فاطمہ کے وسیلہ

سے پیش کرنا چاہتی ہوں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند لمحوں کا تخلیہ فرما دیا اور بیت اللہ میں تشریف لا کر رُکنِ استیلام بجالائے اور بیت اللہ کا طواف فرمانے لگے ادھر جناب سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے ہمدردی کے سینہ پر سر رکھا ہوا ہے اور پھوٹ پھوٹ کر رو رہی ہیں۔

آں گاہ گفت! کلمہ بزرگ است با تو نمی توانم۔ گفت! با فاطمہؑ بگو نیم تا بعرض شمارسانند سید عالم گریاں از سر بالین وے برخاست و بحر دم در آمد و استیلام رکن بجا آورد و بطواف خانہ مشغول شدہ فاطمہ پیش مادر بنشست خدیجہ گفت! اے دختر! پدرت را گوئی کہ مادر می گوید کہ چوں من در گذر دایے مبارک خود را کہ در وقت نزول وحی بفرق ہمایوں من انداختی۔

کفن من کن باشد کہ برکت آں خدائے بر من رحمت کند فاطمہ، بیاند و ایس سخن را بعرض رسانید مہتر عالم گریاں شد و رداہ بفاطمہ داد کہ برو بمادرت بنماد دل وے خوش شود۔

فی الحال جبریل امین پڑسید کہ یا محمد خدا تر اسلام می رساندومی گوید تو رداے خود

نگاہ دار۔

(روضۃ الشہداء ص ۵۴)

آرزوئے خدیجہ رضی اللہ عنہا

جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بیٹی کو مخاطب کر کے فرمایا۔
جانِ مادر! میری ایک خواہش ہے جو میں آپ کے باپ کے سامنے براہِ
راست پیش کرنے کی ہمت نہ رکھتی تھی اور اب تمہارے وسیلہ سے پیش کرنا
چاہتی ہوں۔

جنابِ فاطمہ نے والدہ مکرمہ کی خدمت میں عرض کیا امی جان حکم
فرمائیے میرے ابا جان آپ کی ہر خواہش پوری فرمائیں گے۔

خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے فرمایا! بیٹی مجھے اُن سے یہی اُمید
تھی رحمۃً للعالمین کے دربار سے کیسے کوئی خالی جاسکتا ہے۔ میری خواہش یہ
ہے کہ جب میں انتقال کر جاؤں تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے
کفن کے لئے وہ چادر عطا فرمادیں جو آپ نزولِ وحی کے وقت شانہ اقدس
پر ڈالا کرتے ہیں۔ تاکہ اُسِ ردائے مقدس کے صدقہ سے خدا تعالیٰ مجھ پر
برکت نازل فرمائے۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف
لے آئے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے مقدس ماں کی آرزو
مقدس باپ کے حضور پیش کی تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تڑپ کر رہ
گئے آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں۔ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چادر
مانگنے کے انداز نے تاجدارِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سینہ پر چھریاں
چلا دیں۔ آپ نے ٹھنڈی آہ بھری اور شانہ اقدس سے چادر اتار کر بیٹی کو

دے دی۔ چادر عنایت فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا ! بیٹی یہ چادر اپنی ماں کو دکھا دو تا کہ اُس کا دل خوش ہو جائے۔

جنت کا کفن

ادھر جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے ماں کی خدمت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چادر پیش کی اور ادھر جبریل علیہ السلام نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ! خُدا کا سلام قبول فرمائیں اور اپنی چادر مبارک حضرت خدیجہ الکبریٰ سے واپس لے لیں۔

خالق کائنات نے فرمایا ہے کہ جو کچھ خدیجہ کے پاس تھا اُس نے میری راہ پر قربان کر دیا اب اُس کا کفن ہمارے ذمہ ہے ہم اُسے اپنے کرم کے لباس سے پوشیدہ فرمائیں گے اور اُس کو جنت الفردوس کا کفن عطا کیا جائے گا۔

یہ خصوصیت ہے

اللہ اکبر! کس قدر شان و عظمت ہے جناب خدیجہ الکبریٰ

(۱) کہ خدیجہ آں چہ داشت در راہ ما فدا کرد کفن وے بر کرم ماست۔ ما اوزا بلباس کرم خود پوشیدہ گردانیم و از بہشت پاکیزہ سرشت کفن وے بفرستیم۔ واگر ایس نقل بصحت رسد ارسال کفن اواز بہشت یکے از خصائص خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا باشد۔

(روضۃ الشہداء صفحہ ۵۴)

رضی اللہ عنہا کی جن کے کفن کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی چادر عطا فرماتے ہیں اور خداوند کریم جنت الفردوس کا کپڑا بھیجتے ہیں۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو کفن بہشت کا آنا جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے خصائص مبارکہ سے ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اول تو فضائل میں آنے والی روایت ضعیف بھی ہو تو اس کے قبول کرنے میں تاثر نہیں ہونا چاہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ کفن خدیجہ کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر پاک بھی تو معمولی چیز نہیں۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ امام الانبیاء کے جسم اقدس سے مس کیا ہوا کپڑا بہر صورت اور بہر طور جنت کے کپڑوں سے افضل و اعلیٰ اور زیادہ شان والا ہے۔

بیٹیوں کی حالت

بہر حال جناب زینب رضی اللہ عنہا کو پیغام بھیج دیا گیا ہے۔ جناب رقیہ رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کر کے حبش گئی ہوئی ہیں۔ جناب ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور جناب فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا پہلے ہی ماں کی لمحہ بہ لمحہ بدلتی ہوئی حالت دیکھ کر رو رہی تھیں۔ جناب زینب رضی اللہ عنہا آئیں تو وہ بھی ماں کے سینہ سے لپٹ گئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفادار بیوی کے فراق کے تصور میں نہایت پریشانی کے عالم میں تشریف فرما ہیں۔ ایک عظیم محسن حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ، چند روز پہلے داغ مفارقت دے چکے ہیں۔ اور اب

ایک دوسری محسنہ کے بچھڑ جانے کا صدمہ سر پر کھڑا ہے۔

جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی حسرت بھری نگاہیں رُخِ وَالصُّحُفِ پر مرکوز کر رکھی ہیں۔ کبھی کبھی بچیوں کے سروں پر دستِ شفقت پھیر لیتی ہیں اور پھر سب کے دیکھتے ہی دیکھے آپ واصلِ فردوس ہو گئیں۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسوؤں کی آبشار جاری ہو گئی بچیوں کی فریاد و فغاں سے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے میں درد و غم کا طوفان اُٹھا ہوا ہے جناب فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا ماں کی لاش سے لپٹ لپٹ کر فریاد پر فریاد کر رہی ہیں۔

ہائے وائے اور آہ وزاری نے قیامت بپا کر رکھی ہے جناب سیدہ کبھی بڑی بہن جناب زینب رضی اللہ عنہا کے گلے لگ لگ کر روتی ہیں اور کبھی جناب اُم کلثوم رضی اللہ عنہا سے لپٹ جاتی ہیں۔ بار بار ماں کی لاش سے لپٹتی ہیں اور بار بار باپ کی آغوش میں گر کر سسکیاں بھر رہی ہیں غمزدہ گھرانے میں درد و الم کا طوفان اُٹھا ہوا ہے۔ بالآخر جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا یہ عظیم سہارا قبر کی آغوش میں چلا گیا۔ اب دکھوں اور دردوں کی دُنیا میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔ باپ بیٹی ایک دوسرے کو درد بھری نگاہوں سے دیکھتے رہتے ہیں۔

سیدہ اُم کلثوم کی شادی "عتبہ بن ابی لہب" سے ہوئی مگر رخصتی سے قبل ہی اس نے اپنے باپ کے ایہما پر طلاق دے دی۔

(طبقات ابن سعد ص ۱۵۹)

مصیبت پر مصیبت

عام الحزن

تواریخ میں آتا ہے کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے چند روز بعد جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کو بے پناہ محبت تھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام تکلیفوں اور مصیبتوں میں رفیق تھیں۔ سب سے پہلے وہی آپ پر ایمان لائیں وہ ہمیشہ آپ کو تسلی دیتی رہتی تھیں۔

ہر دکھ ہر مصیبت اور ہر تکلیف میں آپ کا پورا پورا ساتھ دیتی تھیں۔ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے رفیق و ہمدرد تھے کہ ان کی وفات نے آپ کو بے حد غمگین کر دیا اور ساتھ ہی قریش کی ایذا رسانیوں میں اضافہ ہونے لگا۔ ایک دفعہ آپ راستہ میں جا رہے تھے کہ کسی شریر نے سر اقدس پر بہت سی کیچڑ اٹھا کر ڈال دی۔ سر انور اور ریش مبارک کے تمام بال آلودہ ہو گئے۔ جسم مبارک کے تمام کپڑے کیچڑ میں لت پت ہو گئے۔ آپ اسی حالت میں گھر تشریف لائے تو آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہرا پانی لے کر اٹھیں۔ وہ آپ کا سر مبارک دھوتی جا رہی ہیں اور زار و قطار روتی جا رہی ہیں۔

(طبری ج ۱ - ص ۸۷ مدارج النبوت ج ۲ ص ۶۸) (رسول عربی ص ۵۶)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غمزدہ بیٹی کے سر پر ہاتھ پھیر کر تسلی دیتے ہوئے فرمایا! نہ رومی بیٹی۔ تیرے رونے سے باپ کا دل تڑپ جاتا ہے۔ میری بیٹی اللہ تعالیٰ تیرے باپ کی خود حفاظت فرمائے گا۔ میری بیٹی صبر کرو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ والد گرامی کی تسلی آمیز گفتگو سے آپ کا دل اور بھی بھر آیا۔ آپ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔

ماں کی یاد

اشکوں پر کیسے قابو پایا جاتا، دل کی دُنیا میں دردوں کا طوفان اٹھا ہوا تھا ماں کی یاد آرہی تھی اُس ماں کی یاد جو اُس کے غم کو غلط کیا کرتی تھی۔ جو ہر پریشانی کے وقت بیٹی کے لئے آغوشِ راحت کھول دیتی تھی۔ جس کی گود میں جناب فاطمہ کو سکون ملا کرتا تھا۔

پہلے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مظالم ٹوٹتے تھے تو ماں بیٹی مل کر آنسو بہایا کرتی تھیں اور رو دھو کر ایک دوسری کا غم غلط کر لیا کرتی تھیں مگر اب آپ کس سے بات کرتیں، کون آپ کو تسلی دیتا، کون غم کا مداوا کرتا، باپ ہی کا تو غم تھا۔ پھر باپ کی تسلی سے دل کو چین کس طرح آتا۔

جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی موت سے بھرا ہوا گھر خالی ہو گیا تھا ایک ماں کے ہونے سے سارا گھر بھرا بھرا لگتا تھا مگر اب تو ایسے تھا جیسے قبرستان بن گیا ہو۔ اُداسی ہی اُداسی اور خاموشی ہی خاموشی ہے اور درودِ یوار سے حسرت ٹپک رہی ہے۔

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا حسرت و یاس کی تصویر بنی

ہوئیں ماں کے ہاتھوں کی رکھی ہوئی چیزوں کو الٹ پلٹ کر دیکھتی رہتیں کہ شاید اس طرح ہی دل کو کچھ قرار آ جائے۔ مگر قرار کیا آتا دل اور بھی ڈوب ڈوب جاتا۔ آنکھوں کے چشمے اور زیادہ تیزی سے بہنے لگتے۔ سینے پر لگے ہوئے جدائی کے زخموں کو ماں کی یادیں اور زیادہ گہرا کر دیتیں۔

باپ بیٹی کا مشترکہ غم

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کی جدائی کے صدمہ کو انتہائی شدت سے محسوس کیا سوائے دینی امور کی انجام دہی کے لئے آپ نے گھر سے نکلنا ترک کر دیا۔ آپ بھی بیٹی کے ساتھ مل کر غم کے آنسو بہاتے رہتے۔ آپ کو جناب ابوطالب رضی اللہ عنہ اور جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کے غم نے نڈھال کر کے رکھ دیا تھا اور آپ نے ان محسنوں کی جدائی کے سال کا نام ہی عام الحزن یعنی غم کا سال رکھ دیا۔

(طبری ج ۱ ص ۸۵۔ سیرت ابن ہشام ۱۶۶۔ طبقات ابن سعد ۱۲۰۔ ۱)

(مدارج النبوت ص ۶۸۔ ج ۲ ودیگر تمام کتب توارخ و سیر متفقہ علیہ)

طائف کا سفر

اسی طرح روتے دھوتے کچھ دن گزر گئے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ اسلام کے لئے طائف میں تشریف لے گئے وہاں پر آپ نے بنی ثقیف کے چند لوگوں کا انتخاب فرمایا اور دعوتِ اسلام دی تو ان بد نصیبوں نے آپ کا تمسخر اڑانا شروع کر دیا۔ کوئی کچھ کہہ رہا تھا اور کوئی کچھ بک رہا تھا

ایک نے کہا! کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی شخص نہ ملا جسے اپنا رسول بنانا اُس کی نگاہ نے تجھ غریب و یتیم کو ہی پسند کیا۔ آپ نے اُن کا تمسخر تو ٹھنڈی سانس لے کر رہ گئے۔

آپ حق تبلیغ ادا فرما کر اُٹھنے گئے تو اُن لوگوں نے آپ کے پیچھے شہر کے اوباش لڑکوں کو لگا دیا اور خود بھی ساتھ مل کر آپ پر آوازے کئے گئے۔ کوئی گالیاں بک رہا ہے اور کوئی پتھر مار رہا ہے۔ ایک بد بخت کا پتھر لگنے سے آپ کی ایڑی مبارک زخمی ہو گئی اور خون نکل نکل کر آپ کی نعلین مبارک کو سرخ کرنے لگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعا

آپ نے ٹھنڈی سانس بھر کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔ یا اللہ! تو جانتا ہے کہ محمد عربی اپنے کسی ذاتی کام کے لئے نہیں آیا۔ تیرے حکم پر تیرے ہی کام کو سرانجام دینے کے لئے آیا ہے۔ یا اللہ! میں تجھ سے شکوہ نہیں کرتا بلکہ تیری رحمت بے پایاں کی مزید وسعتوں کا طلبگار ہوں۔ یا اللہ! ان کو ہدایت بھی نصیب فرما اور مجھے استقامت بھی عطا فرما۔

الہی رحم کر طائف کی بستی کے مکینوں پر

الہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

اللہ اکبر! یہ رسول ہاشمی اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا

حوصلہ ہے کہ پتھروں کی بارش کرنے والوں کے لئے خدا کی رحمت کو آواز

دے رہے ہیں۔ ظلم کرنے والوں کے لئے رحم طلب کر رہے ہیں۔ حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رحمۃ للعالمین تقاضا کر رہی ہے کہ زخمی کرنے والوں کے لئے ہدایت کی دُعا مانگی جائے۔

حضرت نُوح علیہ السلام ہوتے تو اُن سب کو غرق کروادیتے۔ کوئی اور پیغمبر ہوتا تو اُن کو خنزیر اور بندر بنوادیتا۔ مگر یہ تو رحمۃ للعالمین تھے استقلال و استقامت کا کوہِ گراں تھے، رحم و کرم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھے۔ آپ دُعا مانگ ہی رہے تھے کہ اُن لوگوں میں تھوڑی سی تبدیلی واقع ہوگئی بنی ثقیف کے انہی لوگوں نے اپنے ایک غلام کو انگوروں کے چند خوشے دے کر آپ کی خدمت میں بھیج دیا۔

آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر انگور تناول فرمایا تو وہ غلام جس کا نام عداس تھا دل دے بیٹھا۔ اُس نے کہا کہ جو نام آپ لیتے ہیں یہاں کے لوگ تو نہیں لیتے آپ نے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو؟
عداس! جناب میں نصرانی ہوں اور نینوا کا رہنے والا ہوں۔
سرکارِ دو عالم! خوب تو تم یونس بن متی کے شہر کے باشندے ہو؟
عداس! کیا آپ جانتے ہیں کہ یونس بن متی کون تھے؟
سرکارِ دو عالم! کیوں نہیں وہ ہمارے بھائی اور نبی تھے اور ہم بھی نبی ہیں۔

عداس! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور پھر آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اُن لوگوں نے عداس کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومتے دیکھا تو کہنے لگے کہ اُس شخص نے ہمارا ایک شخص بگاڑ دیا ہے۔

اور پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن لوگوں کے لئے ہدایت کی دعائے مانگتے ہوئے زخمی حالت میں مکہ معظمہ واپس تشریف لے آئے۔ آپ گھر میں تشریف لائے تو آپ کی ایڑی مبارک سے خون ابھی رِس رہا تھا۔ جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے باپ کو زخمی حالت میں دیکھا تو تڑپ کر رہ گئیں آپ پانی گرم کر کے زخم بھی دھوتی جا رہی تھیں اور روتی بھی جا رہی تھیں۔

اور یہ ایک دور روز کی بات نہیں تھی بلکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قریش مکہ کی طرف سے اس قسم کے مظالم ہر روز ٹوٹتے تھے اور ہر روز جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو مقدس باپ کے نئے سے نئے غم کو دیکھنا پڑتا تھا۔ اور پھر یہ مصیبت کے پورے ایک ہزار دن جن حالات میں کاٹنے پڑے وہ حدِ بیان سے باہر ہیں۔“

بالآخر تقریباً تین سال کا یہ غم و الم اور درد و مصیبت کا دور ختم ہو گیا اور پھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ پاک کی طرف ہجرت کر لینے کا حکم خداوندی آ گیا۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال مبارک کے تھوڑے عرصے بعد سرکارِ دو عالم نے اُمّ المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا تھا۔

آپ بڑی نیک دل خاتون تھیں اور جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کرتیں۔ آپ کا غم غلط کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتیں مگر ماں کی یاد بیٹی کے دل سے محو نہ کر سکیں۔

(طبری ج ۱ ص ۸۷)

ان کے علاوہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ہمیشہ سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا بھی آپ کے غم میں برابر کی شریک تھیں تاہم یہ ہر دو بہنوں کے لئے انتہائی المناک دور تھا۔

ہجرتِ مدینہ

جدائی کی گھڑیاں

مدینہ منورہ کے لوگوں سے عہد و پیمانہ کر لینے کے بعد امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت کے تیرہویں سال ۲۸ صفر المنظف جمعرات کے دن مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کے متعدد اصحاب پہلے ہی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے۔

کفارِ مکہ آپ کو معاذ اللہ قتل کر دینے کے پروگرام مرتب کر رہے تھے۔ اور آپ کی صاحبزادیوں جناب سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا اور جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑ کر مدینہ منورہ کی تیاری کر رہے ہیں۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے والدِ گرامی کی مدینہ منورہ کی طرف تیاری کا سنا تو بیقرار ہو گئیں اور رو کر عرض کرتی ہیں۔ ابا جان میں آپ کی جدائی میں کیسے زندہ رہ سکوں گی۔

میرادل تو ابھی سے ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ آپ کا وہاں تشریف لے جانا بہت ہی ضروری ہے تو ہم دونوں بہنوں کو بھی ساتھ ہی لیتے چلیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے سر پر دستِ شفقت پھیرتے ہوئے فرمایا! بیٹی خدا کا حکم یہی ہے کہ ہم ایسی حالت میں ہی ہجرت کریں۔ ہمیں رات کے وقت چھپتے چھپاتے سفر کا آغاز کرنا ہے اس لئے تمہارا ساتھ لے جانا نہایت مشکل ہے۔ حالات ٹھیک ہوتے تو ہم تمہیں چھوڑ کر کیسے جاسکتے تھے بیٹی یہ جدائی انتہائی عارضی ہے۔

ہم مدینہ پہنچ کر بہت جلد ایسا انتظام کریں گے کہ تمہیں اپنے پاس بلوا لیا جائے۔ اور پھر آپ نے لوگوں کی امانتیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سپرد کیں اور ارشاد فرمایا کہ آج ہمارے بستر پر تمہیں سونا ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دیگر تمام حالات سے آگاہ کرنے کے بعد آپ نے مکان کا گھیراؤ کرنے والے کفار کے چہروں کی طرف مٹی کی ایک مٹھی پھینکی جس سے کفار کا نورِ بصارت سلب ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عازمِ مدینہ ہو گئے۔ کفار یہی سمجھتے رہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر سوئے ہیں اور جب وہ وار کرنے کے لئے آگے بڑھے تو پتہ چلا کہ آپ کے بستر پر تو حضرت علی علیہ السلام سوئے ہوئے ہیں اور آپ کسی دوسری جگہ جا چکے ہیں۔

ملاقات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لے جانے کے چند دن بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم لوگوں کی امانتیں واپس کر کے اپنی والدہ جناب فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا و دیگر کمزور مسلمانوں کو ساتھ لے

کر مدینہ منورہ میں پہنچ گئے۔ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اگرچہ گھر میں کوئی تکلیف نہ تھی تاہم آپ کو والد گرامی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی نے بے حد پریشان کر رکھا تھا آپ ہر وقت حضور کو یاد کرتی رہتیں اور روتی رہتیں جناب سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کی ذات سے آپ کو کافی سہارا تھا۔

دونوں بہنیں ایک دوسری کا غم غلط کرنے کی کوشش کرتی رہیں طبیعت زیادہ ملول و پریشان ہوتی تو دونوں بہنیں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزارِ اقدس پر پہنچ جاتیں اور رو کر دل کا بوجھ ہلکا کر لیتیں۔

اُم المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی آپ کی بے حد دلداری کرتی رہتیں۔ ادھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑے عرصہ بعد ہی مدینہ منورہ سے جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ اور ابورافع کو دو اونٹ اور پانچ صدور ہم دے کر مکہ معظمہ بھیج دیا۔ یہ دونوں حضرات مکہ معظمہ پہنچ کر اُم المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی خدمتِ اقدس میں پہنچے انہیں تیاری کرنے کی گزارش کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں کو تیار کرنے چلے گئے اور پھر اگلے روز یہ قافلہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گیا اس قافلہ میں مکہ معظمہ سے آنے والے یہ نوا فراد تھے۔

1 بنتِ رسول سیدہ فاطمہ الزہرا صلوة اللہ علیہا

2 بنتِ رسول سیدہ اُم کلثوم صلوة اللہ علیہا

3 اُم المؤمنین سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

- 4 اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
5 امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دایہ حضرت اُمّ ایمن اور

ان کے صاحبزادے

- 6 أسامہ بن زید
7 حضرت جناب اُمّ رومان زوجہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
8 حضرت عبداللہ ابن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
9 حضرت أسما زوجہ زبیر ابن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما
(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۴۰ مشجر الاولیاء ج ۱ ص ۶۰)
بالآخر یہ مقدس قافلہ مدینہ منورہ پہنچ گیا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تا حال حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں ہی رونق افروز تھے۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا والد گرامی کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجالائیں بیٹیوں کی آمد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بے حد خوشی ہوئی۔

(مشجر الاولیاء ص ۱۹۸)

فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا نکاح

مدینہ منورہ میں آنے کے بعد اگرچہ کفر کی ایذا رسانیوں سے مکمل طور پر سکون حاصل تھا تاہم یہ اسلام کا انتہائی نازک ترین دور تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن رات فریضہ تبلیغ ادا فرماتے۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے فرائض و واجبات کے نئے احکام مسلسل نازل ہو رہے تھے جن کا نفاذ بے حد ضروری تھا۔ علاوہ ازیں اسلام قبول کرنے والوں کی اکثریت غرباء و مساکین پر مشتمل تھی اور باوجود انصافِ مدینہ کے شاندار تعاون کے غربت و افلاس ایک رُوح فرسا مسئلہ بن کر رہ گیا تھا۔

مدینہ منورہ میں آئے ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ گزر گیا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمۃ الزہرا کے نکاح مبارک کے متعلق اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام کے منتظر ہیں۔

کیونکہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے رشتہ کا کئی لوگ سوال کر چکے تھے آپ کی خواہش تھی کہ اس رشتہ کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے۔ اس لئے جو بھی اس رشتہ کی آرزو کرتا آپ صاف جواب دے دیتے۔

حضرت علی کو مشورہ

ایک روز جناب حیدر کرار شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مدینہ کے نخلستانوں میں اُونٹ چرا رہے تھے کہ جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تشریف لے گئے اور جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مخاطب کر کے فرمایا! یا علی آپ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بنتِ رسول کے رشتہ کی استدعا کیوں نہیں کرتے جب کہ کئی لوگ سوال کر چکے ہیں؟

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے۔
 رو کر فرمایا کہ اس عظیم سعادت کے حاصل کرنے کی آرزو تو ہے مگر حیا مانع ہے۔

طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گھر والوں نے ہی مشورہ دیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے رشتہ کا سوال کریں۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ - ۴۰)

تواریخ و سیر کی متعدد کتب میں یہ بھی آتا ہے کہ جناب ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا رشتہ اپنی اپنی ذات کے لئے طلب کیا تھا مگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرما دیا تھا اور فرمایا تھا کہ میری بیٹی فاطمہ کا رشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر موقوف ہے جیسا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہو گا وہی ہو سکے گا تو پھر انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو قسمت آزمائی کا مشورہ دیا۔

علی دربارِ نبی میں

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اَحباب کے مشورہ پر کافی دیر تک غور و خوض کرتے رہے اور پھر سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔ پہلے نہایت ارب سے سلام عرض کیا اور پھر نہایت ادب سے خمیدہ گردن حضور کے سامنے بیٹھ گئے۔

آپ نے پوچھا! علی کیسے آئے ہو اور کیا چاہتے ہو؟
عرض کیا آقا! جو چاہتا ہوں وہ بیان نہیں کر سکتا اتنی بات کہی اور شدتِ حجاب اور شرم و حیا کی فراوانی سے مولا مشکل کشا کے اعصاب کھنچ گئے اور چہرے کا رنگ بھی اڑ گیا۔

آپ نے فرمایا! علی مت گھبراؤ اور دل کی بات بلا جھجک زبان پر لے آؤ۔

مولا علی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشفقانہ گفتگو سے کچھ ڈھارس بندھی تو عرض کیا اے میرے آقا و مولا! علی پر آپ کے پہلے ہی اس قدر زیادہ احسان ہیں کہ میں اُن کے بوجھ تلے دبا پڑا ہوں بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ میری پرورش ہی آپ کے ٹکڑوں پر ہوئی ہے اور میری زندگی کی ہر سانس آپ ہی کی عطا کی مرہونِ منت ہے۔

اور پھر حیدر کرار علیہ السلام نے شرماتے اور جھجکتے جھجکتے جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے رشتہ کے لئے عرض کر دی۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیر لب مسکراتے ہوئے فرمایا

علی اگر ہم تمہارا یہ سوال قبول کر لیں تو بتاؤ کہ تمہارے پاس میری فاطمہ سے نکاح کے لئے کون کونسی چیز ہے ؟

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفقت دیکھی تو شدتِ جذبات سے آنکھوں میں آنسو آگئے اور پھر بارگاہِ رسول میں عرض کیا میرے آقا! آپ علی کے دنیاوی سامان کو علی سے زیادہ جانتے ہیں رسولِ غیب دان پر ظاہر ہے کہ علی کے پاس ایک گھوڑا ایک زرہ اور ایک تلوار کے علاوہ کوئی چیز نہیں۔

(متفق علیہ)

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ٹھیک ہے تم یہیں بیٹھو ہم اپنی بیٹی سے پوچھ کر بتاتے ہیں۔

رضائے فاطمہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو وہیں بٹھا کر امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لے گئے اور جا کر فرمایا بیٹی علی نے تمہارے نکاح کا پیغام دیا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بھی یہی رضا ہے اور اللہ کا رسول بھی اس رشتہ کو پسند کرتا ہے اب تم اپنی رضا بھی بتا دو تا کہ علی کو یہ خوشخبری دے دی جائے۔

جناب سیدۃ النساء العالمین نے سنا تو حیا سے گردن جھکالی اور نہایت خاموشی سے ابا حضور کی خدمت میں کھڑی رہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹی کی خاموشی کو اس کی رضا مندی پر محمول کرتے ہوئے واپس

تشریف لے آئے اور حضرت علی کو فرمایا ! علی تمہیں مبارک ہو کہ تم اللہ کے رسول کے داماد بن رہے ہو۔

حضرت علی نے یہ خوشخبری سنی تو چہرے پر حیا کی سرخی دوڑ گئی آنکھوں میں مسرت کی چمک آگئی اور دل میں خوشیوں اور راحتوں کا جہان آباد ہو گیا۔

پھر آپ نے فرمایا ! علی تمہارے پاس گھوڑے کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے اور تلوار تو تمہارا زیور ہے لہذا تلوار اور گھوڑا تم اپنے پاس رکھو۔ ایک زرہ باقی ہے اور وہ ایسی چیز ہے جس کے بغیر تمہارا گزارہ ہو سکتا ہے اس لئے زرہ فروخت کر کے اُس سے شادی کا سامان تیار کرو۔

جناب علی علیہ السلام سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سن کر خوشی خوشی تشریف لے آئے اور زرہ فروخت کر دی۔ مستند کتابوں میں آتا ہے کہ آپ کی زرہ مبارک چار سو اسی درہم میں فروخت ہوئی اور وہ درہم آپ نے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ نے ان میں سے کچھ درہم حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر فرمایا کہ بازار میں جا کر خوشبو اور چھوہارے خریدلائیں۔

سیدہ زہرا کا نکاح آسمانوں پر

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ چھوہارے وغیرہ خرید لائے تو آپ نے ان کو پھر بھیج دیا کہ صحابہ کرام کو بلا لائیں مسجد نبوی شریف میں آپ کے اصحاب حاضر ہو گئے تو آپ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہمارے پاس اللہ تبارک و تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ جس کا نام وسطائل ہے آیا تھا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں عرش کو اٹھانے والے موکلوں میں سے ایک ہوں میں نے اپنے پروردگار سے بشارت دینے کی اجازت حاصل کر لی ہے۔

پھر یہ اطلاع دی ہے کہ خداوند قدوس نے میری بیٹی فاطمہ کا نکاح میرے بھائی علی کے ساتھ آسمانوں پر کر دیا ہے اور میں پہلی بار زمین پر یہ

اتى الملك اسمه وسطائل وقال يا محمد انا
المؤكل بأحدى قوائم العرش سألت ربي أن يأذن لي
ببشارتك وهذا جبريل قال انس رضى الله تعالى
عنه بينها النبي صلى الله عليه وآله وسلم في
المسجد إذ قال لعلي عليه السلام هذا جبريل
أخبرني أن الله قد زوجك فاطمة وأشهد على
تزوجها. أر بعين ألف ملك وأوحى إلى شجرة طوبى
أن أنثرى عليهم الدر واليا قوت والحلى والحل
فهم يتها دون به إلى يوم القيامة.

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶ ج ۲ معارج النبوت رکن چہارم باب سوم ص ۳۳)

بشارت لے کر حاضر ہوا ہوں اور ابھی وہ فرشتہ ہمارے پاس موجود ہی تھا کہ جبریل علیہ السلام بھی آگئے۔ انہوں نے ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور پھر یہ خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے علی و فاطمہ کا نکاح چالیس ہزار فرشتوں کی موجودگی میں آسمانوں پر فرما دیا ہے۔ خطبہ نکاح آدم علیہ السلام نے پڑھا تھا اور پھر جنت کے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا جس پر نور کے ساتھ دو سطروں میں یہ نکاح نامہ لکھا ہوا تھا ہمیں پیش کیا۔

آسمانوں پر سیدہ کا جہیز

اور پھر جبریل نے ہمیں بتایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی طرف سے فاطمہ کو جنت الفردوس کے تمام قطعات عطا کر دیئے ہیں۔ اور علی کی طرف سے حتی مہر کی صورت میں زمین کا پانچواں حصہ عطا فرما دیا ہے۔

جنت کے ٹکٹ

اور پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت کے داروغہ رضوان کو حکم فرمایا تو اُس نے مبانِ اہل بیت کی تعداد کے مطابق پتے گرائے اور وہ پتے دستاویزوں کی صورت میں تھے۔

ہر دستاویز کے ساتھ ایک نوری فرشتہ بھی تھا اور جب قیامت قائم کی

وَ أَمَرَ رِضْوَانُ خَازِنِ الْجَنَّةِ فَهَذَا شَجَرَةٌ طُوبَى
فَحَمَلَتْ رَقَاقًا يَعْنِي صِغَاكًا بَعْدَ مُحِبِّي أَهْلِ بَيْتِي وَ
النَّشَاءِ مِنْ تَحْتِهَا مَلَائِكَةٌ مِنْ نُورٍ

جائے گی تو وہ فرشتے میدانِ حشر میں جمع ہونے والی خلقت میں پھیل جائیں گے اور اہل بیت کے محبین میں وہ دستاویزیں تقسیم کر دیں گے۔ جن میں جہنم سے رہائی کا حکم نامہ ہوگا اور اہل بیت کا کوئی ایسا محب نہیں رہے گا جسے وہ دستاویز نہ ملے۔

وہ فرشتے ان رُقعوں کو جنابِ زہرا اور علی کی شادی کی خوشی میں ایک دوسرے کے ساتھ تحفہ کے طور پر تبادلہ کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ قیامت تک ایک دوسرے کو اس مقدس نکاح کی خوشی میں اسی طرح مبارک باد پیش کرتے رہیں گے۔

سیدہ کا نکاح زمین پر

ادھر آسمانوں پر جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے نکاح کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ جنت الفردوس کو دلہن کی طرح سجا دیا گیا ہے۔ فرشتے بھی ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے ہیں اور حوریں بھی صد مبارک صد مبارک کی صدا دے رہی ہیں۔ رضوان الگ ایک دوسرے کو ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کر رہے ہیں اور غلمان الگ اظہارِ مسرت کر رہے ہیں۔

علیٰ ہذا القیاس دونوں جہان خوشیوں اور مسرتوں میں ڈوبے ہوئے

دَفَعَ إِلَى كُلِّ مَلِكٍ صِغًا فَإِذَا سَوَتْ الْقِيَامَةَ بِأَهْلِهَا
نَادَتْ الْمَلَائِكَةَ فِي الْخَلَائِقِ فَلَا يَبْتُلِي مُحِبُّ لِأَهْلِ
الْبَيْتِ إِلَّا دَفَعَتْ إِلَيْهِ صِغًا فِيهِ فَكَأَنَّكَ عَنِ النَّارِ۔

(صوائق مرقومہ صفحہ ۱۷۳ از منہ المجلس صفحہ ۲۲۶ - ج ۱)

ہیں۔ کس قدر عظیم ہے بنتِ رسول کی شان جن کی شادی کا اہتمام و انصرام خود خد اوند ذوالجلال فرماتے ہیں۔ جہیز بھی خود عطا کرتے ہیں اور حق مہر بھی خود ادا فرماتے ہیں۔

کیوں نہ ہو! محمد کی بیٹی نے بھی تو اپنا سب کچھ راہِ خدا میں قربان کرنا ہے نہ کسی کو آپ سے زیادہ ملانہ کسی نے آپ سے زیادہ راہِ خدا میں دیا۔

زمین پر نکاح کا منظر

اب ملکہ عفت و عصمت کے زمین پر نکاح کا منظر ملاحظہ فرمائیں دونوں جہان کے بادشاہ کی بیٹی کا جہیز دیکھیں اور اس کا حق مہر ملاحظہ کریں۔ اور پھر کبھی وقت ملے تو اپنا بھی محاسبہ کریں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرد اگر نہایت ہی احترام و ادب سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے چودہویں کا چاند بصدِ حسن و رعنائی ستاروں کے جھرمٹ میں جلوہ فگن ہو۔ نہایت ہی سادگی کے ساتھ تقریبِ نکاح منعقد ہے امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹی سے اجازت حاصل کر چکے ہیں کہ تمہارا نکاح چار صد مثقال سکہ چاندی حق مہر کے عوض علی بن ابی طالب سے کیا جا رہا ہے۔

بعد ازاں آپ نے مسکراتے ہوئے حضرت علی کو فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ چار سو مثقال حق مہر کے عوض تمہارے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیں کیا تمہیں منظور ہے!

حضرت علی نے مودبانہ عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے منظور ہے۔
 ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ كَرَمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ الْكَرِيمَ فَتَبَسَّمَ
 رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهَهُ وَقَالَ
 إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ أَمَرَنِي أَنْ أُزَوِّجَكَ فَاطِمَةَ عَلِيٍّ
 أَرْبَعِينَ مِثْقَالَ مِثْقَالِ فِضَّةٍ أَرْضَيْتَ بِذَلِكَ؟ قَالَ عَلِيٌّ
 رَضَيْتُ بِذَلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

پھر آپ نے صحابہ کو فرمایا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ اپنی
 بیٹی فاطمہ کا نکاح علی سے کر دیں سو تم گواہ رہنا کہ یہ نکاح ہم نے چار
 سو مِثقال چاندی کے عوض کر دیا۔

ثُمَّ أَمَرَنِي أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى زَوَّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي
 طَالِبٍ فَاشْهَدُوا أَنِّي قَدْ زَوَّجْتُهُ أَيَّاهَا عَلِيٌّ أَرْبَعِينَ
 مِثْقَالَ فِضَّةٍ أَنْ رَضِيَ بِذَلِكَ۔

(الشرف الموبد ص ۱۱۳)

فَاشْهَدُوا أَنِّي قَدْ زَوَّجْتُهُ أَيَّاهَا عَلِيٌّ أَرْبَعِينَ مِثْقَالَ
 فِضَّةٍ

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۵)

اور پھر سیدۃ النساء العالمین کا نکاح سید دنیا والا آخرت سے کر دیا اور
 مندرجہ ذیل خطبہ نکاح پڑھا۔

نکاح کا خطبہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُودِ بِنِعْمَتِهِ، الْمَعْبُودِ بِقُدْرَتِهِ

الْمُطَاعِ سُلْطَانُهُ ، الْمَرْهُوبِ مِنْ عَذَابِهِ وَ سَطْوَتِهِ ،
 النَّافِذِ أَمْرُهُ فِي سَبَائِهِ وَ أَرْضِهِ ، الَّذِي خَلَقَ الْخَلْقَ
 بِقُدْرَتِهِ وَ مَيَّزَهُمْ بِأَحْكَامِهِ وَ أَعَزَّهُمْ بِدِينِهِ
 وَ أَكْرَمَهُمْ بِنَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَ سَلَّمَ
 إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ اسْمُهُ وَ تَعَالَى عِزُّهُ جَعَلَ
 الْمَصَاهِرَةَ سَبَبًا لَاحِقًا وَ أَمْرًا مُفْتَرَضًا أَوْ شَجَّ بِهِ
 الْأَرْحَامَ ، وَ أَلْزَمَ بِهِ الْإِنَامَ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَ هُوَ
 الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَ صِهْرًا وَ
 كَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا فَأَمْرُ اللَّهِ يَجْرِي إِلَى قَضَائِهِ وَ
 قَضَائُهُ يَجْرِي إِلَى قَدَرِهِ وَ لِكُلِّ قَدَرٍ أَجَلٌ وَ لِكُلِّ أَجَلٍ
 كِتَابٌ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَ يُثَبِّتُ وَ عِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ
 ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَمَرَنِي أَنْ أَرْوِّجَ فَاطِمَةَ مِنْ عَلِيِّ ابْنِ
 أَبِي طَالِبٍ فَاشْهَدُوا أَنِّي قَدْ زَوَّجْتُهُ إِيَّاهَا عَلَى أَرْبَعِائَةٍ
 مِثْقَالِ فِضَّةٍ إِنْ رَضِيَ بِذَلِكَ -

ترجمہ ! تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس کے
 انعامات کے باعث تعریف کی گئی جو اپنی قدرت کے اعتبار
 سے لائق عبادت ہے اور جس کی سلطنت کی اطاعت کی گئی
 اور جس کے قہر و غضب سے ڈرا جاتا ہے، جس کا حکم زمین و
 آسمان میں نافذ ہے جس نے اپنی قدرتِ کاملہ سے تمام مخلوق
 کو پیدا فرما کر اپنے احکام سے ممتاز کیا انہیں اپنے دین سے
 عزت بخشی اور اپنے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے

ذریعہ سے معزز کیا،

بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ کا اسم گرامی برکت والا اور اُس کی عظمت بلند و بالا ہے، اُس نے رشتہ داریوں کو قربت کا باعث اور ضروری امر بنایا ہے، اِس کے ذریعہ سے اولاد عطا فرمائی اور نکاح کو خلقت کے لئے لازم قرار دیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے اللہ وہ ہے جس نے پانی سے انسان کو بنایا پھر اُسے نسب اور رشتہ داریوں والا بنایا، تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ امر اُس کی قضا طرف اور اُس کی قضا تقدیر کی طرف جارہی ہے، ہر قضا کے لئے قدر اور ہر قدر کے لئے وقت مقرر ہے، ہر وقت مقرر کے لئے کتاب ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اُس کے پاس اصل کتاب ہے،

(شرف سادات ۱۴۹)

آپ نے خطبہ ختم فرمایا تو تمام صحابہ کرام نے فرداً فرداً امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مبارک باد اور ہدیہ تبریک و تہنیت پیش کیا پھر سب میں چھوہارے تقسیم کئے اور یہ دُنیا کی عظیم ترین تقریب انتہائی اختصار و سادگی کے ساتھ چند لمحوں میں اختتام پذیر ہو گئی

دعوتِ ولیمہ

خوشبو اور چھوہارے خریدنے کے بعد جناب حیدر کرار کی زرہ کی رقم

سے جو تھوڑے بہت درہم بچے اُس سے نہایت ہی سادہ قسم کی دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

صحابہ کرام کو بلا کر اُن کے لئے دسترخوان بچھایا گیا اور ماہِ حُضْرَان کے سامنے رکھ دیا۔ کھانا کھانے کے بعد صحابہ کرام چلے گئے تو آپ نے اُمہات المؤمنین کو کھانے پر بلایا اور پھر ایک مٹی کا پیالہ منگوا کر اُس میں قدرے کھانا ڈال کر آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات کے سپرد فرمایا کہ یہ کھانا علی اور میری بیٹی فاطمہ کا حصہ ہے۔

باقی ماندہ کھانا تقسیم ہو چکا تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام اور سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہما کو اپنے پاس بلوایا۔ آپ نے بیٹی کی پیشانی چوم کر بیٹی کے سر کو سینے کے ساتھ لگا کر شفقت بھرے اور محبتِ پدری میں ڈوبے ہوئے الفاظ سے اطمینان دلایا اور پھر پانی کے ایک پیالہ پر دم کر کے جناب علی اور جناب فاطمہ الزہرا کے سینوں پر تھوڑے سے پانی کے چھینٹے مار کر باقی پانی دونوں کو پلا کر کھانے کا وہ پیالہ جو اُن کے لئے رکھا ہوا تھا منگوا لیا۔ پہلے وہ پیالہ جناب علی علیہ السلام کو پیش کیا اور پھر باقی بچا ہوا کھانا جناب زہرا سلام اللہ علیہما کو دے دیا۔ جناب علی علیہ السلام اجازت لے کر باہر چلے گئے تو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہما نے چند لقمے کھانا تناول فرمایا۔

مسرت انگیز لمحات

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی دیر تک بیٹی کے پاس بیٹھے

رہے اور شفقت بھری گفتگو فرماتے رہے۔ آپ آج بے حد خوش تھے اور اس خوشی کی زیادہ وجہ یہ تھی کہ آپ جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرما رہے تھے آپ نے اپنی بیٹی کے نکاح کے تمام فرائض پورے اہتمام کے ساتھ خود ادا فرمائے تھے اور کسی کام کو بھی کسی دوسرے پر نہیں چھوڑا تھا۔

پھر آپ بیٹی کے سر پر شفقت بھرا پیار دیکر مسجد نبوی شریف میں تشریف لے آئے تمام اہمات المؤمنین کو بھی اس شادی مبارک کی بے حد خوشی تھی رات کے وقت مدینہ منورہ کی بچیاں جناب سیدہ کے پاس جمع ہو کر دف بجا بجا کر خوشیاں مناتی رہیں۔

ولیمہ کی دوسری روایت

طبقات ابن سعد و دیگر کتب سیر میں ولیمہ کے متعلق اس طرح بھی مرقوم ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ولیمہ کا ذکر چلا تو جناب سعد رضی اللہ عنہ نے ایک مینڈھا پیش کیا دیگر انصار و مہاجرین بھی حسب استطاعت مختلف اجناس لائے اور پھر ان سب چیزوں کا نہایت اہتمام سے کھانا تیار کیا گیا اور اکثر صحابہ کرام نے اس دعوت مبارک میں شرکت فرمائی۔

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ اس دعوت میں جو کھانا تیار ہوا وہ بے حد لذیذ تھا کچھ روایات ایسی بھی ملتی ہیں کہ جناب علی علیہ السلام نے زرہ گروی رکھ کر کچھ جو حاصل کئے تھے وہ بھی اس دعوت کے اہتمام میں شامل کئے

گئے تھے۔

بہر حال مستند بات یہی ہے کہ جناب علی علیہ السلام کی زرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار سو اسی درہم کی خرید کو آپ کو دوبارہ ہدیہ کے طور پر دے دی اور اس رقم سے خوشبو اور چھو ہارے منگوانے کے بعد جو رقم بچی وہ اس ولیمہ میں شامل تھی اگرچہ صحابہ کرام کا اپنی طرف سے سامان خورد و نوش جمع کرنا بھی درست اور ثابت ہے۔

ایک روایت یہ بھی آتی ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زرہ کی پوری رقم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی اور فرمایا کہ اس کے دو تہائی حصوں کی خوشبو اور ایک تہائی حصہ کے چھو ہارے وغیرہ لے آؤ۔ مگر یہ اس لئے ناقابل فہم ہے کہ اگر وہ زرہ فی الواقع چار صد اسی درہم کی فروخت ہوئی تھی تو اس سے خوشبو وغیرہ خرید کر کافی رقم بچی ہوگی اور پر ابھی تو مہر کی ادائیگی بھی کرنا باقی تھی جس کے متعلق کتابوں میں کوئی وضاحت نہیں ملتی کہ مہر اسی رقم سے ادا ہوا یا بعد میں ادا کیا گیا۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

(طبقات ابن سعد ۲۱-۸) (معارج النبوت ص ۳۹-۲ ج ۲)

(روضۃ الشہداء ص ۶۴ رالابصار ص ۴۶)

شادی کے وقت عمریں

معتبر اور مستند قول یہی ہے کہ شادی کے وقت جناب سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک پندرہ سال کچھ مہینے

اور جناب حیدر کرار علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عمر مبارک اکیس سال کچھ ماہ تھی۔

وَتَزَوَّجَتْ فَاطِمَةَ بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللَّهُ وَجْهَهُ
الْكَرِيمُ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ بِأَمْرِ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
بِوَجْهِهِ وَلَبَّأَ خَمْسُ عَشْرَةَ سَنَةً خَمْسَةَ أَشْهُرٍ وَنِصْفٍ وَ
لِعَلِيِّ إِحْدَى وَعِشْرُونَ سَنَةً وَخَمْسَةَ أَشْهُرٍ۔

یعنی سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی
کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ۲ ہجری میں خدا تعالیٰ کے حکم
سے ہوا اُس وقت جناب فاطمہ الزہرا کی عمر مبارک پندرہ
سال پانچ ماہ اور پندرہ یوم تھی اور جناب علی المرتضیٰ کی عمر
مبارک اکیس سال پانچ ماہ تھی۔

(انوار المحمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۱۳۶) (الشرف الموبد ص ۱۱۱)

(الروضۃ النضیانی تواریخ النساء صفحہ ۱۳۶) (صوائق محرقہ ص ۱۷۳)

سیدہ سلام اللہ علیہا کی رخصتی

نکاح کے تھوڑے عرصہ بعد ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی دایہ، حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا جناب حیدر کرار علیہ السلام کے ارشاد
پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا
یا رسول اللہ! میں ایک کام کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔

آپ نے فرمایا! فرمائیے امی جان کیا حکم ہے؟

جناب ام ایمن رضی اللہ عنہا نے بصد احترام و ادب عرض کیا کہ

میں علی کا پیغام لے کر حاضر ہوئی ہوں وہ آپ سے بوجہ حجاب براہ راست کچھ عرض کرنے کی ہمت نہیں رکھتے لہذا انہوں نے میرے ذمہ لگایا ہے کہ آپ کی خدمت میں جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی رخصتی کے متعلق عرض کروں اور میں اپنی طرف سے بھی التجا کرتی ہوں کہ آپ علی کی درخواست قبول فرمائیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شفقت بھرے لہجے میں فرمایا کہ آپ کا مشورہ صائب ہے آپ آج ہی علی کو ساتھ لے کر تشریف لے آئیں جناب ام ایمن خوشی خوشی واپس چلی گئیں تو آپ نے اُمہات المؤمنین کو ارشاد فرمایا کہ آج فاطمہ کو علی کے گھر بھیج دیا جائے گا اس لئے اُن کی رخصتی کے انتظامات مکمل کرلو۔

خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی یاد

رخصتی کی تیاری کی ہی جارہی تھی کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی شریف کے حجرہ مبارک میں تشریف لے آئے اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! فاطمہ الزہرا کی رخصتی کا سامان تو تیار ہو چکا ہے مگر میرے دل میں ایک خیال بار بار پیدا ہوتا ہے اور مجھے تڑپا کر رکھ دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا! ام سلمہ وہ کونسا خیال ہے ہمیں بھی تو بتاؤ۔

جناب ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور میں سوچ رہی ہوں کہ اگر خدیجۃ الکبریٰ اس تقریب میں شامل ہوتیں تو انہیں کس قدر خوشی حاصل

ہوتی۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر سنا تو تڑپ کر رہ گئے آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور جناب خدیجہ کی موت کا منظر سامنے آ گیا آپ کو یوں معلوم ہوا کہ حضرت خدیجہ پر سکراتِ موت طاری ہے اور وہ آپ کی خدمت میں عرض کر رہی ہیں کہ یا رسول اللہ! میری بیٹی کی شادی کا تمام اہتمام آپ خود فرمائیں۔

فَذَكَرَ لَهَا ذَلِكَ فَدَخَلَتْ إِلَىٰ أُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَىٰ عَنْهَا فَأَعْلَمَتْهَا وَأَعْلَمْتُ نِسَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَقُلْنَ فَدَيْنَاكِ يَا بَائِنَاوَأُمَّهَاتِنَا
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا - قَدْ اجْتَمَعْنَا لِأَمْرٍ لَوْ كَانَتْ خَدِيجَةُ
فِي الْأَحْيَاءِ لَقَرَّتْ عَيْنَهَا - قَالَتْ أُمِّ سَلْمَةَ فَلَمَّا ذَكَرْنَا
خَدِيجَةَ بَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ خَدِيجَةُ وَ آيِنَ مِثْلُ خَدِيجَةَ صَدَّقْنِي هُوَ
أَرْزُقْنِي عَلَىٰ دِينِ اللَّهِ وَأَعَانَتِي عَلَيْهِ بِمَا لَهَا -

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آہ سرد کھینچی اور حضرت ام سلمہ کو فرمایا کہ تم ٹھیک کہتی ہو خدیجہ خدیجہ ہی تھی اُس نے ہمارے لئے بے حد مصائب برداشت کئے ہیں اُس نے اپنا سارا مال ہم پر فدا کر دیا اُس نے سب سے پہلے ہماری نبوت کی تصدیق کی تھی۔

(معارج النبوت رکن چہارم)

کاش! خدیجہ اس وقت بقید حیات ہوتیں انہیں دُنیا سے جاتے

وقت یہی احساس تھا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی نہیں دیکھ سکوں گی انہیں یہی حسرت تھی کہ میں فاطمہ کا جہیز اپنے ہاتھوں تیار نہ کر سکی اور پھر وہ اسی حسرت و ارمان کے ساتھ یہ فریضہ ہمیں ادا کرنے کی وصیت کر کے داخلِ فردوس ہو گئیں۔

اُم سلمہ خدا کی یہی رضا تھی اور ہم خدا کی رضا پر خوش ہیں دیگر ازواجِ مطہرات نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تعریف اور ان کے ارمان سُننے تو سب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور روتے ہوئے کہنے لگیں خدیجہ کا مرتبہ واقعی بلند ہے۔

رخصتی کی تیاری مکمل ہو گئی تو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو ماں کی یاد نے بیقرار کر دیا آپ ایک کونے میں بیٹھ کر چپکے چپکے اس قدر روئیں کہ آپ کے دوپٹے کا آنچل بھیگ گیا۔

ہماری شادیاں

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ہماری شادیوں کی تقریبات کیسی ہوتی ہیں کیونکہ ہم سب جانتے ہیں اس سنتِ رسول کو ہم کس کس طریقہ سے سر انجام دیتے ہیں بتانا یہ ہے کہ ہم مسلمان ہونے کے باوجود کہاں تک خدا اور رسول کے احکام کی پابندی کرتے ہیں۔

کیا آپ نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا ہے کہ ہماری بیٹیاں کتنی بھی شان والی ہوں سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی خاکِ پا کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں پھر جب اُس شہنشاہِ کونین کی صاحبزادی کی شادی اس سادگی سے ہو سکتی ہے تو پھر ہمیں اپنی بچیوں کی شادی کی تقریبات سادگی سے مناتے ہوئے کیوں شرم محسوس ہوتی ہے۔ کیا ہم رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معاذ اللہ زیادہ عزت والے ہیں کہ سادگی سے ہماری ناک کٹنے کا اندیشہ لگا رہتا ہے۔

حضور نے عزت رکھ لی

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر چاہتے تو اپنی بیٹی کی شادی پر سونے کے پہاڑ خرچ کر سکتے تھے مگر انہوں نے تمہارے لئے اس آسان ترین راستہ کا تعین کیا تھا کہ جب تم اپنی بیٹیوں کی شادیاں کرنے لگو تو میری بیٹی کی شادی یاد کر لینا۔ پھر تمہیں اپنی غربت پر رونا نہیں آئے گا۔ تمہاری مسکینی تمہیں پریشان نہیں کرے گی۔ تمہاری ناکیں کٹنے کا مکان ختم

ہو جائے گا۔ مگر تمہاری ناک پھر بھی محفوظ نہیں جسے ہر وقت کٹ جانے کا ڈر لگا رہتا ہے۔ خدا کے لئے اپنی حیثیت سے نہ بڑھا کرو۔ ہر معاملہ میں اپنے نجات دہندہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان والوں کو پیش نظر رکھا کرو۔ تم نے سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعراض کر کے خود کو مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔

قرضے حاصل کر کے بیٹیوں کی شادیاں کرنا اسلام نے کب جائز قرار دیا ہے۔ تم بیٹی کو دروازے سے اٹھاتے وقت خود فروخت ہو جاتے ہو۔ اسے کون اچھی بات کہے گا۔ یہ درست ہے کہ تمہیں اپنی بیٹی سے پیار ہے مگر تمہاری اپنی بیٹی سے محبت اُس محبت کا مقابلہ تو نہیں کر سکتی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیٹی سے تھی۔

دعوتِ فکر

مسلمان کہلانا ہے تو دین میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ ہر کام میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو اپنا شعار بناؤ۔ جب تک تم تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فراہمین کو مشعلِ راہ نہیں بناؤ گے اندھیروں میں بھٹکتے رہو گے تمہاری بچیاں تمہیں اُس وقت اور بھی زیادہ پیاری لگیں گی جب وہ تم پر کسی قسم کا بوجھ ڈالے بغیر اپنے گھروں میں آباد ہونا شروع ہو جائیں گے۔

جو صورت اس وقت آپ لوگوں پر مسلط ہو چکی ہے اس حالت میں بیٹی کو باپ کا سچا پیار کب نصیب ہو سکتا ہے۔ والدین تو اس حالت میں ویسے

ہی بیزار ہو جاتے ہیں پھر پیار اور سچی محبت کہاں۔
 کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ کتنے ہی لوگ عرب کے جہلاء کی طرح
 اپنی اولاد کو زندہ درگور کر رہے ہیں فرق صرف یہ ہے وہ بچیوں کو پیدا ہونے
 کے بعد زندہ دفن کر دیا کرتے تھے اور آج لڑکے لڑکی کا امتیاز کئے بغیر پیدا
 ہونے سے پہلے ہی گوشت کے لوتھڑوں کو ضائع کر دیا جاتا ہے اس کی وجہ
 صرف اور صرف یہی ہے کہ لوگوں نے سنتِ مصطفیٰ سے منہ موڑ کر سادگی کا
 دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔

جس کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے ان سے اولاد کی محبت کا جذبہ
 چھین لیا ہے۔ ماں کی مامتا کو ختم کر دیا ہے والدین کو اولاد کا قاتل بنا دیا
 ہے۔ اگر آپ سنتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سنتِ زہرا سلام اللہ علیہا پر
 عمل کرنا شروع کر دیں تو آپ کی مصیبتوں کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ آپ کو دعوت
 غور و فکر دیتے ہوئے اب ہم جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی رخصتی کا منظر بیان
 کرتے ہیں۔

ماں کی یاد

ادھر جناب سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی
 شوہر کے گھر میں رخصتی کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور ادھر جناب سیدہ سلام
 اللہ علیہا کی آنکھوں میں اشکوں کے سیلاب پوری قوت کے ساتھ چلے ہی
 آرہے تھے سینے میں یادوں کے طوفان اُٹھے ہوئے تھے دل ایسے تھا جیسے
 ڈوبتا ہی چلا جا رہا ہو ماں کی شفقت بھری یاد آتی تو دل پر چھریاں چل

جاتیں درد و الم کا ایک خاموش طوفان اٹھا ہوا تھا۔

اگرچہ دیگر اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہر کام میں پوری پوری دلچسپی لے رہی تھیں مگر ماں ماں ہی ہوتی ہے ماں کی کمی کوئی دوسرا پوری کر ہی نہیں سکتا بیٹی کی ڈولی اُٹھواتے وقت ماں کی موجودگی کس قدر ضروری ہے اسے یا تو ماں جان سکتی ہے یا سُسرال جانے والی بیٹی جان سکتی ہے۔ بیٹی کی رخصتی کے وقت ماں کے دل میں کیا کیا ارمان ہوتے ہیں یہ ماں کو ہی معلوم ہوتا ہے اب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدۃ النساء العالمین جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سُسرال جانے لگتی ہیں تو تسلیاں دینے اور اُمور خانہ داری سمجھانے والی ماں کا سایہ سر سے اُٹھ چکا ہے۔

لڑکیوں کی زندگی کا عظیم تر مرحلہ اُن کا پہلی بار سُسرال جانا ہوتا ہے اس مرحلہ میں کچھ اُنجانی خوشیاں بھی ہوتی ہیں اور اُن دیکھا خوف بھی مگر امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی کی خوشیاں ماں کی یادوں کے غم میں ڈوب چکی ہیں اور پھر غم کے ان طوفانوں کو سینے میں دبائے ہوئے شہزادی رسول باپ کے گھر سے الوداع ہو جاتی ہیں۔

رسولِ مُعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹی کو الوداع کہہ رہے تھے اور آپ کی آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب آیا ہوا تھا آپ نے بھرائی ہوئی آواز کے ساتھ فرمایا بیٹی فاطمہ! الوداع خدا تعالیٰ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔

بنتِ رسول کا جہیز

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی کو جو جہیز عطا فرمایا اس کی تفصیل کتبِ توارخ و سیر میں اس طرح ہے کہ !

(۱) چادر ایک

(۲) چکی ایک

(۳) بستر سادہ کپڑوں کا ایک

(۴) مٹی کے گھڑے دو

(۵) کھجور کے پتوں کی چٹائی ایک

(۶) گلاس چار

(۷) تانبے کا لوٹا ایک

(۸) کپڑوں کا جوڑا ایک

(۹) اعلیٰ کپڑے کی قمیض ایک

(۱۰) چاندی کے بازو بند دو

(۱۱) موٹے کپڑے کے تکتے چار

مندرجہ بالا سامان کے علاوہ چمڑے کے ٹکڑوں پر لکھی ہوئی قرآن

پاک کی چند سورتیں بھی تھیں جو تاجدارِ دو عالم شہنشاہ کون و مکاں کی بیٹی کو جہیز میں دی گئیں ہیں۔

سامانِ جہیز کی جو تفصیل ہم نے پیش کی ہے یہ زیادہ سے زیادہ ہے

کیونکہ توارخ میں مختلف روایات ہیں کسی میں ہے کہ تکتے تھے گا

تھے کسی میں ہے گلاس تھے اور بازو بند نہیں تھے ہم نے سب روایات میں
مجموعی طور پر جو کچھ بھی تھا پیش خدمت کر دیا ہے۔

اب آپ خود اندازہ فرمائیں کہ اگر سارے کا سارا سامان بھی اُس
مقدس اور عظیم بی بی کا جہیز ہو جو تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے تو ہماری
بیٹیوں کے جہیز کی تفصیل کیا ہونی چاہیے ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ اپنی بیٹی کو کچھ
نہ دیں۔

بیٹی کا حصہ باپ کے گھر میں ہے بالیقین
لیکن ہے یہ بھی شرط کہ قائم ہو اعتدال

حسرت سے دیکھتی ہے جو بیٹی غریب کی
کچھ تو ہو صائم اُس کے بھی جذبات کا خیال

ہمارے جہیز

جہیز کے متعلق شریعتِ مطہرہ میں کسی حد کا تعین نہیں کیا گیا حسبِ
استطاعت ہر شخص اپنی بیٹی کو کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ جہیز دے سکتا ہے
اور یہ بچیوں کا حق بھی ہے کہ اپنے والدین سے الوداع ہوتے ہوئے انہیں
اس قدر سامان ضرور دیا جائے کہ وہ اپنا گھر آباد کر سکیں۔

یہ سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے اور اپنے فرائض کی
اداائیگی بھی، بچیاں والدین کے گھر سے انتہائی مانوس ہوتی ہیں اُن کا بچپن
اور لڑکپن والدین کے سایہ عافیت میں گزرا ہوتا ہے وہ والدین کے گھر میں

کسی قسم کی اجنبیت اور مغائرت ہرگز محسوس نہیں کرتیں والدین کا گھر اُن کا اپنا گھر ہوتا ہے اس لئے یہ اُن کا جذبہ فطری ہوتا ہے کہ انہیں والدین کے گھر سے ہر وہ چیز مل جائے جس کی اُن کو اپنا گھر آباد کرنے کے لئے ضرورت ہے یہ جذبہ ازل سے ہے اور تا ابد رہے گا بیٹی سے بیوی اور بیوی سے ماں بن جانے کے بعد بھی یہ جذبہ ختم نہیں ہوتا اپنے گھر میں ہر چیز موجود ہونے کے باوجود بھی والدین کے گھر سے ایک خاص قلبی تعلق کی بدولت کچھ نہ کچھ مل جانے کی آرزو قائم رہتی ہے اور اس فطری آرزو کو تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔

ان مقدس جذبات اور فطری آرزوؤں پر اسلام کوئی پابندی عائد نہیں کرتا اور نہ ہی اسلام میں کوئی ایسی شق موجود ہے جس میں بیٹیوں کو تھوڑا یا زیادہ جہیز دینے پر زور دیا گیا ہو مگر موجودہ دور میں ہمارے جہیز جو صورت اختیار کر چکے ہیں اور ان میں متعدد ایسی قباحتیں پیدا ہو چکی ہیں جو نہ صرف یہ کہ اسلامی رُوح کے منافی ہیں بلکہ موجودہ معاشرہ کی پستی اور گراؤٹ کی بھی منہ بولتی تصویر ہیں۔

ایشیا کی ضرورت ہے

ہمیں معلوم ہے کہ موجودہ ماحول میں حق و صداقت کی ہر آواز صدا بصر اثابت ہوتی ہے اور نقار خانے میں طوطی کی کوئی نہیں سنتا تاہم محض حق تبلیغ ادا کرتے ہوئے چند ایسی قباحتوں کی نشاندہی کریں گے جو اسلام کے بھی منافی ہیں اور معاشرے کے لئے بھی زہر قاتل ہیں اور ان پر قابو آسانی

سے پایا جاسکتا ہے۔

صرف تھوڑے ایثار کی ضرورت ہے ہر شخص کے لئے نہیں چند
 امراء و رؤسا کے ایثار کی چند نیک دل حکام کی توجہ کی اور بالغ ذہن اور
 صاحب ثروت افراد کے اتحاد کی ضرورت ہے قوم کا شائد ہی کوئی عاقل و
 بالغ ایسا ہو جو یہ جانتا ہو کہ موجودہ دور کے جہیز لینے دینے کے طریقہ کار سے
 قوم کی کتنی ہی غریب بچیاں اپنی شادی کا انتظار کرتے کرتے جوانی کی
 حدوں سے نکل جاتی ہیں۔

خاندانی نظام کی تباہی

خاص طور پر امراء کے طبقہ میں محض معیارِ جہیز کی وجہ سے برادری
 سسٹم ختم ہوتا جا رہا ہے بڑے بڑے سرمایہ دار رشتہ داری کرتے وقت صرف
 سرمائے کا مقابلہ کرتے ہیں ایک بارات میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں کچھ
 ایسا ہی معاملہ بنا ہوا تھا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ چوہدری صاحب کے گھر خاں
 صاحب کی بارات آئی ہے پھر اس قسم کے رشتے کرنے کرانے پر بات چل
 نکلی۔

ایک صاحب فرمانے لگے کہ اچھی بات نہیں کہ برادری کو چھوڑ کر غیر
 برادری سے رشتہ داری قائم کی جائے۔ دوسرے نے کہا! برادری و رادری
 کوئی چیز نہیں سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کافی دیر تک بحث
 ہوتی رہی پہلے نے یہ مصرعہ سنایا!

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

بحث یوں ختم ہوئی

دوسرے نے اس کی تردید کی بات بڑھ رہی تھی ایک ہمارے جاننے والے نے ہمیں دخل اندازی کا حکم دیا اور انہیں منت سماجت کر کے خاموش کرادیا ہم نے جو گزارشات کیں ان کا ما حاصل یہ ہے کہ!

بلاشبہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ!

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ

یعنی سب مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں اور یہ بھی درست ہے کہ سید الانبیاء رحمتِ دو عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عربی سے عجمی کی اور رومی سے حبشی کی رشتہ داریاں قائم کروائیں اور یہی اسلام کی سب سے بڑی خصوصیت ہے کہ عرب کے مسلمانوں کو پہنچنے والی تکلیف عجم کا مسلمان محسوس کرے اور عجمی مسلمان کی تکلیف کا احساس عربی مسلمان کو ہو۔

اگر یہ چیز خلوص نیت پر مبنی ہو تو باعثِ رحمت ہے مگر آج کل جو کچھ ہو رہا ہے یہ قطعاً طور پر غلط اور خدا اور رسول کی منشاء کے خلاف ہے اسلام نے اگر عجمی عربی کو ایک لڑی میں جمع کیا ہے تو غربت و امارت کے تفاوت کو بھی ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ سب سے زیادہ تاکید کے ساتھ جو حکم دیا ہے وہ یہ ہے کہ اپنے قریبیوں سے حسن سلوک اور حق رحمی ادا کرنا رشتہ رحم کو منقطع کرنا ایسے ہی جیسے خدا اور رسول سے رشتہ توڑ لیا جائے جب خدا تعالیٰ کے احکام کی پرواہ نہیں کرو گے تو خدا کے ساتھ آپ کا رشتہ عبودیت کس

طرح قائم رہے گا۔

اب ایک شخص یہ جانتے ہوئے بھی کہ میرے سگے بہن بھائیوں اور قریب ترین رشتہ داروں کے گھر لڑکیاں موجود ہیں صرف انہیں اس لئے قبول کرنے کیلئے تیار نہیں کہ وہ لوگ اُس کے معیار پر پورے نہیں اتریں گے اور اس کی حسبِ خواہش جہیز دینے کے قابل نہیں۔

وہ صرف اور صرف دولت کے لالچ میں حقِ صلہ رحمی کو بھول جاتا ہے اور رحم کے تمام رشتے ناطے توڑ کر ایسے آدمی کو تلاش کرتا ہے جو خواہ کسی بھی برادری کا ہو اُس کے برابر کی چوٹ ہو۔

اندریں حالات اس کے لئے یہ مثال پیش کرنا کہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں حضور کے حکم کی تعمیل کرنا ہے یا حقائق سے انحراف اور ایمان و دیانت سے دانستہ پہلو تہی ہے اگر وہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں پر یقین رکھتا ہے تو وہ اُن مسلمانوں کو بھائی کیوں نہیں سمجھتا جن کے ساتھ اس کے رحم کا رشتہ ہے جن کی سرپرستی کا حکم اسے خدا اور رسول کی طرف سے دیا جا رہا ہے اگر وہ امیر ہے تو اُس پر خدا کی طرف سے یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے غریب بھائی کی غریب بچی کو دوسرے امراء پر ترجیح دے کر حقِ صلہ رحمی ادا کرے۔

اور بھی بہت کچھ عرض کیا تھا مختصراً یہ کہ ہمارے ارد گرد بیٹھے ہوئے تمام حضرات کے علاوہ کُلُّ مومن اخوة کی دلیل دینے والے صاحب نے ان حقائق کو پورے خلوص سے تسلیم کر لیا۔

اُمراء کو آگے آنا ہوگا

ہمیں یقین ہے کہ اگر چند صاحبِ اثر اور ذی حیثیت حضرات پورے خلوص کے ساتھ یہ عزمِ صمیم کر لیں کہ غربت و افلاس کے دامن میں لپٹی ہوئی غرباء کی بچیوں کو اس سسکتی ہوئی زندگی سے نجات دلا کر ہی دم لینا ہے تو یقیناً کامیاب ہو جائیں گے۔

یہ خطرناک صورتِ حال اُمراء نے ہی پیدا کی ہے اور وہ ہی اس کا خاتمہ کر سکتے ہیں غریبوں کی بات کون مانے گا اس کی ابتداء چند امیر لوگ ایک تحریک کی صورت میں کریں ایسی تحریک جس کو قانون کی سرپرستی بھی حاصل ہو۔

اور پھر جہیز کو یا متعین کر دیا جائے یا پھر اس طریقہ سے دیا جائے کہ غرباء کی بچیوں کے لئے اضطراب و پریشانی کا باعث نہ بنے موجودہ حالات میں جب غریبوں کی بچیاں امیروں کی بیٹیوں کا جہیز دیکھتی ہیں تو اُن کے دل کی جو حالت ہوتی ہے اُس کو وہی جانتی ہیں۔

اور پھر بیٹی کا باپ دو طرفہ مصیبتوں کا شکار ہو جاتا ہے ایک تو یہ کہ لڑکے والوں کا پہلا سوال یہی ہوتا ہے کہ جہیز میں کیا کیا سامان دو گے اور کئی رشتے انہی معاملات کے طے ہونے میں رہ جاتے ہیں۔

اور دوسری طرف لڑکی مکمل حجاب کے باوجود اپنی آرزوں کا اظہار کسی اور پر نہ سہی اپنی ماں پر ضرور کر دیتی ہے اور پھر بیٹی کی ڈولی دروازے سے اٹھاتے ہوئے اُس کا باپ دیوالیہ ہو جاتا ہے۔

بچ سکتے ہیں

بیٹی کا بوجھ سر سے اتارتے اتارتے اُس پر سینکڑوں دوسرے بوجھ آپڑتے ہیں اور پھر ان بوجھوں تلے اس قدر زیادہ دب جاتا ہے کہ اُس کی زندگی عذاب بن جاتی ہے اور پھر ابھی دوسری بچیوں کا بوجھ بھی سر پر موجود ہوتا ہے حالانکہ ان حالات سے بچنے کی اگر کوشش کی جاتی تو بچا جاسکتا تھا۔

اگر لڑکے والوں کی طرف سے زیادہ مجبوری نہ ہو تو غریبوں کی لڑکیوں کو چاہیے کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے جہیز کا نقشہ سامنے رکھ لیا کریں اگر وہ دونوں عالم کے تاجدار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی کے جہیز کو سامنے رکھیں جو خود بھی دونوں جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے تو انہیں ہرگز اپنے والدین سے شکوہ نہیں ہوگا اُن کے دل کو ایک قرار حاصل ہو جائے گا۔

انہیں چین کی زندگی نصیب ہو جائے گی۔
 انہیں صبر و شکر کی دولت مل جائے گی۔
 انہیں سکون و راحت کا خزانہ مل جائے گا۔

ہماری دُعا ہے

جہیز کی خطرناک صورت حال سے نپٹنے کے لئے اور بھی بی شمار تجاویز ہو سکتی ہیں۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ اہل اسلام دل سے تہیہ کر لیں کہ اس مصیبت کا خاتمہ کرنا ہے اور اگر اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا تو منزل کی

خود بخود نشاندہی ہوتی جائے گی راستے خود بخود بنتے جائیں گے۔
 خدا کرے کہ کوئی ایسی صورت جلد ہی پیدا ہو جائے ورنہ مزید
 مشکلات پیدا ہو جانے کا شدید خطرہ ہے دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جناب
 فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے جہیز میں ملنے والی چند مقدّس اشیاء کا صدقہ
 مسلمانوں کو شعور کی دولت نصیب فرمائے۔

بنتِ رسول مولا علی کے گھر

بہر حال جب ملکہ مملکتِ تقدس و طہارت، شہزادیِ مُلکِ عصمت و عفت، طیّہ، طاہرہ، نیرہ، منورہ، عابدہ، زاہدہ، راکعہ، ساجدہ، صدیقہ، عتیقہ، رفیقہ، منیفہ، عالمہ، راضیہ، مرضیہ، آمنہ، امینہ، راحمہ، راشدہ، سیدہ، معصومہ مخدومہ کائنات سیدہ فاطمہ الزہرا بتول بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رخصتی ہوئی تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بناتِ عبدِ المطلب ازواجِ مطہرات اور مہاجرین و انصار کی عورتوں کو فرمایا کہ ہماری صاحبزادی کا دل بہلانے اور ان کے اعزاز کے لئے ساتھ ساتھ تکبیر و تحمید اور تسبیح و تہلیل کہتی ہوئی چلیں اور کوئی ایسا کلمہ نہ کہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہو۔

اور پھر خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں عجیب کیف آور اور سرور انگیز منظر ہے تمام انبیاء کے سردار تمام عورتوں کی سردار کی ڈولی کے ساتھ ساتھ جا رہے ہیں۔

اثنائے راہ جبریل علیہ السلام کی آواز سنی پھر دیکھا تو ایک طرف جبریل علیہ السلام بمعہ ستر ہزار ملائکہ کے تکبیر پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں اور ایک طرف حضرت میکائیل علیہ السلام بمعہ ستر ہزار ملائکہ معصومین کے صدائے اللہ اکبر بلند کر رہے ہیں۔

فلما كانت لیلة الزفاف اتى النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومعہ نساء النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قد امها يرجون و امر بنات عبد المطلب و نساء
المهاجرین و الا نصاریضین فی صحبة فاطمة و ان
یفرحن و یرجون و یکبرن و یحمدن و الا یقین ما
لا یرضی اللہ قسبح النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
وجبة فاذا هو بجبریل فی سبعین الفاً و میکائیل فی
سبعین الفاً جاء و ایزفون فاطمة الی علی فکبر
جبریل و میکائیل و کبرت الملائکة و کبر النبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

(قال الشيخ فی الامالی و غیرہ فصار التكبر خلف
السنة من تلك الليلة)

(تاریخ الخطیب البغدادی) (نزہۃ المجالس ص ۲۲۶-۲۲۷)

امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا جبریل کیسے آئے ہو؟
عرض کیا آقا! آپ کی صاحبزادی کی ڈولی حضرت علی کے گھر
پہنچانے کے لئے سبحان اللہ یہ ہے شان اُس بنتِ رسول کی جس نے دُنیا پر
آخرت کو ترجیح دے کر دُنیا کے غم و آلام جھولی میں ڈال لئے۔

بعض روایات میں ہے کہ جبریل و میکائیل علیہم السلام دونوں کے
ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے بعض میں ہے جبریل علیہ السلام کے ساتھ بھی ستر
ہزار فرشتے تھے اور میکائیل علیہ السلام کے ساتھ بھی ستر ہزار فرشتے تھے اور
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی فرشتوں کے ساتھ مل کر تکبیر پڑھتے
ہوئے جا رہے ہیں۔

بہر حال اس وقار و تمکنت اور شان و عظمت کے ساتھ جناب سیدہ

فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا والذہب بزرگوار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر سے شوہر نامدار کے گھر تشریف لے آتی ہیں۔

شیرِ خدا حیدرِ کرار علیہ السلام کا گھر کیا تھا ایک کچا سا مکان تھا جس میں مینڈھے کی کھال کے جاء نماز پر کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تکیہ رکھا ہوا ہے لکڑی کے ستون کے ساتھ ایک مشکیزہ اور ایک رومال لٹک رہا ہے۔

ایک کونے میں مٹی کے گھڑے پر پیالہ رکھا ہوا ہے بس یہ تھی مولائے کائنات علیہ السلام کی دنیاوی کائنات۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر سے آیا ہوا سامانِ جہیز سلیقہ سے رکھ دیا گیا۔ ایک کونے میں جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کھجور کی ایک چٹائی بچھا کر سمٹ کر بیٹھ گئیں۔

(طبقات ابن سعد ص ۲۴-ج ۸)

حضور کی سیدہ کے گھر آمد اور دعائیں

تاجدارِ دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ عشاء کے بعد بیٹی کے گھر تشریف لائے دروازہ پر دستک دی جناب ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دروازہ کھولا وہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا دل لگانے کے لئے اُن کے پاس ہی رہ گئیں تھیں۔

آپ اُن در تشریف لائے تو بنتِ رسولِ سمیٹی سمٹاتی اور لجاتی شرماتی ابا حضور کے استقبال کے لئے اُٹھ کھڑی ہوئیں چلتے وقت شادی کا جوڑا اُلجھ رہا تھا ایسے معلوم ہوتا تھا کہ آپ گر جائیں گی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے بیٹی کے سر پر پیار دیا اور چٹائی پر بیٹھ گئے۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو جانے کی اجازت دے دی گئی جناب حیدر کرار علیہ السلام امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں مؤدبانہ کھڑے تھے آپ نے اُن کو بیٹھنے کا ارشاد فرمایا اور پھر آپ نے جناب حیدر کرار علیہ السلام کو دائیں طرف اور جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو بائیں طرف بٹھایا۔

أَخَذَ عَلِيٌّ بِيَمِينِهِ وَفَاطِمَةُ بِشِمَالِهِ

اور دونوں کے سینوں پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی۔

اللَّهُمَّ بَارِكْ فِيهِمَا وَبَارِكْ عَلَيْهِمَا وَبَارِكْ لَهُمَا فِي نَسْلِهِمَا۔ اللَّهُمَّ إِنَّهُمَا أَحَبُّ عَنُومًا إِلَيَّ فَأَحَبَّهُمَا وَبَارِكْ ذُرِّيَّتَهُمَا وَاجْعَلْ عَلَيْهِمَا مِنْكَ حَافِظًاوَاِئِنِّي أُعِيذُهُمَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهُمَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
اللَّهُمَّ هَذِهِ ابْنَتِي وَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ اللَّهُمَّ وَهَذَا إِلَيَّ وَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَكَ وَلِيًّا بِكَ حَضِيًّا وَبَارِكْ لَهُ فِي أَهْلِهِ۔

(متفق علیہ)

ان خیر و برکت سے معمور اور محبت بھری دعاؤں کے بعد آپ نے

اپنی تقدس مآب بیٹی کو مخاطب کر کے فرمایا!

وَقَالَ يَا فَاطِمَةُ أَمَا أَنْ تَكُونِي أَنْ أَنْكِحْتِكِ خَيْرَ أَهْلِي

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۶۴)

بیٹی میں نے تیرا نکاح دُنیا کے سب سے بہتر شخص کے ساتھ کیا ہے

تیرا شوہر میرے تمام خاندان سے بہترین شخص ہے تیرا شوہر دنیا و آخرت کا سردار ہے یہ میرے اصحاب میں از روئے اسلام مقدم از روئے علم اکبر اور از روئے علم اعظم ہے۔

میری پیاری بیٹی خدا نے دو شخصوں کو مخصوص فرمایا ہے ایک تیرے باپ کو اور ایک تیرے شوہر کو لہذا اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور اطاعت میں فرق نہ آنے دینا پھر آپ نے حیدر کرار کو مخاطب کر کے فرمایا۔

علی تجھے مبارک ہو کہ تم رسول کی بیٹی اور دنیا کی بہترین عورت کے شوہر ہو علی! فاطمہ میرا ٹکڑا ہے اس کے ساتھ محبت و اُلفت سے پیش آنا اور اس کی دلداری کرنا اور اسے ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کرنا۔

پھر آپ نے دونوں کو فرمایا کہ میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں اور ایک پیالہ پانی کالے کر اس پر دم کر کے کچھ پانی جناب زہرا سلام اللہ علیہا کے سینہ مبارک پر اور جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے کندھوں کے درمیان چھڑکدیا اور باقی پانی پی لینے کا حکم فرما کر دعائیں دیتے ہوئے واپس تشریف

وگفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گند بخدا کہ ترار است می گویم کہ شوہر تو مقدم با اصحاب است از روئے علم و اکبر ایشاں است از روئے علم و اعظم ایشاں است از روئے علم آے دخترک من خدا تعالیٰ از اہل بیت دہ کس را اختیار کردیکے پدر تو و دیگرے شوہر تو زیں ہا کہ فرمانبرداری او نمائی۔

(معارج النبوت ج ۴ ص ۴۱)

مزید حوالہ جات ہماری کتاب مشکل کشا میں ملاحظہ فرمائیں۔

لے آئے۔

شادی کی قمیض

صبح ہوئی تو سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر ایک سائل نے صدا دی کہ اے اہل بیت رسول کپڑے کا سوال ہے بنت رسول نے خیال فرمایا کہ اسے کونسا کپڑا عطا کیا جائے اور پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا حکم یاد آ گیا۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ
یعنی تم ہرگز بھلائی کو نہیں پہنچو گے جب تک خدا کی راہ
میں اپنی سب سے پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

(سورۃ آل عمران آیت ۹۲)

یہ آیت یاد آئی تو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی نے اپنے جہیز میں ملنے والی جو اعلیٰ قسم کی ایک قمیض تھی سائل کو عطا فرمادی۔ سبحان اللہ! یہ ہے بنت رسول کا مقام دنیا کی کون سی عورت ہے جو اپنے جہیز میں ملنے والی سب سے اچھی چیز اللہ تعالیٰ کے نام پر دے دے جبکہ اُسے شوہر کے گھر آئے ہوئے ابھی پہلا ہی دن ہو۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بیٹی

ایک دن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنی بیٹی کے جہیز میں بے شمار سامان دیا اور اپنے داماد کے لئے ایک اس قدر بیش قیمت تاج بنوایا کہ اُس میں سات سو قیمتی موتی جڑے ہوئے تھے اور انہوں نے بیٹی کی شادی میں جو نعلین دی اُس میں سات بیش قیمت لعل لگائے گئے تھے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ قصہ سن کر حیدر کرار علیہ السلام گھر تشریف لائے اور سارا واقعہ من و عن جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گوش گزار کر دیا۔

سیدہ خاتونِ جنت نے یہ قصہ سنا تو دل میں خیال آ گیا کہ ممکن ہے جناب علی المرتضیٰ نے اس وجہ سے یہ بات گھر میں دہرائی ہو کہ حضرت سلیمان نے اپنی بیٹی کو اس قدر قیمتی جہیز اور داماد کو جو اہر نگار تاج دیا تھا اور تمہارے باپ نے جہیز میں اس قدر مختصر سامان دیا ہے۔

رات کو حضرت علی نے خواب میں دیکھا کہ جنت الفردوس میں بنتِ رسول سیدہ فاطمہ الزہرا جو اہر نگار تختِ مرصع پر بصدِ عزت و تمکنت تشریف فرما ہیں جنت کی حوریں بصدِ احترام و ادب دست بستہ آپ کے سامنے کھڑی ہیں۔

اُن میں ایک لڑکی جس کا حُسن و جمال اور شان و شوکت حُوروں کے حُسن و جمال پر غالب ہے ہاتھوں میں دو طشتِ موتیوں اور جواہرات سے

بھرے ہوئے لئے کھڑی ہے اور اُس کی نگاہیں جناب سیدہ فاطمہ الزہرا کی جانب اس شوق سے بار بار اٹھ رہی ہیں کہ آپ اُس کی طرف ایک بار نگاہ التفات اٹھا کر دیکھ ہی لیں۔

جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے پوچھا کہ یہ لڑکی کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا! یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی صاحبزادی ہے خدا تعالیٰ نے اسے میری خدمت کرنے پر مامور فرمایا ہے۔

(فارسی متن ملاحظہ ہو) روایت ہمت کہ روزے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می فرمود کہ سلیمان علیہ السلام از برائے دختر جہیز بسیار ترتیب کردہ بود از برائے داماد تاجے ساخته ہفت صد گوہر شمشین دروے نشانده امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم ایں سخن شنیدہ بود نزد فاطمہ سلام اللہ علیہا آمد و سخن را نقل فرمود فاطمہ رضی اللہ عنہا در خاطر آمد کہ شائد علی رادر خاطر گذشتہ باشد کہ یک پیغمبر سلیمان بود و یک پیغمبر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دختر آں پیغمبر پیرایہ چنیل و دختر ایں پیغمبر چنیل۔

آں داد داماد را تاجے و ایں فخر و فاقہ و احتیاجے شبے علی رضی اللہ عنہ خاتون قیامت را بخواب دید کہ در صد بہشت بر تخت ناز با کمال اعزاز نشستہ و حوریان جنت در حوالی وصف کشیدہ دخترے دید در غایت حسن و جمال باز یورو علی بسیار و طبع نثار و در دست گرفتہ یکے پر گوہر و دیگرے یاقوت در نظر فاطمہ رضی اللہ عنہا ایستادہ و منتظر فاطمہ کہ دروے نظرے کند علی پڑید کہ دختر کیست؟ فاطمہ گفت! ایں دختر سلیمان علیہا السلام است کہ حق تعالیٰ در بخدمت من نعلین بفرمود آں روز کہ اندیشہ او بخاطر من در آمدہ بود۔

(مقدمہ معارج النبوت ص ۱۲۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے صبح بیدار ہو کر جب اپنا خواب جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو سنایا تو آپ نے سجدہ شکر ادا فرمایا۔

قمیض کا بدلہ

ہم سابقہ اوراق میں یہ روایت نقل کر آئے ہیں کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شادی مبارک کے اگلے روز سائل نے کپڑے کا سوال کیا تو آپ نے اپنے جہیز میں آئی ہوئی جو اعلیٰ قسم کے کپڑے کی قمیض تھی وہ سائل کو عطا فرمادی۔

جناب سیدہ معصومہ کے اس بے مثال ایثار اور جذبہ سخاوت کا بدلہ خداوند کریم نے جو عطا فرمایا وہ بھی بے مثال ہے۔ ابن جوزی بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم فرمایا کہ جنت کے کپڑوں کا اعلیٰ قسم کا جوڑا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کی خدمت میں تحفہ پیش کرو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سندس آنحضرت کا جوڑا لے کر جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا اور وہ جنتی لباس پیش کر کے عرض کیا کہ یہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے تحفہ ہے۔

فَدَكَرَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ صَنَعَ لَهَا قَمِيصًا جَدِيدًا لَيْلَةَ عُرْسِهَا وَزَنَ لَهَا
قَمِيصًا مَرْفُوعًا وَإِذَا سَأِلُ عَلَى الْبَابِ يَقُولُ أَطْلُبُ مِنْ
بَيْتِ نَبْوَةٍ قَمِيصًا خَلْفَ فَأَرَادَتْ أَنْ تَدْفَعَ إِلَيْهِ
الْقَمِيصَ الْمَرْفُوعَ فَتَزَكَّرَتْ قَوْلَهُ تَعَالَى لَنْ تَنَالُوا

الْبِرِّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ
 إِنَّهَا لَهُ الْجَدِيدُ فَلَمَّا قَرَبَ الزَّفَافُ نَزَلَ جِبْرِيلُ وَ
 قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَ أَمَرَنِي أَنْ
 أَسْلَمَ عَلَى فَاطِمَةَ وَقَدْ أَرْسَلَ لَهَا مَعِيَ حَدِيقَةً مِنْ
 ثِيَابِ الْجَنَّةِ مِنَ السُّنْدُسِ الْأَخْضَرِ۔

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶-۲۲۷ ج ۲)

منافق کی پیشکش

امام سیف النظر ابو بکر طوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”اطائف
 البساتین“ میں روایت نقل کرتے ہیں منافقین مدینہ میں سے ایک شخص نے
 حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مشورہ دیا کہ اے علی تو معدنِ علم و فضل اور
 عرب کا شجاع ترین انسان ہے۔ سنتِ رسول سے نکاح کر کے تجھے کیا
 حاصل ہو اس کو چھوڑ دے اور میری لڑکی سے شادی کر لے میں شام ہونے
 سے پہلے پہلے اپنے گھر سے لے کر تمہارے گھر تک سامانِ جہیز سے لدی
 ہوئی اونٹوں کی قطار کھڑی کر دوں گا۔

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا !

الْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ

ہمیں خدا کی رضا کی ضرورت ہے دنیاوی مال و متاع کی نہ ہمیں

حاجت ہے اور نہ ہم اس کی خواہش رکھتے ہیں۔

اس ابلیس فطرتِ مسلمان نما یہودی منافق نے سنا تو خاموش ہو گیا

جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے صدائے سروش سنی کہ علی سر او پر اٹھا کر

قدرتِ خداوندی کا نظارہ کرو اور مشاہدہ کرو کہ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہیز کیا ہے اور ان کی قدر و منزلت کیا ہے۔

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سرِ اقدس اوپر اٹھا کر دیکھا کہ عرش و فرش کے درمیان جنت کی اوتھنیوں کی قطاروں کی قطاریں مشک و عنبر اور زرو جوہر سے لدی کھڑی ہیں اور ہر ناقہ کے ساتھ ایک کنیز اور ایک غلام مثل آفتاب سے مہتاب موجود ہے اور ندا آئی کہ یہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہیز ہے۔

هَذَا جِهَازُ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے جانفزا منظر کا مشاہدہ کیا تو اس
منافق کی طرف سے منہ موڑ کر انتہائی مسرت کے عالم میں گھر لوٹ آئے۔

سیدہ کا سوال

گھر پہنچے تو سیدہ نساء العالمین مخدومہ کائنات حضرت فاطمہ الزہرا

ام ابو بکر طوسی در کتاب منین الجامع لللطایف البساتین آورده کہ یکے از منافقان
مدینہ علی رادر خواستن فاطمہ ملامت کرد و گفت اے علی تو معدن فضل دار و شجاع مبارزان
عرب چرا ز نے خواستی کہ چاشتن بشام نمی رسد اگر دختر مرا بخواستی من چنان ساخت نے کہ
از درخانہ تو شتر در شتر بودے پر از جہاز دختر من علی فرمود کہ ایس کار بہ تقدیر نہ تدبیر الحکم اللہ
الکبیر مارا نظر بر مال و متاع دنیا غدار نیست و مقصود ما جز رضائے پروردگار نیست تفأ خر ما با
عمال است نہ بآموال۔

رضی اللہ عنہا پہلے ہی یہ منظر دیکھ چکی تھیں اس لئے مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بتانے سے پہلے ہی فرمایا یا علی کیا آپ مجھے بتائیں گے یا میں آپ کو بتاؤں۔

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا آپ ہی بتادیں تو آپ نے فرمایا کہ ایسے ایسے منافق نے آپ کو مشورہ دیا جس کا آپ نے انکار کر دیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو میرے جہیز کا منظر دکھایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جواب دیا کہ آپ ٹھیک فرماتی ہیں۔ بنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کا خدا تعالیٰ کا جس قدر پاس ہے اُس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا ایسا کوئی بھی موقعہ جس میں سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عزت کا سوال آتا ہو تو اللہ تعالیٰ فوراً ہی ایسے اسباب پیدا فرمادیتے جن سے آپ کی عزت و عظمت پر حرف نہ آنے پاتا۔

چوں مرضی رضائے خود بحکم قضا ظاہر ساخت و سرروش ندا کردند کہ اے علی سر بر دارت قدرت خدا بینی و قدرت و حرمت فاطمہ زہرا بینی علی سر مبارک بالا کرا از بالائے سر خود تا عرش عظیم حجاب بادید و نور دیدہ و در زیر عرش میدان وسیع در نظرش آمد تمام آں میدان بہ از ناقہ ہائے بہشت بار ایشان زرد گوہر و مشک و عنبر بر سر ہر شترے در دست غلامے چوں سرد خراماں ندائی کردند ہذا جہاز فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرضی علی از مشاہدہ آں حال خوش وقت شدہ روئے از منافق بگرد ایند ز بجرہ آمد کہ فاطمہ را خبر دہد خود پیش از آں فاطمہ را خبر بودند چوں امیر علیہ السلام بخانہ درآمد فاطمہ گفت یا علی تو می گوئی یا من بگوئم؟ علی گفت تو بگو فاطمہ فرمود کہ اگرچہ سرزنش منافقاں شنیدی اما جہاز را بعین عیاں دیدی۔

(روضۃ الشہداء ص ۹۵)

خاتونِ جنتِ سلام اللہ علیہا کا گھر

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ روزانہ بیٹی کے گھر تشریف لے جاتے ایک روز آپ نے جنابِ خاتونِ جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا بیٹی تمہارا گھر دُور ہونے کی وجہ سے ہمیں بڑی پریشانی ہوتی ہے ایک تو آنے جانے میں وقت زیادہ لگتا ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تمہاری ملاقاتِ دن میں ایک سے زیادہ مرتبہ نہیں ہو سکتی اگر تمہیں ہمارے قرب و جوار میں کوئی جگہ مل جائے تو نہایت اچھا ہو جائے۔

جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا نے اپنے دل کی بات باپ کی زبان سے سُنی تو نہایت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا ابا حضور آپ کے مکان کے ساتھ ملحقہ مکان حارثہ بن نعمان کا ہے اگر وہ مکان لے لیا جائے تو بہت خوب ہے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹی تمہاری تجویز درست ہے مگر حارثہ نے پہلے ہی مہاجرین کو اپنی کافی جائیداد منتقل کر دی ہے اور اب ہمیں اسے مزید کچھ کہتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، مدینہ منورہ کے امیر ترین اور صاحبِ جائیداد آدمی تھے اور انہوں نے فی الواقع مہاجرین کی آباد کاری میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا کسی نہ کسی طرح انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ میرے فلاں مکان کے متعلق سیدۃ نساء العالمین بنت رسول حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے خواہش کا اظہار فرمایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی بھی خواہش ہے کہ بیٹی کو اپنے قریب منگوا لیں، مگر مکان نہیں مل رہا۔
تو حارثہ دوڑتے ہوئے تاجدارِ انبیاء سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا! یا رسول اللہ میرے ماں باپ
آپ پر قربان مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنی بیٹی کو اپنے قریب کے مکان
میں لانا چاہتے ہیں اس لئے میں آپ کے مکان کے ساتھ والا اپنا مکان خالی
کئے دیتا ہوں۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۴۵)

یا رسول اللہ! میرے جان و مال آپ پر قربان ہیں خدا کی قسم جو
چیزیں حضور مجھ سے لیں گے ان کا بہ نسبت میرے آپ کے پاس رہنا
میرے لئے زیادہ خوشی کا باعث ہوگا اور زیادہ محبوب ہوگا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حارثہ کے ایثار پر اظہارِ
مسرت فرماتے ہوئے فرمایا تم سچ کہتے ہو اللہ تعالیٰ تمہیں برکت عطا فرمائے
اور پھر سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ، سیدہ معصومہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ
علیہا کے ساتھ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کے مکان میں تشریف لے آئے۔

اُمورِ خانہ داری

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ بنتِ رسول فاطمہ
الزہرا جیسی سلیقہ شعار عورت میں نے کوئی نہیں دیکھی۔ باوجود کچا مکان ہونے
کے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا (سلام اللہ علیہا) نے صفائی کے لحاظ سے اپنے گھر کو
جنت کا ٹکڑا بنا رکھا تھا۔ گھر میں اگرچہ سامان کچھ زیادہ نہیں تھا مگر آپ نے

گھر میں موجود چند چیزوں کو انتہائی سلیقہ سے سجا رکھا تھا۔

آپ اپنا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت میں بسر کرتے اور اس کثرتِ عبادات کے باوجود آپ تمام امورِ خانہ داری میں پوری پوری دلچسپی رکھتے۔

گھر کا تمام کام کاج اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیتے۔ جنت کی عورتوں کی سردار اور شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب ترین بیٹی گھریلو کام کاج میں بھی اس قدر مشقت برداشت کرتیں جس کا تصور کرتے ہوئے بھی دل پر چوٹ پڑتی ہے۔ آپ چکی پیستی تھیں اور اس سے آپ کے ہاتھوں پر چھالے پڑ جاتے۔

آپ پانی کے مشکیزے بھر بھر کر لاتیں اور آپ کے کندھے زخمی ہو جاتے۔ آپ گھر میں جھاڑو دیتیں اور آپ کا لباس غبار آلود ہو جاتا۔ آپ ہنڈیا کے نیچے آگ جلاتیں تو چولہے میں پھونکیں لگانے سے آپ کے کپڑے بھی خراب ہو جاتے اور دھوئیں کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو بھی

عَنْ ابْنِ عَبْدِ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ ! يَا ابْنَ عَبْدِ اِلَّا
اُخْبِرُكَ عَنِّي وَعَنْ فَاطِمَةَ كَانَتْ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَ اَكْرَمَ اَهْلُهُ عَلَيْهِ - وَكَانَتْ
زَوْجَتِي فُجِرَتْ بِالرِّحَاءِ اَثَرِ الرِّحَاءِ بِيَدِهَا -
وَاسْتَقْتُ بِالْقُرْبَةِ بِنَحْرِهَا وَقُبْتُ الْبَيْتَ حَتَّى
اُخْبِرْتُ ثِيَابَهَا - وَ اَوْقَدْتُ تَحْتَ الْقَدْرِ حَتَّى وَ نَسْتُ
ثِيَابَهَا وَ اَصَابَهَا مِنْ ذَالِكَ ضَرْبٍ -

(حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۴۳)

آجاتے۔

دوسری روایت میں ہے کہ چکی پیتے پیتے آپ کے ہاتھ زخمی ہو جاتے ایک اور روایت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ جناب سیدہ کے گھر ولادت ہونے والی تھی اور آپ تنور پر روٹیاں پکاتیں تو آگ کی گرمی شکم اقدس تک جاتی۔

عَنْ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ قَدْ طَحَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَتَّى مَجَلَّتْ يَدَهَا
وَرَبِي أَثَرُ قُطْبِ الرَّحَا فِي يَدِهَا -

عَنْ عَطَّابِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ ! أَنَّ فَاطِمَةَ
كَانَتْ حَامِلًا - فَكَانَتْ إِذَا خُبِزَتْ أَصَابَتْ حَرَقَ التَّنُورِ
بَطْنَهَا -

(حلیۃ الاولیاء صفحہ ج ۲ ص ۴۳)

حرفِ شکایتِ زباں پر نہ آیا

شہزادی رسول سلام اللہ علیہا کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان تمام تر مشکلات و مصائب کو آپ نہایت خوشی اور پوری رضا و رغبت سے قبول فرماتیں ہیں۔ کیسی بھی تکلیف ہو کیسی بھی مصیبت ہو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کی زبان پر حرفِ شکایت تو آتا ہی نہ تھا۔ آپ کے دل میں کتنا بھی گہرا غم کیوں نہ ہو اس کا اظہار چہرہ اقدس سے ہرگز نہیں ہوتا تھا۔

خوشی کا وقت ہو یا رنج و ملال کی گھڑیاں آپ کے چہرہ منور پر ہمیشہ ایک پروقار معصومیت اور متانت کھلتی نظر آتی۔ اس قدر چھوٹی عمر میں

بھی آپ کی نشست و برخاست، گفت و شنید اور چال ڈھال میں بزرگانہ وقار مترشح ہوتا تھا۔ کیوں نہ ہو آپ کی تربیت ہی ایسے ماحول میں ہوئی تھی کہ آپ کے بچپن میں ہی شعور کی پختگی آچکی تھی۔

جیسا کہ آپ سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا بچپن مبارک اس قدر تکلیف دہ ماحول میں گزرا کہ کوئی اور ہوتا تو اس قدر مصائب و مشکلات میں دم گھٹ کر مر جاتا۔

مگر یہ خاندان تو تھا ہی پیکرِ صبر و استقامت جس قدر زیادہ مشکلات آتی گئیں ان کی عظمت اور بھی نکھرتی گئی سونا خالص تھا جو مصیبت کی بھٹی میں پڑنے کے بعد کندن بنتا گیا۔ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے جس قدر محنت بیٹی کی تربیت پر کی تھی وہ پورے وقار و تمکنت کے ساتھ ظہور میں آچکی تھی۔

معتبر روایات سے ثابت ہے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی تربیت میں انتہائی خصوصی دلچسپی کا اظہار فرماتی تھیں۔

اس کی کئی ایک وجوہات تھیں ایک تو یہ کہ آپ اپنی سب بہنوں سے چھوٹی تھیں اور ماں کو اپنی ساری اولاد سے نمایاں محبت ہونے کے باوجود چھوٹے بچے سے کچھ زیادہ ہی محبت ہوتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جناب سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا کی ولادت اقدس جن اعزازات کے ساتھ ظہور میں آئی تھی اس سے بھی جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا کا دل آپ کی طرف کھنچا رہتا تھا۔

تیسری وجہ اس کی یہ تھی کہ جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ جب میری اس بیٹی کی ولادت باسعادت ہونے والی تھی تو مجھے کسی قسم کا کوئی ثقل محسوس نہیں ہوا۔

اور چوتھی اخص الخاص اس کی وجہ یہ تھی کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا کو اپنی ماں کے ساتھ جس قسم کی محبت تھی ایسی محبت دُنیا کی کسی بیٹی کو اپنی ماں کے ساتھ ہونے کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔

پانچویں وجہ اس کی یہ تھی کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے فطری تقدس اور طبعی متانت میں اس قدر کشش تھی کہ ماں کی ممتا بیٹی کے ساتھ عشق کی صورت اختیار کر چکی تھی۔

مصدقہ روایات کے مطابق جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے بچپن کے کسی حصہ میں بھی نہ تو بچوں کی طرح کبھی کوئی ضد کی نہ کھیل کود میں حصہ لیا نہ بچوں کو کھیلتے دیکھ کر کبھی دلچسپی لی نہ کبھی کسی بچے کو چھیڑا نہ کسی کو گالی دی اور نہ ہی کبھی کسی چیز کا سوال کیا ان عادات و خصائل والی بچی سے ماں کو کیسے عشق نہ ہوتا۔

بچپن کے دو واقعات

ایک عظیم سوال

شہزادی رسول جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک پانچ چھ سال کے درمیان ہے جناب سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بیٹی کو درس توحید کے ساتھ ہی ساتھ خداوند بزرگ و برتر کی لامحدود لامتناہی قوتوں کے بارے میں مختلف مثالیں دیگر مقام الوہیت کی نشاندہی فرما رہی ہیں۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا والدہ مکرّمہ کی تقریر دلپذیر کو بڑے انہماک اور توجہ سے سُن رہی ہیں۔ ماں نے وعظ ختم فرمایا تو بیٹی نے ایک سوال پوچھ لیا بڑا جامع اور بلیغ سوال بچپن کے ذہن سے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ سوال

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے پوچھا امی جان! خدا تعالیٰ کی قدرتیں تو ہم دیکھ رہے مگر خدا تعالیٰ خود نظر کیوں نہیں آتے؟

بیٹی کا سوال سنا تو جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے رُخ اقدس پر مسرت کی لہر دوڑ گئی آپ معلمہ تھیں ہونہار شاگردہ کے سوال کرنے سے آپ کو اپنی محنت کا ثمر حاصل ہو رہا تھا خوش کیسے نہ ہوتیں۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے مسکرا کر فرمایا! بیٹی ہم اگر دنیا میں نیک کام کریں گے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کریں گے تو اس

کے بدلہ میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دیدار سے نوازیں گے۔
 یا یہ فرمایا کہ ہمارے اچھے کاموں کے صلہ میں جو ہمیں خدا کی
 خوشنودی حاصل ہوگی یہی خدا تعالیٰ کا دیدار ہے جناب سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا
 نے والدہ کا جواب سنا تو مطمئن ہو گئیں اس واقعہ سے ہی جناب سیدہ
 سلام اللہ علیہا کی تربیت مقدسہ کی پوری تصویر سامنے آ جاتی ہے۔

زیور نہیں پہنے

یہ تو تھا جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی دی گئی تعلیم و تدریس
 کے ذریعہ ظہور میں آنے والا ایک واقعہ اب آپ ایک ایسا حیرت انگیز واقعہ
 ملاحظہ فرمائیں جس سے بنت رسول سیدہ فاطمہ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے طبعی
 فقر اور شان استغناء کی نشاندہی ہوتی ہے۔

معتبر روایت کے مطابق جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی عمر مبارکہ اُس
 وقت پانچ سال تھی سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے رشتہ داروں میں کسی
 بچی کی شادی کی تقریب منعقد ہونے والی تھی جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ
 عنہا نے خیال فرمایا کہ لوگوں کے بچے اچھے اچھے کپڑوں میں ہوں گے۔

لہذا سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے ایک دو جوڑے اچھے
 کپڑوں کے اور کچھ زیور بنوائے جائیں۔ چنانچہ آپ نے چاندی کے دو تین
 ننھے ننھے زیور بنوائے اور دو جوڑے اچھے کپڑے کے تیار کر لئے۔

شادی کی تقریب میں جانے کا وقت آیا تو ماں خوشی خوشی وہ زیور اور
 کپڑے بیٹی کو پہنانے لگی تو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے کہا امی

جان! میں یہ کپڑے اور زیور نہیں پہنوں گی۔ مجھے تو وہی لباس اچھا لگتا ہے جیسا آپ اور میرے ابا جان پہنتے ہیں۔

جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بیٹی کی فقیرانہ طبیعت دیکھی تو سینے سے لگا لیا اور فرمایا! فاطمہ (سلام اللہ علیہا) تمہارے باپ نے سچ فرمایا ہے کہ ہماری بیٹی عظیم ہے تم واقعی عظیم ہو اور پھر ماں بیٹیاں سادہ لباس میں ہی شریک تقریب ہو گئیں۔

سبحان اللہ! یہ ہے جناب سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کا دنیا سے اظہارِ تعلق اور فقر و استغناء کا مقام جو بچپن کی ایسی عمر میں بھی پورے وقار کے ساتھ ظاہر ہو رہا ہے جس عمر میں بچوں کو اٹھنے بیٹھنے کا سلیقہ نہیں ہوتا۔

گلشنِ زہرا کے پھول کلیاں

مخدومہ کائنات طیبہ طاہرہ سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے عادات و اطوار اور خصائل و شمائل کا مختصر خاکہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ آئندہ اوراق میں سیرت و کردار وغیرہ کے عنوانات میں آپ کی حیاتِ طیبہ کے بے شمار واقعات پیش کئے جائیں گے جو کتبِ تفاسیر و احادیث تواریخ و سیر میں بھرے پڑے ہیں۔ پیش آزیں آپ کی اولاد پاک کے متعلق چند تاریخی شواہد پیش کئے جاتے ہیں تاکہ آئندہ ظہور میں آنے والے واقعات کی ترتیب احسن طریقہ سے ہو جائے۔

ریاضِ بتول کا پہلا پھول

ہجرت کا تیسرا سال اور رمضان المبارک کی پندرہ تاریخ ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجدِ نبوی شریف کے صحن میں تشریف فرما ہیں جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور جنت کے ریشمی کپڑے کا ٹکڑا جس پر ایک نام لکھا ہوا تھا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ سَبْطُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وُلِدَ فِي نِصْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ
سَنَةِ ثَلَاثٍ مِنَ الْهَجْرَةِ۔

(الاصابہ ۳۲۸-۱)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ! جبریل یہ کس نام

کا ہے؟

عرض کیا یا رسول اللہ! فاطمۃ الزہرا (سلام اللہ علیہا) کی گود میں آنے والے شہزادے کا نام آپ کو مبارک ہو۔

حضرت جبریل علیہ السلام واپس چلے گئے تو آپ کی بیٹی کے گھر سے جناب حسن علیہ السلام کی ولادت کا پیغام آ گیا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بشارت سنی تو آپ کے رُخ اقدس پر مسرت کی لہر دوڑ گئی آپ انتہائی خوشی کے عالم میں اپنی صاحبزادی کے گھر میں تشریف لائے تو اُس وقت جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام والدہ محترمہ کی آغوشِ مقدسہ میں تشریف لے چکے تھے شہزادی مصطفیٰ کی گود میں شہزادہ حیدر کتر علیہ السلام یوں جلوہ افروز تھا جیسے آفتاب نے چاند کو آغوش میں لے رکھا تھا۔

وَلِدَّتْهُ أُمُّهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَأَلِيهِ وَسَلَّمَ فِي نِصْفِ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةِ ثَلَاثٍ مِنَ
الْهِجْرَةِ هَذَا أَصَحُّ -

(الاستعیاب صفحہ ۳۶۸-۱) (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۴)

(اسد الغابہ ص ۱۰ ج ۲) (طبقات ابن سعد ص ۹۵ ج ۲)

(شواہد النبوت ۱۷۲) (مظاہر حق ص ۷۱ ج ۴) (الشرف الموبد ص ۱۲۱)

جبریل علیہ السلام نام وے را بہد یہ پیش رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم آورد بر قطعہ از حریر بہشت و نوشتہ:

(شواہد النبوت ص ۱۷۲) (روضۃ الشہداء ص ۱۲۹)

سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا کا حجرہ بقعہ نور بنا ہوا ہے نور کے تین سمندر
بیک وقت موجزن ہیں مرکز نور کے ٹکڑے کا ٹکڑا ماں کی گود میں لیٹا ہوا ہے
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو مبارک باد دے کر شہزادہ بتول
امام حسن علیہ السلام کو گود میں اٹھالیا۔

نور نور کی گود میں آ گیا۔۔ ستارہ چاند کی آغوش میں آ گیا۔
حسن مجتبیٰ مصطفیٰ کی گود میں آ گیا۔ آفتاب نے مہتاب کو جھولی میں لے
لیا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نواسہ کے چہرہ کو دیکھتے جا رہے
ہیں بالکل آپ کا اپنا ہی نقشہ تھا۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ أَشْبَهُ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ الصَّدْرِ إِلَى الرَّأْسِ۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۶۴۰ ج ۲) (ترمذی ص ۲۴۲ ج ۲) (الاستیعاب ۳۲۹ ج ۱)

(بخاری کتاب ۶۱ باب ۲۳) (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰۵)

(شواہد النبوة ۱۷۲) (روضۃ الشہداء ۲۹۱) (الاصابہ ص ۳۲۸)

(مسند احمد ج ۱ ص ۹۹۔ ج ۱ ص ۱۰۸۔ ج ۳ ص ۱۶۴۔ ج ۴ ص ۳۰۷)

وہی روشن جبین والضحیٰ

وہی والشمس عارض

وہی مازاغ کے ڈوروں والی نرگسیں آنکھیں

وہی واللیل کی سیاہی میں لپٹی ہوئی عنبر بارز لہفیں

وہی قوسین ابرو

وہی گلِ قدس کی پنکھڑیوں جیسے پیارے پیارے گلابی ہونٹ

وہی آفتاب کی طرح رخشندہ چہرہ

تاجدارِ انبیاء کی والدہ مکرمہ

معظمہ و محترمہ ، طیبہ طاہرہ

سیدہ معصومہ ، راضیہ مرضیہ

عقیقہ منیفہ ، مقدسہ مطہرہ

سیدہ صدیقہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا و صلوة اللہ علیہا جناب سیدنا حسن مجتبیٰ علیہ السلام کو اس وقت دیکھ لیتیں تو آپ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ یاد آجاتی کیوں نہ ہو ایک ہی تو نور تھا۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے والد گرامی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل تصویر تھیں اور جناب امام حسن مجتبیٰ اپنی والدہ مکرمہ سیدہ فاطمہ الزہرا صلوة اللہ علیہا کی مکمل تصویر تھے۔

آپ نے اپنی بیٹی کے بیٹے کو سینے سے لگایا ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت فرمائی اور اپنی زبان مبارک شہزادہ بتول علیہ السلام کے منہ میں دے دی۔ اس سے بڑا اعزاز نہ دونوں جہاں میں سوائے حسنین کریمین اور آپ کے والد گرامی علیہم السلام کے کسی کو ملا اور نہ ہی کسی اور کو ملنے کا امکان ہے پھر آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق شہزادہ بتول کا نام حسن رکھ دیا۔

ولادتِ حسن نمازِ بتول

دُنیا میں بڑی بڑی بڑی شان کی مالک بیبیاں پیدا ہوئیں۔

جن میں پیغمبروں کی مائیں بھی ہیں۔

پیغمبرزادیاں بھی ہیں اور پیغمبروں کی بیویاں بھی۔

صحابہ کرام کی مائیں بھی۔

صحابیات بھی ہیں اور صحابہ زادیاں بھی۔

ولیعہ بھی ہیں اور ولی زادیاں بھی۔

ولیوں کی مائیں بھی ہیں اور ولیوں کی بیویاں بھی۔

مگر جو شان اُمّ الائمہ بنتِ رسولِ سیدہ فاطمہ الزہرا صلوة اللہ علیہا

کی ہے اُس کا مقابلہ کوئی بھی نہیں کر سکتا۔

امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ

الزہرا سلام اللہ علیہا کے شہزادے کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے

کے نام پر شہر جس کے معنی حسن ہوتے ہیں تجویز فرمایا اور آپ کی گود میں

دے کر انتہائی مسرت کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں تشریف لے آئے اور

ادھر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا بچے کو دودھ پلا کر اٹھیں وضو فرمایا اور نماز کے

لئے کھڑی ہو گئیں۔

وَمِنْ خَصَائِصِ ابْنَتِهِ فَاطِمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ لَا تَحِيضُ

وَكَانَتْ اِذَا وُلِدَتْ طَهَّرَتْ مِنْ نَفْسِهَا بَعْدَ سَاعَةٍ حَتَّى

لَا تَفُوتَهَا صَلَوَةٌ۔

(الشرف الموبد علامہ نبھانی ص ۱۱۰ خصائص کبریٰ)

دنیا کی کون سی عورت ہے جو اس شان کی مالک ہو کہ کہ ادھر بچے
جنے اور ادھر نماز پڑھنا شروع کر دے۔

عَنْ أَسْمَاءِ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ وُلِدْتُ فَاطِمَةَ
بِالْحَسَنِ فَلَمْ أَرَ أَهَا دَمًا - فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ لِمَ أَرَى
لِفَاطِمَةَ حَيْضًا وَلَا نَفَاسًا فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَأَلِهِ وَسَلَّمَ أَمَا عَلِمْتِ إِنَّ ابْنَتِي طَاهِرَةٌ. مُطَهَّرَةٌ.

(اسعاف الراغبین ۱۷۲) (نور الابصار ۱۱۶)

جناب اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا
سلام اللہ علیہا کو نماز پڑھتے دیکھا تو حیران ہو کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں تمام ماجرا بیان کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! ہم جانتے ہیں کہ ہماری بیٹی

امام حسن را برداشته در آں خرقہ بچیدم و برکنار حضرت نہادم پس سید عالم بانگ
نماز در آغوش راست وے گفت و اقامت در گوش چپ وے۔

(روضۃ الشہداء ص ۱۲۹)

قَالَ بَلْ هُوَ حَسَنٌ ثُمَّ قَالَ إِنَّمَا سَمَّيْتُمْ بِاسْمِ وُلْدِ
هَارُونَ شَبْرٌ

(البدایہ والنہایہ ج ۷ ص ۳۳۱) (المستدرک ج ۳ ص ۱۳۸) (اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۰)

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۹) (نور الابصار ص ۱۷۳)

(الاستیعاب ج ۱ ص ۳۶۸) (مسند طیالسی ص ۷۷ حدیث ۱۲۹)

(الشرف الموبد ص ۱۲۱) (المستدرک ۱۳۸-۱۱۳ اسد الغابہ ۱۰-۲ نزہۃ المجالس)

طیبہ و طاہرہ و مطہرہ ہے اور عورتوں کے حیض و نفاس سے پاک ہے اور فرمایا
ہماری بیٹی بتول ہے دنیا میں انسانی حور ہے۔

فَقَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
ابْنَتِي فَاطِمَةَ حُورَاءُ أَدَمِيَّةٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمِثْ۔

(اشرف الموبد ص ۱۰۹) (صواعق محرقہ ص ۱۵۸)

(اسعاف الراغبین ص ۱۷۲) (الامن والعلی ص ۲۴۱)

بتول کہتے ہی اُسے ہیں جس نے عورتوں کی ان امراض کو دیکھا ہی نہ

ہو۔

الْبَتُولُ الَّتِي لَمْ تَطْرَقْ قَطُّ أَيُّ لَمْ تَحِضِ

(نور الابصار ص ۱۱۹)

سُبْحَانَ اللَّهِ! یہ ہے بنتِ محمد سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شان
جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا بھی بتول ہیں اور جناب مریم سلام اللہ علیہا
بھی بتول ہیں۔

حضرت مریم بڑی شان والی ہیں ہم موازنہ نہیں کریں گے مگر آپ کا
شوہر نہیں اس لئے بتول ہیں ادھر جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا شوہر
بھی ہے اور آپ بتول بھی ہیں۔

جناب مریم بتول علیہا السلام کی گود میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
تشریف لائے تو آپ نفاس کے چالیس دن گزار کر اپنی قوم میں تشریف
لائیں۔ مگر جناب زہرا بتول سلام اللہ علیہا کے چاند امام حسن علیہ السلام نے
طلوع کیا تو آپ نے اسی وقت نماز ادا فرمائی۔

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْبَتُولُ وَقَالَ إِنَّهَا

لَيْسَتْ كِنِسَاءِ الْآدَمِيِّينَ سُبَيْتٌ مَرِيْمٌ بَتُّوْلًا لِأَنَّهَا
بَتَّلَتْ عَنِ الرِّجَالِ وَسُبَيْتٌ فَاطِمَةُ بَتُّوْلًا لِأَنَّهَا بَتَّلَتْ
عَنِ النَّظِيرِ ..

أَخْرَجَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَابْنُ عُسَاكِرٍ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ فَاتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْبِلُهُ قَالَ بَعْدَ
أَرْبَعِينَ يَوْمًا بَعْدَ مَا تَعَالَتْ مِنْ نَفَاسِهَا-

(تفسیر درمنثور ج ۴ ص ۲۷۰)

حقیقت یہ ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی شان عقل و فہم سے
وری الوری ہے انتقالِ نور کی حقیقتوں کو کیا سمجھا جاسکتا ہے اور کیا بیان کیا
جاسکتا ہے۔

امام حسن کا عقیقہ

شہزادہ بتول امام عالی مقام حضرت امام حسن علیہ السلام کی عمر
شریف سات روز کی ہوئی تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے سر
کے بال اُتروادیئے اور اُن کے ساتھ وزن کر کے چاندی صدقہ کر دی پھر
بکری ذبح فرما کر جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی رسم عقیقہ ادا فرمائی اور گوشت
تقسیم کر دیا گیا یہ واقعہ اکیس رمضان المبارک ۳ ہجری کا ہے۔

سَمَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنُ وَعَقَى
عَنْهُ يَوْمًا سَابِعًا وَحَلَقَ شَعْرَهُ أَمْرًا أَنْ يَتَّصِدَّ قِ بَوْزِنِ
شَعْرِهِ فِضَّةً ..

(الشرف المؤبد ص ۱۲۱ نبھانی) (مسند احمد ج ۵ ص ۵۵ ج ۵ ص ۳۶۱)

جی بہل گیا

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کے گھر میں خوشیوں کا جہان آباد ہو چکا ہے جناب حیدر کرار علیہ السلام بھی بیٹے کے ساتھ بے حد محبت کرتے ہیں۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حسبِ معمول روزانہ بیٹی کے گھر تشریف لاتے ہیں ننھے شہزادے کو گود میں لے کر پیار کرتے ہیں اپنی اولاد سے کون محبت نہیں کرتا۔

جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا عبادت و ریاضت میں بھی مشغول رہتی ہیں گھر کا کام کاج بھی کرتی ہیں اور صاحبزادے کی بھی پرورش فرما رہی ہیں تمام کام خوش اُسلوبی سے پورے ہو رہے ہیں۔

گھر میں فقر و فاقہ کے حالات بدستور ہیں جناب حیدر کرار علیہ السلام کی مشقت کا بھی وہی عالم ہے اور جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی محنت و مشقت کا بھی وہی عالم ہے۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی محنت و مشقت میں بھی کوئی کمی نہیں آئی آپ نے اپنے شہزادہ کو گود میں اٹھایا ہوتا اور چکی بھی پیس رہی ہوتیں۔ اور بالعموم آپ کو گھر کا سارا کام کاج بچے کو سینے سے لگا کر ہی نپٹانا پڑتا۔

بہر حال آپ کا دل بہلا ہوا ہے شکوہ و شکایت تو آپ کی زبانِ اقدس پر بھی آیا ہی نہیں شکوے تو وہ کرتا ہے جو کسی تکلیف کو محسوس کرے اور جناب فاطمہ الزہرا صلوة اللہ علیہا نے تو زندگی کی کسی راحت کو مانگا ہی نہیں۔

چمنستانِ زہرا کا دوسرا پھول

۴ ہجری شعبان المعظم کی پانچویں تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ عین سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری کا دن ہے گلشنِ زہرا سلام اللہ علیہا میں دوسرا پھول کھلنے والا ہے۔

أَلْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أُمُّهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَلَا لِخُنُسٍ
خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةِ أَرْبَعٍ ..

(الاستعیاب ص ۳۷۷) (الاصابہ ۳۳۱)

(البدایہ والنہایہ ص ۳۷۷ ج ۷) (طبقات ابن سعد ص ۸۷ ج ۵)

(اسد الغابہ ص ۱۸ ج ۲) (شواہد النبوت ص ۱۷۳)

(نوار الابصار ۱۲۰) (نزہۃ المجالس ص ۲۳۰ ج ۲)

جناب اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ
امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض
کرتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دے کر فرمایا! چچی
جان کیسے آئی ہیں؟

عرض کیا! یا رسول اللہ بڑا پریشان گن خواب دیکھا ہے۔

فرمایا! بیان کرو۔

عرض کیا! حضور شدید پریشان گن ہے۔

فرمایا! بیان تو کیجئے؟

عرض کیا کہ! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ کے جسمِ اقدس کو کاٹ کر ایک ٹکڑا علیحدہ کیا گیا اور وہ کٹا ہوا ٹکڑا میری جھولی میں آ گیا۔
 آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا! چچی جان آپ نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میری بیٹی فاطمہ کے گھر بیٹا ہوگا۔

وَعَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ أَنَّهَا دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 إِنِّي رَأَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ قَالَ وَمَا هُوَ؟ قَالَتْ إِنَّهُ
 شَدِيدٌ - قَالَ وَمَا هُوَ؟ قَالَتْ رَأَيْتُ كَأَنَّ قِطْعَةً مِّنْ
 جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حَجْرِي فَقَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ خَيْرًا تَلِدُ
 فَاطِمَةَ إِنِّشَاءَ اللَّهِ غَلَا مًا - يَكُونُ فِي حَجْرِكَ فَوَلَدَتْ
 فَاطِمَةَ الْحُسَيْنِ -

(مشکوٰۃ مترجم ج ۳ ص ۳۶۶) (المستدرک ص ۱۰۷)

ولادت

جنابِ اُمّ الفضل رضی اللہ عنہا نے خواب کی تعبیر سنی تو مطمئن
 ہو گئیں اور پھر وہ

مملکتِ شہادت کا تاجدار
 کانِ نبوت کا درِ شہوار
 بحرِ رسالت کا گوہرِ تابدار
 گلشنِ امامت کا گلِ نو بہار

ملکِ ولایت کا سلطانِ ذی وقار
 سلطنتِ روحانیت کا شہریار
 میدانِ عشق و محبت کا شہسوار
 نوجوانانِ گلشنِ فردوس کا سردار
 دنیائے معرفت کا مالک و مختار
 تقدیس و عظمت کا روشن مینار

سیرالاسرار نور الانوار

قافلہ سالارِ عشق

کاشفِ اسرارِ عشق

نازشِ دربارِ عشق

مرکزِ پرکارِ عشق

مہبطِ انوارِ عشق

گرمیِ بازارِ عشق

فرحتِ گلزارِ عشق

مخزنِ انوارِ عشق

رونقِ ریاضِ بتول

گلِ گلشنِ رسول

نواسہ سیدِ الثقلین

زینتِ بزمِ کونین

سیدہ زہرا کے نورِ عین

مولائے کائنات کے دل کا چین
 سیدنا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام بصد حسن و رعنائی والدہ مکرمہ
 سیدہ فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی آغوشِ راحت میں تشریف لے آئے۔
 خوشیوں اور مسرتوں کا جہان آباد ہو گیا۔
 کیف و سرور اور انوارِ رحمت کی بارش ہونے لگی۔

مبارک باد

حوریں فردوس میں ایک دوسری کو مبارک باد دینے لگیں صدائے
 سروش آتی ہے۔

اے ختمِ رسل گوہرِ مقصود مبارک
 یا نُورِ خداِ رحمتِ مَعْبُودِ مبارک
 یا شاہِ نجفِ شادِیِّ مَوْلُودِ مبارک
 یا خیرِ نساءِ اخترِ مَسْعُودِ مبارک

رونق ہو سدا نُورِ دوبالا رہے گھر میں
 اس ماہِ منور کا اُجالا رہے گھر میں
 شعبانِ معظمِ ترے اقبال کے صدقے
 شوکت کے فدا عظمت و اِجلال کے صدقے

قربان سحر عید کی گر ہو تو بجا ہے
 وہ شب ہے کہ شب قدر بھی جس پر کہ فدا ہے
 شادی ہے ولادت کی یُد اللہ کے گھر میں
 خورشید اترتا ہے شہنشاہ کے گھر میں

حضور کا اظہارِ مسرت

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے نواسے کی آمد پر بھی
 بے پناہ مسرت کا اظہار فرمایا جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام ہی کی طرح دائیں
 کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی،

اور پھر نواسے کے منہ میں اپنی زبان مبارک ڈال دی حسین نام
 تجویز فرمایا اور پھر جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو ساتویں روز فرمایا
 کہ ان کے سر کے بال اُتروا کر ان کے ساتھ چاندی وزن کر کے صدقہ کر دی
 جائے اور پھر ذبح کر کے عقیقہ بھی فرما دیا۔

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ فَاطِمَةَ
 رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا فَقَالَ زَنِي شَعْرَ الْحُسَيْنِ بِوَزْنِهِ

مژدہ قدومش بحضرت کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ رسیدہ بخانہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
 تشریف آورد و اسماء بنت عمیس آورد خرقة پیچیدہ برکنار آنحضرت نهاد و سرور دعو عالم علیہ
 الصلوٰۃ والسلام بانگ نماز در گوش راست و قامت در گوش چپ اوگفت۔

(روضۃ الشہداء ص ۱۳۳)

فِضَّةٌ وَأَعْطَى الْقَابِلَةَ رَجُلٌ الْعَقِيْقَةَ ..

(المستدرک ج ۳ ص ۲۷۹) (نزہۃ المجالس ص ۲۳۰ - ج ۲)

(نور الابصار ص ۱۲۰)

جناب زہرا بتول سلام اللہ علیہا کے گھر میں دوہری بہاریں آئی ہوئی ہیں باوجود غربت و افلاس اور فقر و فاقہ کے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی انتہائی سادہ زندگی پر سکون گزر رہی ہے۔ آپ پہلے ہی کی طرح گھر کا تمام کام کاج بھی اپنے ہاتھوں سے کرتی ہیں اور بچوں کی پرورش بھی فرما رہی ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا چکی پیس رہی ہوتیں تو دونوں شہزادے آپ کی گود میں ہوتے اور آپ کے لبوں پر تلاوت قرآن ہوتی۔

علی وفاطمہ علیہما السلام

مولائے کائنات سیدنا حیدر کرار اور شہزادی رسول سیدہ فاطمہ الزہرا علیہما السلام کی ازدواجی زندگی کے متعلق آئندہ اوراق میں ایک مکمل باب مقرر کیا گیا ہے جس میں اسی قدسی صفات جوڑے کی آپس میں محبت و موانست اور خوشگوار تعلقات کے بارے میں متعدد واقعات پیش کئے گئے ہیں۔

یہاں ہم ایک ایسی روایت صرف اس لئے پیش کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس روایت کا جناب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی ولادت

مبارکہ سے بھی تعلق ہے اور جناب حیدر کرار اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا علیہما السلام کے تعلقات کی بھی نشاندہی ہوتی ہے قرآن مجید میں آتا ہے۔

مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَنِ ۖ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَنِ ۗ
يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۗ

ترجمہ! اُس نے دو دریاؤں کو ملا یا کہ باہم ملے ہوئے بھی ہیں اور ان کے درمیان ایک حجاب بھی ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے ان دونوں سے موتی اور مرجان پیدا ہوتے ہیں۔

(سورۃ الرحمن آیت ۱۹، ۲۰، ۲۲)

مفسرین کرام نے ان آیات کی ایک تفسیر یہ بھی کی ہے کہ یہ دونوں دریا حضرت علی علیہ السلام اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہما ہیں جو انتہائی قربت والحق کے باوجود ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے کیونکہ ان دونوں کے درمیان امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کا حجاب موجود ہے اور ان دریاؤں سے پیدا ہونے والے موتی جناب حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہیں۔

وَأَخْرَجَ ابْنَ مَرْدَوَيْهٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ (مَرَجَ
الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَنِ) قَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
(بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَنِ) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ (يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ) قَالَ
الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا،

(دُرِّ منشور ص ۱۴۲-۱۴۳ ج ۶)

دیگر کتب میں یہ روایت اس طرح آئی ہے کہ ان دونوں کے درمیان تقوے کا حجاب ہے۔

قَالَ بَعْضُ الْمُفَسِّرِينَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى (مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ۝) أَيْ بَحْرِ نَبُوتِ مِنْ فَاطِمَةَ وَبَحْرِ الْفِتْوَةِ مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ بَيْنَهُمَا حَاجِزٌ مِنْ تَقْوَى فَلَا تَبْغِي فَاطِمَةُ عَلَى عَلِيٍّ وَلَا يَبْغِي عَلِيٌّ عَلَى فَاطِمَةَ (يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللَّوْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ) هُوَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ -

(نور الابصار ص ۱۱۲) (نزہۃ المجالس ص ۲۲۹-۲۳۰)

بعض مفسرین مندرجہ بالا آیات مبارکہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ بحرین سے نبوت کا بحر فاطمہ رضی اللہ عنہا اور فتوت کا بحر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مراد ہیں اگرچہ یہ آپس میں ملے ہوئے ہیں مگر ان کے درمیان تقوے کا حجاب موجود ہے۔

پس نہ تو حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ زیادتی کرتی ہیں اور نہ ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا پر زیادتی کرتے ہیں اور نبوت و فتوت کے ان دونوں دریاؤں سے پیدا ہونے والے موتی اور مرجان حضرت حسنین کریمین علیہما السلام ہیں اور یہ دُرّ بے بہا اپنی پوری تابانیوں اور جلوہ سامانیوں کے ساتھ سیدۃ النساء العالمین کی آغوشِ منور میں آچکے ہیں۔

جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی گود میں دو ہری خوشیوں کا جہان آباد ہے۔ ازدواجی زندگی باوجود غربت و افلاس اور عسرت و تنگی کے

نہایت خوشگوار ماحول میں بسر ہو رہی ہے۔ نہ تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا ہی کوئی ایسی بات کرتی ہیں جو جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی ناراضگی اور ناخوشی کا باعث ہو اور نہ ہی جناب حیدر کرار علیہ السلام کوئی ایسی بات کرتے ہیں جو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے ناگواری کا باعث بنے۔

نائبۃ الزہرا کی ولادت

ان دو پھولوں کے بعد ہجری کے پانچویں یا چھٹے سال گلستانِ زہرا سلام اللہ علیہا میں ایک درخشندہ کلی ظہور میں آتی ہے۔

سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی بیٹی سیدہ زینب سلام اللہ علیہا جسے بلا مُبالغہ ثانی زہرا بھی کہا جاسکتا ہے اور نائبۃ الزہرا بھی۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی مکمل ترین تصویر ہیں جناب زینب سلام اللہ علیہا شہید کی بیٹی شہیدوں کی بہن شہیدوں کی ماں اور شہیدوں کی بہو ہیں۔

جناب زینب سلام اللہ علیہا اپنی والدہ مقدّسہ ہی کی طرح عالمہ بھی ہیں اور فاضلہ بھی ہیں۔

طاہرہ بھی ہیں اور سعیدہ بھی ہیں۔

صدیقہ بھی ہیں اور نیرہ بھی ہیں۔

منورہ بھی ہیں اور معلّمہ بھی ہیں۔

مکرمہ بھی ہیں اور خطیبہ بھی ہیں۔

ادیبہ بھی ہیں اور صابرہ بھی ہیں۔

شاکرہ بھی ہیں اور عقیفہ بھی ہیں۔

ساجدہ بھی ہیں اور راکعہ بھی ہیں۔

عابدہ بھی ہیں اور زاہدہ بھی ہیں۔

زہرا کی تصویرِ کامل

جناب زینب سلام اللہ علیہا کے کردار میں کردارِ زہرا کی جھلکیاں پورے وقار و تمکنت کے ساتھ نمایاں ہیں جناب زینب سلام اللہ علیہا کی سیرت سیرتِ زہرا کا نقشِ جمیل ہے۔

سراپائے زہرا کی تصویرِ کامل
منور محمد کی بیٹی کی بیٹی
علی شاہِ مردان شیرِ خدا کی
ہے دخترِ محمد کی بیٹی کی بیٹی

ہے خاتونِ جنت کی تصویرِ زینب
محمد کے جلوؤں کی تنویرِ زینب
حُسن و حُسن کی ہے ہمیشہ زینب
مطاہر محمد کی بیٹی کی بیٹی

ہے خانہ حیدر کی زینت بھی زینب
کہ زینب کا معنی ہی بنتا ہے ”زین اب“
وہ زہرا کی ثانی وہ زہرا کی نائب
وہ صابر محمد کی بیٹی کی بیٹی

ہے زینب شہیدِ معظم کی بیٹی
 ہے آقا شہیدوں کا زینب کا بھائی
 وہ عون و محمد شہیدوں کی ماں ہے
 وہ طاہر محمد کی بیٹی کی بیٹی

جسے ظالموں نے تھا قیدی بنایا
 گیا باندھ کر جس کو کونے میں لایا
 لٹا کر تھی صائم وہ کربل میں آئی
 سبھی گھر محمد کی بیٹی کی بیٹی

جناب زینب سلام اللہ علیہا کی شان کہاں تک بیان کی جاسکتی ہے
 آپ کے غم و آلام کی کہانی شروع کر دی جائے تو کئی کتابیں بن جاتی ہیں آپ
 بصد عفت و عصمت دنیا میں تشریف لا چکی ہیں جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام
 اللہ علیہا نے بے پناہ مسرت کا اظہار فرمایا بھائیوں کے ساتھ بہن بھی ہو تو گھر
 کی رونقوں میں کچھ اور ہی حُسن آجاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو گئے

جس دن جناب زینب سلام اللہ علیہا دنیا میں تشریف لائیں امام
 الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ آپ
 جب واپس تشریف لائے تو حسبِ معمول سب سے پہلے بیٹی کے گھر تشریف
 لے گئے۔

جا کر دیکھا تو گلستانِ زہرا کی باعصمت شگفتہ کلی ماں کی گود میں لیٹی ہوئی ہے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بے حد خوشی کا اظہار فرمایا پھر ایک کھجور لے کر اُسے اپنے منہ مبارک میں ڈال کر چبایا اور پھر اس کا لعابِ دہن اپنی بیٹی کی بیٹی کے منہ میں ڈال دیا۔

اولادِ فاطمہ کی خوش نصیبی

اولادِ فاطمہ الزہرا کی خوش نصیبی کا کون اندازہ کر سکتا ہے اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ہی بیٹی کا نام زینب تجویز فرمایا جس کا مطلب ہے ”زین اب“ عربی میں ”اب“ باپ کو کہتے ہیں یعنی باپ کی زینت جیسے زین العابدین عبادت گزاروں کی زینت و آرائش کو کہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو بغور دیکھتے ہوئے فرمایا کہ اس کی شکل اپنی نانی جان خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے بہت زیادہ ملتی ہے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس بیٹی کا گھر بچوں کی رونق سے جنت کا ایسا ٹکڑا بنا ہوا ہے جس میں زندگی کی ہر راحت موجود ہے۔

جناب زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا کے بعد ۷ ہجری میں جناب زینب سلام اللہ علیہا کی چھوٹی بہن ام کلثوم سلام اللہ علیہا تشریف لائیں آپ بھی اپنی ہمشیرہ کی پوری تصویر تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے دو بچے جناب محسن اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہما سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو عطا فرمائے مگر یہ بچپن میں ہی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے آپ نے تینوں بیٹوں کے نام اپنی بڑی ہمشیرگان کے اسمائے مقدسہ کی ترتیب سے انہی کی یاد میں زینب، ام

کلوٹوم اور رقیہ رکھے۔

تحقیقی بات

بعض حضرات کا خیال ہے کہ جناب محسن علیہ السلام آپ کے گھر پیدا نہیں ہوئے بلکہ زینہ اولاد صرف حسن و حسین علیہم السلام ہی تھے لیکن یہ خیال قطعی طور پر نا درست اور غلط ہے جناب محسن علیہ السلام کی پیدائش مبارکہ پر اس قدر زیادہ روایات ہیں جن سے انکار کی کوئی صورت ہی نہیں تاریخ و سیرت اور حدیث و فضائل کی کوئی بھی کتاب دیکھیں اُس میں آپ کی مندرجہ ذیل اولاد پاک ہی مذکور ہے۔

الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَالْمُحْسَنُ وَزَيْنَبُ وَأُمِّ كَلْثُومٍ
وَرُقِيَّةَ عَلَيْهِمُ السَّلَام

شہزادہ بتول کی گمشدگی

سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہما السلام کے بچپن مبارک کا زمانہ ہے آپ دونوں بھائی یا گھر میں اکٹھے ہی کھیلا کرتے تھے یا اپنے نانا جان کے ساتھ جہاں آپ جایا کرتے تھے ساتھ ہوتے۔

اور اگر گلی میں بھی کھیلنے کا اتفاق ہوتا تو اکٹھے ہی کھیلا کرتے ایک روز جبکہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جہاد پر تشریف لے گئے ہوئے تھے جناب امام حسین علیہ السلام کھیلتے کھیلتے کھجور روں کے درخت دیکھتے دیکھتے دوسرے محلے میں پہنچ گئے وہاں صالح نام کے ایک یہودی کا مکان تھا اس نے آپ کو اٹھالیا اور اپنے گھر میں لے جا کر چھپا دیا۔

سیدہ کی پریشانی

ادھر چند لمحوں کے بعد تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے صاحبزادے کو گھر میں نہ پایا تو بہت پریشان ہوئیں ایک طرف اپنے پردہ کا احساس ہے دوسری طرف جگر گوشہ کی جدائی نے سینے میں آگ لگائی ہوئی ہے آپ اسی اضطراب و پریشانی کے عالم میں بار بار دروازے پر آتی ہیں پھر واپس چلی جاتی ہیں۔

روایت میں آتا ہے کہ لختِ جگر کی محبت میں آپ باہر کے دروازہ تک بہتر بار آ کر واپس ہوئیں اس شدید پریشانی اور اضطراب کے عالم میں

بھی شہزادی رسول نے اپنے پردے کی ردا کو داغدار نہ ہونے دیا اور گھر کے اندر ہی شہزادے کی جدائی میں تڑپتی رہیں اور پھر آپ نے اسی پریشانی میں جناب حسن رضی اللہ عنہ کو فرمایا بیٹے اپنے بھائی کو تلاش کرو میرا دل ڈوب ڈوب جاتا ہے۔

امام حسن کی بیقراری

جناب حسن علیہ السلام کی عمر بھی چھوٹی ہی تھی مگر بھائی کی محبت نے آپ کو بھی بے قرار کر رکھا تھا آپ اتنے عرصہ میں کئی بار گھر کے قریب ادھر ادھر کی گلیوں میں جا کر دیکھ کر آئے تھے اب والدہ مکرمہ کا حکم سنا تو آپ نخلستانوں کی طرف نکل گئے اور صد اہر صد ادینے لگے۔

أَيْنَ أَنْتَ يَا حُسَيْنُ، أَيْنَ أَنْتَ ابْنُ عَلِيٍّ، أَيْنَ أَنْتَ يَا قُرَّةَ عَيْنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ..
ترجمہ! یا حسین تم کہاں ہو اے ابن علی تم کہاں ہو اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں کی ٹھنڈک تم کہاں ہو میرے بھائی آواز دو تم کہاں ہو تمہاری جدائی میں تمہارے بھائی حسن کی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے۔

بھائی حسین آپ کدھر چلے گئے آپ کے فراق میں امی جان بہت پریشان ہیں آپ اسی طرح آوازوں پر آوازیں دے رہے ہیں کہ نخلستانوں سے ایک ہرن نکلا وہ قریب سے گزرنے لگا تو فاطمہ کے لال نے اسی پر سوال کر دیا۔

يَا ظَبِيُّ هَلْ رَأَيْتَ أَخِي حُسَيْنًا

اے ہرن تو نے میرے بھائی حسین کو تو نہیں دیکھا۔
 آہوئے خوش خرام اگر چہ بے زبان تھا مگر فاطمہ کے لال کا سوال تھا
 اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی برکت سے اسے زبان عطا فرمادی تو اس نے
 نہایت ادب سے عرض کیا۔

يَا ابْنَ رَسُولِ اللَّهِ أَخَذَهُ صَالِحُ بْنُ رَفْعَةَ الْيَهُودِيَّ
 وَ أَخْفَاهُ فِي بَيْتِهِ

یعنی اے ابن رسول انہیں صالح بن رفاعہ یہودی پکڑ کر لے
 گیا اور اُس نے اپنے گھر میں چھپایا ہوا ہے۔

جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام اس چھوٹی عمر میں بھی پورے عزم و وقار
 کے ساتھ صالح یہودی کے گھر پہنچ گئے اور جا کر اس کو آواز دی وہ باہر آیا تو
 آپ نے فرمایا میرے بھائی حسین کو واپس کر دو ورنہ یاد رکھو یہودی
 مرجائیں گے میری امی جان بے حد پریشان ہیں اور اگر انہوں نے بددعا
 کر دی تو روئے زمین پر کوئی یہودی نہیں رہے گا۔

اور اگر میرے باپ کو پتہ چل گیا تو تم سب کو قتل کر دے گا ننھے سے
 شہزادہ بتول کا یہ جرات مندانہ انداز دیکھا تو صالح کا دل کانپ گیا جانتا تو تھا
 ہی کہ کون ہے پوچھا تمہاری امی جان کون ہیں؟

فصح عرب کے نواسے جناب حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے نہایت
 فصاحت و بلاغت سے جواب دیا میری امی جان کے متعلق تم نہیں جانتے؟

مادر مزہرہ وزہرہ اور روضہ خضرہ و صفوت خانوادہ رسالت واسطہ قلابہ عزت و

صالح یہودی نے یہ فصیح و بلیغ تعارف سنا تو دل کی حالت بدلنے لگی
ذوق لینے کے لئے کہنے لگا صاحبزادے مجھے آپ کی والدہ گرامیہ کے متعلق
تو معلوم ہو گیا ہے اپنے والد گرامی کا بھی تعارف کرا دیں۔

آپ نے فرمایا کیا تم میرے والد کو بھی نہیں جانتے سنو!

پدرم شیر یزدان و شاہ مردان و بدوش شیر حرب کئندہ در میدان و بدو
نیزہ طعنہ زندہ براہل انکار و عدوان بدو قبلہ با مصطفیٰ نماز ادا کردہ، و شب غار
جان خود برائے سید انس و جان فدا کردہ و جبرائیل بجوانمردی اواز آسمان ندا
کردہ۔ خدائش علی نام کردہ۔ سید غالب محور فلک مواب علی بن ابی طالب۔

(روضۃ الشہداء ۸۶ء)

اسی طرح آپ نے اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فصیح و بلیغ
تعارف پیش کیا تو صالح یہودی دل دے بیٹھا نو اسہ رسول کے انداز گفتگو
نے اس کے آئینہ قلب کو صیقل کر دیا۔

آنکھوں میں نمی آگئی دوڑتا ہوا اندر گیا اور امام حسین علیہ السلام کو
گود میں اٹھالایا بھائی نے بھائی کو دیکھا تو ایک دوسرے کے گلے سے لپٹ
گئے اور پھر وہاں سے اچھلتے کودتے خوش و خرم گھر واپس آ گئے۔

جلالت، درۃ صدفِ عصمت، غزہ چہرہ علم و حکمت، نقطۂ دائرہ مناقب و مفاخر، لمعہ ناصیہ محی
مد و مآثر، وجود مبارکش از سید بھشت سرشتہ، در قبالہ او آزادی عاصیان نوشتہ، ما درسا
دات مجمع سعادات چشم برہم نہادہ از بہر او اہل عرصات بتول عذرا فاطمہ زہرا۔

(روضۃ الشہداء ص ۸۶)

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے دل کے چین کو بھائی کے ساتھ آتے دیکھا تو والہانہ آگے بڑھ کر گود میں اٹھالیا پھر فوراً ہی نفلوں کی نیت باندھ کر سجدہ شکر ادا فرمایا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد سے واپس تشریف لائے تو صالح آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا اور اپنے گناہ کی رورو کر معافی مانگنے لگا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا سخت صدمہ تھا کہ اُن کی لختِ جگر کو اس شخص نے پریشانی میں مبتلا کیا ہے۔ تاہم آپ کے جذبہٴ رحمۃ اللعالمین نے اس کو معاف فرما دیا اور پھر آپ نے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا کے پاس رورو کر صالح کی معافی مانگنے کا ذکر کر کے اُن سے بھی معافی لے دی۔

دُنیا کی کوئی عورت سیدہ خاتونِ جنت حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی مثل صابرہ اور شاکرہ نہیں ہو سکتی پھر بھی آپ کے دل میں اپنے بچوں کی بے پناہ محبت تھی گویا جس قدر زیادہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبر و شکر اور رضا و قناعت کی دولت عطا فرمائی تھی اتنے ہی آپ کے دل میں رحم و کرم اور شفقت و مامتا کے جذبات زیادہ تھے۔

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کیلئے جنت کا کھانا

مریم کیلئے بے موسم کے پھل

قرآن مجید میں آتا ہے کہ جناب مریم علیہا السلام کو جبکہ وہ اپنی عبادت گاہ میں رہتی تھیں جنت کا رزق دیا جاتا تھا۔

كَلَّمَآ دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْبِحَرَابِ ۗ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا
 قَالَ يَمْرُؤُا۟ اِنِّى لَكَ هٰذَا ۗ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ
 اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝۳

جب زکریا اس کی عبادت کی جگہ پر جاتے تو وہاں نیا رزق پاتے فرمایا یہ تیرے پاس کہاں سے آیا فرمایا اللہ کے پاس سے بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بغیر حساب کے دے۔

(سورۃ آل عمران آیت ۳۷)

زہرا کیلئے جنت کا کھانا

مندرجہ بالا آیت کے تحت مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضرت مریم کو جو رزق دیا جاتا تھا وہ جنت کے پھل ہوتے تھے اور اسی مقام پر مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک دفعہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے غیب سے پکا پکا یا گوشت اور روٹیاں آئیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک قحط کے زمانہ میں فاطمہ کے پاس پکا ہوا

گوشت اور روٹیاں آئیں اور پھر ہم نے گوشت اور روٹی کو ایک جگہ ملا دیا۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ جَاءَ فِي
زَمَنٍ قَحْطٍ فَاهْدَتْ لَهُ فَاطِمَةُ رَغِيفَيْنِ وَبُضْعَةَ لَحْمٍ
أَثَرْتُهُ بِهَا۔ فَزَجَعَ بِهَا إِلَيْهَا وَقَالَ هَلْبِي يَا بِنْتِيَّةُ وَ
كَشَفَ عَنِ الطَّبَقِ فَإِذَا هُوَ مَبْلُوءٌ خُبْزًا وَلَحْمًا،

(کشاف ج ۱ ص ۳۵۹)

آپ فرماتے ہیں کہ ہم کو معلوم تھا کہ یہ کھانا اللہ کی طرف سے ہے۔

وَعَلِمْتُ أَنَّهَا نَزَلَتْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى فَقَالَ لَهَا
آپ نے فرمایا !

أَنِّي لَكَ هَذَا ؟

بیٹی یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ؟

تو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ
کہ یہ اللہ کے پاس سے آیا ہے بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہے بغیر
حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

فَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ لَكِ شَبِيهَةً سَيِّدَةَ نِسَاءٍ

بَنِي إِسْرَائِيلَ ..

بیٹی کا جواب سنا تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب
تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے بنی اسرائیل کی عورتوں کی سردار کی
مثال قائم فرمائی۔

پھر آپ نے جناب علی اور حسن و حسین و دیگر اہل بیت کو جمع فرمایا

حتیٰ کہ تمام سیر ہو گئے مگر کھانا پھر بھی ویسے ہی رہا اور پھر کھانا جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے ہمسایوں میں تقسیم کیا۔

ثُمَّ جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ
بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَ الْحَسَنَ وَ الْحُسَيْنَ وَ جَمَعَ أَهْلَ بَيْتِهِ
حَتَّى شَبَعُوا وَ بَقِيَ الطَّعَامُ كَمَا هُوَ وَ أَوْسَعَتْ فَاطِمَةُ عَلِيَّ
جِذْرَانِهَا۔

(تفسیر کشاف جلد اول ص ۳۵۹)

یہ دعا تھی ؟

یہی واقعہ دیگر کتبِ توارخ و سیر میں اس طرح مرقوم ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز بیٹی کے گھر تشریف لے گئے سیدہ تعظیم کے لئے اٹھی محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر فرمایا بیٹی کیسا حال ہے ؟

عرض کیا بچے بھی تین روز سے بھوکے ہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل پر ایک چوٹ سی پڑی اور پھر بارگاہِ خداوندی میں دُعا کے لئے ہاتھ اٹھادیئے اور عرض کیا۔

اللَّهُمَّ أَنْزِلْ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَ أَهْلَ بَيْتِهِ كَمَا أَنْزَلْتَ عَلَيَّ
مَرْيَمَ بِنْتِ عِمْرَانَ

یا اللہ! محمد و اہل بیت محمد پر رزق نازل فرما جیسے تو نے مریم بنتِ عمران پر نازل فرمایا۔ محبوب خدا کی دعا تھی کیسے مسترد ہوتی جو اہر نگار زریں برتنوں میں پکا پکا یا خوان نعت بارگاہِ بنتِ رسول میں حاضر ہو گیا۔

دعا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو مخاطب کر کے فرمایا ذرا اپنی کوٹھڑی میں تو نگاہ کرو کہ تمہیں کیا نظر آتا ہے۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا روانہ ہوئیں تو آپ کے پیچھے پیچھے جناب حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی جا رہے تھے اور جب آپ نے کوٹھڑی میں پہنچ کر دیکھا تو ایک جواہر نگار پیالہ ترید سے بھرا ہوا رکھا ہے اور اس کے اوپر ایک پکے ہوئے گوشت کا ٹکڑا رکھا ہے اور اس میں سے کستوری جیسی خوشبو نکل نکل کر پھیل رہی ہے۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے وہ پیالہ اٹھایا اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کر دیا آپ نے فرمایا کہ معبود محمد کا نام لے کر کھاؤ پھر جناب علی و فاطمہ اور حسن و حسین نے اس غیبی کھانے کو تناول فرمایا۔

(معارج النبوت جلد ۴ ص ۱) (روضۃ الشہداء ص ۹۷)

بعد ازاں فرمود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اے فاطمہ درمخضع خود داری و نگاہ کن چہ می بینی فاطمہ روال شد و حسن و حسین عقب وے رویدند کاسہ دیدند مکمل بجواہر و درآں کاسہ ترید و قطعہ گوشت پختہ بر لائے آں نہادہ و از وی بوئے می و مید بر مثال بوئے مشک فاطمہ کاسہ را بیرون آورد پیش پدر بزرگوار خود نہاد۔

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ کلو اباسم آلہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخورید بنام خدائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس داماد و دختر و بطنین پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تناول فرمود۔

سخاوت کا انعام

کتبِ تفاسیر میں آتا ہے کہ ایک دفعہ شہزادی ء رسول سیدہ بتول سلام اللہ علیہا کے دونوں صاحبزادے سیدنا حسن علیہ السلام اور سیدنا حسین علیہ السلام بیمار ہو گئے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزوں کی منت ماننے کا ارشاد فرمایا۔

چنانچہ جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ، اور جناب فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین روزے رکھنے کی منت مان لی اللہ تبارک و تعالیٰ نے صاحبزادگانِ بتول کو جلد ہی شفاء عطا فرمادی۔

گھر میں تو فاقوں کی وجہ سے پہلے ہی روزوں جیسا معاملہ تھا تاہم

مزید روایت

و در روایتی آمده کہ ہفت شبانہ روز آں طعام براں منوال در آں خانہ نہادہ بود و دریں مدت اہل بیت سیدانام علیہ الصلوٰۃ والسلام تا چاشت و شام ازاں می نوشیدند و ذرہ کم نمی شد۔ روزے شاہزادہ حسن از خانہ بیرون آمد و لقمہ ازاں گوشت در دست وے داشت زن یہودی آن را بدید پس گفت اے اہل بیت جو ع شمارا ایں نوالہ را حوالہ من کن ازاں جا کہ کرم جبلی شاہزادہ دست دراز کرد تا آں لقمہ را بداں زن و ہد آں را ز دست وے درر بودند و کاسہ را نیز از خامہ بہ بالا بردند حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ اگر اظہار ایں معنی نمی شد تا مدت حیات ایں طعام انقطاع نمی یافت۔

(روضۃ الشہداء ۱۷۱)

روزوں کے لئے سحری اور افطاری کا اہتمام ضروری تھا مگر خدا کی قدرت دیکھئے کہ دونوں عالم کے تاجدار کی بیٹی کے گھر میں اس قدر آٹا بھی موجود نہیں کہ روزہ افطار کرنے کے لئے چند روٹیاں ہی پکالی جائیں۔

تاجدارِ اہل اتی امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم شمعون یہودی کے پاس تشریف لے گئے اور اس سے تین صاع جو ادھار لا کر جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو پیش کر دیئے رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی نے وہ جو صاف کئے اور انہیں چکی میں پینا شروع کر دیا تیسرا حصہ آٹا تیار ہو گیا تو آپ نے اُسے گوندھ کر پانچ روٹیاں تیار فرمائیں آپ کے پاس فضہ کنیز تھی اور وہ بھی روزے سے تھی۔

مغرب کے وقت روزہ کی افطاری کی تیاری ہو رہی تھی کہ دروازہ کے باہر سائل نے آواز دی السلام علیکم یا اہل بیت محمد! مسکین ہوں اور روٹی کا سوال ہے اہل بیت رسول سے سوال کیا گیا تھا کیسے انکار کرتے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے حصے کی روٹی اٹھائی اور سائل کی طرف چلے تو مجسمہ ایثار و سخاوت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا سرتاج! یہ میرے حصے کی روٹی بھی سائل کو عطا کر دیجئے آپ نے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حصہ کی روٹی بھی اٹھالی تو فضہ کنیز نے عرض کیا آقا میری بھی تربیت آپ کے زیر سایہ ہو رہی ہے میرے حصہ کی روٹی بھی سائل کو عطا فرمادیں۔

والدین کی شانِ سخاوت دیکھی تو جناب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے بھی اپنی اپنی روٹی پیش کر دی پانچ روٹیاں ہی پکائیں تھیں اور پانچوں ہی

سائل کو عطا فرمادی گئیں اور خاندانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی سے روزہ افطار کر کے مصروفِ عبادت ہو گیا۔

دوسرے روز پھر روزہ تھا جناب سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھر تیسرا حصہ جو لے کر آٹا تیار فرمایا اور پانچ روٹیاں پکالیں۔ افطاری کا وقت قریب آیا تو دروازہ پر سائل نے آواز دے دی السلام علیکم یا اہل بیت محمد! یتیم ہوں خدا کے نام پر روٹی کا سوال ہے بالکل پہلے دن کی طرح سب نے اپنی اپنی روٹی پیش کر دی اور پانی سے روزہ افطار کر لیا سائل نے پانچوں روٹیاں کپڑے میں ڈالیں اور دُعا دیتا ہوا واپس ہو گیا۔

آج تیسرا اور منت کا آخری روزہ ہے تیسرا حصہ جو باقی پڑے ہوئے تھے سیدۃ نساء العالمین سلام اللہ علیہا نے انہیں بھی چکی میں پیسنا شروع کر دیا۔

آٹا تیار ہو گیا تو روٹیاں پکالی گئیں افطاری کی تیاری ہونے لگی تو باہر سے آواز آئی یا اہل بیت محمد! قیدی ہوں روٹی کا سوال ہے۔

کوئی دُنیا دار ہوتا تو پکار اٹھتا کہ یہ کیا مصیبت ہے جاؤ بابا معاف کرو۔ مگر یہ تو خاندانِ رسول تھا یہ لوگ تو ایثار و قربانی اور عطا و سخا کے پیکر تھے کسی کے چہرے پر ملال تک نہ آیا۔ پہلے اور دوسرے دن ہی طرح سب نے اپنے اپنے حصہ کی روٹی سائل کو عطا فرمادی۔ سوالی دُعا دیتا ہوا واپس چلا گیا اور اہل بیت رسول پانی سے روزہ افطار کر کے مصروفِ عبادت ہو گئے۔

پہلے بھی فاقوں پر فاقے آیا کرتے تھے اور اب تو تین دن سے مسلسل روزہ تھا ناقاہت جسمانی میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا تھا جناب حیدر

کرار نے دونوں صاحبزادوں سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہما السلام کو ساتھ لیا اور بارگاہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گئے۔

آپ مسجد نبوی کی محراب میں تشریف فرما تھے بھوک کی شدت سے نواسوں کو لڑکھڑاتے دیکھا تو بیقرار ہو گئے اسی عالم میں نزولِ وحی شروع ہو گیا۔ جبریل نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی اہل بیت کے امتحان کے لئے خدا تعالیٰ کے حکم سے میں ہی مسلسل تین روز مسکین یتیم اور قیدی بن کر حاضر ہوا ہوں۔ خدا آپ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے۔

وَ يُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَ يَتِيمًا وَ
 اَسِيرًا ۝ اِنَّمَا نَطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ
 جَزَاءً وَ لَا شُكْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا
 قَنِطَرِيًّا ۝ فَوَقَّهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَ لَقَّهْمُ
 نَصْرَةً وَ سُرُورًا ۝

ترجمہ! اور کھانا کھلاتے رہتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور
 اسیروں کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے ہم تو تمہیں بس اللہ تعالیٰ کی
 خوشنودی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں اور نہ تم سے اس کا عوض چاہتے
 ہیں اور نہ شکر یہ ہم تو اپنے پروردگار کی طرف سے اندیشہ
 رکھتے ہیں ایک تلخ اور سخت دن کا سو اللہ ان کو اس دن کی سختی
 سے محفوظ رکھے گا اور ان کو تازگی اور خوشی عطا کرے گا۔

(سورۃ الدھر آیت ۸-۱۱)

تفاسیر میں ان آیات کریمہ کا شان نزول اس طرح بتایا گیا ہے۔

تفسیر کبیر الرازی

إِنَّ هَذِهِ الْآيَةَ نَزَلَتْ فِي حَقِّ عَلِيِّ ابْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ
السَّلَامُ - وَ الْوَاحِدِيُّ مِنْ أَصْحَابِنَا ذَكَرَ فِي كِتَابِ
الْبَسِيطِ إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي حَقِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَرُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ
مَرَضًا فَعَادَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
فِي أَنْاسٍ مِنْ شَعِيرٍ فَطَحَنَتْ فَاطِمَةُ صَاعًا وَ اخْتَبَزَتْ
خَمْسَةَ أَقْرَاصٍ عَلَى عَدَدِهِمْ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ
أَهْلُ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ (أَنَا)
مِسْكِينٌ مِنْ مَسَاكِينِ الْمُسْلِمِينَ أَطْعَمُونِي أَطْعَمَكُمْ
اللَّهُ أَخَذَ عَلِيٌّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ
عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَدَخَلُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
وَالتَّسْلِيمُ مَعَهُمْ فَرَأَى فَاطِمَةُ فِي مِحْرَابِهَا -

(تفسیر کبیر ۲۷۶-۲۷۷ ج ۸)

تفسیر مدارک

نَزَلَتْ فِي عَلِيٍّ وَ فَاطِمَةَ وَ فِضَّةٍ جَارِيَةٍ لَهَا لَبَا مَرَضَ
الْحَسَنُ وَ الْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا نَذَرُوا صَوْمَ
ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَاسْتَقْرَضَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ مِنْ
يَهُودِيٍّ ثَلَاثَةَ أَصْوَاعٍ مِنَ الشَّعِيرِ فَطَحَنَتْ فَاطِمَةُ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا كُلَّ يَوْمٍ صَاعًا وَخُبِزَتُ فَأَرَادَ بِذَلِكَ
ثَلَاثَةَ عَشَايَا عَلَى أَنْفُسِهِمْ مَسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا
وَلَمْ يَرْزُقُوا إِلَّا بِئَاءَ فِي وَقْتِ أَفْطَارِ (انتهی بلفظہ) ..

(تفسیر مدارک ص ۲۱۸-ج ۳)

تفسیر نیشاپوری

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مَرْضًا
فَعَادَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي
أُنَاسٍ مَعَهُ فَقَالَ يَا أَبَا الْحَسَنِ لَوْ نَذَرْتَ وَلَدَكَ
فَنَذَرَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَفِضَّةٌ جَارِيَةٌ لَهُمَا أَنْ يَرَاهُمَا اللَّهُ
أَنْ يَصُومُوا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَشَفِيَا وَمَا لَهُمَا شَيْءٌ
فَاسْتَقْرَضَ عَلِيٌّ مِنْ شُعُونَِ الْخَيْبَرِيِّ الْيَهُودِيِّ
أَصْوَعٌ مِنْ شَعِيرٍ ..

(تفسیر نیشاپوری پوری حاشیہ ابن جریر ص ۱۱۲-۲۹)

ان کے علاوہ بھی متعدد تفاسیر مبارکہ میں سورۃ دھر شریفہ کی ان
آیات مقدسہ کا تقریباً یہی شان نزول بتایا گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ امام
الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالی مرتبت شہزادی سیدہ فاطمہ الزہرا رضی
اللہ عنہا کے جذبہ سخاوت و رحم کا احاطہ واستعیاب کیا ہی نہیں جاسکتا آپ نے
اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تربیت ہی یہ حاصل کی تھی کہ خود
بھوکا رہنا پڑتا ہے تو رہ لو مگر سائل کو دروازے سے خالی نہ لوٹاؤ۔

انتہائے سخاوت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، روایت بیان فرماتے ہیں کہ بنی سلیم قبیلے کا ایک اعرابی دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا اور آتے ہی گستاخانہ انداز میں خرافات بکنے لگا۔

ماہتاب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گردا گرد ستاروں کی طرح صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جھرمٹ لگا ہوا تھا انہوں نے اس اعرابی کی بیباکانہ گفتگو سنی تو سب کے چہرے آتش غضب سے سرخ ہو گئے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انتہائی غیظ کے عالم میں تلوار کھینچ لی اور اُس گستاخ کا سر قلم کرنے لگے مگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رحمۃ للعالمین کو ایسا کرنا گوارا نہ ہوا۔

آپ نے سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو فرمایا عمر اسے چھوڑ دو یہ نا سمجھ ہے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُسنِ اخلاق دیکھا تو اعرابی نے آنکھیں نیچی کر لیں اور آپ کے قدموں میں گر گیا اور بصد ادب کہنے لگا اے شہنشاہِ مملکتِ رحم و کرم میرا نام بھی اپنے غلاموں میں شامل کر لیجئے۔ آپ نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے اسے حلقہ ہوشِ اسلام کر لیا۔

توحید و رسالت کا اقرار کر لینے کے بعد اس اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ انتہائی مفلس و قلاش اور نادار و محتاج ہوں خود بھی بھوکا ہوں اور میرے اہل و عیال بھی بھوکے ہیں میری یہ مصیبت دور فرمائی جائے شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

کون ہے وہ جو اس کو ایک اُونٹ پیش کرے ارشاد محبوب سنا تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، گردن خم کر کے کھڑے ہو گئے اور عرض کی آقا! میرے پاس ایک ہی ناقہ ہے سو وہ میں اسے ابھی لائے دیتا ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا! کون ہے وہ جو اس کے ننگے سر کو چھپائے مولائے کائنات سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ، اُٹھے اور سر اقدس سے اپنا عمامہ اتار کر اُس کے سر پر رکھ دیا اور خود معمولی کپڑے سے اپنا سر مبارک ڈھانپ لیا۔

پھر آپ نے فرمایا! کون ہے جو اس کے اہل و عیال کیلئے کھانے کا انتظام کرے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے یہ اسلام کا وہ سخت ترین دور تھا جب اصحابِ صفہ و دیگر حضرات کو کئی کئی وقت پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا تھا۔

لباس کی کمی اور غربت کا یہ عالم تھا کہ سارے جسم کو صرف ایک معمولی چادر سے ڈھانپنا پڑتا بہر صورت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد سنا تو صحابہ کرام کے چہروں پر خسرت ٹپکنے لگی سبھی کے دل میں یہ خیال بار بار کروٹیں لے رہا تھا کہ کاش آج ہمارے پاس غلہ ہوتا تو محبوب کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی بھی حاصل ہو جاتی اور تعمیل ارشاد بھی کر لیتے۔

مجلس میں حاضر صحابہ کو خاموش دیکھا تو تا جدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور دیگر مہاجرین و انصار صحابیوں کے گھروں میں جاؤ جہاں سے جو

کچھ بھی دستیاب ہو لے کر اسے دے دو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، مؤدبانہ اُٹھے اعرابی کو ساتھ لیا اور جو صحابی دربار رسالت میں موجود نہیں تھے اُن کے گھروں میں پھرنا شروع کر دیا مگر ہر طرف سے مایوسی ہوئی تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دل میں خیال کیا کہ اب اُس آستانہ عطا اور بحر سخا کی طرف چلنا چاہیے جہاں سے مایوسی کا امکان ہی نہیں۔

چنانچہ آپ اعرابی کو ساتھ لئے آستان زہرا پر حاضر ہو گئے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے پردے کی اوٹ سے اُن کی آمد کا مطلب دریافت فرمایا تو جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سارا حال من و عن عرض کر دیا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی نے دروازے پر سائل کو دیکھا تو جذبہ سخاوت جوش میں آ گیا گھر بھر میں اچھی طرح نظر دوڑائی مگر وہاں اللہ کے نام کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئی بس صرف آپ کی اپنی ایک چادر مقدس تھی بار بار نظر اٹھتی تھی اور اس ردائے پاک پر آ کر ٹھہر جاتی تھی۔

بظاہر کسی کو چادر عطا کر دینا بڑی معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے مگر جب گھر میں صرف ایک ہی چادر ہو اور وہ بھی اُس پردہ نشین کی چادر جس کے رُخ انور کی طرف فرشتے بھی نظر نہ اٹھاتے ہوں جو کئی کئی دن تک بھو کی تورہ سکتی ہو مگر پردہ کی طرف سے ایک لمحہ بھی کوتاہی نہ فرماتی ہو اُس کا سائل کو اپنی چادر عطا فرما دینا بہت بڑی بات ہے۔

بہر حال آپ نے اللہ کا نام لے کر ردائے مقدسہ اٹھائی اور جناب

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، کو عطا فرما کر کہا کہ اسے شمعون یہودی کے پاس لے جائیں اسے کہنا کہ یہ بنتِ رسول کی چادر ہے اسے خرید لو اور اس کی قیمت کا جس قدر غلہ آتا ہے اس اعرابی کو دے دو۔ جناب سلمان رضی اللہ عنہ نے ردائے زہرا کو آنکھوں سے لگایا اور شمعون یہودی کے پاس آگئے۔ اُسے چادر دیکر فرمایا کہ یہ خرید لو اور اس کے عوض میں جتنا غلہ بنتا ہے اس سائل کو دے دو۔

شمعون نے پوچھا! آپ یہ چادر کہاں سے لائے ہیں؟

حضرت سلمان نے اس کے جواب میں اعرابی کی آمد اور حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے چادر عطا فرمانے کا پورا واقعہ اُسے سنا دیا۔ شمعون یہودی نے یہ واقعہ سنا تو تڑپ کر رہ گیا اُس نے کہا جس شخص کی بیٹی کا یہ کردار اور ایثار ہے وہ شخص بلاشبہ خدا تعالیٰ کا سچا رسول ہے میں اس کی رسالت پر صدقِ دل سے ایمان لاتا ہوں آپ سب سے پہلے مجھے مسلمان کریں باقی کام بعد میں ہوگا پھر وہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر مشرف بہ اسلام ہوا۔

بعد ازاں اس نے کثیر مقدار میں غلہ اس شخص کو بھی دیا اور جناب فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر بھی ہدیہ غلہ وغیرہ بھیج کر نہایت ادب و احترام کے ساتھ آپ کی چادر مبارک واپس کر دی۔

ردائے فاطمہ سرمایہ عصمت

ردائے فاطمہ تو سرمایہ عصمت کائنات تھی غیرتِ خداوندی کب

گوارا کر سکتی ہے کہ جس فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہ کے پردے کا تحفظ کرتے ہوئے قیامت کے دن تمام لوگوں کو بشمول انبیاء و رسل نگاہیں نیچی کرنے کا حکم دیا جائے گا اُس فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے سر کی ردا فروخت ہو جائے۔

دیکھنا تو یہ ہے کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی سخاوت اور سائل نوازی کا مقام کس قدر بلند ہے اسی مقام پر ترجمانِ اہل سنت حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مزرع تسلیم را حاصل بتول

مادران را اسوۂ کامل بتول

بہر محتاجے دلش آں گونہ سوخت

با یہودے چادرِ خود را فروخت

قیمتی تحفہ

جشنہ کے بادشاہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں چند قیمتی تحائف بھیجے جو آپ نے مستحقین میں تقسیم فرمادیئے ان تحائف کے علاوہ انتہائی قیمتی اور جواہر نگار ایک جوڑا بازو بند اُس نے خاص طور پر جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے بھیجا تھا اور تاکید کر دی تھی کہ بازو بندوں کی یہ جوڑی براہِ راست بنتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر پہنچادی جائے۔

چنانچہ وہ بازو بند خدامِ نجاشی نے بارگاہِ بتول میں پہنچادیئے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو بچپن سے ہی زیورات کے ساتھ رغبت نہیں تھی جیسا کہ آپ گزشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ آپ نے اپنی پانچ سال کی عمر مبارکہ میں ہی زیورات پہننے سے انکار کر دیا تھا۔

اور پھر آپ نے تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے والے اپنے جہیز کے بازو بند بھی راہِ خدا میں خیرات کر دیئے تھے نجاشی کے بھیجے ہوئے بازو بند آپ نے ہدیہ اور تحفہ سمجھ کر اس خیال سے پہن لئے کہ اُسے اس کا پورا پورا اجر نصیب ہو جائے۔

چند گھڑیوں کے بعد امام الانبیاء تاجدارِ مدینہ احمد مجتبیٰ حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی بیٹی کے گھر تشریف لے آئے۔ بصد ادب و احترام ابا حضور کے استقبال کے لئے اُٹھ کر آگے بڑھیں۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے بیٹی کے سر کو چوما اور

ہاتھوں کو بوسہ دیا اور بیٹی کے ہاتھوں میں چمکتے ہوئے جواہر نگار کنگن دیکھے تو فرمایا۔

بیٹی! ہم نے تو دنیا کے بدلے آخرت کو قبول کر رکھا ہے اور دنیاوی نعمتوں پر آخرت کی نعمتوں کو ترجیح دے رکھی ہے پھر تُو نے یہ اس قدر قیمتی بازو بند کیسے پسند کر لئے۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے گردن جھکا کر عرض کیا یہ نجاشی کا تحفہ آیا تھا میں نے ابھی تھوڑی دیر ہوئی پہنے تھے اور ابھی اتار دیتی ہوں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزید ناصحانہ گفتگو فرما کر واپس تشریف لے آئے اور جناب سیدہ نے وہ اسی وقت فروخت کرنے کے لئے بھیج دیئے بازو بند بازار میں پہنچ چکے ہیں مگر سیدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا بے حد غمزدہ اور پریشان ہیں آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور بار بار غش آرہا ہے آپ فرما رہی ہیں کاش میں یہ بازو بند نہ پہنتی کاش مجھے یہ تحفہ ملا ہی نہ ہوتا جو میرے ابا حضور کا دل دکھانے کا باعث بنا خداوند مجھے معاف فرمادینا۔

اور پھر فروخت شدہ زیور کی رقم گھرا گئی تو آپ نے کسی کو بھیج کر عام منادی کروادی کہ غرباء و مساکین بنتِ رسول کے دروازہ پر جمع ہو جائیں

فاطمہ نعرہ بزردو بے ہوش شد و بر زمین افتاد و آب از چشم ہائے مبارک اومی رفت و ہر باری گفت اے فاطمہ وائے برجان تو وائے برجان تو۔

چنانچہ قطار اندر قطار محتاج اور نادار جمع ہونا شروع ہو گئے اور پھر آپ نے وہ ساری رقم محتاجوں میں تقسیم کر دی۔

(کتاب الفضائل ص ۱۶۸)

در حال ہر دو دستوانہار افر و ختنند در مدینہ ندا کردند کہ اے فقراء بدوید در خانہ
مرضی و فاطمہ الزہرا کہ صدقہ می دہند از ہر طرف فقیران می دویدند۔

(کتاب الفضائل ص ۱۶۹)

فقراء کے شور و غل کی آواز جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش مبارک تک پہنچی تو آپ نے اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے استفسار فرمایا کہ یہ شور کیسا ہے؟

انہوں نے عرض کیا نجاشی کے بھیجے ہوئے کنگن فروخت کر کے آپ کی بیٹی ان کی رقم فقیروں میں تقسیم فرما رہی ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو اسی وقت پا برہنہ بیٹی کے گھر تشریف لے آئے۔

غلغلہ از صدائے فقیران خواست آواز آں گوش مبارک پیغمبر افتاد پرسید
عائشہ گفت یا رسول اللہ فاطمہ صدقہ می دہد گفت اور اسیم از کجا گفت دو دستوانہ کہ نجاشی
فرستادہ بود آں را صرف کردہ بدرویشاں میدہد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پا برہنہ طرفہ
خانہ فاطمہ روید چوں فاطمہ را در اندوہ دید اور در کنار گرفت و ہر دو میگریستند گفت!
اے جان بابا کنوں از تو خوشنودم فخر نا از فقر است نہ از زر و زرینہ واگر ما ز زرینہ پوشم
فردائے قیامت شفاعت گنہگاراں چگونہ کنم۔

(کتاب الفضائل ص ۱۶۹)

جناب سیدہ فوراً استقبال کے لئے اٹھیں اور بابا جان کو سلام عرض کیا آپ نے دیکھا کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی آنکھیں رو رو کر سرخ ہو چکی ہیں اور چہرہ انور بھی انتہائی غمزہ ہے آپ نے بیٹی کو آغوش میں لیا اور باپ بیٹی دیر تک اشک بہاتے رہے۔

آپ روتے ہوئے فرما رہے تھے کہ بیٹی ہمیں قیامت کے دن گنہگاروں کی شفاعت کرنا ہے اس لئے دنیا کی راحت چھوڑ کر ہم فقر اختیار کر چکے ہیں۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے باپ کی شفاعت بھری گفتگو سنی تو دل اور بھی ابھر آیا بہر صورت آپ کو کافی قرار حاصل ہو گیا۔ اس روایت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ فرماتے تو جناب سیدہ وہ بازو بند اپنے ہی پاس رکھتیں۔

کیونکہ شہزادی رسول کی تو شروع ہی سے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایسی ہی تربیت فرما رکھی تھی کہ دنیا کی ہر چیز راہ خدا پر نثار کر دو اور آپ طبعاً بھی فقر و فاقہ ہی کو پسند فرماتی۔ تھیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بھی فرماتے تو وہ بازو بند آج نہیں توکل راہ خدا پر ضرور ہی خیرات کر دیئے جاتے اور ہمارے اس موقف کی تصدیق درج ذیل واقعہ سے بھی ہو سکتی ہے۔

گلو بند کا تحفہ

سید الشہداء جناب حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی

نے ایک طلائی گلوبند جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی بارگاہِ اقدس میں ہدیۂ پیش کیا اور خواہش ظاہر کی کہ اسے زیب گلوئے مبارک بھی کیا جائے۔

چنانچہ بنتِ رسول نے وہ گلوبند پہن لیا۔ چند لمحات ہی گزرے تھے کہ ایک ضعیف و کمزور سائل نے آپ کے دروازہ پر صدا دی۔

یا اہل بیت محمد! بھوکا بھی ہوں اور کمزور بھی خدا کے نام پر کچھ عطا کیا جائے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس اُس وقت وہی گلوبند موجود تھا آپ نے اُسے اللہ کا نام لے کر گلے سے اتارا اور سائل کو بھیج دیا۔

(ماخوذ از ہر اس ۵۱)

اس قسم کے ایک دو نہیں بہت سے واقعات کتابوں میں موجود ہیں جن سے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے طبعی فقر و درویشی کی نشاندہی ہوتی ہے آپ کے گھر میں ایسی غریبی نہیں تھی کہ آپ کو کوئی چیز میسر ہی نہ آتی تھی کیونکہ آپ کی زندگی میں ایسے ایسے مواقع بھی آئے کہ آپ کی خدمت میں دُنیا کی نادر ترین چیزیں پیش کی گئیں مگر آپ نے وہ سب کچھ راہِ خدا پر نثار کر دیا آپ کا فقر و فاقہ اختیاری تھا اگر آپ کے پاس کوئی چیز موجود ہی نہ ہوتی تو آپ کیا تقسیم فرماتیں۔

شہزادوں کا بستر

تاجدارِ دو عالم، باعثِ تکوین کائنات، وجہِ تخلیق ارضین و سمواتِ افتخارِ موجودات، سلطان الانبیاء، مالک و مختارِ ارض و سما، شہنشاہِ دوسرا، احمد مجتبیٰ حضرت

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس پر کسی سائل نے صدا دے دی۔
 شہنشاہِ عالم! بھوکا ہوں کچھ عطا فرمائیے آپ حجرۂ عائشہ صدیقہ
 رضی اللہ عنہا میں تشریف فرما تھے گھر بھر میں نگاہ دوڑائی مگر کوئی چیز بھی ایسی
 نظر نہ آئی جو سائل کو عطا فرمائی جاتی۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائل کو فرمایا! دوست اس
 وقت محمد عربی کے گھر میں روٹی کا ایک سوکھا ٹکڑا بھی نہیں جو تمہیں عطا فرما دیا
 جاتا بہر حال تمہیں دربارِ رسول سے مایوس نہیں جانا پڑے گا ہم تمہیں ایسی
 جگہ بھیجتے ہیں جہاں سے ضرورت تمہاری حاجت برآری ہو جائے گا۔

چنانچہ آپ نے اُسے اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے
 دروازہ پر بھیج دیا۔ سائل نے دروازہ زہرا پر صدا دی یا اہل بیت محمد! بھوکا
 ہوں اور روٹی کا سوال ہے اُس کی درد بھری صدا میں گہرے کرب کا ظہار
 ہوتا تھا تا جدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کا دل ہل گیا۔

گھر میں دو روز کا فاقہ بھی ہے اور کوئی ایسی چیز بھی موجود نہیں جو
 سائل کو عطا فرمائی جائے صرف بکری کی کھال کا ایک نہایت خوبصورت
 جاء نماز ہے جس پر شہزادگانِ بتول سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہما
 السلام سوئے ہوئے ہیں آپ نے آہستہ سے ایک شہزادے کو اٹھایا اور زمین
 پر لٹا دیا پھر دوسرے شہزادے کو اٹھایا اور بھائی کے پہلو میں لٹا دیا اور
 شہزادوں کا وہ بستر جھاڑ کر سائل کے حوالے کر دیا اور فرمایا! بابا اس وقت
 یہی ہے اسے فروخت کر کے کھانے کا انتظام کر لو اگر اس وقت کچھ اور بھی ہوتا
 تو بنتِ رسول تمہیں عطا کر کے اور زیادہ خوش ہوتی۔

اس قسم کے واقعات سے ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے کنوزِ رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تقسیم فرمانے والی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا ہی ہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد پاک ہے کہ!

اللَّهُ مُعْطِيٌّ وَأَنَا قَاسِمٌ! یعنی اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور ہم تقسیم فرماتے ہیں بلاشبہ خدا تعالیٰ نے دونوں جہان کے خزانے آپ کو عطا فرما رکھے ہیں اور آپ ہی دونوں جہان کو ہر چیز تقسیم فرماتے ہیں۔

مگر اس کے ساتھ ہی اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے عطا ہونے والے خزانوں کی تقسیم اپنی صاحبزادی والا شان سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے سپرد فرما رکھی ہے۔

جس نے جب بھی جو بھی رسولِ ہاشمی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے لینا ہے وہ شہزادی رسول کی وساطت سے ہی ملے گا اور بلا شک و ریب آپ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خزانوں کی قاسمہ ہیں۔

بغیر سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے دروازے کا سائل بنے اور آپ کا دروازہ کھٹکھٹائے کبھی کسی کو کوئی چیز دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل نہیں ہو سکتی اس لئے کہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے والدِ گرامی کے خزانوں کی مختار ہیں اور یہ ایک بدیہی حقیقت ہے جس کے لئے کتب و تفاسیر و احادیث میں بی شمار شواہد موجود ہیں اور تمام اولیاء اللہ کی تعلیم کا ما حاصل یہی ہے اور جو مدارج و مناصب بھی ملیں گے اہل بیت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ و صدقہ سے ہی ملیں گے۔

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا مقام فقر

سُلطان العارفين حضرت سُلطان باہور حمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب فقر کی انتہا ہوتی ہے تو وہ اللہ ہو جاتا ہے یعنی فنا فی اللہ کا مقام حاصل کر لیتا ہے آپ نے اس مقام کا نام تم الفقر فهو اللہ رکھا ہے یہ مقام بیان کرنے کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ صرف سات رُوحیں ایسی ہیں جو اس مقامِ عظیم یعنی تم الفقر فهو اللہ پر فائز ہیں دوسری ہر قسم کی سیادت کی طرح ان سات رُوحوں کے سلطان بھی سرورِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ان ساتوں میں جو رُوح اول ہے وہ خاتونِ قیامت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ہے۔

ان ارواح کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ ان ارواح مقدسہ پر ایک لمحہ اور پلک جھپکنے کی دیر میں ستر ہزار تجلیات انوارِ الہیہ کی وارد ہوتی ہیں مگر وہ آہ تک نہیں کرتے اور دم نہیں مارتے بلکہ ہل من مزید فرماتے ہیں یعنی اس سے اور زیادہ تجلیات کا ورود ہو اور ان لوگوں کو خدا تعالیٰ لایحتاج کر دیتا

اذ تم الفقر فهو اللہ فقر ہر ایصال عطا پس حیاتِ ابدی و تاجِ عز و سروری الفقر لایحتاج الاربہ ولا الی غیر و در ہر لمحہ و طرفہ العین ہفتاد ہزار لمعات جذبات انوار ذات بر ایصال وارد دم نہ زدند و آھے نہ کشیدند هل من مزید مے گفتند (الخ)

وایصال سلطان الفقر اسید الکوین اند و روح اول خاتون قیامت رضی اللہ عنہا،،

(رسالہ روحی قلمی ص ۱۲)

ہے انہیں کوئی ضرورت اور کوئی حاجت باقی نہیں رہتی اور وہ حیاتِ ابدی کے مالک بن جاتے ہیں سلطان العارفين رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت اس طرح ہے۔

اپنے لئے سوال

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو رب العزت نے فی الواقع لایحتاج کر دیا تھا آپ کو ہر قسم کی خواہشات سے بے نیاز کر دیا تھا اور اسی کو تم الفقر فهو اللہ کا مقام کہا جاسکتا ہے۔

سلطان العارفين حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تائید امام الاولیاء شہزادہ بتول نواسہ رسول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے بھی ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں کہ ہماری والدہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اکثر پوری پوری رات عبادت میں بسر کرتیں اور تمام شب رو کر گزارتیں مگر خدا تعالیٰ سے دُعا کرتے وقت اپنی ذات کے لئے کبھی کوئی چیز طلب نہ فرمائی۔

حضرت علی سے سوال

شہزادی رسول جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی شادی مبارک کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ ایک روز شیر خدا مشکل کشا تاجدارِ اہل آتی سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے جناب سیدہ رضی اللہ عنہا سے کچھ کھانے کے لئے طلب کیا۔

آپ نے فرمایا! یا علی تین روز سے گھر میں جو کا ایک دانہ بھی نہیں۔

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سنا تو تڑپ کر رہ گئے آپ خود تو فاقوں پر فاقے کرنے کے عادی تھے ہی بنت رسول کے فاقوں کا خیال کر کے آپ بے قرار ہو گئے اور فرمایا اے بنت رسول آپ نے مجھے کیوں نہ بتایا کہ میں جیسے بھی ہوتا آپ کے لئے کچھ نہ کچھ انتظام کر دیتا۔

شہزادی مصطفیٰ سلام اللہ علیہا نے غمزہ تبسم سے جواب دیا سرتاج مجھے کچھ مانگنا آتا ہی نہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میرے بابا جان نے مجھے یہاں آتے وقت نصیحت فرمائی تھی کہ بیٹی علی کو پریشان نہ کرنا اور اس سے سوال کر کے اُسے شرمندہ نہ کرنا۔

یہ ہے بنت رسول خاتون قیامت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے مقام فقر و استغناء کا تحفظ کہ اپنے شوہر سے سوال کرنے پر بھی حکم رسول نے پابندی لگا رکھی ہے۔

باپ بیٹی کا فقر

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مقدس شہزادی کی تربیت خالص درویشانہ اور فقیرانہ ماحول میں فرمائی تھی یہی وجہ تھی کہ آپ فقر کی تمام منازل عمر مبارک کے ابتدائی دور میں ہی طے فرما چکی تھیں۔

شہزادی کو نین خاتون قیامت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے ہر قسم کی محنت و مشقت اور تکلیف و مصیبت کو پوری رضا و رغبت سے قبول فرما

رکھا تھا آپ کسی بھی ابتلاء و آزمائش کے وقت ہرگز شکوہ و شکایت نہ فرماتیں بلکہ اپنے تربیت دہندہ رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بھی بغیر ان کے پوچھے کسی دکھ درد کا اظہار نہ فرماتیں۔

ایک دن آپ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے تو آپ آٹا بھی گوندھ رہی تھیں اور تلاوت قرآن بھی فرما رہی تھیں آپ نے جسم مقدس پر اونٹ کی کھال پہنی ہوئی تھی جس پر تیرہ پیوند لگے ہوئے تھے شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کی طرف دیکھا تو آنکھوں میں آنسو آگئے اور روتے ہوئے فرمایا میری بیٹی اللہ تعالیٰ تجھے اور بھی صبر عطا فرمائے۔

بیٹی تیرے دکھوں کو دیکھ کر باپ کے دل پر چوٹ تو ضرور تو پڑتی ہے مگر ہم نے سب کچھ خود ہی اختیار کیا ہے ہم نے دنیا کے بدلے آخرت کو قبول کیا ہے اس لئے غربت و افلاس کے صدمات اٹھانا ہی پڑیں گے۔

نقاہت کیوں ہے

ایک روز تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹی کے گھر تشریف لائے دیکھا تو آپ کا چہرہ اُترا ہوا تھا بیقرار ہو کر پوچھا بیٹی کیا بات ہے تمہارا چہرہ کیوں اُترا ہوا ہے عرض کیا ابا جان! ایسی کوئی بات نہیں بھوک کی وجہ ہو سکتی ہے۔

تین روز سے کھانے کو کچھ نہیں ملا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو چھلکنے لگے پھر فرمایا بیٹی! تیرا باپ بھی تین روز سے بھوکا ہے اور ایک لقمہ تک نہیں کھایا صبر کرو بیٹی اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

صبر کا دامن داغدار نہ ہونے دینا تیرا باپ سارے رسولوں کا سردار
 ہے تیرا شوہر دنیا و آخرت کا سردار ہے اور تو دونوں جہان کی عورتوں کی سردار
 ہے بیٹی ہمارا یہ فقرِ اختیاری ہے اللہ تعالیٰ میں صبر و استقامت عطا فرمائے۔
 سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا والدِ گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 شفقت بھری گفتگو سن کر انتہائی مسرور ہو گئیں اور چہرے پر نقاہت کے
 آثار دور ہو گئے۔

(نہمۃ المجالس صفحہ ۲۲۳ جلد ۲)

نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نوری لباس

سیدہ بتول خواتین کے اجتماع میں

مدینہ منورہ میں ایک روز مہاجرین و انصار کی خواتین کا ایک جگہ اجتماع ہونے والا تھا انہوں نے بنتِ رسول سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا کی بارگاہِ قدسیہ میں درخواست کی کہ آپ بھی ہمارے اس اجتماع میں شرکت فرمائیں دو جہان کی عورتوں کی سردار نے اپنے لباس مبارک کا خیال کیا تو سوچنے لگیں۔

آپ کا توقف و تامل دیکھا تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیٹی ان کے ساتھ ضرور جاؤ ہمارا طریقہ دوسروں کو مایوس و ناامید کرنا نہیں والدِ محترم کا حکم سنا تو آپ مجلس میں تشریف لے گئیں جب اس اجتماع میں شرکت کرنے کے بعد آپ واپس اپنے حجرہ نور میں تشریف لائیں تو اظہارِ تاسف فرمایا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہیں تشریف فرما تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس اجتماع میں شرکت کرنے والی عورتوں میں سے کسی ایک عورت کو بلا یا جائے تاکہ مجلس کا حال پوچھا جائے۔

چنانچہ ایک عورت دربارِ رسالت میں حاضر ہو گئی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں مجمع کا حال بتاؤ؟

اس نے عرض کیا کہ جب جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اس

اجتماع میں تشریف لے گئیں تو آپ کے پاس لباسِ فاخرہ منورہ کی تجلیات سے تمام عورتیں حیران و ششدر رہ گئیں اور ایک دوسری سے کہنے لگیں اے اللہ اس قسم کے کپڑے کہاں سے آئے ہوں گے۔

جناب سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا نے اس عورت کی گفتگو سنی تو والدِ گرامی کے حضور میں عرض کی اباجان مجھے وہ کپڑے کیوں نظر نہ آئے تاکہ مجھے بھی شادمانی ہوتی تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیٹی تجھے ان کپڑوں نے زیبائش نہیں دی بلکہ ان کپڑوں کی زیبائش اس لئے تھی کہ وہ تمہارے زیبِ بدن تھے۔

(شواہد النبوت ص ۱۰۵)

سیدہ بتول یہودنوں کی شادی میں

اسی طرح کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ ایک دفعہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں مدینہ منورہ کے یہود کی چند عورتیں حاضر ہوئیں اور دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استدعا کی کہ ہمارے گھر میں شادی ہے جس میں ہم نے کافی مہمانوں کو بلایا ہے اس لئے ہماری خواہش ہے کہ آپ کی بیٹی بھی ہماری اس محفل میں ضرور شرکت کرے۔

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی درخواست کو قبول فرمایا اور وعدہ کر لیا کہ ہم اپنی بیٹی کو وقتِ مقررہ پر تمہارے گھر بھیج دیں گے۔

چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمۃ الزہراء سلام

اللہ علیہا کے گھر تشریف لائے اور فرمایا بیٹی تمہیں یہودنوں کی شادی کی تقریب میں شرکت کرنا ہے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے والد محترم کا حکم بسر و چشم قبول کر لیا۔

یہودی عورتوں نے بنتِ رسول کو اپنی شادی کی تقریب میں اس لئے مدعو کیا تھا کہ ہم ان کا مذاق اڑائیں گی کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لباسِ انور میں کئی کئی پیوند لگے ہوتے ہیں۔ جب وہ پیوند لگا ہوا سادہ لباس پہن کر آئیں گی تو ہم ان کا تمسخر اڑائیں گی کہ یہ مسلمانوں کے رسول کی بیٹی ہے ادھر جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے دل میں بھی خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہودی عورتیں میرا مذاق ہی نہ اڑائیں بنتِ رسول کو یہ خیال آیا ہی تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام جنت الفردوس سے ایک نہایت ہی خوبصورت جوڑا لیکر دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیٹی کے لئے بھیجا ہے تاکہ وہ یہودیوں کی شادی میں شرکت کے وقت اسے پہن لیں۔

فَنَزَلَ جِبْرِيلُ، بِحُلَّةٍ مِّنَ الْجَنَّةِ فَلَمَّا لَبَسَتْهَا

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶-۲)

چنانچہ جب تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہزادی سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا وہ جنت کا لباس پہن کر اس شادی میں شریک ہوئیں تو یہودنوں کے رنگ اڑ گئے وہ انتہائی قیمتی زرق برق لباسوں میں ملبوس اس گمان میں بنتِ رسول کا انتظار کر رہی تھیں کہ وہ آئیں گی تو ہم ان کے لباس

پریوں تنقید و تبصرہ کریں گی مگر اب تو ان کی آرزوؤں پر اوس پڑ چکی تھی تاہم انہوں نے آپ کو نہایت عزت و وقار اور احترام کے ساتھ اپنے درمیان بٹھا لیا۔

جناب سیدہ نے اس جوڑے کو سنوارتے ہوئے ایک کنارہ ذرا سا اوپر اٹھایا تو اُس سے نور کی شعاعیں نکل کر فضا میں منعکس ہونے لگیں یہودنوں نے ان انوار و تجلیات کا مشاہدہ کیا تو اور بھی مرعوب ہو گئیں۔

وَجَلَسَتْ بَيْنَهُنَّ رَفَعَتْ الْأَنْوَارَ فَلَمَعَتِ الْأَنْوَارُ

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶-۲)

فَقَالَتِ النِّسَاءُ مِنْ أَيْنَ لَكَ هَذَا يَا فَاطِمَةُ؟

اور پھر کہنے لگیں آپ نے یہ لباس کہاں سے لیا؟

فَقَالَتْ ! مِنْ أَبِي

فرمایا اپنے ابا جان سے

فَقُلْنَ مِنْ أَيْنَ لِأَبِيكَ؟

عرض کیا! آپ کے ابا جان نے کہاں سے لیا؟

قَالَتْ مِنْ جِبْرِيلَ -

فرمایا جبریل سے۔

قُلْنَ مِنْ أَيْنَ جِبْرِيلُ؟

عرض کیا جبریل کہاں سے لائے؟

قَالَتْ ! مِنَ الْجَنَّةِ -

فرمایا! جنت سے۔

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶-۲ ج ۲)

یہودنوں نے کہا بیشک آپ سچ فرما رہی ہیں اور پھر ان سب نے
 پڑھا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ان میں سے بعض کے شوہر بھی
 مسلمان ہو گئے اور بعض نے ان کے اسلام نہ قبول کرنے کی وجہ سے اپنے
 اپنے شوہر سے طلاق حاصل کر لی۔

فَقُلْنَ نَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَنَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا
 رَسُولُ اللَّهِ فَمَنْ أَسْلَمَ زَوْجَهَا اسْتَمَرَّتْ مَعَهُ وَإِلَّا
 تَزَوَّجَتْ غَيْرَهُ۔

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶-۲۲۷ ج ۲)

حیدر کے ننھے پہلوان

فاتح خیبر اور قوت پروردگار کے منظر اتم سیدنا واما منا حضرت حسن و سیدنا حسین رضی اللہ عنہما آپس میں کشی لڑتے ہیں تاجدارِ دو عالم فخرِ آدم شہنشاہِ زمین و آسمان شہسوارِ لامکان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باہیں پھیلا رکھی ہیں اور دونوں شہزادگانِ زہرا زور آزمائی فرما رہے ہیں۔

وَمَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كَانَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ يَضْطَرِعَانِ
بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

شہزادی رسولِ مخدومہ کائنات سیدہ فاطمہ الزہرا صلوة اللہ علیہا بھی اس فرحت خیز منظر کا مشاہدہ فرما رہی ہیں کہ یکا یک امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے صاحبزادے سیدنا امام حسن علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا!

هِيَ حَسَنٌ هِيَ حَسَنٌ

سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ابا جان! حسن تو بڑا ہے آپ اس کی حمایت کیوں فرماتے ہیں آپ ہی حسن نہ فرمائیں۔

وَرَسُولُ اللَّهِ يَقُولُ هِيَ حَسَنٌ قَالَتْ فَاطِمَةُ لِمَ تَقُلُ هِيَ
حُسَيْنٌ؟

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹی حسین کو جبریل کشتی لڑاتے ہیں وہ کہہ رہے ہیں ہی حسین حسین پکڑ لو۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنَّ
جَبْرِيْلُ يَقُولُ هِيَ حُسَيْنٌ -

(شواهد النبوة ص ۳۰۴ اشرف المؤمنین ص ۱۴۳)

(الاصابہ ج ۱ ص ۲۳۸ خصائص الکبریٰ ص ۲۶۵ ج ۲)

کس قدر عظیم شان ہے جنابِ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی جن
کے بیٹے کھیل رہے ہوں تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی مشیت کو ذوق آ جائے اور
جبریل کو بھیج کر ان کو کشتی لڑائے۔

سیدہ کا درزی

صبح عید ہونے والی ہے جنابِ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے
ننھے ننھے شہزادوں نے عرض کی امی مجان کل ہمیں بھی نئے کپڑے دینا ہم
پرانے کپڑے نہیں پہنیں گے۔

سیدہ نے بچوں کو بہلانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی ضد پر قائم رہے
بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعدہ فرمایا کہ تمہیں عید کے لئے نئے
کپڑے مل جائیں گے۔

پوری رات عبادت میں گزار دینے والی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ
علیہا نے تہجد کے نوافل کے بعد بارگاہِ خداوندی میں ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض
کی الہی فاطمہ تیری کنیز ہے اس کے وعدے کو پورا فرما دینا یا اللہ تو جانتا ہے
کہ میں نے بچوں کی ضد کی وجہ سے ان کے ساتھ نئے کپڑوں کا وعدہ کر لیا
ہے یا اللہ تو جانتا ہے کہ تیری کنیز نے نہ ہی کبھی اپنے لئے سوال کیا ہے اور نہ
ہی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی کبھی غلط وعدہ کیا ہے یا اللہ میرے وعدہ کو ایفا

فرمادینا۔

صبح ہوئی تو شہزادگانِ عالی وقار نے نئے کپڑوں کا مطالبہ کیا جنابِ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا میرے پیارے بیٹو! تمہارے کپڑے لے کر درزی ابھی آرہا ہے۔

ادھر یہ بات ہو رہی تھی کہ رحمتِ خداوندی کو جوش آگیا جبریل کو حکم ہوا میرے محبوب کی بیٹی ہے درزی کو بلاؤ اور فوراً اس کے شہزادوں کے لئے جنت کے دو جوڑے لے کر پہنچ جاؤ۔

(کتاب الفضائل ص ۱۹۲۔ مولد شریف شہید ۲۶)

جبریل جھلاتا ہے جھولا

روایات میں آتا ہے کہ جب سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین چھوٹے چھوٹے تھے تو جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا ان کو جھولے میں ڈال دیتیں اکثر ایسا ہوتا کہ آپ عبادت میں اس انہماک سے مصروف ہوتیں کہ آپ کو گرد و پیش کا کوئی ہوش نہ ہوتا۔

آپ طویل ترین سجدے ادا فرماتیں اور سجدہ میں روتی رہتیں ایسی صورت میں جب کبھی کوئی شہزادہ رونے لگتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے جبریل امین فوراً پہنچ جاتے اور شہزادگانِ بنتِ رسول کا جھولا جھلاتے رہتے اور جب کبھی آپ سلام پھیر کر جھولے کی طرف نگاہ ڈالتیں تو وہ ہل رہا ہوتا۔

یہ اعزاز تھا اس شہزادی کون و مکاں کا جس کا کوئی کام رضائے خدا اور منشاءے ایزدی کے خلاف ہوتا ہی نہیں تھا وہ خدا کے حضور میں حاضر ہوتیں

اور خدا تعالیٰ اُن کے کام سنوار رہا ہوتا۔

(مجمع الفضائل ۱۳)

چکی کون چلاتا ہے

مخدومہ کائنات صاحبزادی رسولِ امین سیدہ النساء العالمین سیدہ فاطمہ الزہراء صلوٰۃ اللہ علیہا کے روزِ مرہ کے عام معمولات میں چکی پینا بھی شامل تھا نمازِ فجر کے بعد تلاوتِ قرآنِ پاک آپ بالعموم چکی پیستے وقت ہی فرمایا کرتی تھیں ویسے دوسرے کام کاج کرتے وقت بھی آپ کے لبوں پر تلاوتِ کلامِ پاک جاری رہتی۔

بعض اوقات آپ کو رات کے کھانے کے لئے بھی چکی چلانا پڑتی ایک روایت میں آتا ہے کہ آپ کو چکی چلاتے چلاتے نمازِ عصر کا وقت ہو گیا آپ نے چکی چھوڑی اور نماز کے لئے کھڑی ہو گئیں۔

اسی دوران میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے دروازہ کھول کر اندر بلا لیا حضرت سلمان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بنتِ رسول سیدہ فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا نماز پڑھ رہی تھیں اور اُن کی چکی خود بخود آٹا پیس رہی تھی اُس میں جو بھی ڈالنے جا رہے تھے اور آٹا بھی نکل رہا تھا اس روایت سے تقریباً ملتی جلتی دوسری روایت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اُن کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کام کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس بھیجا انہوں نے واپس آ کر دربارِ رسالت

مآب میں عرض کیا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی بیٹی نماز پڑھ رہی تھیں اور اُن کی چکی خود بخود آٹا پیس رہی تھیں۔

(مجمع الفضائل ریاض النضرہ ص ۲۶۲ ج ۲)

یہ تو صاحبزادی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز ہے کہ جب آپ مصروف عبادت ہوں تو فرشتے اور حُوریں سعادت حاصل کرنے کے لئے اُن کا کام کاج کر جائیں۔

ورنہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی اپنی ریاضت اور مشقت کا یہ عالم تھا کہ چکی پیستے پیستے آپ کے ہاتھوں پر چھالے پڑ جاتے اور پھر جب یہ چھالے پھوٹ جاتے تو کئی کئی روز تک زخم مندمل نہ ہوتے۔

تنبیہ الغافلین اور دُرّة الناصحین میں ہے کہ آپ ہاتھوں سے چکی میں جو پیستی تھیں زبان سے قرآن پڑھتی تھیں دل سے قرآن کی تفسیر فرماتی تھیں پاؤں سے اپنے بچوں کا جھولا جھلاتی تھیں اور آنکھوں سے اشک بہاتی تھیں۔

وَكَانَتْ تَطْحَنُ الشَّعِيرُ بِالْيَدِ وَتَقْرَأُ الْقُرْآنَ بِاللِّسَانِ
وَتَفْسِّرُ بِالْقَلْبِ وَتَحَرِّكُ الْبَهْدُ بِالرِّجْلِ وَتَبْكِي
بِالْعَيْنِ

اُمّت کے لئے اشکباری

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر شخص کا داخلہ دوزخ میں ضرور ہوگا آیت کریمہ ہے۔

وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَى رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ۝۴۱

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا ۝۴۲

ترجمہ! اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کا داخلہ (گزر) اس تک نہ ہو یہ آپ کے پروردگار پر لازم ہے جو پورا ہو کر رہے گا پھر انہیں ہم نجات دیں گے جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ظالموں کو اسی گھٹنوں کے بل گرے ہوئے پڑے رہنے دیں گے۔

(سورۃ مریم آیت ۴۱-۴۲)

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمّت کے لئے نہایت غمزدہ اور ملول ہو گئے اور گہنہ گاران اُمّت کے غم میں مسلسل اشکباری فرمانے لگے چنانچہ مفسرین نے لکھا ہے۔

لَبَنَّا نَزَلَ قَوْلُهُ تَعَالَى ! وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا صَارَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَأَلْبَهُومِ عَلَى أُمَّةٍ

فَأَسْأَلُوا عَنْ ذَلِكَ فَمَنْ يُحِبُّهُمْ -

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶-۲۲۷ ج ۲)

یعنی جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اُمّت کے لئے غمزدہ ہو گئے لوگوں نے جب اس غم و اندوہ کا سبب

پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا اور پھر اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کو کچھ بتائے بغیر جبلِ سلاخ کے دامن میں ایک تنگ وتاریک غار میں تشریف لے گئے اور سر بسجود ہو کر بارگاہِ خداوندی میں گنہگارِ ان اُمت کی بخشش و مغفرت طلب فرمانے لگے۔

تلاشِ محبوب

ادھر امام الانبیاء سجدہ میں سر رکھے ہوئے گنہگارِ ان اُمت کے لئے آہ وزاری فرما رہے ہیں اور ادھر مدینہ منورہ میں قیامتِ صغریٰ بپا ہو چکی ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر وانہ وار ہر طرف آپ کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

علامہ زحشری اس موقع پر متعدد دلائل کے علاوہ یہ حدیث بھی نقل کرتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وآلِهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوَرْدُ الدَّخُولِ لَا يَبْقَى بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ
إِلَّا دَخَلَهَا فَتَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ بَرْدًا وَ سَلَامًا كَمَا
كَانَتْ عَلَى إِبْرَاهِيمَ حَتَّى إِنَّ لِلنَّارِ ضَجِيحًا مِّنْ بَرْدِهَا

(تفسیر کشاف ج ۲ ص ۱۴)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال بعضهم الورود نوا من جهنم ون يصير
وحولها..

(تفسیر کبیر جز ۹ ص ۲۴)

چونکہ ہماری کتاب ان مباحث کی مستعمل نہیں ہے اس لئے اختصاراً انہی چند سطور پر اکتفا کیا جاتا ہے اور حقیقت تو یہ ہے کہ جب اللہ رب العزت نے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے کی دُعا کو قبول فرما کر ہم گنہگاروں پر رحم فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے تو پھر جہنم میں ہمارا داخلہ کیوں ہوگا جبکہ نص حدیث سے ثابت ہے لَا يَرُدُّ الْقَضَاءُ إِلَّا اللَّهُ عَاوِرًا پھر دعائے بنت رسول سلام اللہ علیہا اور دُعا بھی وہ جو قبول ہو چکی ہے۔

مسجد نبوی کی فضا غم میں ڈوبی ہوئی ہے گلیوں اور بازاروں میں نعرہ ہائے الفراق کی صدا سیں بلند ہو کر فضا کو اور بھی اندوہناک کر رہی ہیں۔

حجرہ رسول کا بہار آفریں منظر اُداس اُداس اور خزاں آشنا معلوم ہوتا ہے یارانِ مصطفیٰ انتہائی پریشان ہیں اور اپک صحابی نے تقریباً روتے ہوئے گڈریئے سے سوال کیا یا اخی تم نے ہمارے دلوں کے سہارے خالق کے راج دُلا رے تاجدارِ مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ادھر کہیں دیکھا ہے؟

چرواہا! نہیں بھائی میں تو یہ بھی نہیں جانتا کہ محمد عربی کون ہیں ہاں اس سامنے والے تنگ وتار یک غار میں کوئی شخص دن رات روتار رہتا ہے اور یارِ پُ اُمّتی یارب اُمّتی کی صدا سیں دیتا رہتا ہے اس حزن و ملال اور غم و اندوہ میں ڈوبی ہوئی دردناک صدا سیں سُن سُن کر میرے چو پائیوں نے بھی چرنا چھوڑ دیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے جانور بھی اس کے غم میں رو رہے ہوں عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کا نقشہ اپنے الہامی اشعار میں اس طرح کھینچتے ہیں۔

گفت چوپاں مر مرا معلوم نیست
بل محمد زانی دامنم کہ کیست

ایں قدر دامنم کہ اندر تیرہ غار
زاری نالد کسے لیل و نہار

مے کند با گریہ ہر ساعتی
نالہ یا امتی یا امتی

جانور از نالہ او خستہ اند
از چرا کردن دہن پا بستہ اند

صحابہ کرام نے یہ نشانیاں سنیں تو دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی
چرواہے کا شکر یہ ادا کر کے کہنے لگے کہ وہ ہمارے محبوب ہی ہو سکتے ہیں پھر
تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے سب نے غار کی طرف اترنا شروع کر دیا اور جب
غار کے دہانہ پر پہنچے تو حضرت رومی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں نقشہ بنا ہوا تھا

زاری نالید و میکفت اے الہ
تانہ بخشی امتانم را گناہ

من نہ بردارم سر خود از زمیں
تا بروز حشر باشم ایں چنیں

ایں چنیں میکفت و می نالید زار
با دل پرورد و چشم اشک بار

بردر آمد اے خُدائے مصطفیٰ
بندۂ تو با ہزاراں التجا

بردر آمد مصطفیٰ زاری کناں
معذرت خواہ گناہ اُمتاں

بردر آمد اے گدائے کوئے تو
اے عنانِ خلق در قابوئے تو

حُجْرۂ بتول

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو مقدس باپ سے بچھڑے ہوئے آج تیسرا دن ہے روتے روتے آہ زاری اور فریاد و فغاں کرتے کرتے آپ کی آنکھیں متورم اور سُرخ ہو چکی ہیں مسلسل اشکباری سے آپ کے دوپٹے کا مقدس آنچل کئی بار بھیگ چکا ہے۔

اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اور مدینہ طیبہ کی صحابیات خواتین جب آپ کو تسلی دینا چاہتی ہیں تو وہ خود بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہیں سیدہ بتول سلام اللہ علیہا کے ننھے شہزادے نانا جان کے غم میں روتے روتے کئی بار بے ہوش ہو چکے ہیں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے سارے جہان کے غم و اندوہ اور درد و الم دولت کدۂ بتول میں جمع کر دیئے گئے ہوں۔

جناب زہرا سلام اللہ علیہا کے گھر میں نالہ و شیون اور فریاد و فغاں کا ایک طوفان اُٹھا ہوا ہے جو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتا بنتِ رسول روتی بھی جا رہی

ہیں اور دروازہ کی سمت کان بھی لگا ہے کہ ابا جان کی حیات آفرین آواز ابھی آنے والی ہے ابھی یہ پیغام ملنے والا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لارہے ہیں مگر رنج و الم اور درد و فراق کی گھڑیاں اور بھی طویل ہوتی جاتی ہیں اس دردناک منظر کی تصویر کشی کس طرح کی جاسکتی ہے حقیقت یہ ہے کہ جناب سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کے دل پر گزرنے والی کیفیات کو نوکِ خامہ پر لایا ہی نہیں جاسکتا آپ کے غم و آلام کو الفاظ میں کون ڈھال سکتا ہے جناب سیدہ کا رواں رواں یہ صدا دے رہا تھا کہ

دردِ دل من کمتر از یعقوب نیست
او پسر گم کردہ و من پدر گم کردہ ام

بہر حال آپ کی آنکھیں بھی مصروف اشکباری ہیں اور دل بھی خون کے آنسو رو رہا ہے۔

محبوب ملتے ہیں مگر؟

ادھر تو جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی آہوں اور سسکیوں میں ڈوبی ہوئی یا ابتاہ ہائے ابا جان کی صدائیں مسلسل بلند ہو رہی ہیں اور ادھر صحابہ کی ایک ٹولی جبلِ سلاخ پر ایک گڈریئے سے محو گفتگو ہے۔

یعنی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زار زار روتے جا رہے تھے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کر رہے تھے کہ یا اللہ جب تلک تو میری گنہگار امت کو بخش دینے کا وعدہ نہیں فرمائے گا میں اپنا سر زمین سے نہیں اٹھاؤں گا حتیٰ کہ اسی طرح قیامت بپا ہو جائے گی۔

آپ یہ بات کر لیتے اور پھر دل پر درد اور چشم اشکبار سے گر یہ زاری شروع کر دیتے اور پھر فرماتے اے رب محمد تیرا بندہ تیرے دربار میں ہزاروں التجاؤں کے ساتھ حاضر ہے تیرے دربار میں تیرا مصطفیٰ روتا ہوا اپنی اُمت کے گناہوں کی معذرت طلب کرتا ہے یا اللہ تیرے دربار میں تیرا فقیر حاضر ہے یا اللہ عنانِ خلق تیرے ہاتھوں میں ہے یا اللہ میری اُمت کی مغفرت فرمادے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حالت دیکھی تو خود بھی زار و قطار رونے لگے اور پھر ڈوبے ہوئے دلوں کے ساتھ بارگاہِ رحمۃ للعالمین میں عرض کرتے ہیں۔

اے گنہگارِ اُمت کے غمگسار

اے رسولوں اور پیغمبروں کے تاجدار

اے دوسروں کے غم میں رونے والے غمخوار

سجدے سے سر اٹھائیے آپ کے عشاق آپ کا جمال جہاں آراء

دیکھنے کے لئے بیقرار و بیتاب ہیں۔

اے شہنشاہِ دو عالم آپ کے بغیر مدینہ کی فضا میں سو گوار ہو گئی ہیں

اے تاجدارِ دو عالم اپنے در کے فقیروں پر رحم فرمائیے۔

اے تماشہ گاہِ عالمِ روئے تو

تو کجا بہر تماشایِ روی

یا رسول اللہ! ہمارے روتے ہوئے دلوں کو دیدارِ پرانوار سے

سکون عطا فرمائیے۔

یا حبیب اللہ ہماری زندگیاں آپ کے بغیر ویران ہو گئی ہیں ہم پر رحم فرمائیے۔

اے آقائے دو عالم ہم پر رحم فرمائیے آپ کی اشکباری نے تو کون و مکاں کی ہر چیز کو مغموم کر دیا ہے۔

اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم اسی طرح فریاد و فغان کر رہے ہیں مگر عاصیوں کے غمخوار و غمگسار نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا اور آپ اسی طرح اشکباری اور آہ و زاری میں مصروف رہے بالآخر مایوسی کے عالم میں کچھ لوگ شہر کی طرف آئے اور حجرہ بتول سلام اللہ علیہا پر حاضر ہو کر تمام حالات سے جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کو آگاہ کر کے عرض کیا۔

اے بنتِ رسولِ معظم، اے شہزادی کوئین بغیر آپ کے یہ مشکل آسان نہیں ہوگی آپ ہم سب پر کرم فرما کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ساتھ لانے کی کوشش کریں ہمیں یقین ہے کہ حضور آپ کی بات ضرور مان لیں گے۔

شہزادی رسول سلام اللہ علیہا نے ملاقات کا مزودہ جانفزا اور آپ کی آہ و زاری کی دردناک کہانی سنی تو خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات میں ڈوب کر فوراً تیار ہو گئیں۔

معتبر کتب میں آتا ہے کہ آپ نے لباس کے اوپر سے جو چادر زیب بدن فرمائی وہ اونی کبیل تھا اور جگہ جگہ سے پھٹ جانے کی وجہ سے اُس میں کم و بیش مختلف کپڑوں سے بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

شہزادی کوئین سلام اللہ علیہا کا یہ پھٹا ہوا اور پیوند لگا ہوا لباس اُمت

کی عورتوں کے لئے درسِ عبرت بھی ہے اور سبقِ آموز بھی کاش ہماری مائیں بہنیں بھڑکیے اور قیمتی لباس کے بجائے دلوں کی پاکیزگی اور اعمال کی خوبصورتی پر زیادہ زور دیتیں مگر۔

کون سنتا ہے اکبر کی اس زمانے میں

بہر حال شہزادی رسول، ملکہ فردوس بریں سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اُس کبیل کو اپنے جسمِ انور پر اس طرح لپیٹ لیا کہ آپ کے بدن کا کوئی دوسرا کپڑا بھی نظر نہ آتا تھا اور پھر شہزادی مصطفیٰ سلام اللہ علیہا صحابیات کے ساتھ ایک جلوس کی صورت میں اُس غار میں تشریف لے گئیں جہاں تمام جہانوں کا تاجدار نو کیلے پتھروں پر سرِ نیاز رکھے ہوئے اُمت کے گنہگاروں کی بخشش کے لئے خداوندِ قدوس کے حضور میں فریاد پر فریاد کر رہا تھا۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے باپ کی یہ حالت دیکھی تو تڑپ کر رہ گئیں اور بیقراری کے عالم میں یوں عرض پرداز ہوئیں۔

اے رختِ را ماہِ تاباں بندہ

وے بہ پشتِ مہرِ سرِ افگندہ

اے فروغِ نورِ یزداں روئے تو

وے بہارِ باغِ رضواں گوئے تو

اے پدرِ ہستی چرا اندوہگس

اے پدرِ بردارِ سرِ را از زمیں

اے پدر جانم فدائے نامِ تو
اے پدر رُوحِ روانم دامِ تو

اباجان! فاطمہ کی جان آپ کے نام پر قربان سجدہ سے سرِ اقدس اٹھائیے اور مجھ غم ماری اور ہجر زدہ کو لطفِ زیارت بخشئے۔

اباجان آپ کے غم نے آپ کی بیٹی کو بیقرار کر دیا ہے ابا حضور! سجدے سے سر اٹھا کر میری اٹک بار آنکھوں کو تو ایک بار دیکھ لیجئے۔

میرے بابا! مجھ سے آپ کا یہ رونا نہیں دیکھا جاتا میں تو آپ کا انتظار کرتے کرتے موت کے منہ میں چلی جا رہی تھی اب آپ ملے ہیں تو میری طرف دیکھتے بھی نہیں۔

اباجان گنہگار ان اُمت کا کوئی غم نہ فرمائیے میں قیامت کے دن گنہگاروں کے اعمال کے پلڑے کو اپنے حسن کا جامہ زہر آلود رکھ کر پورا کر دوں گی اور اگر پھر بھی پورا نہ ہو تو اپنے حسین کا پیرا ہن خون آلود رکھ کر پورا کر دوں گی پھر بھی کمی رہی تو پھر اس پلڑے میں اپنے گیسو تراش کر رکھ دوں گی۔

باباجان پھر تو کوئی وجہ نہیں کہ گنہگاروں کا پلڑا بھاری نہ ہو جائے۔ ابا حضور یہ میرے وہ گیسو ہیں جنہیں آپ سونگھا کرتے ہیں ان کی قیمت تو ساری کونین بھی کم ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کی یہ دردناک گفتگو سنی تو بیقرار ہو کر فرمایا جانِ پدر فاطمہ تیری اس بات سے تیرے باپ کے دردِ دل کی دوا نہیں ہو سکتی۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے باپ کا یہ جواب سنا تو بارگاہِ صدیت میں عرض کیا یا اللہ تیری اس کنیز کے سر کا کبھی ایک بال بھی ننگا نہیں ہوا مگر میں آج تیرے حضور میں اپنے سر سے چادر اتار کر دُعا کرتی ہوں کہ میرے ابا حضور کی اُمت کی مغفرت فرمادے گنہگار اِن اُمت کو بخش دے۔“

ابھی جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا دستِ اقدس چادر کی طرف اٹھا ہی تھا کہ جبریل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ اپنی صاحبزادی کا ہاتھ پکڑ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا منظور فرما کر آپ کی اُمت کو بخش دینے کا وعدہ فرما دیا ہے۔

پیرِ رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں صدائے یزداں آئی کہ اے میرے رسول میں نے فاطمہ کی دُعا کو قبول فرمایا ہے اور اگر اس وقت زمین و آسمان بھی طلب کئے جاتے تو تمام بخش دیئے جاتے۔

پس ندا آمد یزداں کائے رسول
من دُعائے فاطمہ کردم قبول

گر طلب کردی زمین و آسماں
جملہ بخشید مش دریک زماں

علامہ عبدالرحمان صفوری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر آپ پر اللہ تعالیٰ کا سلام پڑھا اور پھر عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ فاطمہ سے فرما دیجئے کہ کوئی غم نہ کرے آپ کی اُمت کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو فاطمہ چاہے گی۔ متن!

فَنَزَلَ الْجِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ
اللَّهَ يَقْرَأُكَ السَّلَامُ وَيَقُولُ لَكَ قُلْ لِفَاطِمَةَ يَفْعَلُ
بِأُمَّتِكَ تُحِبُّ فَاطِمَةَ -

(نزہۃ المجالس ۲۲۶-۲۲۷ ج ۲)

نزہۃ المجالس میں ابتدائی واقعہ اس طرح ہے کہ جب آیت مذکورہ
نازل ہوئی تو آپ اُمت کے لئے غمزدہ ہو گئے لوگوں نے رونے کا سبب
پوچھا تو آپ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا لوگوں نے یہ خبر سیدہ فاطمہ الزہرا
سلام اللہ علیہا کو دی پھر آپ نے ابا حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر پریشانی
کا سبب پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آیت پڑھ کر سنادی۔

جب جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے یہ آیت سنی تو آپ بھی بہت
روئیں اور پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا! اے شیخ
المہاجرین خدا تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

کیا آپ اُمت کے بوڑھوں پر فدا ہونا گوارا فرمائیں گے؟

انہوں نے فرمایا! ہاں!

پھر آپ نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر یہ حقیقت منکشف کر کے

فرمایا کہ کیا آپ اُمت کے جوانوں پر قربان ہونا منظور فرمائیں گے؟

انہوں نے فرمایا! ہاں!

پھر آپ نے اپنے شہزادگان حضرات حسنین کریمین علیہم السلام نے

فرمایا کیا آپ اپنے نانا کی اُمت کے بچوں پر فدا ہونا قبول کرتے ہو؟

انہوں نے کہا ہاں!

واقعات کی ترتیب کچھ بھی ہو یہ مسلم حقیقت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گنہگارِ اِن اُمت کے لئے تنگ و تاریک غار میں طویل ترین سجدہ فرمایا اور شب و روز روتے رہے۔

وہ غار آج بھی نواحِ مدینہ میں غارِ سجدہ کے نام سے مشہور ہے اور اس کے اندر نو کیلے پتھروں کو دیکھ کر اہل وجدان کی چنجیں نکل جاتی ہیں تصورات کی دُنیا میں یہ خیال آتے ہی ہلچل مچ جاتی ہے کہ محبوبِ کبریا نے شانِ واضحی کی حامل پیشانی اَنور کو طویل مُدت تک اِن نو کدار پتھروں پر رکھ کر کس قدر اذیت اُٹھائی ہوگی۔

وہ اپنے لئے نہیں اپنے بال بچوں کے لئے نہیں اپنے ساتھیوں اور یاروں کے لئے نہیں بلکہ ہم سیاہ کاروں اور گنہگاروں کے لئے جن کے دامن نیک اعمال سے خالی ہیں جن کے پاس گناہوں کے سوا کچھ بھی نہیں درود و سلام ہو اُس نبی مکرم پر جو نیکو کاروں کے لئے نہیں محض گنہگاروں کے لئے اذیتیں بھی برداشت کرتے رہے اور روتے بھی رہے اور سلام ہو اس ملکہ مملکتِ عفت و عصمت شہزادیِ نبی رحمت، خاتونِ قیامت و جنت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا پر جس کے پردہ شرم و حیا نے ہم گنہگاروں کی لاج رکھی۔

جس نے ہمیں آتشِ دوزخ سے بچانے کے لئے اپنے شہزادوں کی قربانیاں قبول کر لیں۔

جس کی عبادت و ریاضت اور اشکباری بالآخر رحمتِ الہی کو جوش میں لا کر رہی۔ جس کے ساتھ خداوندِ قدوس کو وعدہ کرنا پڑا کہ اُمتِ مصطفیٰ کے

ساتھ قیامت کے دن وہی سلوک کیا جائے گا جو فاطمہ بنت محمد کی خواہش ہوگی پھر آپ نے فرمایا میں اپنے ابا کی امت کی عورتوں پر نثار ہوں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جبریل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ اپنی بیٹی فاطمہ سے فرمادیں کہ وہ کوئی غم نہ کریں آپ کی امت کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو فاطمہ کی خواہش ہوگی عربی متن ہے

فَاخْبَرُوا فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا بِذَلِكَ
فَجَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا يُبْكِيكَ ! فَاخْبَرَهَا
بِقَوْلِهِ تَعَالَى ! ”وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا“ فَبَكَتُ بُكَاءً
كَثِيرًا وَتَوَجَّهَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَتْ يَا
شَيْخَ الْبُهَاجِرِينَ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى نَبِيِّهِ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ الْآيَةَ فَهَلْ لَكَ أَنْ
تَكُونَ فِدَاءَ الشُّيُوخِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ ؟

قَالَ ! نَعَمْ ثُمَّ سَأَلَتْ عَلِيًّا أَنْ يَكُونَ فِدَاءَ الشَّبَابِ
أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ؟

قَالَ نَعَمْ ثُمَّ سَأَلَتْ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ أَنْ يَكُونَا
فِدَاءَ أَطْفَالِ أُمَّةٍ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ؟

قَالَ ! نَعَمْ ثُمَّ جَعَلَتْ نَفْسَهَا فِدَاءً لِنِسَاءِ أُمَّةٍ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ؟

(نزہۃ المجالس ص ۲۲۶ ج ۲)

صدائے دل

افسوس تو یہ ہے کہ جنہوں نے ہمارے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا جو شب و روز ہمارے لئے روتے رہے ہمیں اُن کا کہاں تک پاس ہے۔

وہ نبی معظم اور رسول محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے اُمتی بننے کی انبیاء و رسول بھی آرزو رکھتے تھے ہم نے اُن کے اُمتی ہونے کا کیا حق ادا کیا اُن کے احکام کو کہاں تک تسلیم کیا ہے اُن کی خواہش کو کہاں تک پورا کیا ہے اور اُن کا حقِ محبت کیا سمجھا ہے یہ سب سوچنے کی باتیں ہیں۔

علاوہ ازیں ہماری ماؤں اور بہنوں نے اپنی سردار اور اپنی محسنہ سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیہا کے آنسوؤں کی کیا قدر کی ہے یہ تو درست ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا ان کی ضرور شفاعت و سفارش فرمائیں گی مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ وہ پردہ کی دشمن اس پردہ دار کے حضور میں کس منہ سے جائیں گی شرف و حیا اور غیرت نسوانی کے پر نچے اُڑا دینے والی مغرب زدہ بیبیاں کس طرح اس مالکِ شرم و حیا اور عفت مآب شہزادی کی کنیزیں ہونے کا دعویٰ کر سکیں گی۔

ہم دُکھے ہوئے دل کے ساتھ مسلمان بہنوں کو بڑے ادب سے یہ مشورہ ضرور دیں گے کہ حُسنِ نسوانیت کو فروغ دینا ہے تو بنتِ رسول کا دامن تھام لو شہزادی رسول کے اُسوۂ حسنہ سے سبق سیکھو اُن کی سنت پر عمل کرو رُوحِ فاطمہ اُسی وقت آپ پر خوش ہوگی جب آپ اُن کی طرح پردہ کی

حفاظت کریں گی آپ کچھ بھی ہیں قیامت کے روز آپ کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے دامنِ کرم کی لازماً ضرورت پڑے گی اور اگر ان کے دامنِ کرم کے بغیر کام نہیں چل سکتا تو پھر کچھ نہ کچھ تو ان کا رنگ خود میں پیدا کریں زیادہ نہیں تو کم از کم اپنا چہرہ تو زمانے کی للچائی ہوئی نگاہوں سے محفوظ رکھنے کی پوری پوری کوشش کریں۔

آپ کیوں نہیں سمجھتیں کہ عورت کا معنی ہی پردہ ہے عورت کہتے ہی پردے کو ہیں اگر آپ پردے سے ہی باہر ہیں تو عورت کیسے کہلا سکتی ہیں مستورات بھی تو آپ مستور ہو کر یعنی چھپ کر ہی کہلا سکتی ہیں اگر آپ مستور نہیں تو مستورات کیسے؟ آپ کو کیوں یقین نہیں آتا۔

موتیوں کی جو قدر ڈبوں میں ہے باہر نہیں
آپ کیوں نہیں سوچتیں کہ آپ کسی کی بیٹی ہیں کسی کی بہن ہیں کسی
کی ماں کسی کی بیوی ہیں ان چاروں صورتوں سے ہر صورت آپ کو پردہ نشینی
کی دعوت دیتی ہے اور ان کے علاوہ پانچویں صورت جو سب سے عظیم ہے
کہ آپ بنتِ رسول شہزادی کو نین سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی
کنیزیں ہیں کیونکہ بحیثیت مسلمان آپ کے لئے سب سے بڑا اعزاز یہ ہے
کہ آپ خود کو صاحبزادی رسول کی کنیز سمجھیں اس سے بڑا اعزاز آپ کے
لئے کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔

پھر ان حالات میں آپ کو ان پانچوں صورتوں کو ہمیشہ سامنے رکھنا
ہوگا آپ کو غور کرنا پڑے گا کہ جب فل میک اپ کے ساتھ اپنے حسن کی
نمائش کے لئے بازار میں نکلیں گی تو او باش نگاہوں اور جنسی مریضوں کے

علاوہ آپ کے باپ کی نگاہیں بھی آپ پر پڑ سکتی ہیں آپ اپنے حقیقی بھائی کی نظر میں بھی آ سکتی ہیں اس عالم میں آپ کو اپنا حقیقی بیٹا بھی دیکھ سکتا ہے اور آپ کا شوہر بھی ان لوگوں میں ہو سکتا ہے۔

ایسی صورت میں ان مقدس رشتوں کے دلی جذبات کیا ہوں گے اور پھر یہ بھی تو سوچیں کہ کل قیامت کو آپ اپنی سردار سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حضور میں کس عالم میں پیش ہوں گی۔

ممکن ہے یہ بے پردگی آپ کے ہاں فیشن میں شامل ہو اور یہ فیشن آپ کے خاندان کی زینت میں اضافے کا سبب ہو مگر یاد رہے کہ ایسا کرنے سے آپ کے لئے نسوانیت کے تمام درجے ختم ہو جائیں گے اس صورت میں نہ تو آپ بیٹی کہلانے کی حقدار ہیں اور نہ ہی بہن بننے کے قابل نہ ہی آپ کے لئے ماں کا مقدس رشتہ قائم رہے گا اور نہ ہی بیوی کا۔

یہی نہیں بلکہ آپ ملکہ فردوس بریں سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی کنیز بننے کے عظیم ترین شرف سے محروم ہو جائیں گی اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ آپ کہاں ہوں گی میرا قلم یہ اجازت نہیں دیتا کہ آپ کے اس مقام کا نام بھی بتا دوں۔

داستانِ غم

جنگِ اُحد

اسلام کی منور اور درخشندہ تاریخ میں چند دیگر تکلیف دہ اور غم انگیز ابواب کی طرح ایک دھندلا سا باب جنگِ اُحد بھی ہے۔ ہم اس جنگ کی ہولناکیوں کی تفصیل میں نہیں جائیں گے بلکہ صرف اسی قدر حصہ اخذ کریں گے جس کا تعلق شہزادی رسول سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ذاتِ اقدس سے ہے۔

یہ ہجرت کے تیسرے سال کا واقعہ ہے اور یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمان اپنے آزماؤں اور امتحانی دور سے گزر رہے تھے اسلام کے سچے فدا کاروں کے جذبہ ایمانی کے ساتھ ایک طرف تو کھلم کھلا کفر پوری قوت سے ٹکرا رہا تھا اور دوسری جانب منافقین کی ریشہ دوانیاں اسلام کے نوزائیدہ اور نازک سے پودے کی جڑیں اکھاڑ دینے کی کوشش میں پوری قوت صرف کر رہی تھیں۔

ہم حسبِ وعدہ اس جنگ کی تفصیل میں نہیں جائیں گے مختصر یہ ہے کہ مسلمانوں نے یہ جنگ جیت کر ہار دی تھی اور اس کی جو سزا پوری اسلامی فوج کو بھگتنا پڑی اس کا تصور کرتے ہوئے بھی رُوح کانپ جاتی ہے۔ بہر حال جیتی ہوئی جنگ ہاری جا چکی ہے اسلام کا عسکری نظام درہم برہم ہو چکا ہے جانفروش مجاہدین اسلام ان انتہائی ہولناک اور بدلے

ہوئے حالات میں بھی پورے طور پر حق جہاد ادا کر رہے ہیں سید الشہداء
سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم نازنین کے کئی ٹکڑے ہو چکے ہیں آپ
کے اعضاءِ مقدس کا مثلہ کیا جا چکا ہے اور عرب کی خونخوار عورت ہندہ آپ
کا کلیجہ چبا رہی ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بھی دشمنوں کے تیروں اور
پتھروں کی یلغار کی زد میں آئے ہوئے ہیں آپ کا چہرہ انور زخمی ہو چکا ہے
آپ کے خود مبارک کی کڑیاں و لشمس رُخساروں میں دھنسی ہوئی ہیں۔

کُفار کی طرف سے آواز بلند ہوتی ہے کہ محمد عربی کو قتل کر دیا گیا ہے
اب باقی کیا ہے یہ ابلیسی صداسن کر مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے مگر پھر
جذبہ انتقام نے چند سرفروش مجاہدین کے سینوں میں بجلیاں بھر دیں اور پھر
ان بجلیوں نے کفر کے خرمن کو جلا کر رکھ دیا کفر کے بادل چھٹ گئے
مسلمانوں کی بچی کھچی فوج نے چند ستاروں کے جھرمٹ میں آمنہ کے چاند کو
بھی زخمی حالت میں دیکھ لیا۔

ادھر تو یہ عالم ہے اور ادھر منافقین مدینہ نے شیطان کی آواز کو مدینہ
کے ہر گلی کوچے میں پہنچا دیا کہ محمد عربی کو قتل کر دیا گیا ہے اور مسلمانوں کو
شکست ہو چکی ہے۔

یہ صدائے جاں سوز و دلخراش جب مدینہ منورہ میں پہنچی تو مسلمانوں
کے گھروں میں چیخ و پکار اور آہ و بکا کا وہ شور بپا ہوا کہ الّا مان والحفیظ!
اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن نے جب یہ خبر سنی تو ماہی بے آب
کی طرح تڑپنے لگیں اور جو حال جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا

اس خبر سے ہوا وہ بیان سے باہر ہے آپ کی قلب و جگر کو چیرتی ہوئی ایسی دلخراش چیخ نکلی کہ عرش الہی کانپ کر رہ گیا آسمان تھر تھرانے لگے اور زمین کو لرزہ آگیا۔

آپ نے سیماب کی طرح تڑپتے ہوئے ایک بار یا ابتاہ اور یا اصفیاء کہا اور بے ہوش ہو گئیں اُمہات المؤمنین نے آپ کے رُخ انور پر پانی چھڑکا تو آپ نے بیتاب ہو کر آنکھیں کھول دیں ہوش آتے ہی پھر کلیجہ منہ کو آنے لگا۔

اپنی قیمتی کا تصور ذہن میں اُبھرا ہی تھا کہ آپ کا دل کٹ کر رہ گیا آنکھوں کی جھیلوں میں روانی آگئی آپ ہائے ابا کہہ کر اٹھیں اور پھر گر گئیں قریب بیٹھی ہوئی بیبیوں نے بڑی مشکل سے سہارا دے کر آپ کو لٹا دیا اس دفعہ غم کی فراوانی نے خود ہی بے ہوشی کے جال کو توڑ دیا آپ لڑکھڑاتی ہوئی اٹھیں اُمہات المؤمنین کی طرف حسرت زدہ نگاہوں سے دیکھا سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا نے مشورہ دیا کہ ہمیں خود چل کر میدانِ احد کے حالات کو دیکھنا چاہیے۔

اور پھر جناب صفیہ رضی اللہ عنہا سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا و چند دیگر مسلمان عورتیں سرتا پا چادروں میں لپٹی ہوئیں جانبِ احد روانہ ہو گئیں جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا چل رہی تھیں مگر چلا نہیں جاتا تھا ابھی آپ نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ شدتِ غم سے قدم لڑکھڑانے لگے آپ چادر میں لپٹی لپٹائی یا ابتاہ کی صدائے المناک دے کر ایک دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئیں۔

جو خواتین آپ کے ساتھ تھیں وہ آپ کو جھرمٹ میں لئے زار و قطار روتی جا رہی تھیں ابھی چند ساعتیں ہی گزری تھیں کہ سامنے والے گھر سے ایک بی بی باہر نکلی اور آپ کے قریب آ گئی۔

ناگاہ ز نے بنی زبیاں برسید و گفت اے دختر خیر البشر بکجا می روی گفت مے خواہم پیش پدر روم آتا قوت رفتار نہ دارم۔ زن گفت اے سیدۃ نساء تو ہچماں ساکن باش تا من بروم و برائے تو خبرے بیاورم کہ اگر پدر بزرگواریت ترا بدیں حال بیند تحمل نتواند کرد۔

(روضۃ الشہداء ص ۶۱)

حالات سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد اُس نے عرض کیا کہ میں بھی میدانِ اُحد کی طرف ہی جا رہی ہوں میرے سب گھر والے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گئے ہوئے ہیں آپ اسی جگہ تشریف رکھیں میں تمام حالات کی خبر لے کر ابھی آپ کی خدمت میں واپس آتی ہوں مجھے یقین ہے کہ آپ کے والدِ گرامی کو کوئی شہید نہیں کر سکتا وہ انشاء اللہ العزیز بالکل خیریت سے ہوں گے آپ تسلی رکھیں میں بہت جلد حاضرِ خدمت ہو کر آپ کو خوشخبری سناؤں گی۔

جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اُس عورت کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اے بی بی جب تمہاری نگاہوں کو میرے والدِ گرامی کے جمالی جہاں آراء کی زیارت نصیب ہو تو میرے بابا کے حضور میں میرا سلام عرض کرنا اور جب میرے بابا جان کو جنگ سے کچھ فراغت حاصل ہو تو جس طرح تو نے میری حالت کا مشاہدہ کیا ہے اُن خدمت میں عرض کر دینا۔

اُس نیک بخت بی بی نے جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو نہایت احترام و ادب سے سلام عرض کیا اور جلد واپس آ کر تمام حالات سے آگاہ کرنے کا وعدہ کر کے جانبِ اُحد روانہ ہو گئی۔

اُس بی بی کے جانے کے بعد جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے دل پر اور بھی غم کی آندھیاں چلنے لگیں آپ کو اس غم کے موقعہ پر والدہ محترمہ جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی یاد اس شدت کے ساتھ آئی کہ آپ اور بھی بیقرار ہو گئیں آپ کے آنسو موتیوں کی لڑیاں بن کر اس تیزی سے برسنے لگے کہ چند ہی لمحوں میں آپ کا چہرہ انور بھیگ گیا۔

آپ اس قدر سوز و غم اور درد و الم میں ڈوب کر فریاد کرنے لگیں کہ جس کے بیان کرنے کی طاقت نہ قلم میں ہے نہ زبان میں آپ خیالوں میں اپنے ابا جان سے اس قسم کی باتیں کرنے لگیں۔

کاش! آج میری ماں خدیجہ الکبریٰ زندہ ہوتیں اور میری اس بیکسی اور یتیمی کا سہارا بنتیں اور میری غربت اور تنہائی کے زخموں پر اپنے پیارے کامرہم رکھتیں،

ہائے میں اس زمانہ غربت میں اپنے دل کا حال کس کو سناؤں ہائے میری یہ یتیمی اور بیکسی کہ نہ چچا نہ تایا نہ بہن نہ بھائی نہ ماں نہ خالہ اور نہ ہی کوئی اور جو اس وقت سہارا دیتا۔

(۱) پس فاطمہ فرمود کہ اے زن چوں چشمت بر جمال جہاں آرائے پدرم افتد سلام و نیاز من بر ماں و حال من بدیں شاں مشاہدہ مے کنی عرض دہ و بوقت فرصت بگو آں زن

ایک باپ کی ذاتِ اقدس تھی جن کے چہرہ انور کو دیکھ کر سب غم دور ہو جاتے تھے اکیلے پن کا احساس ختم ہو جاتا تھا ہر دکھ کا مداوا ہو جاتا تھا مگر آج تو اُس ذاتِ اقدس سے متعلق بھی غلط افواہیں پھیلی ہوئی ہیں۔

پھر اس حالت میں جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو قرار کس طرح آتا المختصر ادھر تو آپ کو والدِ گرامی کے غم نے گھائل کر رکھا ہے اور آپ کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جاتی ہے اور ادھر آپ کا پیغام لے کر جانے والی بی بی میدانِ اُحد میں پہنچ جاتی ہے۔

میدانِ اُحد کا دردناک نظارہ کرتے ہی اُس نیک بخت بی بی کی چیخ نکل گئی۔ سب سے پہلے شہداء کے جولا شے اُس نے دیکھے اُن میں اُس کے باپ کا لاشہ بھی تھا باپ کی لاش کو خون میں لت پت دیکھ کر دل میں ہوک اٹھی دل میں خیال آیا کہ باپ کی لاش پر سر رکھ کر ایک بار جی بھر کر رولوں مگر فوراً ہی جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا خیال آ گیا کہ وہ بھی اپنے باپ کے غم میں بیقراری کے عالم میں میرا انتظار کر رہی ہیں۔

یہ خیال آتے ہی نہایت تیزی سے قدم آگے کو بڑھنے لگے چند ہی قدم پر اُسے اپنے بھائی کا کٹا پھٹا لاشہ بھی نظر آ گیا بھائی کی لاش کو دیکھا تو

برفت و فاطمہ رضی اللہ عنہا قطراتِ حسرت بر رخساری بارید و بدر و تمام میگفت اے پدر مرا بغربت آوردی و در غمی داغ یتیمی بر جگر نہادی۔

اے دروغا مادرم خدیجہ زندہ بودی تا در بے کسی و یتیمی مرادوا کردی و زخم

تنہائی و غمی مرا مرہم نہادی۔

بے ساختہ سینے سے ایک دلدوز چیخ نکل گئی بہن کا رشتہ بھی عجیب رشتہ ہوتا ہے
بہن کوئی بھی ہوا اپنے بھائی کیلئے مجسمہ ایثار ہوتی ہے۔

بھائی بہن کو ملنے جائے تو اُسے یوں معلوم ہوتا ہے جیسے اُسے پوری
کائنات مل گئی ہے بہر حال جب اُس بی بی نے بھائی کی لاش کو دیکھا تو سینے
میں غم و آلام کی آندھیاں چلنے لگیں۔

جی میں آیا کہ دم بھر بھائی کی لاش سے چمٹ کر رولوں مگر جناب
سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کا پیغام یاد آ گیا محبت رسول اور وعدہ بنت رسول
بھائی کی محبت پر غالب آ گیا داہنی طرف نظر اٹھا کے دیکھا تو ایک اور ہی
کر بناک نظارہ نظر آیا۔

اُس کا لختِ دل اُس کی آرزوؤں اور اُمیدوں کا جہان اُس کا پیارا بیٹا

زنِ زیبانیہ روی بالکفر نہادہ می دوید و ہر کرامید یذخیر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم می پرسید و اور ابرادرو پسر ہر سہ در ملازمت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکفر رفتہ بودند
قصارا چوں بہ لشکر گاہ رسید کشتہ مرادید افتادہ نگاہ کرد برادرش بود شہید شدہ ہاں جا بخاک و
خون آگشتہ دیدہ بر ہم نہاد و بگزشت و با خود می گفت و حرام است بر من دیدہ روئے اوتار
وئے پیغمبر علیہ السلام را نہ بینم چوں قدر دیگر۔

برت بدرادید جان دادہ و بر خاک افتادہ ازو نیز در گذاشت۔

بعد ازاں پسرش در نظرش در آمد و ہنوز از حیات رمتے باقی داشت چوں مادر
را دید گفت اے مادر خوش آمدی کہ آرزو مند دیدار تو بودم زمانے پیش من بینش و ساعے
در برم آرام گیر تا گفتار تو بشنوم و دیدار تو بنگرم۔

خاک و خون میں تڑپ رہا ہے جسم پر تیروں اور تلواروں کے کئی گہرے زخم لگ چکے ہیں اور ہر زخم سے خون کے فوارے چھوٹ رہے ہیں بیٹے کو زندگی اور موت کی کشمکش میں دیکھا تو ماں کی ممتا جاگ اُٹھی۔

ایک لمحہ کے لئے اُٹھے ہوئے قدم رُک گئے بیٹے کی نگاہیں اُٹھیں اور اں جان کنی کے عالم میں ماں کے چہرے پر مرکوز ہو کر رہ گئیں کپکپاتے ہوئے ہونٹوں سے دھیمی سی آواز نکلی خوش آمدید امی جان آپ اچھے وقت پر تشریف لائیں میں اپنے خالق حقیقی کے حضور میں بہت جلد حاضر ہونے والا ہوں۔

پیاری امی چند لمحے میرے سامنے بیٹھ جائیے اور میرے ساتھ بیٹھی بیٹھی باتیں کریں تاکہ میں اس ظاہری حیات کے جو لمحے باقی ہیں آپ کا چہرہ تکتے تکتے اور آپ کی باتیں سُنتے سُنتے گزار لوں امی جان آپ میرے پاس ہوں گی تو مجھ پر نزع کی سختیاں آسان ہو جائیں گی۔

بیٹے کی حسرت ناک گفتگو سنی تو ماں کا کلیجہ پھٹنے لگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوا محسوس ہوا نگر پھر ایک دم سیدۃ النساء العالمین بنتِ رسول سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا باپ کے غم میں تڑپنا یاد آ گیا محبتِ رسول دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماں کی ممتا پر بھی غلبہ حاصل کر لیا اور اس پیکرِ عشق رسول اور سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی کنیز نے بیٹے کو مخاطب کر کے فرمایا۔

اے میری ممتاع عزیز اور اے شہیدِ مادر ماں دل تیرے فراق میں گریاں اور تیری محبت کی آگ میں بریاں ہے اے میرے لال تیرے

اس وقتِ آخر اور تیری محبت نے میرے دل میں غم و آلام کی آندھیاں چلا رکھی ہیں مگر میرے بیٹے میں مجبور ہوں میں دخترِ رسول علیہ السلام کو جس عالم میں چھوڑ کر آئی ہوں اُس کا تقاضہ یہی ہے کہ میں تجھے اس حال میں چھوڑ کر پہلے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کروں۔

میرے بیٹے دخترِ رسول میرا انتظار کر رہی ہیں کہ میں اُن کے باپ کی خبر اُن کو پہنچاؤں خدا حافظ میرے بیٹے خدا حافظ اس امتحانِ گاہِ عظیم سے گزر کر وہ نیک کردار بی بی چند قدم آگے بڑھی تو اُسے ایک جگہ چند آدمیوں کا جھرمٹ نظر آیا وہ لرزتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر اُس ہجوم تک پہنچ گئی۔

جا کر دیکھا تو آفتابِ رسالت ستاروں کے جھرمٹ میں ضیاءِ پاشی فرما رہے ہیں آپ کا چہرہ انور زخمی ہو کر یوں معلوم ہوتا ہے جیسے سورج پر گلاب کی پتیاں بکھری ہوئی ہوں آپ انتہائی غمزدہ ہیں اور صحابہ کرام بھی خاموش کھڑے حسرت زدہ نگاہوں سے سامنے پڑی ہوئی شہدائے کرام کی لاشوں کی زیارت کر رہے ہیں اسی عالم میں اُس بی بی نے آگے بڑھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں ہدیہ سلام پیش کیا اور پھر جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا گزرنے والی تمام حالت من وعن

زن گفت! اے عزیزِ مادر و اے شہیدِ مادر! مادر در فراقِ تو گریاں است و

بر آتش اشتیاقِ تو بریاں۔ اما دخترِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را جائے

بنشاندہ ام و استخبارِ حالِ پدرش آمدہ مومن ہنوز از سید عالم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم خبر نہ دارم و فاطمہ انتظارِ برودِ معدوم دار کہ قوتِ بنشستن نہ دارم

بیان کردی۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کے غم و آلام کی کہانی سنی تو آپ اور بھی پریشان ہو گئے اور اُس نیک بخت بی بی سے فرمایا کہ بی بی! جلدی جا اور میری بیٹی کو میری حیات کی بشارت دے اور اُسے ساتھ لے کر واپس آ جا۔

جناب سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کی اس کنیز نے جب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم سنا تو فوراً واپس آ گئی آ کر دیکھا تو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا باپ کے غم میں اسی طرح نڈھال ہیں اور زار و قطار رو رہی ہیں۔

اُس نے آتے ہی کہا یا بنتِ رسول آپ کو مبارک ہو میں آپ کے والدِ گرامی کی زیارت کر کے آئی ہوں اور وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آئیے آپ میرے ساتھ تشریف لائیں اور اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر کے ان آتشیں آنسو برسانے والی آنکھوں کو ٹھنڈک دیجئے۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے یہ مژدہ جانفزا سنا تو دل میں اٹھنے والے غموں کے طوفان فوراً تھم گئے پہلے تو چلنا آپ کو اس قدر

سید عالم از شعب بیرون آمدہ بود و در یائے علم ایستادہ و صحابہ گردا گرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صف کشیدہ زن پیش آمد و در قدم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افتاد و گفت! یا رسول اللہ پدر و پسر و برادر و جد و قبیلہ و تمامی عشیرہ ام خدائے تو باد سلام فاطمہ آوردہ ام و حالت او بحضرت تو عرض میکینم۔

دُشوار تھا کہ ایک قدم اٹھانے پر بھی چکر آجاتا تھا مگر اب شوقِ زیارت نے آپ کو ایسی قوت عطا کر دی کہ چند ہی لمحوں بعد آپ میدانِ احد میں پہنچ گئیں

ملاقاتِ مصطفیٰ ﷺ

جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا تیزی سے چلتی ہوئی زیبانیہ عورت کے ساتھ جب میدانِ کارزار میں پہنچیں تو والد محترم کو صحابہ کے جھرمٹ میں دیکھ کر آپ کے چہرہ انور پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب بیٹی کو تشریف لاتے دیکھا تو آپ صحابہ کرام کو وہیں چھوڑ کر آگے بڑھ آئے اور بیٹی کو آغوش میں لے لیا جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے باپ کے چہرہ انور کو خون آلود دیکھا تو تڑپ کر رہ گئیں اور زار و قطار رونے لگیں۔

آپ اس طرح ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھیں کہ حضور بھی بیتاب

ہوں حضرت فاطمہ رادید پیش او باز رفت و در کنار گرفت و فاطمہ بسیار گریست حضرت صلوة اللہ و سلامہ علیہ اور اسلی داد۔

حضرت فرمود تو اور ابجا گزاشتی زن تمام قصہ را شرح داد رسول اللہ گفت آے زن زود باز کرد و بشارت حیات من بہ اورساں و بے انتظارش نزد من آر۔ زن باز گشت و مرثدہ سلامت خواجہ بنا ظمہ رسانید و گفت کہ بخدائے کہ پدرت رادیدم ایتادہ و علم بر سر او بداشتہ۔ فاطمہ فرمود مرا پدر برساں و مرثدگانہ از من بتان او پیش گرفته بہ احد آورد۔

(روضۃ الشہداء ص ۶۰-۶۱) (روضۃ الشہداء ص ۶۱)

ہو گئے پھر آپ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ بیٹی صبر کرو ہمارے لئے صبر و شکر ہی مناسب ہے۔

حضور کے چہرہ انور سے خون ابھی تک بہ رہا تھا جسے آپ کپڑے میں جذب فرما رہے تھے تاکہ یہ خون مقدس زمین پر گرنے نہ پائے۔
مدارج النبوت وغیرہ میں ہے کہ اگر آپ کا خون زمین پر گر جاتا تو قیامت تک زمین نباتات پیدا کرنے کے قابل نہ ہوتی۔

بہر حال جناب سیدہ انتہائی اندوہ و غم کے عالم میں بہتے ہوئے خون کو روکنے کی تجاویز کرنے لگیں پہلے تو آپ نے باپ کے زخموں کو دھویا اس حالت میں آپ روتی بھی جارہی تھیں اور زخموں کو دھوتی بھی جارہی تھیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم لوٹے سے پانی بھی گرا رہے تھے اور اشک بھی برسار ہے تھے مگر پانی بہانے سے بھی خون بہنا بند نہ ہوا۔

یہ حالت دیکھ کر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی پریشانی میں مسلسل اضافہ ہوتا جا رہا تھا پھر آپ نے جلدی سے ایک کپڑا جلایا اور اس کی راکھ زخموں میں بھردی راکھ کا بھرنا تھا کہ خون بہنا بند ہو گیا اور آپ کو تھوڑا سا اطمینان نصیب ہو گیا۔

قارئین ذہن میں رکھیں کہ جلے ہوئے کپڑے کی راکھ بھرنے سے بہتا ہوا خون بند ہو جاتا ہے اور یہ جناب سیدہ کا مجرب نسخہ ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی طبی صلاحیتوں کی نشاندہی بھی کرتا ہے،

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۸۲۶)

قیامت کے دن کی ذمہ داری

زخموں میں راکھ بھرنے کے بعد جناب سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا نے اس زبانیہ عورت کی جو آپ کو ساتھ لائی تھی اپنے ابا جان کے حضور میں سفارش فرمائی آپ نے اس عورت سے پوچھا کہ اے نیک خاتون تو میری بیٹی سے کیا توقع رکھتی ہے جو مانگو گی دیا جائے گا تو اس عورت نے دست بستہ عرض کیا کہ اے تاجدار دو عالم صلی اللہ علیک وسلم بس میری یہی خواہش ہے کہ قیامت کے دن میری دستگیری فرمائی جائے اور مجھے فراموش نہ کیا جائے۔

آپ نے وعدہ فرمایا تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا! ابا حضور یہ اجازت چاہتی ہے تاکہ اپنے خاندان کے شہدا کے لاشے دیکھ سکے چنانچہ اسے اجازت مرحمت فرمادی گئی متن ہے۔

آنسو ہی آنسو

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی جناب صفیہ بنت عبد

لہ و بنواخت گفت اے پدر من ایس زن مژدگانے قبول کردہ ام؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از اں زن پرسید کہ از فاطمہ خیر توقع داری؟ گفت یا رسول اللہ چشم آں دارم کہ فردائے قیامت مراد ستگیر و از من فراموش نکنند! فاطمہ فرمود کہ یا رسول اللہ دستوری فرمائی کہ بر کشتگان خود روم کہ نیکس اند۔

(روضۃ الشہداء ص ۶۱)

المطلب بھی دیگر چند صحابیات کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہو چکی تھیں آپ کو اپنے بھائی سید الشہداء حضرت حمزہ ابن عبدالمطلب کی دردناک شہادت کا پتہ چل چکا تھا۔

آپ اپنے بھائی کا لاشہ دیکھنے کے لئے انتہائی بیتاب تھیں مگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب حمزہ رضی اللہ عنہ کا جسم انور ٹکڑوں کی صورت میں ملاحظہ کر چکے تھے اور آپ کو معلوم تھا کہ عورتیں چمنستان ہاشمی کے اس گُلِ رعنا کی بکھری ہوئی پتیاں دیکھ کر بیتاب ہو جائیں گی۔

اب جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے بھی اپنے محبت کرنے والے دادا کی آخری زیارت کرنے کا شدت سے اظہار کیا تو ان سب کو بھی جاں نثار رسول اور اسلام کے عظیم ترین مجاہد کے جسم اقدس کے ٹکڑے دکھا دیئے۔

لاشہ سید الشہداء کی زیارت کے بعد عورتوں کا جو حال ہوا بیان سے باہر ہے۔

جناب سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب کے دردناک مرثیوں اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے غم انگیز نالوں سے یوں معلوم ہوتا تھا جیسے میدانِ اُحد میں قیامت ٹوٹ پڑی ہے۔

مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۰۱ پر ہے کہ حضرت صفیہ حضرت حمزہ کے پاس آئیں وہ اور فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما نے لگیں اُن کے رونے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی زار و قطار رونے لگے اور فرمایا حمزہ ساتوں آسمان والوں کے بالآخر مایوسی کے عالم میں کچھ لوگ شہر کی طرف آئے اور

حجرہ بتول پر حاضر ہو کر تمام حالات سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو آگاہ کر کے عرض کیا۔

کرم کا مخزن سخا کا مرکز عطا سراپا جناب زہرا
نبی کی صورت نبی کی سیرت نبی کا نقشہ جناب زہرا

رسول اعظم پیاری دختر شہید اعظم کی پاک مادر
جناب شیر خدا کی بانو جناں کی ملکہ جناب زہرا

سراپا رحمت، سراپا راحت، سراپا عفت، سراپا عصمت
رسول اکرم کے دل کی ٹھنڈک بتول و عذرا جناب زہرا

ہے غیر ممکن کہ اُس کے در سے کوئی سوالی بھی آئے خالی
قسیم جنت، قسیم کوثر، قسیم دُنیا جناب زہرا

تمام حوریں کنیزیں اُن کی غلام اُن کے سبھی فرشتے
مگر چلاتی ہیں خود ہی چکّی بغیر شکوہ جناب زہرا

فدا ہے صائم غلام اُن پر درود اُن پر سلام اُن پر
ہیں میرا دونوں جہاں میں واللہ فقط سہارا جناب زہرا

سیدہ فاطمہ الزہراء کی شانِ قرآن

آیتِ مودّۃ

سرکارِ دو عالم تاجدارِ مدینہ مختار کائنات مالکِ ارض و سماوات احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے دُنیا میں تشریف لانے والے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خداوندِ قدوس سبحانہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہدایت تھی کہ اپنی اپنی اُمت کو ارشاد فرمائیں کہ ہم تم سے کوئی حق تبلیغ اور معاوضہ دعوت و ارشاد نہیں طلب کرتے چنانچہ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ارشاد فرمایا۔

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ

(سورۃ الشعراء آیت ۱۰۶)

(۱) وَيَقَوْمٍ لَا سَأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ

اور اے قوم میں تجھ سے اس پر مال طلب نہیں

کرتا میرا اجر تو اللہ پر ہی ہے۔

(سورۃ ہود آیت ۲۹، پارہ ۱۲)

(۲) وَمَا سَأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ

اور میں تم سے اس پر کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا

صلہ تو پروردگار عالمین کے ذمہ ہے۔

(سورۃ الشعراء آیت ۱۰۹)

اور سیدنا ہود علیہ السلام اپنی قوم کو اس طرح مخاطب فرماتے ہیں۔

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ هُوْدٌ

(۳) يُقَوْمِ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى

الَّذِي فَطَرَنِي

اے قوم میں اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا

میرا اجر تو اس کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔

(سورۃ ہود آیت ۵۱ پارہ ۱۲)

(۴) وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اور میں اس تبلیغ پر کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا اجر تو بس پروردگار

عالمین ہی کے ذمہ ہے۔

(سورۃ الشعراء آیت ۱۲۷)

اسی طرح سیدنا صالح علیہ السلام اپنی قوم کو اس طرح ارشاد فرماتے

ہیں۔

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ

(سورۃ الشعراء آیت ۱۲۲)

(۵) وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(سورۃ الشعراء آیت ۱۲۵)

اور میں اس پر تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا میرا صلہ تو بس تمام جہانوں کے پالنے والے کے ذمہ ہے۔

ایسے ہی حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق ہے۔

إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ لُوطُ أَلَا تَتَّقُونَ ۝

(سورة الشعراء آیت ۱۶۱)

(۶) وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(سورة شعراء آیت ۱۶۲)

اور میں تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا میرا اجر تو عالمین کے پروردگار کے

ذمہ ہے۔

اسی طرح شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم کو فرماتے ہیں۔

إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝

(سورة الشعراء آیت ۱۷۷)

(۷) وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

(سورة الشعراء آیت ۱۸۰)

اور میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا میرا صلہ تو بس پروردگارِ عالم

کے ذمہ ہے اور پھر جب امام الانبیاء اور خدا کے محبوب و مطلوب کی باری آئی

تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ مخصوص احکامات صادر فرما کر ان میں ترمیم و تبدیلی

فرمادی ارشاد باری تعالیٰ ہے محبوب آپ فرمادیں کہ ہم قرآن پر تم سے کوئی

اجر طلب نہیں کرتے۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِن هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ
لِّلْعَالَمِينَ ﴿٩٠﴾

(سورة الانعام آیت ۹۰)

آپ فرمادیں کہ ہم تم سے قرآن پر کوئی اجرت طلب نہیں کرتے اور نہ ہی بناوٹ کرنے والوں میں ہیں یہ قرآن تو جہانوں کے لئے نصیحت ہے۔

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ وَ مَا أَنَا مِنَ
الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٨٦﴾

(سورة ص آیت ۸۶)

آپ فرمادیجئے کہ ہم اس پر تم سے کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے اور نہ ہی بناوٹ کرنیوالوں میں ہیں یہ قرآن تو جہانوں کے لئے نصیحت ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ محبوب فرمادیجئے کہ ہم اپنی دعوت و تبلیغ کا تم سے ضرور معاوضہ طلب کریں گے اور وہ یہ ہے کہ تم ہمارے قریبیوں سے محبت کرو ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا ۖ إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۖ وَ
مَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ
شَكُورٌ ﴿٢٣﴾

محبوب فرمادیجئے کہ ہم تجھ سے اس پر کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتے مگر ہماری اہل بیت سے محبت کرو اور جو کوئی نیکی کرے گا تو ہم اس کی نیکی میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے بیشک اللہ بڑا بخشنے والا اور قہر دان ہے۔

(سورة الشوریٰ آیت ۲۳)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی ان ہر سہ آیات میں بظاہر تفاوت کا اظہار ہوتا ہے یعنی پہلی دونوں آیات میں ہے کہ تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور تیسری آیت میں ہے کہ ہم تم سے بدلہ مانگتے ہیں۔

لیکن حقیقت میں ان میں ہرگز ہرگز تفاوت نہیں جس کی پوری بحث آپ ہماری تصنیف مشکل کشاء جلد سوم میں ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں ہم صرف یہ بتائیں گے کہ یہ آیت کس کس کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

تفاسیر و احادیث کی کتب میں آتا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بارگاہ رسالت مآب میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے وہ کون قریبی ہیں جن سے موڈت و محبت کو ہمارے لئے واجب قرار دیا گیا تو امام الاوائلین والآخرین سر تاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا فاطمہ و علی و حسین اور ان چاروں کا ذکر کر کے فرمایا !

هُؤْلَاءِ اَهْلُ بَيْتِي

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا قَالُوا
يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ قَرَابَتُكَ هُوْلَاءِ الَّذِيْنَ وَجَبَتْ
عَلَيْنَا مَوَدَّتُهُمْ؟

قَالَ ! عَلِيٌّ وَ فَاطِمَةُ وَ وَلَدُهُمَا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ آپ

کے وہ اقرباء کون لوگ ہیں جن سے موڈت رکھنا ہمارے لئے واجب قرار دیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا علی فاطمہ اور ان کے بیٹے۔

دوسری روایت

دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ
قَرَّابَتُكَ وَالَّذِينَ نَزَلَتْ فِيهِمُ الْآيَةُ قَالَ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ
وَإِبْنَاهُمَا۔

(اشرف الموبد ص ۱۴۹) (انوار محمدیہ ص ۴۳۳) (زرقانی المواہب اللدنیہ ۷-۲)

(خازن معالم ص ۱۲۲ ج ۱۴) (ابن جریر ۱۴-۲۵) (مدارج ص ۱۰۵ ج ۴)

(کبیر ۳۹۰ ج ۷) (صواعق محرقہ ۱۱۸) (صاوی ۱۴۲ ج ۱) (حقانی ۱۱۸ ج ۲)

(جلالین مصری ص ۳۲ ج ۲) (تفسیر ابن عربی ص ۲۱۲ ج ۲)

مواہب اللدنیہ میں ہے کہ اہل بیت کی محبت مسلمانوں پر فرض ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے لئے مودۃ القربی کی آیت نازل فرمائی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ کہ

وَفَرَضَ مَحَبَّةَ جُنَّةِ أَهْلِ بَيْتِ الْمُعْظَمِ وَذُرِّيَّتِهِ فَقَالَ
اللَّهُ تَعَالَى (قُلْ لَا اسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي
الْقُرْبَى)

(انوار محمدیہ مواہب اللدنیہ ص ۴۳۳)

اسی آیت کریمہ کی شرح کرتے ہوئے امام اہل سنت علامہ نبھانی

رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک دوسری تصنیف الشرف المؤمن بد میں ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اہل بیت کا لٹا پٹا قافلہ یزید کے شیطانی دربار میں پہنچا تو امام زین العابدین کو ایک یزیدی شیطان نے کہا خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں قتل کیا اور تمہارا استیصال کر کے اس زمانے کے فتنے کو ختم کیا۔

وَعَنِ السَّيِّدِ بْنِ أَبِي الدُّيَمِ قَالَ لَمَّا جِئْتُ بِعَلِيِّ بْنِ
الْحُسَيْنِ أَسِيرًا أَوْ أُقِيمَ عَلَى دَرَجٍ دَمَشَقُ قَامَ رَجُلٌ
مِنْ أَهْلِهَا فَقَالَ ! الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي قَتَلَكُمْ وَ
اسْتَخْلَكُمْ وَقَطَعَ قَرْنَ الْفِتْنَةِ۔

اس کی خرافات سن کر امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے ارشاد

فرمایا۔

• کیا تم قرآن پڑھتے ہو ؟

قَالَ لَهُ عَلَى أَقْرَأَتِ الْقُرْآنُ ؟

اُس نے کہا ہاں !

قَالَ نَعَمْ

آپ نے فرمایا آلِ حامیم کو بھی پڑھا ہے؟

قَالَ قَرَأْتُ آلِ حَمَہ

اُس نے کہا قرآن تو پڑھتا ہوں۔

مگر آلِ حامیم نہیں پڑھی

قَالَ قَرَأْتُ وَلَمْ أَقْرَأِ آلِ حَمَہ

آپ فرمایا تم نے نہیں پڑھا

فَلَوْلَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَى

اس نے کہا تو یہ تمہارے لئے ہے؟

قَالَ فَإِنَّكُمْ لَأَيَّاهُمْ؟

آپ نے فرمایا! ہاں!

قَالَ نَعَمْ

(خصائص الکبریٰ ۱۴۰ ج ۱۳ الشرف المؤمن بد ۱۵۰)

علاوہ ازیں بھی کئی کتبِ تفاسیر و احادیث میں اس بات کی تائید موجود ہے کہ آیتِ قرابت میں جن لوگوں کی محبت فرض اور واجب قرار دی گئی ہے وہ مولائے کائنات حیدرِ کرار جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا جناب حسنین کریمین اور آپ کی اولاد پاکِ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں۔

پانچتن

ہیں کائناتِ حُسن کے انوار پانچ تن
خالق کا بیٹھال ہیں شہکار پانچ تن

اُن ہی کے دم سے رونقِ کونین ہے تمام
کونین کے ہیں مالک و مختار پانچ تن

ہیں مُصطفیٰ و مرتضیٰ زہرا حسن حسین
ہر جلوہ گاہِ نور کا سِنگار پانچ تن

خود جھیلتے ہیں جاں پہ ہزاروں مصیبتیں
کرتے ہیں دُور خَلق کے آزار پانچ تن

کانپے نصاریٰ چھوڑ کر بھاگے مہابہ
دیکھے جو آتے سامنے سرکار پانچ تن

صائم میں ایک کس طرح بخشانہ جاؤں گا
ہوں گے جو میرے حشر میں غمخوار پانچ تن

آیت کرامت

فَتَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ۗ إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ

الرَّحِيمُ ﴿٢٤﴾

پھر سیکھ لئے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بیشک وہی توبہ قبول کرنے والا ہے۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ کی تفسیر فرماتے ہوئے جگر گوشہ رسول سیدنا

امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا

سلام اللہ علیہما جنت میں تشریف فرما تھے کہ ان کے پاس جبریل علیہ السلام

حاضر ہوئے اور ان دونوں کو زروسیم کے بنے ہوئے ایک محل میں لے گئے۔

وہاں ایک یا قوت کا بنا ہوا تخت بچھا ہوا تھا اور اس پر ایک نور کا قبہ

رکھا ہوا تھا اس قبہ میں ایک نورانی صورت تھی جس کے سر پر تاج اور کانوں

میں مروارید کے گوشوارے اور گردن میں نور کا گلوبند تھا۔

دونوں نے اس نورِ عظیم کو دیکھا تو اس قدر متعجب و متحیر ہوئے کہ ایک

دوسرے کو بھول گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ کس کی صورت ہے۔

ارشاد ہوا کہ یہ سیدہ فاطمہ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا ہیں اور تاج ان کے

والد گرامی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور گلوبند ان کے

شوہر جناب علی المرتضیٰ ہیں اور گوشوارے ان کے صاحبزادے جناب حسن و

حسین علیہما السلام ہیں۔

پھر حضرت آدم علیہ السلام نے قبہ کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اس میں پانچ نام نور سے لکھے ہوئے تھے اور لکھا تھا کہ

أَنَا الْمُحْمَدُ وَهَذَا مُحَمَّدٌ

میں محمود ہوں یہ محمد ہیں

أَنَا الْأَعْلَى وَهَذَا عَلِيٌّ

میں اعلیٰ ہوں یہ علی ہیں

أَنَا الْفَاطِمَةُ وَهَذِهِ الْفَاطِمَةُ

میں فاطمہ ہوں یہ فاطمہ ہیں

أَنَا الْمُحْسِنُ وَهَذَا الْحَسَنُ

میں محسن ہوں یہ حسن ہیں

الْإِحْسَانُ مِنِّي وَهَذَا الْحُسَيْنُ

مجھ سے احسان ہے یہ حسین ہیں

پھر جبریل علیہ السلام نے عرض کیا اے آدم آپ ان ناموں کو یاد فرمائیجئے کیونکہ آپ کو ان کی ضرورت ہوگی پھر جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت الفردوس کی نور بیز فضاؤں کو چھوڑ کر زمین پر آنا پڑا تو تین سو برس تک روتے رہے بالآخر ان مقدس اسماء عالیہ کے وسیلہ سے دعا کی اور کہا کہ

اللَّهُمَّ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَحَسَنِ وَ

الْحُسَيْنِ يَا أَعْلَى وَيَا فَاطِمَةَ وَيَا مُحْسِنُ -

مجھے بخش دے اور میری توبہ قبول فرمालے

حضرت آدم علیہ السلام یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ حضرت جبریل

علیہ السلام نے حاضر ہو کر خدا تعالیٰ کا سلام کیا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے اے آدم اگر آپ نے اس وسیلہ سے اپنی تمام اولاد کی بخشش طلب کی ہوتی تو ہم بخشش دیتے۔

(نزہۃ المجالس ص ۲۳۲-۲)

ازلی طہارت

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہم خلقت آدم سے دو ہزار برس پہلے خدا تعالیٰ کی تمہید و تقدیس کرتے تھے پھر جب آدم علیہ السلام کو بنایا گیا تو ہم دونوں کو ان کی پشت میں جاگزیں فرمایا گیا۔

پھر ہم اصلاب پاکیزہ اور ارحام طیبہ میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ ہم حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی پشت مبارک میں تشریف لے آئے اور پھر وہ نور دو حصے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پشت مبارک میں منتقل کیا گیا اور ایک حصہ حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کی پشت مبارک میں منتقل ہو گیا اور پھر وہ نور مبارک مجھ سے اور علی سے میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا میں مجتمع ہوا پس حسن و حسین خدا تعالیٰ کے دونور ہیں۔

(نزہۃ المجالس ۲۳۱ ج ۲ مطبوعہ مصر)

آیتِ مباہلہ

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہلِ بخران کو ایک مکتوبِ عالیہ بھیجا کہ اسلام قبول کر کے خداوندِ قدوس کی الوہیت اور رسالتِ مصطفائی کا اقرار کر لیں چنانچہ اہلِ بخران نے اپنے علماء وغیرہ پر مشتمل چودہ افراد کا ایک وفد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیج دیا کہ جا کر ان سے مناظرہ کریں۔

چنانچہ عیسائیوں کا یہ وفد جب جناب رسالت مآب علیہ التَّحیات والتَّسلیمات کے پاس مسجدِ نبوی میں پہنچا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف کوئی التفات نہ فرمایا بلکہ ان کی طرف سے منہ پھیر لیا اس لئے کہ ان کے ہاتھوں میں ایک تو سونے کی انگوٹھیاں پہنی ہوئی تھیں دوسرے ان کے تہبند ایڑے کے نیچے زمین پر گھسٹ رہے تھے اور تیسری وجہ یہ کہ ان کے لباس ریشمی تھے

وَكَتَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِلَى
أَهْلِ النَّجْرَانَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ وَفَدَاهُمْ أَرْبَعَةَ عَشْرَةَ
رَجُلًا مِنْ أَشْرَافِهِمْ فَقَامُوا يُصَلُّونَ فِي الْمَسْجِدِ نَحْوَ
الْمَشْرِقِ فَدَخَلُوا الْمَسْجِدَ عَلَيْهِمْ ثِيَابُ الْحِجْرَةِ
أَرْوِيَةَ مَلْفُوفَةً بِالْحَرِيرِ ثُمَّ أَتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَأَعْرَضَ عَنْهُمْ وَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ -

(دلائل النبوة ۲۹۸ ج ۱ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۸)

(طبقات ج ۱ ص ۳۵ معارج النبوت ۲۵۰)

جب وہ لوگ مسجد نبوی سے باہر نکلے تو راستے میں انہیں سیدنا عثمان غنی و حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہما ملے جو ان کو جانتے تھے وہ آگے بڑھے انہوں نے کہا تم لوگوں نے ہمیں خود ہی خط بھیجا تھا اور پھر جب تمہاری دعوت پر حاضر ہوئے اور سلام کہا تو ہمیں جواب تک نہیں دیا گیا۔ ہم نے ہر ممکن کوشش کی کہ ہمارے ساتھ گفتگو کی جائے مگر آپ کے نبی نے بالکل سکوت فرمائے رکھا لہذا ہمیں بتایا جائے کہ ہم لوگ واپس اپنے ملک کو چلے جائیں یا ٹھہرے رہیں یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بھی تشریف لے آئے۔

حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہما نے ان کو اس صورتِ حال سے آگاہ کیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے انہیں مشورہ دیا کہ یہ لوگ اپنی طلائی انگوٹھیاں اور ریشمی لباس اتار کر دوسرا لباس پہن کر جائیں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے گفتگو ضرور فرمائیں گے۔

فارسی متن ملاحظہ ہو۔

آل گروہی از مسجد بیرون رفتند امیر المؤمنین عثمان و عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہما پیدا شدند۔ بنا بر سبقت و معرفتی کہ بایشان داشتند از ایشان پرسیدند کہ شما مکتوبے از برائے نوشته مارا دعوت کردہ اید و ما آمدیم و تحیت و سلام بجا آوردیم جواب نشدیدم ہر چند سخن کردیم بجز سکوت چیزے ندیدیم۔ انوں مصلحت شما چیست باز گردیم بد یا خود یا توقف کیلینم؟

چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مشورہ پر عمل کرتے ہوئے وہ لوگ جب دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق گفتگو شروع کر دی۔

انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ عام لوگوں کی طرح پیدا نہیں ہوئے اور بغیر باپ کے پیدا ہوئے اس لئے خدا کے بیٹے ہیں۔

امام الانبیاء تاجدار مدینہ فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کے حکم سے انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی مثال دے کر فرمایا کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے اور بغیر ماں کے پیدا فرمایا اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں ان میں شک نہ کرو۔

اگرچہ عیسائیوں کو اس کے بعد جواب تو کوئی نہ آیا مگر وہ اپنی ضد پر اڑے رہے تو خدا تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور حکم دیا کہ محبوب ان سے فرما دیجئے کہ آؤ آپس میں مباحلہ کر لیں تاکہ حق و باطل کی تمیز ہو جائے قرآن پاک میں یہ واقعہ اس طرح آتا ہے۔

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِنْدَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ ۖ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ

دریں مجلس امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر بود۔ عثمان و عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہم خطاب کردند کہ یا ابوالحسن رائے تو دریں باب چیست؟ گفت رائے من ایس است کہ ایس جا مہائے ریشمین و انجشتری ہائے زریں از خود دور کنند۔ جا مہائے متعارف در پوشند آنگاہ بمجلس آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در آئند

(معارج النبوت ص ۶۰۶ ج ۴)

ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٥٩﴾ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُنْ

مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٦٠﴾

عیسیٰ کا قصہ اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اسے مٹی سے بنایا پھر فرمایا ہو جاتا تو وہ فوراً ہو جاتا ہے اے سننے والے یہ تیرے رب کی طرف سے حق ہے تو شک والوں میں سے نہ ہونا۔

(سورۃ آل عمران آیت ۵۹-۶۰)

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ
تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَ
أَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ۗ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ
عَلَى الْكٰذِبِينَ ﴿٦١﴾

ترجمہ! پھر اے محبوب جو آپ سے عیسیٰ کے بارے میں حجت کرتے ہیں بعد اس کے کہ تمہیں علم آچکا تو ان سے فرمادو کہ آؤ ہم تم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

(سورۃ آل عمران آیت ۶۱)

تفاسیر میں آتا ہے کہ عیسائیوں کو خدا تعالیٰ کا یہ فرمان سنا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ بیٹی تیار ہو جائیے چادر تطہیر کو اچھی طرح اپنے جسم پر لپیٹ لو میرے نواسوں حسن و حسین کو بھی ساتھ لے لو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا روائے اقدس اوڑھ کر تیار ہو گئیں تو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا

علی تو بھی تیار ہو جاؤ۔

چنانچہ سب لوگ تیار ہو کر سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حجرہ منورہ سے باہر آگئے کس شان کا یہ قافلہ نور ہے اور کس شان سے چلا جا رہا ہے تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسین علیہ السلام کو گود میں اٹھا رکھا ہے اور حضرت حسن علیہ السلام کو انگلی سے لگایا ہوا ہے جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے باپ کی کملی کے پلو کو تھام رکھا ہے اور جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جناب سیدہ کی ردائے پاک کا کونہ پکڑ رکھا ہے۔

سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر پاؤں رکھتی ہیں اور جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نشانِ قدم پر اپنا پاؤں رکھتے ہیں اور یوں سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نقشِ قدم کو بھی پردہ دیا جا رہا ہے کہ اگر زمین دیکھے تو اُسے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقشِ قدم نظر آئیں اور اگر آسمان دیکھے تو اسے جناب حیدر کرار کے نقشِ قدم نظر آئیں بہر حال یہ قافلہ نور اسی تقدیس و عظمت کے ساتھ چند قدم اور آگے بڑھتا ہے پھر ایک مقام پر تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آلِ عبا کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جب ہم دعا مانگیں تو تم سب مل کر آمین کہتے رہنا۔

قَدْ اخْتَضَنَ الْحَسَنُ وَ أَخَذَ بِيَدِ الْحُسَيْنِ وَ فَاطِمَةَ
تَمَشَى خَلْفِهِ وَ عَلِيًّا يَمْشِي خَلْفَهَا وَ يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَعَوْتُ فَأَمِّنُوا۔

(تفسیر کبیر ۲-۷۰۰ بیضادی ج ۱ ص ۶۴ نور الابصار ۱۱۱)

(سیرت رسول عربی ۳۶۱)

تحقیق آپ نے حسن کی اُنگلی پکڑی اور حسین کو گود میں اٹھایا آپ کے پیچھے جنابِ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا تھیں اور حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پیچھے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے ان کو مخاطب کر کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب ہم دُعا مانگیں تو آمین کہنا بہر حال جب یہ قافلہ نور و تقدیس چند قدم اور آگے بڑھا تو عیسائیوں کے بڑے پادری اسقف نے کہا کہ اے میری قوم ان لوگوں سے مباہلہ نہ کرنا میں ان میں وہ صورتیں دیکھ رہا ہوں کہ اگر انہوں نے تمہارے لئے بددعا کر دی تو قیامت تک کوئی عیسائی روئے زمین پر نہیں رہے گا۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اللہ سے سوال کر دیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو یقیناً پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔

قَالَ اسْقَفُ يَا مَعْشَرَ النَّصَارَى إِنِّي لَأَرَى وَجُوهًا لَوْ
سَأَلُوا اللَّهَ أَنْ يَزِيلَ جَبَلًا مِنْ مَكَانِهِ لَا زَالَهُ فَلَا
تَبْتَهُلُوا فَتَهْلِكُوا وَلَا يَبْقَى عَلَى الْأَرْضِ نَصْرَانِي إِلَى يَوْمِ
الْقِيَامَةِ

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۸۲) (معارف ج ۴ ص ۲۵۰) (نور الابصار ص ۱۱۱)

کہا اسقف نے اے گروہِ نصاریٰ میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اللہ سے سوال کر دیں کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو یقیناً ٹل جائے گا۔ پس ان کے ساتھ مباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی عیسائی دُنیا میں باقی نہیں رہے گا۔

چنانچہ عیسائیوں نے جب اپنے سردار کا مشورہ سنا تو مباہلے سے رُک گئے اور معذرت طلب کر لی۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے اہلِ نجران کی تباہی یقینی تھی اور اگر ہم ان پر لعنت کر دیتے تو ان کی صورتیں مسخ ہو جاتیں وہ بندر اور سُور بن جاتے ان کے شہروں پر آگ برستی اہلِ نجران جل کر رکھ ہو جاتے حتیٰ کہ پرندے اور درخت بھی جل جاتے اور تمام عیسائی ہلاک ہو جاتے۔

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الْعَذَابَ تَدَلِّي أَهْلَ النَّجْرَانَ
وَلَوْلَا عَنَّا لَسَخُوا قِرْدَةً وَخَنَازِيرًا وَلَا ضَظْرَمَ عَلَيْهِمْ
الْوَادِي نَارًا وَلَا سِتًّا صَلَّى اللَّهُ نَجْرَانَ وَ أَهْلَهُ حَتَّى
الطَّيْرَ عَلَى الشَّجَرِ وَلَمَّا حَالَ الْحَوْلِ عَلَى أَنْصَارِي
كُلُّهُمْ حَتَّى هَلَكُوا۔

(خازن ج ۱ ص ۱۶۳ نور الالبصار ۱۱۱)

اگرچہ یہ بات مُباہلے سے پہلے ہی ختم ہو گئی تاہم اس آیت کریمہ کے نزول پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتخاب سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کو اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے کس قدر محبت اور تعلق ہے بعض خارجی لوگ یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ عیسائیوں کے ساتھ ان کے بال بچے نہیں تھے اس لئے نہ تو یہ مُباہلہ ہو اور نہ ہی رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ و علی اور حسن و حسین علیہم السلام کا انتخاب کیا۔ یہ ان کی دلیل قطعی طور پر ناقص ہے جس کی مکمل بحث ہماری زیرِ طبع کتاب شہید ابن شہید حصہ دوم میں ملاحظہ کریں اس مقام پر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند ایسے حوالہ جات درج کر دیئے جائیں جس سے اس مقدس انتخابِ رسول کا سراغ مل سکے۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ
هَذِهِ الْآيَةُ فَقُلْتُ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ
دَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا
وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللَّهُمَّ هُوَ لَاءِ أَهْلِ
بَيْتِي -

(مسلم شريف ج ۲ ص ۲۷۸) (ترمذی ج ۱ ص ۲۳۶ ج ۲ ص ۱۴۶)
(رياض النظره ج ۲ ص ۲۳۸) (المستدرک ج ۱ ص ۵۹۴ ج ۳ ص ۱۵۰)
(مظاہر حق ج ۴ ص ۱۴۱) (اشعة اللمعات ج ۴ ص ۶۸۲)
(شرح شفا ج ۳ ص ۲۶۷) (صواعق محرقه ۱۰۷)

قَالَ شُعْبَةُ عَنْ جَابِرٍ وَانْفُسَنَا وَانْفُسَكُمْ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعَلَى رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
وَابْنَاءَنَا وَابْنَاءَكُمْ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا

وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا
(دلائل النبوة، ج ۱: ص ۲۹۸) (در منشور ج ۲: ص ۳۸)

أَبْنَاءَنَا الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَنِسَاءَنَا فَاطِمَةَ وَانْفُسَنَا
عَنْ نَفْسِهِ وَعَلِيًّا -

(معالم التنزيل ج ۱ ص ۱۲۳) (خازن ج ۲ ص ۱۶۴)
(تفسير ابن كثير ج ۱ ص ۱۷۱) (تفسير كبير ج ۲ ص ۳۷۱) (فتح الباري ج ۶ ص ۵۳)
(تفسير ابوسعود ج ۲ ص ۲۶۹۸) (تفسير عرائس البيان ج ۲ ص ۲۵۱)
(زاد المعاد ج ۱ ص ۱۴۶۱) (تفسير مدارك ج ۱ ص ۱۶۱) (نور الابصار ص ۱۱۱)
(تفسير نعیمی ج ۳ ص ۱۳۷) (روح المعانی)

ان چاروں کے لئے فرمایا !

اللَّهُمَّ هُوَ لَاءِ أَهْلُ بَيْتِي

آیتِ مباہلہ نازل ہوئی تو سرکارِ دو عالم نے ان

چاروں کا انتخاب کر کے فرمایا۔

اللَّهُمَّ هُوَ لَاءِ أَهْلُ بَيْتِي

آیتِ تطہیر اتری تو آپ نے ان چاروں کو کملی میں چھپا کر فرمایا۔

اللَّهُمَّ هُوَ لَاءِ أَهْلُ بَيْتِي

آیتِ طہارت

قرآن مجید سورۃ احزاب میں خالق کائنات اللہ جل شانہ و اعظم برہانہ نے اپنے محبوب و مطلوب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر آلودگی کو دور کر کے خوب اچھی طرح پاکیزہ کر دے آیت کریمہ ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ
يُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا ﴿۳۱﴾

(الاحزاب آیت ۳۳ پارہ ۲۲)

آیت کریمہ کے شان نزول سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لئے نازل ہوئی ہے اس آیت کریمہ سے پہلے یہ آیت پاک ہے۔

يُنِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ
فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْبَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرِضٌ وَ
قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا

اے نبی کی بیویو تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو جبکہ تم تقویٰ اختیار کر رکھو تو تم گفتگو میں نرمی مت اختیار کرو کہ (اس سے) ایسے شخص کو خیالِ فاسد پیدا ہونے لگتا ہے جس کے دل میں بیماری ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۳۲)

اختیارِ مصطفیٰ

پہلی آیت کریمہ سے صاف اور واضح طور پر پتہ چل جاتا ہے کہ یہاں حضور کی ازواجِ مطہرات کا ہی ذکر کیا جا رہا ہے مگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لامتناہی اختیارات ملاحظہ فرمائیں کہ جب آیتِ تطہیر کا نزول ہوا تو آپ نے حیدر کرار جنابِ سیدہ فاطمہ الزہرا جنابِ حسن و حسین علیہم السلام کو بلا کر اپنے دائیں بائیں اور آگے بٹھا کر اپنی مبارک کمرلی میں سب کو چھپا لیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں تو ان سے ہر آلودگی کو دور کر دے اور انہیں خوب اچھی طرح پاکیزہ فرما دے۔

ہم آئندہ اوراق میں کتبِ تفاسیر و احادیث سے حضور کی اس تخصیص کے بارے میں روایات پیش کریں گے۔

ان سے پہلے آپ یہ دیکھیں کہ اس آیتِ کریمہ کا جنابِ علی و فاطمہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم پر اطلاق درست ہو تو کیا وہ اس آیتِ کریمہ کے نزول سے پہلے بھی طیب و طاہر تھے یا نہیں؟

اور دوسرے یہ معلوم کرنا ہے کہ آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے پاک کرنے کے ارادے کا جو اظہار فرمایا ہے تو کیا اس ارادہ کی تکمیل بھی ہوئی یا نہیں؟

چنانچہ پہلے سوال کے متعلق محدثینِ کرام نے جو لکھا ہے ان متعدد اقوال کا خلاصہ سیدنا و شیخنا حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل مہبانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ

لَإِنَّ إِكْرَامَهُ لَيْسَ لِفِسْقِهِ وَإِنَّمَا هُوَ لِعَنْصَرَةِ الظَّاهِرِ
وَنَسَبِهِ الظَّاهِرِ وَفَسَقَ أَحَدُهُمْ لَا يُخْرِجُهُ عَنْ بَيْتِ
النَّبُوَّةِ۔

ترجمہ! اس لئے کہ اہل بیت کا اکرام ان کے فسق کی وجہ سے نہیں
بلکہ ان کے پاکیزہ اصل اور روشن نسب کی وجہ سے ہے اور ان میں
کسی کا فسق کرنا اس کو نبوت کے گھرانہ سے خارج نہیں کرتا۔

(الشرف المؤمن ۱۱)

اعزاز و اکرام کے لئے

اس سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نزول آیت سے پہلے بھی طیب و طاہر اور پاک و صاف تھے اس آیت
پاک میں محض ان کا اعزاز و اکرام بڑھانا مقصود ہے اور ان کی طہارت و
پاکیزگی پر خدا تعالیٰ نے مہر لگائی ہے۔

اللہ کا ارادہ

دوسرا سوال یہ تھا کہ کیا خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا تھا وہ پورا ہوا یا
نہیں تو اس کے متعلق قرآن کریم ہی میں یہ وضاحت موجود ہے کہ جب اللہ
تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ فرمالتے ہیں تو وہ ہو جاتی ہے گو یا ارادہ خداوندی کا
مقصد ہی یہ ہے کہ جو چاہا ہے وہ ہو جائے۔

إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

(سورة النحل آیت ۴۰)

جس چیز کا ہم ارادہ فرمائیں اُس سے ہمارا فرمانا یہی ہوتا ہے کہ ہو
جاتو فوراً ہو جاتی ہے۔

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۸۲﴾

(سورۃ یسین آیت ۸۲)

وہ تو بس جب کسی چیز کا ارادہ فرماتا ہے کہتا ہے ہو جاتو

وہ ہو جاتی ہے۔

ان آیاتِ مقدسہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت
مصطفیٰ کی تطہیر کا ارادہ فرمایا تو وہ ہو گئی اور چونکہ ارادۃ الہی ازلی وابدی ہے
اس لئے طہارتِ اہل بیت ازلی وابدی ہے یعنی نزولِ آیت سے پہلے بھی یہ
لوگ طیب و طاہر اور پاک تھے اور یہ طہارت جرم گناہ اور فسق و فجور کی نفی
کے علاوہ بھی ہر قسم کی نجاست کی نفی کرتی ہے۔

چنانچہ امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں !

يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى! إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ
السُّوْءَ وَالْفَحْشَاءَ يَا أَهْلَ مُحَمَّدٍ (وَيُطَهِّرْكُمْ) مِنَ
الدَّنَسِ الَّذِي يَكْسُونَ فِي مَعَا صِي اللَّهِ (تَطْهِيرًا)
فَهُمْ أَهْلُ بَيْتِ طَهْرٍ هُمْ اللَّهُ مِنَ السُّوْءِ وَ خَصَّهُمْ
بِرَحْمَتِهِ مِنْهُ

یعنی خدا تعالیٰ کا تو یہی ارادہ ہے کہ تم سے برائی اور فحاشی کو
دور فرمادے اے محمد کے گھر والو اور تمہیں ہر قسم کی میل کچیل
سے پاک کر دے اور گناہوں سے تطہیر کر دے۔ پس اللہ

تعالیٰ نے اہل بیت کو برائیوں سے پاک کر دی اور ان کے لئے اپنی رحمت مختص فرمائی۔

(تفسیر ابن جریر جلد ۲۲ ص ۱)

حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَطِيَّةَ وَالرَّجْسُ اسْمٌ يَقَعُ عَلَى الْإِثْمِ وَالْعَذَابِ وَعَلَى النَّجَاسَاتِ وَالنَّقَائِصِ وَقَالَ الْإِمَامُ نُوَوِي قِيلَ هُوَ شَكٌّ وَقِيلَ الْعَذَابُ وَقِيلَ الْإِثْمُ۔

قَالَ الزُّهْرِيُّ الرَّجْسُ اسْمٌ لِكُلِّ مُسْتَقْدِرٍ مِنْ عَمَلٍ وَغَيْرُهُ۔

ترجمہ! ابن عطیہ فرماتے ہیں کہ رَجْس اسم ہے جو گناہ عذاب نجاستوں اور نقائص پر بولا جاتا ہے۔

اور امام نووی فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے کہا ہے کہ شک کو بھی رَجْس کہتے ہیں بعض نے عذاب اور بعض نے اس کے معنی گناہ کے بھی کئے ہیں۔

اور زہری فرماتے ہیں کہ ہر عملی گندگی اور جس چیز کو برا سمجھا جائے اُسے رَجْس کا نام دیتے ہیں۔

(الشرف الموبد ص ۱۱)

ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل بیت مصطفیٰ ہر قسم کے ار جاس و انجاس فسق و فجور گناہ عذاب سے قطعی طور پر پاک ہیں اور ہر قسم کی ناپاکی سے مبرا اور نقائص سے پاک ہیں اب اس آیت کی جو تفسیر قولاً و فعلاً

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے وہ ملاحظہ فرمائیں۔

انتخابِ مُصطفیٰ

وَرُوِيَ أَحْمَدُ وَطَبْرَانِي عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ:
قَالَ ! رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَنْزَلَتْ
هَذِهِ الْآيَةَ فِي خُصَّةٍ فِيَّ ، وَفِي عَلِيٍّ ، وَحَسَنِ ، وَ
حُسَيْنٍ ، وَفَاطِمَةَ ..

ترجمہ! روایات بیان کی احمد و طبرانی نے ابو سعید خدری سے کہا کہ
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ یہ آیت پنجتن کے
بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی میرے علی حسن حسین اور فاطمہ کے
بارے میں۔

(الشرف الموبد ص ۱۱)

علاوہ ازیں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ
آیت پاک میرے گھر میں نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حضرت فاطمہ الزہرا حضرت حسن و حسین اور حضرت علی کو بٹایا اور ان سب کو
کملی میں لیکر خدا تعالیٰ کے حضور میں دعا فرمائی یا اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں
تو ان سے ہر آلودگی کو دور کر کے خوب پاکیزہ فرما دے۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا قَالَتْ فِي بَيْتِي
نَزَلَتْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ
الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۖ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ وَحَسَنَ وَحُسَيْنَ فَجَعَلَهُمْ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ
 تَبَيَّنَ لِي فِي بَيْتِ الْكِبَرِيِّينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي بَيْتِ الْكِبَرِيِّينَ
 وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ذَلِكَ إِذْ سَأَلْنَا
 مَكَانَكَ عَنْ خَيْرٍ

وَمَا رَأَيْتُمْ مِنْ عَرَبٍ شَرٌّ مِنْهُ

ذَلِكَ إِذْ سَأَلْنَا
 فَجَدَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ
 فَقَالَ إِنَّكَ مِنْ كَرَامَةِ
 وَسَمِعَ عَمْرُو خَيْرٍ

یہ روایت انھوں نے معجموں میں تہذیب کے تفسیر و حدیث کی تمام کتاب
 معجموں میں موجود ہے۔

چنانچہ محدثین فرماتے ہیں کہ تحقیق یہ روایت مستند طریق صحیح سے
 ثابت ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چاروں نفوسِ قدسیہ کو
 کسلی میں چھپا کر آیتِ تطہیر کی تلاوت بھی کی اور دعا بھی مانگی۔

وَقَدْ ثَبَتَ مِنْ طَرُقٍ عَدِيدَةٍ صَحِيحَةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جَاءَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ وَفَاطِمَةُ وَ
 حَسَنٌ وَحُسَيْنٌ قَدْ أَخَذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِيَدِ حَقِي

دَخَلَ فَأَذِنَ عَلِيًّا وَ فَاطِمَةَ وَ اجْلَسَهُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ
 اجْلَسَ حَسَنًا وَ حُسَيْنًا كُلًّا وَ احْدَى عَلَى فَخِذِهِ ثُمَّ لَفَّ
 عَلَيْهِمْ كِسَاءً ثُمَّ تَلَا هَذِهِ الْآيَةَ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ
 لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمُ
 تَطْهِيرًا ۝

ان روایات کے ساتھ ہی اس آیت کے ضمن میں یہ روایات بھی
 موجود ہیں کہ آیت کریمہ کے نزول کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 اپنی مقدس بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرا کے گھر پر فجر کی نماز کو جاتے وقت آواز دیا
 کرتے تھے اے اہل بیت نماز کے لئے اٹھو اور ساتھ ہی تلاوت فرماتے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ
 يُطَهِّرَكُمُ تَطْهِيرًا ۝

بعض روایتوں میں یہ لفظ بھی آتے ہیں کہ پہلے آپ السلام علیکم و
 رحمة اللہ وبرکاتہ فرماتے اور نماز کے لئے ارشاد فرما کر آیت تطہیر تلاوت
 فرماتے کچھ روایتوں میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بیٹی
 فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گھر پر چالیس روز یہ آواز دیتے رہے۔
 بعض میں سات ماہ اور بعض میں آٹھ مہینوں کا ذکر آتا ہے کہ صبح کی
 نماز کے وقت بیٹی فاطمہ کے گھر پر فرمایا کرتے تھے۔

پہلی روایت

الصَّلَاةُ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ وَ رُوِيَ مِنْ طُرُقٍ عَدِيدَةٍ حَسَنَةً
 وَ صَحِيحَةً عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ هَذِهِ الْآيَةِ
يَمُرُّ بِبَيْتِ فَاطِمَةَ إِذَا خَرَجَ إِلَى صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ :
الصَّلَاةُ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمْ
الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝
اور روایت بیان کی متعدد صحیح اور حسن طرائق سے حضرت انس رضی
اللہ عنہ نے کہ اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم جب فجر کی نماز کے لئے نکلتے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
کے گھر پر آواز دیتے یا اہل بیت نماز پڑھتے اور اللہ تو یہی چاہتا
اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر آلودگی دور کر کے تمہیں خوب پاکیزہ
کردے۔

(الشرف الموبد ۱۲)

دوسری روایت

وَعَنْ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ جَاءَ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا يَعْنِي بَعْدَ نُزُولِ هَذِهِ
الْآيَةِ إِلَى بَابِ فَاطِمَةَ يَقُولُ "السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ
الْبَيْتِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ الصَّلَاةُ رَحِمَكُمْ اللَّهُ
إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمْ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ
يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝

اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اس آیت کے نزول کے بعد چالیس صبحیں حضرت فاطمہ

الزہرا کے دروازہ پر آ کر فرمایا کرتے اے اہل بیت سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں نماز پڑھئے اللہ تم پر رحم فرمائے اللہ تو یہی چاہتا ہے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر آلودگی دور کر کے تمہیں نکھار دے۔

(الشرف المؤمن بد ۱۲)

تیسری روایت

وَعَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَفِي رِوَايَةٍ ثَمَانِيَةَ أَشْهُرٍ
وَ هَذَا نَصٌّ مِنْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَنَّ
الْمُرَادَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ هُمُ الْخَمْسَةُ۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ آپ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر سات ماہ تک یہ آیت تلاوت فرماتے رہے اور سلام پڑھتے رہے۔

(الشرف المؤمن بد ۱۲)

اہلبیت سے مراد پانچ ہیں

اور دوسری روایت میں ہے کہ آٹھ ماہ تک آپ نے فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے گھر پر یہ آیت تلاوت فرمائی اور یہ اس پر نص ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت میں اہل بیت میں سے مراد پانچ ہی ہیں آیت تطہیر کے متعلق جو روایات اب تک پیش کی گئی ہیں وہ الشرف المؤمن بد لال محمد کے علاوہ جن کتب میں موجود ہیں ان میں سے چند یہ

ہیں۔

(الاصابة في معرفة جلد چہارم ۳۶) (المستدرک للحاکم جلد سوم ۲۳۶)

(صواعق محرقہ ۱۰۲) (نور الابصار ۱۱۱) (خصائص کبریٰ جلد دوم ص ۲۶۳)

(ترمذی شریف جلد دوم ۲۲۷) (اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم ۶۸۱)

(اسد الغابہ جلد دوم ۱۲ جلد پنجم ص ۵۲) (تفسیر خازن جلد سوم ۲۵۹)

(تفسیر معالم التنزیل جلد دوم ۲۵۹) (تفسیر حسینی جلد دوم ۱۶۱) (تفسیر درمنثور جلد پنجم ۱۹۹)

(تفسیر روح المعانی جلد ہشتم ۱۲) (تفسیر ابن کثیر جلد سوم ۴۳۸)

(مظاہر حق جلد چہارم ۱۴۵) (نزہۃ المجالس جلد دوم ۲۲۲)

(تفسیر کبیر جلد ششم ۲۶۵) (معارض النبوت جلد دوم ۲۶۳) (اسعاف الراغبین ۱۰۶)

علاوہ ازیں بھی تفسیر و حدیث کی سینکڑوں کتابوں میں یہ روایات

موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

آیت تطہیر کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت فاطمہ الزہرا حضرت حسن

اور حضرت حسین علیہم السلام کے لئے مخصوص فرمایا تھا اور یہ مختارِ کل اور

صاحبِ قرآن رسول کا خاصہ ہے جس سے انکار کوئی بھی وجہ نہیں۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ شانِ نزول کے اعتبار سے یہ آیت اُمہات

المؤمنین کے حق میں نازل ہوئی تھی جیسا کہ ہم ابتداء میں اس آیت سے پہلی

آیت کا ذکر کر چکے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات

کے حق میں بھی اس آیت کا ہونا ایک خاصہ ہے اور وہ ایسے ہے کہ آیت پاک

میں الفاظ عنکم اور یطہرکم اور کم کی ضمیر مردوں کے لئے استعمال ہوتی ہے

عورتوں کے لئے استعمال نہیں ہوتی۔

اگر مخصوص عورتوں کے لئے ہوتا تو عنکم و یطہرکم ہونا تھا یہی وجہ

ہے کہ جمہور نے اس آیت میں آلِ عبا کے ساتھ ازواجِ رسول کو بھی شامل کیا ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اہل بیت میں شامل فرمانا بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصہ ہے چنانچہ محدثین و مفسرین نے یہ وضاحت اس طرح کی ہے۔

وَالْجَنَّهُورُ أَنَّ الْمُرَادَ مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ فِي الْآيَةِ مَا يَشْتَبِلُ الْفَرِيقَيْنِ مَعَ عَمَلًا بِجَمِيعِ الْأَدِلَّةِ قَوْلُهُ عَنْكُمْ وَيُطَهِّرِكُمْ۔ وَلَوْ كَانَ الْمُرَادُ النِّسَاءِ خَاصَّةً لَكَانَ عَنْكُمْ يُطَهِّرُكُمْ وَقَالَ ابْنُ عَطِيَّةَ وَالَّذِي يُطَهِّرُ لِي أَنْ زَوْجَاتَهُ لَا يَخْرُجُ عَنْ فَا لِكَ الْبَيْتَةِ فَأَهْلُ الْبَيْتِ زَوْجَاتُهُ وَبَنَاتُهُ وَبَنُو هَا زَوْجَهَا۔ الخ
وَاخْتَلَفَ الْأَقْوَالُ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ، وَالْأَوْلَى أَنْ يُقَالَ هُمْ أَوْلَادُهُ وَأَزْوَاجُهُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ مِنْهُمْ وَعَلَى مِنْهُمْ لِأَنَّهُ كَانَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ بِسَبَبِ مَعَاشَرَتِهِ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَلَازِمَتَهُ لَهُ.. انتهى۔

(الشرف المؤمن بد ص ۱۷)

یہ آیت آلِ عبا کے لئے

اسی کتاب میں مزید بحث اس طرح ہے کہ حضرت امام ابن جریر نے اپنی تفسیر میں مختلف سندوں کے ساتھ پندرہ روایات نقل فرمائی ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ ان پانچ نفوس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور علی و فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم کے لئے مخصوص ہے۔

اور ان پندرہ روایات کے تعاقب میں صرف ایک روایت پیش کی ہے کہ اس سے مراد ازواج رسول علیہ السلام ہیں۔

تفسیر دُرِّ منشور میں امام اجل علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے تین روایات ایسی پیش کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آیت تطہیر میں ازواج مطہرات بھی شامل ہیں اور پھر ان تین روایتوں کا مختلف طریقوں سے آنے والی بیس روایت سے تعاقب کیا ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آلِ عباس علی و فاطمہ اور حسن و حسین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہی آئی ہے۔

عربی متن یہ ہے۔

وَذَكَرَ ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَفْسِيرِهِ خَسُّ عَشْرَةِ رَوَايَةٍ
بِأَسَانِيدٍ مُخْتَلِفَةٍ فِي أَنَّ أَهْلَ الْبَيْتِ فِي الْآيَةِ هُمُ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَ
حَسَنَ وَحُسَيْنَ ثُمَّ أَعْقَبَهَا بِرِوَايَةٍ وَاحِدَةٍ فِي أَنَّ
الْمُرَادَ زَوْجَاتِهِ الطَّاهِرَاتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ.

وَرَوَايَتِ الْإِمَامِ الْجَلِيلِ خَاتِمَةِ الْحُفَاطِ جَلَالُ
الدِّينِ السِّيُوطِيِّ فِي تَفْسِيرِهِ الدَّرِّ الْمَنْشُورِ قَدْ صَدَرَ
الْكَلَامُ عِنْدَ تَفْسِيرِ هَذِهِ الْآيَةِ بِثَلَاثِ رَوَايَاتٍ فِي أَنَّ
أَهْلَ الْبَيْتِ فِيهَا هُمْ أَزْوَاجُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ

وَأَعْقَبَهَا بِعِشْرَيْنِ رَوَايَةٍ مِنْ طُرُقٍ مُخْتَلِفَةٍ فِي أَنَّ
الْمُرَادَ مِنْهُمْ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَعَلِيُّ
وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ..

(الشرف الموبد ص ۱۸)

اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی کتب احادیث و تفاسیر میں یہی روایت مروی
ہے کہ جب آیت تطہیر نازل ہوئی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
آلِ عبا کو کملی میں لے کر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

حضرت عائشہ کی روایت

چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ، ہند احمد، مسلم شریف، تفسیر ابن جریر
تفسیر و منثور میں آتا ہے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ غَدَاةً وَعَلَيْهِ مِرْطٌ مَرَجَلٌ مِنْ شَعْرِ
أَسْوَدَ فَجَاءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فَأَدْخَلَهُمَا مَعَهُ ثُمَّ
جَاءَتْ فَاطِمَةُ فَأَدْخَلَهَا مَعَهُ ثُمَّ جَاءَ عَلِيُّ فَأَدْخَلَهُ
مَعَهُمْ ثُمَّ قَالَ !

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ
يُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا ۝

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلوع صبح کے وقت سیاہ بالوں کا اونی

کمبل اوڑھے ہوئے نکلے پس حسن و حسین آئے تو آپ نے دونوں کو اُس میں داخل فرمایا، پھر فاطمہ آئیں اور آپ نے انہیں بھی داخل فرمایا، پھر علی آئے تو انہیں بھی ان کے ساتھ داخل فرمایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَ
يُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا ۝

(ابن جریر ۲۲-۱۴۲- درمنثور ج ۱۹۹۵)

(مسند احمد ج ۶ ص ۶، ۲۹۲-۶، ۳۲۲-۴، ۱۰۷)

طہارت کی بے مثال شہادت

بہر حال یہ آیت کریمہ آل عبا کی کُلّی طہارت و پاکیزگی پر خدائے بے مثال کی بے مثال شہادت ہے اس میں شک نہیں کہ رسول گرامی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تر ازواج مطہرات فسق و فجور اور گناہ کی آلودگیوں اور آلائشوں سے پاک ہیں مگر اس آیت کریمہ کو اگر حسب و نسب اور نسل و ذریت کی طہارت پر بھی محمول کیا جائے تو سوائے اولادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی کو بھی شامل نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصلاب و ارحام طیبہ و طاہرہ میں تشریف لانا قرآن و حدیث سے منصوص ہے اور یہ چیز اہل بیت میں سے کسی دوسرے کے لئے قطعیت کے ساتھ ثابت نہیں سوائے حضرت علی کے۔ جس کی روایت ہم زیر آیت نقل کر چکے ہیں۔

اور اس طہارتِ نسی میں سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی تمام تر اولاد پاک بھی شامل ہے اور یہ شرف و بزرگی ساداتِ کرام کے لئے مخصوص ہے بقول اعلیٰ حضرت بریلوی شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

تُو ہے عینِ نُور تیرا سب گھرانہ نُور کا
تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نُور کا
امامِ اہل سنت حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل مہبانی رحمۃ اللہ علیہ
اس مقام پر فرماتے ہیں۔

فَدَخَلَ الشَّرَفَاءَ أَوْلَادَ فَاطِمَةَ كُلُّهُمْ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهُمْ۔۔۔۔ الخ

إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي حُكْمِ هَذِهِ الْآيَةِ مِنَ الْغُفْرَانِ
فَهُمُ الْمُطَهَّرُونَ إِخْتِصَاصًا مِنَ اللَّهِ وَعِنَايَةً هُمْ
لِشَرَفِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
اس آیت کریمہ میں سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی اولادِ پاک
کے تمام اشرفِ رضی اللہ تعالیٰ عنہم داخل ہیں، حضور رسالت مآب صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے
ساتھ اختصاص و عنایت ہے۔

(الشرف الموبد ص ۲۳)

آیتِ تطہیر میں اور بھی بے شمار لطائف و معارف ہیں جو کسی دوسری
کتاب (۱) میں پیش کئے جائیں گے انشاء اللہ العزیز
اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے جو شرف و بزرگی جو عزت و

عظمت تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس بیٹی جنابِ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اور ان کی اولادِ مقدسہ کو عطا فرمائی ہے اس میں دُنیا کی کوئی ہستی شریک و سہیم نہیں یہ خانوادہٴ تقدس و ثور ازل ہی سے تمام تر انعاماتِ الہیہ کے لئے مخصوص ہو چکا ہے کروڑ کروڑ سلام ہوں بنتِ رسول پر۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى اٰبِئِهَا وَ عَلَیْهَا وَ بَنُوْهَا وَ بَنَاتِهَا
وَ اَخْوَاتِهَا وَ زَوْجِهَا وَ اَوْلَادِ کُلِّهَا۔

(۱) یہ تمام نظائر ہماری نئی تصنیف مشکل کشا میں ملاحظہ فرمائیں۔

اولادِ فاطمہ پر جہنم حرام ہے

بنتِ رسول خاتونِ قیامت سیدہ بتول سلام اللہ علیہا کا اسمِ مقدس ہی ایسا ہے جس کے معنی ہیں ”آزاد کرانے والی“ چنانچہ لفظ فاطمہ کی تشریح کرتے ہوئے محدثین نے لکھا ہے۔

وَ فَاطِمَةُ كَمَا قَالَ ابْنُ ابْنِ دَرِيدٍ مُشْتَقَّةٌ مِنَ
الْفَطَمِ وَهُوَ الْقَطْعُ سُبَيْتٌ بِذَلِكَ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى
فَطَمَهَا عَنِ النَّارِ..

اور فاطمہ جیسا کہ کہا ابنِ درید کے بیٹے نے کہ یہ فطم سے مشتق ہے جس کا معنی ہے علیحدہ کرنا اور فاطمہ کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے علیحدہ کر دیا ہے

(اسعاف الراغبین حاشیہ نور الابصار ص ۸۰ شرح فقہ اکبر ص ۱۳۰)

وَ أَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ مَرْفُوعًا إِنَّمَا سُبَيْتٌ فَاطِمَةُ لِأَنَّ
فَطَمَهَا وَ مُجِئَهَا عَنِ النَّارِ..

اور دیلیمی نے مرفوعاً روایت بیان کی ہے کہ آپ کا نام فاطمہ ہے آپ دوزخ سے علیحدہ کرنے والی اور بچانے والی ہیں۔

(صواعق محرقہ ۱۸۸، نور الابصار ص ۴۵)

إِنَّ فَاطِمَةَ قَدْ أَحْصَنْتِ فَرْجَهَا فَحَرَّمَهَا اللَّهُ وَ
ذُرِّيَّتَهَا عَلَى النَّارِ۔

بیشک فاطمہ پاک دامن ہے آپ کو اور آپ کی اولاد کو اللہ تعالیٰ نے

جہنم پر حرام فرما دیا ہے۔

(المستدرک حاکم ص ۳ ج ۳ ص ۵۲) (الاسن والعلیٰ ۲۳۸)

(اشرف الموبد ۴۴) (مرآة شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۴۵۲)

علاوہ ازیں بھی بیشتر فرامین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی

میں ظاہر ہوتا ہے کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا کی تمام اولاد پاک جہنم سے

محفوظ رہے گی۔

آیتِ رضا

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۗ

اور بیشک اللہ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

(سورۃ الضحیٰ آیت ۵)

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر کرتے ہوئے مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضایہ ہے کہ آپ کی اہل بیت میں سے کوئی ایک فرد بھی جہنم میں نہ جائے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَضَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَأَلِيهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ،

(تفسیر قرطبی جز ۳۰ ص ۴۳۲۔ اشرف المؤمنین ص ۴۴)

حضور کی دُعا

کتابِ احادیث میں آتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے سوال کیا کہ

یا اللہ میرے اہل بیت سے ایک شخص بھی جہنم میں نہ

جائے تو اللہ تعالیٰ نے میرا یہ سوال قبول فرمایا۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حَصِينٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ

لَا يَدْخُلَ النَّارَ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَأَعْطَانِيهَا۔

(حدیث صحیح ولم یخر جاء)

(المستدرک ج ۳ ص ۱۵۰۔ اشرف المؤمنین ج ۲ ص ۲۲۲)

اولادِ فاطمہ پر دوزخ حرام ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ سرورِ کائنات فخرِ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تمام لوگوں کے حسبِ نسب منقطع ہو جائیں گے مگر

ہمارا سبب و نسب منقطع نہیں ہوگا چنانچہ روایات صحیحہ میں آتا ہے کہ

قَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ كُلُّ سَبَبٍ

وَ نَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا سَبَبِي وَ نَسَبِي۔

(المستدرک ج ۳ ص ۱۶۴) (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲۵)

(اشرف المؤمنین ج ۲ ص ۲۵۵) (الروضۃ الفیحانی تواریخ النساء ۱۶۴)

(جامع الصغیر ج ۲ ص ۹۳) (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۸۲)

آیتِ صلوة

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اے ایمان والو تم بھی درود اور خوب سلام بھیجا کرو آپ پر۔

إِنَّ اللَّهَ وَ مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ
أَمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٥٦﴾

(سورة الاحزاب آیت ۵۶)

اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر کس طرح درود و سلام بھیجا جائے تو حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ ہوا اللہ رحمت بھیج محمد اور آلِ محمد پر جس طرح رحمت بھیجی تو نے ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر بے شک تو حمید و مجید ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَانَ بْنِ أَبِي لَيْلَى قَالَ لَقِينِي كَعْبُ ابْنِ
عَجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أَهْدِي لَكَ هَدِيَّةً أَنْ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا
رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نَصَلِّيُ عَلَيْكَ؟
قَالَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا
صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيدٌ
مَجِيدٌ۔

دوسری روایت میں صحابہ کے استفسار پر امام الانبیاء نے درود بھیجنے کے لئے یہ الفاظ ارشاد فرمائے کہ یا اللہ رحمت اور برکت عطا فرما محمد اور آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس طرح کہ تو نے برکت عطا فرمائی ابراہیم اور آل ابراہیم کو بے شک تو حمید و مجید ہے۔

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْبَدَوِيِّ قَالَ أَتَانَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ مَبَاذَةَ فَقَالَ لَهُ بُشَيْرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللَّهُ أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَيْفَ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ؟ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَحَتَّى تَمَنَيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قُولُوا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَبِيدٌ مَجِيدٌ۔

(تفسیر خازن ج ۵ ص ۳۲۶) (تفسیر معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۲۵)

(صواعق محرقہ ۱۳۶) (اشرف المؤمنین ۱۶۵)

ان کتب کے علاوہ یہ موجود ہیں بعض روایت میں عترتہ و ازواجہ کے الفاظ مزید ہیں بہر صورت یہ مسلمہ امر ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس درود میں آل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی شامل فرمایا جائے۔

آل رسول کو شامل کئے بغیر درود مکمل نہ ہوگا اور آل محمد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اولیٰ و اعلیٰ ترین جو افراد شامل ہیں وہ ہیں شہزادی کونین سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا آپ کے شوہر ذیشان اور آپ کے صاحبزادگان والاشان علیہم الصلوٰۃ والسلام اس لئے کہ یہ نصوص قطعاً سے ثابت ہے۔

چنانچہ ان چاروں افرادِ قدسیہ کے متعلق روایات میں آتا ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان چاروں کو روئے منزل میں چھپا کر اور آغوش میں لے کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا فرمائی یا اللہ یہ آل محمد ہے تو آل محمد پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔

الَّتِي عَلَيْهِمْ كِسَاءٌ وَوَضَعُ يَدَهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ
اِنَّ هُوَ لَآءِ اَلِ مُحَمَّدٍ فَاَجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَكَاتِكَ
عَلَى اَلِ مُحَمَّدٍ اِنَّكَ حَبِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(الصواعق المحرقة ص ۱۴۴)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی دعا شرف قبولیت اور بابِ اجابت تک نہیں پہنچ سکتی جب تک ہم پر اور ہماری اہل بیت پر درود نہ پڑھا جائے بلکہ وہ دعا محبوب رہتی ہے۔

اَلَّذِي لِيْ اِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ
مَحْجُوْبٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَى مُحَمَّدٍ وَاٰلِهٖ۔

(الصواعق المحرقة ص ۱۴۸)

اسی مقام پر پروانہ شمع رسالت اور عندلیب چمنستان آل محمد سیدنا امام شافعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

يا اهل بيت رسول الله حاكم
 فرض من الله في القرآن انزله
 كفاكم من عظيم القدر انكم
 من لم يصل عليكم لا صلوة له
 اے اہل بیت رسولِ معظم آپ سے محبت کرنا
 تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرض قرار دے دیا ہے اور
 آپ کی شان کے لئے یہ ہی کیا کم ہے کہ جو شخص آپ
 پر درود نہ پڑھے اس کی نماز ہی نہیں ہوتی۔

(نور الابصار ۱۱۵-صواعق محرقة ۱۳۸) (اشرف المؤمنین-تفسیر کبیر ۸۷۷-۲-۶)

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول محسن ان کی اپنی عقیدت پر
 ہی منحصر نہیں بلکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ بغیر محمد و آل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام پر
 درود پڑھنے کے نماز مکمل ہو ہی نہیں سکتی چنانچہ احادیث مبارکہ میں آتا ہے۔

لَا صَلَوةَ مَنْ لَا يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّم

(ترمذی کتاب ۴۵-باب ۶۳) (این ماجہ کتاب اباب ۴۱)

اس روایت میں ہے کہ جب تک حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم پر درود نہ پڑھا جائے نماز نہیں ہوتی اور درود بھیجنے کا طریقہ جو
 تاجدارِ مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ ہم پر درود پڑھنا
 ہو تو یوں کہیں۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلَىٰ اِبْرَاهِيْمَ وَعَلَىٰ آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَبِيْدٌ مَّجِيْدٌ
یہ دوسروں کو دُرود خوانی کا طریقہ تلقین فرمایا گیا ہے خود حضور
رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ خداوندی میں اپنی صاحبزادی اُن
کے شوہر اور اُن کے بیٹوں کو آغوشِ رحمت میں لے کر فرماتے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هُوَ لآءِ آلِ مُحَمَّدٍ فَاَجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَبَرَ
كَاتِكَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ اِنَّكَ حَبِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

امام الاولیاء سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ جلد سوم
میں اور سیدنا یوسف بن اسماعیل النبھانی اشرف المؤبد میں فرماتے ہیں کہ دُعا
اور نماز میں دُرود کا مقرر ہونا آلِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی منصب
عظیم ہے اور یہ بات سوائے آلِ محمد کے کسی کے حق میں بھی نہیں پائی جاتی
اور یہ دلیل ہے کہ محبتِ آلِ محمد واجب ہے۔ عربی متن یہ ہے۔

ان الدعاء للال محمد منصب عظیم و لذا لك
جعل هذا الدعاء خاتمة التشهد في الصلوة و قوله
اللهم صلي على محمد و على آل محمد و هذا
التعظيم لهم في حق غير الال فكل ذالك يدل على
ان حب آل محمد واجب۔

(فتوحات مکیہ ج ۳ ص ۱۷۳۔ اشرف المؤبد ۱۵۵)

محبتِ مصطفیٰ کی لاڈلی سے

محبت کی بات چلی ہے تو اب چند روایات محبتِ اہل بیت کے متعلق بھی ملاحظہ فرمائیں، قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا ارشاد ہے کہ اگر تم مجھ سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میرے محبوب کی تابعداری کرو۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

(سورۃ آل عمران آیت ۳۱)

گو یا اتباع و اطاعتِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کرنے سے خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت کرنے کا فرض ادا ہو جاتا ہے۔

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھ سے محبت کرنا ہے تو میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

میری بیٹی فاطمہ سے محبت کرو۔

اُس کے شوہر علی سے محبت کرو۔

اُس کے بیٹوں حسنین کریمین سے محبت کرو۔

اُس کی تمام ذرّیت طاہرہ سے محبت کرو۔

اور پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیٹی اور اس کی اولاد سے محبت کرنے کو شرطِ ایمان قرار دے دیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود بھی تو اسی قدسی گروہ سے محبت و موَدّت کرنے کو لازمی قرار دے رکھا ہے جیسا کہ فرمایا!

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

آپ آیتِ موَدّت فی القربیٰ سے اہل بیت رسول کی عظمت ملاحظہ

فرما چکے ہیں اہل آپ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد ارشادات ملاحظہ فرمائیں جن میں جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولاد پاک سے محبت کرنے کو مختلف طریقوں سے لازمی جزو دین قرار دیا گیا ہے۔

شرطِ ایمان

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خدا کی قسم کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک ہم سے محبت نہ کرے اور اُس وقت تک ہم سے محبت کرنے کا دعویٰ خام ہے جب تک ہماری اہل بیت و عترت اور قریبیوں سے محبت نہ کرے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي
نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ مِنِّي حَتَّى يُحِبَّنِي وَ لَا يُحِبَّنِي
حَتَّى يُحِبُّ ذَوِي الْقُرْبَى

(الصواعق المحرقة ص ۱۴۵)

ایک اور مقام پر امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک ہمیں اپنی جان سے محبوب نہ رکھے اور ہماری عترت کو اپنی عترت سے اور ہمارے اہل بیت کو اپنے اہل بیت سے محبوب نہ رکھے اور اپنی ذات کو ہماری ذات سے محبوب نہ سمجھے۔

أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ عِثْرَتِهِ وَ أَهْلِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَ
ذَاتِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ ذَاتِهِ

(صواعق المحرقة ۱۷۲۔ اشرف الموبد ص ۱۷۵)

ایک اور مقام پر حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

خدا کی قسم انسان کے دل میں اس وقت تک ایمان ہی داخل نہیں ہوتا جب تک میرے قریبیوں سے محبت نہ کرے۔

وَاللّٰهُ لَا يَدُ خُلُقُ قَلْبُ رَجُلٍ اِلَّا يَمَانٍ حَتّٰى يُحِبُّهُمْ لِلّٰهِ
وَلِقَرَابَتِهِمْ مِّنِّيْ -

(صواعق المحرقه ص ۱۳۰)

اعمال بیکار ہیں

تاجدارِ مدینہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی صاحبزادی والا شان اور آپ کی اولادِ امجاد سے اس قدر والہانہ محبت ہے جس کا اندازہ ہی نہیں کیا جاسکتا۔

آپ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے فرمایا کہ میری آلِ پاک کی محبت تم پر لازم اور واجب قرار دی گئی ہے اور فرمایا کہ ہماری شفاعت اور جنت الفردوس میں داخلہ کا انحصار محض اس بات پر ہے کہ ہمارے گھر والوں سے موڈت و محبت کرو۔

آپ نے فرمایا مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر اہل بیت کے بارے میں ہمارا حق نہیں پہچانو گے تو تمہارا کوئی عمل تمہیں نفع نہیں دے گا۔

قَالَ الزُّمُوَا مَوَدَّةَ تَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ فَاِنَّهُ مَن لَّقِيَ اللّٰهُ
عَزَّوَجَلَّ فَهُوَ اَيَّدُ نَا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَتِنَا وَالَّذِي
نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَا يَنْفَعُ عَبْدٌ عَمَلَهُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ حَقِّنَا -

(جامع صغیر جلد اول ۱۰۱۔ صواعق المحرقه ۱۷۳۔ اشرف المؤمنین ص ۱۵۲)

امتحانِ اُمت

سید العالمین تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیرخم کے موقع پر اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جس قدر بھی وصیتیں فرمائیں ان میں اکثر حصہ اہل بیت سے وفا کرنے پر مشتمل ہے آپ نے فرمایا ہم تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑ رہے ہیں کہ اگر تم ان کا دامن مضبوطی سے تھام کر رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے اور پھر ان دو چیزوں کے متعلق ارشاد فرمایا کہ ایک تو قرآن ہے دوسری ہماری عترت و اہل بیت اور پھر تین مرتبہ فرمایا کہ ہم تمہیں اپنی عترت و اہل بیت کے معاملہ میں خدا سے ڈراتے ہیں۔

ثُمَّ قَالَ وَ أَهْلُ بَيْتِي أَذْكَرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي
أَذْكَرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي أَذْكَرُكُمْ اللَّهُ فِي أَهْلِ
بَيْتِي

(مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۷۳۷) (مراۃ ج ۸ ص ۴۵۸)

(اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۶۸۴) (مظاہر حق ج ۱ ص ۱۶۴) (جامع صغیر ج ۱ ص ۱۶۴)

(اسعاف الراغبین ۱۱۰) (صواعق المحرقہ ۱۷۲) (اشرف الموبد ۱۴)

(انوار محمدیہ من المواہب الدنیہ ۱۳۵)

کیوں محبت کرو

تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آلِ پاک سے محبت کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے اپنی اُمت سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک

و تعالیٰ سے محبت کرو اس لئے کہ وہ تمہیں نعمتیں عطا فرماتا ہے اور ہم سے محبت کرو اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اور ہماری اہل بیت سے محبت کرو ہماری محبت کی وجہ سے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَحِبُّوا
اللَّهَ لِمَا يَغْذُوكُمْ مِنْ نِعْمِهِ وَ أَحِبُّوا نِي بِحُبِّ اللَّهِ
عَزَّ وَجَلَّ وَ أَحِبُّوا أَهْلَ بَيْتِي بِحُبِّي۔

(المستدرک ج ۳ ص ۱۵۸۔ ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۳)

(الصواعق محرقہ ص ۱۷۲) (أسد الغابہ ج ۲ ص ۱۱۳) (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۵۴۰)

(مظاہر حق ج ۴ ص ۱۶۳) (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۷۰۰)

(مرآة شرح مشکوٰۃ ج ۸ ص ۲۶۵) (اسعاف الراغبین ص ۱۱۰)

(الشرف الموبد ص ۱۷۵) (انوار محمدیہ من مواہب الدنیہ ص ۴۳۳)

محبت خود و محبت مانگتی ہے

حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اُمت کو ہی ترغیب نہیں دیتے کہ میری بیٹی اور اس کی اولاد سے محبت کرو بلکہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استدعا کرتے ہیں کہ یا اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور ان سے بھی محبت فرما جو ان سے محبت کرتے ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نواسوں کو سینے سے لگا کر بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کرتے ہیں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبُّ مَنْ يُحِبُّهُ

(ترمذی مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۵۹)

وَعَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ طَرَفْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي بَعْضِ الْحَاجَةِ فَخَرَجَ النَّبِيُّ
 إِلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُشْتَبِلٌ عَلَى شَيْءٍ لَا
 أَدْرِي مَا هُوَ فَلَمَّا فَرَعْتُ مِنْ حَاجَتِي قُلْتُ مَا هَذَا
 الَّذِي أَنْتَ مُشْتَبِلٌ عَلَيْهِ فَكَشَفَهُ فَإِذَا الْحَسَنُ
 وَالْحُسَيْنُ عَلَى وَرِكَيْهِ فَقَالَ هَذَا إِنَّ ابْنَيْ وَ
 ابْنَا بَنَتِي أَللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُمَا فَأُحِبُّهُمَا وَأَحِبُّ مَنْ
 يُحِبُّهُمَا۔

حضرت أسامہ بن زید سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک
 رات کسی کام سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گیا تو نبی
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح تشریف لائے کہ آپ کسی چیز کو گود
 میں لیے تھے مجھے خبر نہ تھی کہ وہ کیا ہے تو جب میں اپنی ضرورت سے
 فارغ ہوا۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے جو آپ گود میں لئے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کھولا تو حسن و حسین
 آپ کی رانوں پر تھے فرمایا ! یہ میرے دونوں بیٹے میری بیٹی کے
 بیٹے ہیں الہی ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت
 کر اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت کر۔

(مشکوٰۃ ج ۳ ص ۳۶۲) (مرآة ۶۴۶۴۱۲۳ انوار محمدیہ ۷۷۳)

مَنْ أَحَبَّنِي وَأَحَبَّ هَذَيْنِ وَأَبَاهُمَا وَأُمَّهُمَا كَانَ مَعِيَ فِي
 دَرَجَتِي يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

(انوار محمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۷۷۳ صواعق محرقة ص ۱۳۸)

محبت کا صلہ

جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولادِ مقدسہ سے محبت رکھنا کوئی معمولی چیز نہیں بلکہ محبتِ اہل بیت ضروریاتِ دین میں شامل ہے خدا تعالیٰ نے اس محبت و موڈت کو لازم اور واجب قرار دیا ہے حضور سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے فرض قرار دیا ہے اور کھلے الفاظ میں واضح کر دیا ہے کہ جس کا دل اہل بیت کی محبت سے خالی ہوگا اُس کے تمام اعمال بیکار محض ہیں۔

اور پھر اس محبت و موڈت کا جو صلہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور اُس کے محبوب علیہ تحیۃ والتسلیم کے دربارِ عالیہ سے ملتا ہے وہ صلہ کوئی معمولی نہیں بلکہ انعامِ خدا و مصطفیٰ دونوں جہان کی رحمتوں اور راحتوں پر مشتمل ہے جناب سیدہ کی اولاد پر تو جہنم کو حرام قرار دیا ہی تھا اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے مُحبانِ خوش نصیب کو بھی آتشِ دوزخ سے محفوظ رکھا ہے۔

آپ گزشتہ اوراق میں روایت ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ سیدۃ نساء العالمین شہزادی کونین سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے جناب سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ سے نکاح مبارک کی تقریب جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے آسمانوں پر منعقد فرمائی تو اظہارِ مسرت کے طور پر رضوان کو حکم فرمایا کہ شجرِ طوبیٰ کو ہلائے اور جب اس مقدس درخت کو ہلایا گیا تو اُس نے دستاویزوں کی صورت میں اس قدر پتے گرائے جو تعداد سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے غلاموں کنیزوں اور حُب داروں کی تھی اور پھر ان دستاویزات کو جنت کی

خوروں اور غلمان و رضوان نے اٹھا لیا اور اس شادی مبارک کی خوشی میں ایک دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ پیش کرنے لگے۔

حتیٰ کہ وہ قیامت تک اس تقریب سعید کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ایک دوسرے سے ان تحفوں کا تبادلہ کرتے رہیں گے اور جب میدانِ حشر پھا ہوگا تو وہ دستاویزیں جنت کے ٹکٹوں کی صورت میں تقسیم کر دی جائیں گی۔

مجاہد اہل بیت کے لئے یہ معمولی اعزاز نہیں جہنم سے رہائی اور جنت میں داخلے کے ٹکٹ مل جانا کوئی عام بات تو نہیں اہل اسلام اور کلمہ گو ہونے کے باوجود اعمال کی کم و بیشی کی وجہ سے جہنم میں کسی خاص مدت کے لئے سزا بھی ہو سکتی ہے مگر محبت اہل بیت ایسی عظیم نعمت ہے جس کے مل جانے پر جہنم سے قطعی طور پر رہائی ہو جاتی ہے۔

اور اس واضح حقیقت سے تو انکار کیا ہی نہیں جاسکتا کہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ پاک کا سلسلہ سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے بطنِ اقدس سے ہی چلا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد شاہدِ عدل ہے کہ میری اولادِ پشتِ علی سے چلی ہے لہذا علی و فاطمہ اور ان کی اولاد ہی کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آل اور اولادِ پاک کے نام سے موسوم کیا ہے اور اسی آلِ پاک کی محبت و موڈت کو ذریعہٴ نجات اور شرطِ ایمان قرار دیا ہے۔

بشارتیں ہی بشارتیں

ایک طویل حدیث کی صورت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا فرمان کتب تفسیر و حدیث میں موجود ہے۔
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آگاہ رہو جو شخص حب آل محمد
میں فوت ہوا وہ مغفور مرا۔

اور جو شخص حب آل محمد میں مرا وہ تائب کی موت مرا۔
اور جو شخص حب آل محمد میں مرا وہ مومن ہونے کی حالت میں مرا۔
جو شخص حب آل محمد میں مرا وہ شہید اور کامل ایمان مرا۔
اور جو شخص حب آل محمد میں مرا اُسے ملک الموت اور پھر منکر نکیر
جنت کی خوشخبری دیں گے۔

اور جو شخص حب آل محمد میں مرا وہ جنت میں اس طرح جائے گا جیسے
دہن اپنے خاوند کے گھر جاتی ہے۔

اور جو شخص حب آل محمد میں مرا قبر میں اُس کے لئے جنت کے
دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اُس کی قبر کو رحمت کے
فرشتوں کی زیارت گاہ بنا دے گا۔

اور جو شخص حب آل محمد میں مرا وہ سنت اور جماعت پر مرا۔
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ! اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ
مُحَمَّدٍ مَاتَ مَغْفُورًا۔

اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ تَائِبًا۔
اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ مُؤْمِنًا۔
اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ شَهِيدًا
مُسْتَكْبِلًا الْاِيْمَانِ۔

اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ بِشَرِّهٖ مَلِكُ

الْمَوْتِ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ مُنْكَرٌ وَنَكِيرٌ -
 أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ يُزَفُّ إِلَى
 الْجَنَّةِ كَمَا تُزَفُّ الْعُرُوسُ إِلَى بَيْتِ زَوْجِهَا -
 أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ فَتُخَلِّقُ لَهُ فِي قَبْرِهِ
 بَابَانِ إِلَى الْجَنَّةِ جَعَلَ اللَّهُ قَبْرَهُ مِزَارَ الْمَلَائِكَةِ رَحْمَةً
 أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى حُبِّ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَى السُّنَّةِ وَ
 الْجَمَاعَةِ -

(تفسير كبير ج ٤ ص ٣٩٠) (تفسير ابن عربي ج ٢ ص ٢١٢)

(روح البيان ج ٣ ص ١١) (اشرف المؤبد ١٥٠ - نزہۃ المجالس ج ٢ ص ٢٢٢)

نبی کا ٹکڑا

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین عالیہ کے مطابق یہ طے شدہ امر ہے کہ آپ کو اپنی صاحبزادی مکرمہ سیدہ فاطمہ الزہرا جنابِ حیدر کرار اور حضراتِ حسنین کریمین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تمام کائنات سے زیادہ محبت تھی یہی وجہ ہے کہ ان نفوسِ قدسیہ کے ساتھ شدید محبت کرنے کے لئے ہر مسلمان کو راغب فرمایا گیا ہے۔

مُحَبَّت کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے محبوب کا کوئی دشمن نہ ہو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوندِ قدوس کے محبوب ہونے کے باوجود اپنی طیّبہ و طاہرہ بیٹی سے بے حد محبت فرماتے تھے اور یہ ایک ایسی بی مثال محبت تھی جس کی نظیر تلاش کرنا ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ترین ہے۔

آپ فرماتے ہیں!

فاطمہ میرا گوشت پارہ ہے میرا ٹکڑا ہے فاطمہ کا ناراض ہونا میرا ناراض ہونا ہے جو فاطمہ کو غضبناک کرتا ہے وہ مجھے غضبناک کرتا ہے پھر فرمایا! فاطمہ میرا ٹکڑا ہے فاطمہ کی تکلیف میری تکلیف اور فاطمہ کی راحت میری راحت ہے۔

سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزید فرماتے ہیں کہ فاطمہ (سلام اللہ علیہا) میرا ٹکڑا ہے۔

جو چیز مجھے قلق میں ڈالتی ہے وہ میری بیٹی کو بھی قلق میں ڈالتی ہے۔

ایک اور مقام پر تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے جو چیز اُسے بے چین کرتی ہے اُس سے میں بھی بے چین ہو جاتا ہوں اور جو چیز اُسے خوش کرتی ہے اُس سے مجھے بھی خوشی ہوتی ہے۔ اور جو بات فاطمہ کو ناراض کرتی ہے وہ مجھے بھی غصہ دلاتی ہے۔

اور جس نے فاطمہ کو ناراض کیا اس نے مجھے بھی ناراض کیا۔ اور جو بات فاطمہ کے لئے باعثِ مُسرت ہوتی ہے وہ مجھے بھی سرور بخشتی ہے۔

اور جو بات اسے قلق میں ڈالتی ہے وہ مجھے قلق میں ڈالتی ہے۔ اور جو بات فاطمہ کو ایزاء دیتی ہے وہ مجھے بھی ایزاء دیتی ہے۔ اور جو مجھے ایزاء دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو ایزاء دیتا ہے۔

فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّي يَقْبِضُنِي مَا يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُنِي مَا يَبْسُطُهَا۔

فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّي يَغْضِبُنِي مَا يَغْضِبُهَا فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي۔

فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّي يَسِّرُنِي مَا يَسِّرُهَا۔

فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّي أَرِيْبُنِي مَا أَرَاْبَهَا۔

فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّي يُؤْذِنِي مَا يُؤْذِيْهَا وَمَنْ يُؤْذِنِي

فَقَدْ آذَى اللّٰهُ۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۳۱۔ مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۹)

(ترمذی ج ۲ ص ۷۲۔ مدارج ج ۲ ص ۴۶۰)

(صواعق ۱۷۴۔ اور دیگر کتبِ حادیث متفق علیہ)

سیدہ کی شان میں گستاخی کفر ہے

مواہب اللدنیہ میں ہے کہ سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بضعتہ منی فرمایا مراد گوشت کا ٹکڑا ہے اور اسی سے امام سہیلی نے استدلال کیا ہے کہ چونکہ سیدہ فاطمہ الزہرا صلوة اللہ علیہا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوشت کا ٹکڑا ہیں اس لئے آپ کی شان میں گستاخی کرنا کفرِ صریح ہے متن ہے۔

فَاطِمَةُ بُضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِي وَالْبُضْعَةُ
قِطْعَةُ اللَّحْمِ وَاسْتَدَلَّ بِهِ السُّهَيْلِيُّ عَلَىٰ أَنْ سَبَّهَا كُفْرٌ۔

(مواہب اللدنیہ ص ۴۳۶)

اور یہی دلیل امام المحدثین سرتاج المحققین الشاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بیان کی ہے کہ میگویند کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فاطمہ بضعتہ منی فاطمہ گوشت پارہ من است وبکی استدلال کردہ است باینکہ ہر کہ دشنام کرد فاطمہ را کافر شود۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم ص ۶۸۵)

ہم کہتے ہیں کہ جناب سیدہ طاہرہ حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو سب و شتم کرنے والا کافر ہو سکتا ہے تو یہ قطعی طور پر یقینی بات ہے کہ آپ کی اولادِ اطہار کی شان میں گستاخی اور سب و شتم کرنے والا بھی کافر اور ملعون ہے کیونکہ آپ کی اولاد کو دی ہوئی گالی بلا واسطہ نہیں تو بالواسطہ جناب سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کو ہی پہنچے گی یہی وجہ ہے کہ تمام اولیاء عظام اور آئمہ کرام سادات کرام کا خصوصی احترام فرماتے ہیں۔

افضلیتِ سیدہ کی ایک اور خاص وجہ

جناب سیدہ معصومہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام کائنات سے افضل ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ محبت فرماتے تھے۔ طویل روایت میں لوگوں کے ساتھ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے مدارج میں آتا ہے کہ کہ آپ عام لوگوں سے زیادہ عربوں کے ساتھ محبت فرماتے تھے۔

اور پھر عربوں سے قریش اور قریش سے بنی ہاشم اور پھر اولادِ عبدالمطلب اور انتہائی قریبیوں سے زیادہ آپ اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے محبت فرماتے تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ محبت فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام کائنات سے افضل ہیں۔

إِنَّ لِرَأْسِ الْأُمِّ الْمُؤْمِنِينَ جَنَابَ عَائِشَةَ صَدِيقَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَرَمَاتِي هُنَّ
میں نے سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے سوائے اُن کے باپ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے کسی کو بھی افضل نہیں دیکھا۔

مَا رَأَيْتُ قَطُّ أَحَدًا أَفْضَلَ مِنْ فَاطِمَةَ غَيْرَ أَبِيهَا

(الاصابہ ج ۴ ص ۲۶۶)

سب سے زیادہ محبت

افضلیتِ سیدہ کی بات تو برسبیل تذکرہ آگئی ورنہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا حضور کے بعد سب سے افضل ہونا ایک مسلمہ حقیقت ہے جیسا کہ ہم بعنوان (افضل کون) سابقہ اوراق میں بیان کر چکے ہیں۔

یہاں تو جناب سیدہ اور آپ کی اولادِ امجاد اور آپ کے شوہر نامدار حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے محبت و موڈت رکھنے کے متعلق فرامینِ رسول کی روشنی میں بتایا جا رہا تھا کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی آلِ عباس علیہم الصلوٰۃ والسلام سے تمام کائنات سے بڑھ کر محبت تھی۔ چنانچہ جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کو اپنے خاندان میں سب سے زیادہ محبت کس کے ساتھ ہے تو آپ نے فرمایا فاطمۃ الزہرا سے اور جب پوچھا گیا مردوں سے تو آپ نے فرمایا ان کے شوہر علی سے ایک مقام پر فرمایا شہزادگانِ بتول حسن و حسین علیہم السلام سے اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے زیادہ محبت اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے تھی اور سب سے زیادہ پیارے آپ کو علی کرم اللہ وجہہ الکریم تھے چند روایات کا متن ملاحظہ فرمائیں۔

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كَانَ أَحَبُّ النِّسَاءِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةُ وَمِنْ الرِّجَالِ عَلِيُّ -

(ترمذی ج ۲ ص ۷۲۱ - صواعق محرقة ۱۱۹ - مواہب الدنیہ ۳۵۶) (المستدرک جلد سوم ۵۵)

کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے زیادہ کس سے محبت فرماتے تھے تو فرمایا !

فَاطِمَةُ فَقِيلَ مِنَ الرَّجَالِ قَالَتْ زَوْجُهَا

(ترمذی ج ۲ ص ۲۲۲۔ مشکوٰۃ ج ۲ ص ۶۱۲)

علاوہ ازیں متعدد ایسی روایات کتب احادیث میں موجود ہیں جن میں قطعی طور پر واضح ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کائنات سے زیادہ اپنی صاحبزادی مکرمہ سیدہ خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا سے محبت تھی۔

اب جب کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام کائناتِ عالم سے اپنی طیّبہ طاہرہ اور مقدس بیٹی جناب سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ سب سے زیادہ محبت فرمانا منصوص بالنص ہے تو پھر دوسروں کے لئے آپ سے محبت و موَدت رکھنا جزو دین اور شرطِ ایمان نہیں تو پھر اور کیا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی مقدس بیٹی سے اس قدر شدید محبت تھی کہ آپ نے اپنی بیٹی کی اولاد اور قریبیوں سے محبت کرنے والوں کو بھی پروانہ نجات دینے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔

سبحان اللہ! یہ ہے شانِ بنتِ مصطفیٰ اور بانوئے مرتضیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کہ آپ کی اولاد پاک سے محبت کرنے کے صلہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ گنہگار ان اُمتِ مصطفیٰ کو بھی یہ اعزاز و اکرام عطا فرمادے کہ وہ دُنیا ہی

میں اہل جنت قرار پائیں گے۔

جناب سیدہ کی اولاد پاک اور ذریت مبارکہ کی عظمتوں تک کون پہنچ سکتا ہے حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ہم اپنے اہل بیت کی شفاعت فرمائیں گے پھر اپنے دوسرے اقرباء کی اور پھر قریش میں سے اپنے قریبیوں کی

أَوَّلُ مَنْ أَشْفَعُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ أُمَّتِي أَهْلُ بَيْتِي
ثُمَّ الْأَقْرَبُ فَأَلَا قَرَبُ مِنْ قُرَيْشٍ -

(اسعاف الراغبین، حاشیہ نور الابصار ص ۱۱-۱۲)

(اشرف الموبد ۳۹-۵۵-۱۵۸۰)

شیخ اکبر فتوحاتِ مکیہ میں فرماتے ہیں کہ اگر تمہاری اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ محبت درست ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت سے محبت کرو۔

فَلَوْ صَحَّتْ مُحَبَّتُكَ لِلَّهِ وَ لِرَسُولِهِ أُجِيبُ أَهْلَ بَيْتِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

(اشرف الموبد ص ۱۵۸)

پُلِ صِرَاطِ پَرِ ثَابِتِ قَدَمِي

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ پُلِ صِرَاطِ پَرِ ثَابِتِ قَدَمِي میں سے وہی ثابت قدم رہ سکے گا جس کو ہماری آل و اہل بیت سے شدید محبت ہوگی۔

وَ أَخْرَجَ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَسَلَّمَ قَالَ أَثْبِتْكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ أَشَدُّكُمْ حُبًّا لِأَهْلِ
بَيْتِي

(شرف الموبد ص ۱۵۸)

چار سوال

تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر شخص سے چار سوال کئے جائیں گے کہ اس نے اپنی زندگی اور جسم سے کیا کام لئے اور اپنے مال کو کہاں خرچ کیا اور کیسے کمایا اور ہمارے اہل بیت سے محبت کا حق کہاں تک ادا کیا۔

طَبْرَانِي عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَزُولُ قَدَمَا
عَبْدٌ حَتَّى يَسْأَلَ عَنْ أَرْبَعٍ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَ
عَنْ جَسَدِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ وَ عَنْ مَالِهِ فِيمَا أَنْفَقَهُ وَ مِنْ
أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَ عَنْ حُبِّنَا أَهْلَ الْبَيْتِ -

(صواعق محرقہ ص ۱۷۸)

دو چیزیں

تاجدارِ مدینہ سرکارِ دو عالم فخرِ کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الودع کے موقع پر اپنی ناقہ مبارک پر سوار ہو کر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے لوگو! ہم تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ رہے ہیں ایک تو اللہ کی کتاب اور دوسری ہماری عمرت و اہل بیت۔ اگر تم ان دونوں کا دامن

مضبوطی سے تھام رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔

أَيُّهَا النَّاسُ قَدْتَرَكْتُمْ فِيكُمْ أَنْ أَخَذْتُمْ بِهِ لَنْ تَضِلُّوا
كِتَابُ اللَّهِ وَعِثْرَتِي أَهْلُ بَيْتِي۔

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ كِتَابُ اللَّهِ وَعِثْرَتِي۔

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ الثَّقَلَيْنِ وَأَهْلُ بَيْتِي أَمَانَ لِأُمَّتِي۔

(مشکوٰۃ ترمذی اشرف الموبد ۱۵۲)

خدا سے بھی محبت مانگتے ہیں

تاجدارِ دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض اپنی اُمت ہی سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی اپنی بیٹی جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولاد پاک اور آپ کے شوہر کی محبت طلب کرتے ہیں چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس امام حسین علیہ السلام کھیلتے کھیلتے تشریف لائے تو آپ نے اُن کا منہ کھول کر اپنی زبان مبارک اُن کے منہ میں داخل فرما کر دُعا فرمائی کہ یا اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت فرما اور اُس سے بھی محبت فرما جو اس سے محبت رکھتا ہے۔

فَفَتَحَ فِيهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِيهِ إِلَى
الْحُسَيْنِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُحِبُّهُ فَأَجِبْهُ وَأَحَبَّ مَنْ
يُحِبُّهُ۔

ایک مقام پر سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں نواسوں جناب حسن و حسین علیہم السلام کو گود میں لے کر فرمایا یہ میرے بیٹے

ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں یا اللہ مجھے ان دونوں سے محبت ہے تو بھی ان سے محبت فرما اور جوان سے محبت کرتے ہیں ان سے بھی محبت فرما۔

هَذَا ابْنَايَ وَابْنَا بِنْتِي اللَّهُمَّ إِنِّي أَحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا
أَحَبَّ مَنْ يَحِبُّهُمَا -

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۰۵ - ترمذی ج ۲ ص ۲۶۱)

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۶۴۴ - اشرف المؤمنین ج ۱ ص ۱۶۲)

جیسا کہ آپ سابقہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اپنے تمام خاندان سے زیادہ محبت اپنی بیٹی فاطمہ سے ہے اسی طرح ایک اور مقام پر فرماتے ہیں کہ ہمیں سب سے زیادہ محبت اپنی بیٹی کے بیٹوں سے ہے روایت ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ سَلَّ أَيْ
أَهْلِ بَيْتِ أَحَبُّ إِلَيَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ الْحَسَنُ
وَالْحُسَيْنُ -

(اشرف المؤمنین ج ۱ ص ۱۴۵)

ایک اور مقام پر فرمایا !

اللَّهُمَّ أَحَبُّ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا أَحَبُّ اللَّهِ مَنْ أَحَبَّ
حُسَيْنًا

(ترمذی ج ۲ ص ۲۸۲ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰۶)

ایک دن کی محبت

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آلِ محمد علیہم

الصلوة والسلام سے ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے۔
 وَعَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ حُبُّ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ۔

(الشرف الموبد ص ۱۷۵)

احترام اہل بیت

سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولاد سے محبت کا
 مطلب ہے کہ اُن کا دل و جان سے احترام کیا جائے کیونکہ

أدب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

اولادِ فاطمہ سلام اللہ علیہا میں سے ایک شہزادے حضرت عمر بن عبد
 العزیز رضی اللہ عنہ کے دربار میں تشریف لے گئے تو حضرت عمر بن عبد
 العزیز رضی اللہ عنہ نے اُٹھ کر استقبال کیا اور فرمایا اگر آپ کو کسی چیز کی
 ضرورت تھی تو آپ کسی اور کو بھیج دیتے یا رقعہ بھیج دیتے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف
 سے حیا آتی ہے کہ اہل بیت کا کوئی فرد میرے دروازہ پر سائل بن کر آئے۔

إِذَا كَانَتْ لَكَ حَاجَةٌ فَأَرْسِلْ إِلَىٰ أَوْ أُكْتُبْ فَإِنِّي
 أَسْتُحْيِي مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَاكَ عَلَىٰ بَابِي۔

(الشرف الموبد ص ۱۹۵)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

أُرْقِبُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ

(بخاری وصواعق محرقة وغیرہ)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کی اہل بیت کے معاملہ میں

ڈرتے رہو۔

ارقبوا کی شرح کرتے ہوئے شیخ اکبر حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

أَرْقَبُوا أَيُّ رَاعَوْهُ إِحْتَرَمُوهُ وَأَكْرَمُوهُ

یعنی ارقبوا کا مطلب ہے ان کا ساتھ دو ان کا احترام کر

و اور ان کا اکرام کرو۔

(الشرف الممؤبد صفحہ ۱۹۵)

بہر حال سچے دل اور خلوص نیت سے کسی کا احترام و اکرام اور ادب کئے بغیر دعوائے محبت قطعی طور پر بے دلیل اور بے بنیاد ہے۔

امام ابن حجر بیہمی فرماتے ہیں کہ ارقبوا کا مطلب ہے ان کی حفاظت کرو اور ان کو ایذا نہ دو۔

(صواعق المحرقة صفحہ ۱۳۶)

ہم نے متعدد کتب میں پڑھا ہے کہ ایک دفعہ امام مالک رضی اللہ عنہ درس حدیث دینے کے دوران بار بار اُٹھتے اور بیٹھ جاتے حالانکہ ایک دفعہ انہیں درس حدیث دیتے ہوئے ستر بار بچھونے ڈنگ مارا مگر آپ درس حدیث سے فارغ ہو کر ہی اُٹھے اور بچھو کی نیش زنی کی اذیت مسلسل برداشت کرتے رہے مگر اس روز بار بار اُٹھنے بیٹھنے کی وجہ جو آپ سے پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ اہل بیت کے ایک شہزادے گلی میں کھیل رہے تھے جب وہ کھیلتے کھیلتے دروازے کے سامنے سے گزرتے تو میں احتراماً اور تعظیماً کھڑا ہو جاتا تھا۔

اس کو کہتے ہیں محبت اہل بیت مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کرے کہ مسلمان اپنے شفع روز جزا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک کا حق پہچاننے کی کوشش کریں اور ان کی اولاد کے ساتھ سچے دل سے محبت کریں آل مصطفیٰ کی تعظیم کریں اور اولاد فاطمہ کی تکریم کریں اس لئے کہ قیامت کے دن شفاعت کا انحصار محبت اہل بیت علیہا السلام پر ہی رکھا گیا ہے۔

خدا کی رضا ہے رضا فاطمہ کی

جمہور اہل سنت و جمیع اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کا یہی مذہب ہے کہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طیب اور طاہر آل پاک سے محبت کرنا فرض بھی ہے اور واجب بھی۔

وَأَثَبَتْ بِأَلِنَقْلِ مَثْوَاتِرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَأَلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ كَانَ يُحِبُّ عَلِيًّا وَالْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ
وَإِذَا ثَبَّتَ ذَلِكَ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ أُمَّةٍ -

(الشرف الموبد)

وَالزَّم مودة قربا كافة برية و محبة جملة اهل محبة اعظم
وخرية

(مواہب اللدنیہ من ص ۴۳۳)

سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے محبت و مودت رکھنے کے متعلق کتب و احادیث میں جو ذخیرہ موجود ہے اسے تمام و کمال نقل کرنے کے لئے ہزاروں صفحات درکار ہیں تاہم جو کچھ عرض کیا

جاچکا ہے اہل وجدان حضرات کے لئے یہ بھی بہر طور کافی ہے آخر پر حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری بیٹی کی رضا
خدا کی رضا ہے اور میری بیٹی کی ناراضگی خدا تعالیٰ کی ناراضگی ہے۔

إِنَّ اللَّهَ يَغْضَبُ لِعُضْبِكَ وَيَرْضَى لِرِضَاكَ

(الشرف الموبد ص ۷۳)

دُشمنانِ اہلِ بیت کی سزا

لعنت اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

(حسن رضا)

سرکارِ دو عالم، حضورِ رحمتہً للعالمین، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ اپنی اُمت پر انتہائی شفقت و رحمت فرماتے تھے اور اپنی اُمت کے گنہگاروں کی شفاعت کا آپ نے ذمہ لے رکھا ہے۔

اس کے باوجود بھی آپ نے اپنے اہلِ بیت کے دُشمنوں کو اپنی شفاعت عامہ سے یکسر محروم فرمانے کا اعلان عام فرماتے ہیں جس کا صاف صاف اور واضح ترین مطلب یہ ہے کہ دشمنِ اہلِ بیت دائرہٴ اسلام سے قطعی طور پر خارج ہے اور اس کی ہرگز ہرگز بخشش و مغفرت نہیں اس ضمن میں ہم تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند فرامینِ عالیہ پیش کرتے ہیں۔

جنت حرام ہے

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو میری اہل بیت پر ظلم کرتا ہے اور میری عترت کو ایذا دیتا ہے اس پر جنت کو حرام کر دیا گیا ہے۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حُرِّمَتِ الْجَنَّةُ عَلَى
مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ بَيْتِي وَآذَانِي فِي عِثْرَتِي

(کشاف ج ۴ ص ۳۹۹)

رحمتِ خداوندی سے مایوس

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو ہماری آلِ پاک سے بغض کی حالت میں مرے گا جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اُس کی آنکھوں کے درمیان تحریر کر دیا جائے گا یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کر دیا گیا ہے۔

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مَكْتُوبًا بَيْنَ عَيْنَيْهِ آئِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

(کشاف ج ۴ ص ۳۹۹۔ روح البیان ۴۶۔ ۴۰۷۔ ابن عربی ج ۲ ص ۲۱۴)

(نزہۃ المجالس ج ۴ ص ۱۲۳۸۔ الشرف المؤبد ص ۱۵۲)

گُفر کی موت

حضرت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!
جو شخص میرے اہل بیت سے بغض رکھ کر مرے گا وہ کافر ہو کر
مرے گا۔

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ كَافِرًا

جنت کی خوشبو

پھر فرمایا! آلِ محمد سے بغض رکھنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ
سکے گا۔

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ يَشُمَّ رَائِحَةَ

الْجَنَّةِ -

(تفسیر کبیر ج ۷ ص ۳۹۰ - تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۴۰۷ وغیرہ باقی رائے اوپر درج ہیں)
مسلمانوں کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ سے دُعا کرتے رہیں کہ وہ اپنے
خاص لطف و کرم سے اہل بیت مصطفیٰ علیہم السلام کی محبت عطا فرمائے اور ان
سے بغض رکھنے والوں کے سایہ سے بھی محفوظ رکھے۔

اہل بیت مصطفیٰ سے بغض اور دشمنی کی سزا قطعی طور پر جہنم ہے اور یہ
کسی دُنیاوی عدالت کا فیصلہ نہیں بلکہ اُن کی زبانِ فیض ترجمان سے نکلے
ہوئے جملے ہیں جن کا ہر ارشاد حکمِ خداوندی اور ناقابلِ ترمیم ہے اب آپ
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مَبْعُوْضَانِ اہل بیت کے لئے چند
ارشادات مزید ملاحظہ فرمائیں۔

بغضِ اہل بیتِ بغضِ مصطفیٰ ہے

ایک دفعہ تاجدارِ دو عالم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی
صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے شہزادوں کو گود میں لے کر
فرمایا جو ان سے محبت کرتا ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے جو ان سے بغض رکھتا
ہے وہ ہم سے بغض رکھتا ہے۔

مَنْ أَحَبَّهُمْ فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَقَدْ أَبْغَضَنِي

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۲۶ - المستدرک ج ۳ ص ۱۶۶ دیگر کتب احادیث متفقہ)

شیطان کے ساتھی

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل بیت کرام سے

اختلاف رکھنے والوں کو فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کے ساتھی ہیں۔ چنانچہ
کتبِ احادیث میں آتا ہے کہ!

وَأَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأُمَّتِي

میری آلِ پاک میری اُمت کے لئے امان ہے اور تمہیں اختلاف
سے بچاتی ہے جو قبیلہ بھی ان سے مخالفت کرے گا وہ شیطان کی جماعت ہے
(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۶۶۔ اشرف الموبد ۴۵۔ صواعق محرقہ ۱۵۳)

ہلاکت غرقابی جہنم

ایک مقام پر تاجدارِ دو عالم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا!

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَسَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا
وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ۔

میری آلِ پاک کی مثال کشتیِ نوح کی ہے جو اس پر سوار ہو گیا
اُس نے نجات حاصل کر لی اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ خود ہی
ہلاک ہو گیا۔
دوسری جگہ فرمایا!

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَسَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا
وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ۔

میرے اہل بیت کی مثال سفینہِ نوح کی ہے جو اس پر سوار ہو گیا
اُس نے نجات حاصل کر لی اور جس نے ان کی مخالفت کی وہ غرق ہو گیا۔
اسی طرح تاجدارِ مدینہ کا ایک اور ارشاد ہے کہ!

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَسَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا
وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا زُجَّ فِي النَّارِ -
میری آلِ پاک کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جس نے سفینہ
کی سواری پر اتفاق کر لیا اسے امان مل گئی اور جس نے مخالفت کی وہ
جہنم کا ایندھن ہو گیا۔

(صواعق محرقہ ۱۵۳- اشرف الموبد ۱۵۲)

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ سفینہ نوح پر سوار نہ ہونے
والے قطعی طور پر کافر تھے اور وہ حضرت نوح علیہ السلام سے مخالفت کر کے
صرف ہلاک ہی نہیں ہوئے بلکہ کفر کی موت سے مرے ہیں۔

اسی لئے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفینہ نوح کی
مثال دے کر ارشاد فرمایا کہ جنہوں نے ہماری اہل بیت سے اتفاق کیا ان
سے تعلق محبت و موڈت قائم رکھا وہ ہر طوفان سے نجات پا کر جنتی ہو گئے اور
جنہوں نے ہمارے اہل بیت کی مخالفت کی وہ ہلاک ہو کر جہنم رسید ہو گئے۔

دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اسلام لا کر مرتد اور بے ایمان
ہونے سے بچائے کیونکہ بغض اہل بیت قطعی طور پر ارتداد اور کفر صریح ہے۔

اب سرکارِ دو عالم علیہ تحیۃ و الثناء کی طاہرہ بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا
سلام اللہ علیہا اور ان کی اولاد پاک سے بغض رکھنے والوں کے متعلق چند
وعیدیں مزید ملاحظہ فرمائیں بلکہ آپ پہلے ایک شبہ کا ازالہ کر لیں۔

یہ گالی نہیں حقیقت ہے

تا جد ایدو عالم فخر موجودات سرور کائنات حضور رحمۃ للعالمین

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ سے بڑھ کر کس کا اخلاق ہو سکتا ہے بلکہ آپ کے خُلق کو ہی قرآن کا نام دیا گیا ہے۔

بلاشبہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی مگر وہ بات جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہو اور اللہ تعالیٰ کی شان کے ہرگز لائق نہیں کہ کسی کو گالی دے مگر وہ بات جو حقیقت پر مبنی ہو اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں کفار کے متعلق ان کی بد کرداری اور بد اعمالی کے پیش نظر فرمایا ہے کہ یہ حرام زادے ہیں آیت کا جملہ ذالک زنیم ہے قرآن حمید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار و مشرکین کو یہ خطاب دیا ہے اور محبوبِ خدا صاحبِ قرآن حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی خطاب دشمنانِ اہل بیت کے لئے بھی مخصوص فرمایا ہے چنانچہ درج ذیل روایت میں بتایا گیا ہے کہ جو آلِ محمد کے حقوق کو نہیں پہچانتا وہ ان تینوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو وہ منافق ہے یا حرام زادہ ہے یا ولدِ الحمیض ہے۔

شقی، منافق، حرام زادہ، ولد غیر طہر

واخرج ابن عدی والبیہقی فی شعب الایمان عن
 علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم من لم یعرف عترتی والانصار فهو
 لاحد ثلاث امانافق واما لزانیه واما لغير طہر
 (یعنی حملتہ امہ علی غیر طہر)

حضور امام الانبياء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے اہل بیت سے وہی محبت رکھے گا جو مومن اور متقی ہے اور ہماری آل پاک سے وہ بغض رکھے گا جو منافق ہے۔

لَا حُبَّنَا أَهْلَ بَيْتٍ إِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَلَا يَبْغُضُنَا إِلَّا مُنَافِقٌ شَقِيٌّ۔

ایک اور مقام پر سرتاج الانبياء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
مَنْ أَبْغَضَ أَهْلَ الْبَيْتِ فَهُوَ مُنَافِقٌ
جو ہمارے اہل بیت سے بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔

(اشرف المؤمنین ص ۱۵۵)

یہودیوں کا ساتھی

تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ ہمارے اہل بیت سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن ان کا حشر یہودیوں کے ساتھ فرمائے گا۔

عن جابر بن عبد اللہ قال : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ أَبْغَضَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ حَشْرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَهُودِيًّا۔

(اشرف المؤمنین ص ۱۹۱)

قہر خداوندی

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ابْنَايَ مَنْ أَحَبَّهُمَا أَحَبَّنِي وَمَنْ
 أَحَبَّنِي أَحَبُّوا اللَّهَ وَمَنْ أَحَبَّهُ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ. وَمَنْ
 أَبْغَضَهُمَا أَبْغَضَنِي وَمَنْ أَبْغَضَنِي أَبْغَضَهُ اللَّهُ. وَمَنْ
 أَبْغَضَهُ اللَّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُ دَخَلَهُ النَّارَ.

(الاستيعاب ج ۱ ص ۸۳۰۔ البدایہ النہایہ ج ۶ ص ۲۰۵)

(فیض القدیر ج ۲ ص ۹۱۔ صواعق محرقہ ص ۱۵۵)

سرتاج الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ پاک
 سے دشمنی رکھنے والوں کے لئے شدید ترین سزائیں خالق کائنات نے مقرر
 فرما رکھی ہیں ان کا اجمالی خاکہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور اگر تفصیل کے
 ساتھ ان سزاؤں کی نشاندہی کی جائے تو ایک مکمل کتاب بن سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولادِ
 مقدس سے بغض اور دشمنی رکھنے والے خواہ وہ خارجی ہوں یا ناصبی بحکم خدا و
 رسول دائرہ اسلام سے خارج اور کفار کا بدترین ٹولہ ہیں بلکہ قطعی طور پر جہنمی
 اور ناقابل مغفرت ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خارجیت اور ناصبیت سے محفوظ
 رکھے۔

لڑائی مصطفیٰ سے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ہماری بیٹی فاطمہ
 اور اس کے شوہر اور اس کے بیٹوں کے ساتھ جنگ کرتا ہے اس کے ساتھ
 ہماری جنگ ہے اور جو ان سے صلح رکھتا ہے اس سے ہماری صلح ہے۔

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَالحَسَنِ وَالحُسَيْنِ أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ
حَارَبَهُمْ وَسَلَّمٌ لِمَنْ سَالَبَهُمْ -

(مشکوٰۃ شریف ج ۳ ص ۶۰ متفقہ علیہ)

کعبے کا نمازی دوزخ میں

کُتِبَ احادیث میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص بیت الحرام میں رُکن
اور مقامِ ابراہیم کے مابین نماز پڑھتا اور روزہ بھی رکھتا ہو اُس کے دل میں
اہل بیت محمد سے بغض ہو تو وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔

فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَعَدَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالمَقَامِ فَصَلَّى وَصَامَ
ثُمَّ مَاتَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ النَّارَ •

(المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۳۹ - ینابیع المودۃ ۷۰ ص ۳ - صواعق محرقة ۱۷۴)

(شرفِ سادات ص ۲۵۲)

حاسدینِ اہل بیت کا منہ کالا

روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تاجدارِ انبیاء سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایتاً عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ میرے ساتھ حسد کرتے ہیں۔

عَلِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَسَدَ النَّاسِ لِي۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شکایت کے جواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علی تم اس پر خوش نہیں کہ تم چاروں کے چوتھے ہو۔

مَا تَرْضَى أَنْ يَكُونَ رَابِعَ رَابِعَةً

پھر فرمایا کہ سب سے پہلے ہم اور تم اور حسن اور حسین اور ہماری عورتیں جنت میں داخل ہوں گی اور پھر ہماری ڈڑیت اور ان کی بیویاں۔

أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَنَا وَأَنْتَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ
وَأَزْوَاجُنَا عَنْ أَيْمَانِنَا وَشِمَائِلِنَا وَذُرِّيَّتِنَا خَلْفَ
أَزْوَاجِنَا۔

(کشاف جلد چہارم ۹۹)

مندرجہ بالا واقعہ میں توحیدِ کرار اور اہل بیت کے حاسدین کا اصطلاحاً منہ کالا ہوتا ہے اب آپ ایک ایسی روایت ملاحظہ فرمائیں جس میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب یہ لوگ

قیامت کو اٹھائے جائیں گے تو ان کے منہ کالے ہوں گے۔
 وَوَرَدَ عَلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَسْوَدًا وَجْهَهُ۔

(صواعق محرقة ۱۸۶)

معتبر کتب احادیث و سیر میں آتا ہے کہ دشمنانِ اہل بیت لعنتی بھی ہیں اور جہنمی بھی اور مرد و بارگاہِ خداوندی بھی نیز ہمہ وقت غضبِ الہی کے گھیرے میں ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ بجائے توبہ کی طرف مائل ہونے کے گستاخی پر گستاخی کرتے چلے جاتے ہیں اور اپنے لئے آگ ہی آگ تیار کرتے جاتے ہیں۔

نسب بدلنا

سادات کرام کی جو تعظیم و تکریم کتب احادیث سے ظاہر ہے وہ بیان سے باہر اور گمان سے بالا ہے قلم کی ہرگز طاقت نہیں کہ اولادِ فاطمہ کے فضائل و اکرام کا احاطہ و حصر کر سکے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولادِ امجاد سے محبت کی جزاء اور دشمنی کی سزا کے متعلق چند روایات بیان کرنے کے بعد ہم قارئین کی خدمت میں عرض کریں گے کہ جو شخص بھی اہل بیت رسول کا فرد ہونے کا دعویدار ہے آپ بہر طور اس کی تعظیم و تکریم اولادِ مصطفیٰ سمجھ کر کریں اور ہرگز اس ٹوہ میں نہ جائیں کہ ممکن ہے یہ سید نہ ہو، ہم نے الشرف المؤمن بدو دیگر متعدد کتب میں پڑھا ہے کہ

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولادِ پاک سے ایک شہزادی فقر کی حالت میں ایک غنی مسلمان کے پاس کسی ضرورت سے تشریف لے گئیں اور

اسے بتایا کہ میں سیدزادی ہوں اس لئے میری مدد کرو تو اس شخص نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ مجھے کیا معلوم تم سیدزادی ہو کہ یا نہیں۔

وہ شہزادی بتول پریشانی کے عالم میں واپس آگئیں اور ایک یہودی سے اپنی حاجت بیان فرمائی یہودی نے ایک برقعہ پوش اور خاندانِ سادات کی خاتون سمجھ کر ان کی نہایت تعظیم و تکریم سے ضرورت پوری کر دی۔

رات کو اس مسلمان اور یہودی دونوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسلمان کو جنت میں داخل ہونے سے یہ فرما کر منع کر دیا کہ جب تمہیں ہماری بیٹی کے سیدہ ہونے پر شک تھا تو ہم تمہارے مسلمان ہونے پر کیسے یقین کر لیں اور اس یہودی کو عزت سے جنت میں داخل ہونے دیا۔

یہودی نے جب یہ خواب دیکھا تو صبح بیدار ہوتے ہی مسلمان ہو گیا“
اگر کوئی اپنا نسب تبدیل کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے نسب بدلنے والوں کے متعلق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ وہ معلون و مردود ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اور تمام لوگ لعنت کرتے ہیں۔

افضل کون ؟

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہ دونوں جہان کی عورتوں کی سردار ہے۔

ایک مقام پر فرمایا کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا کی کوئی بھی عورت ہو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شان سب سے افضل اور ارفع و اعلیٰ ہے۔

بعض علماء نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے مگر اہل سنت کے محقق علماء کا مذہب یہی ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا ہر عورت سے افضل ہیں حتیٰ کہ اپنی والدہ مکرمہ جناب خدیجہ الکبریٰ، محبوبہ محبوب رب العالمین سیدہ عائشہ صدیقہ اور دیگر اُمہات رضی اللہ عنہن سے بھی آپ افضل ہیں۔

علماء نے حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور بالآخر یہ ترتیب بتائی گئی کہ تمام جہان کی عورتوں سے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور جناب خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا افضل ہیں۔

گویا کہ دنیا کی کوئی بھی عورت ایسی نہیں جس پر سیدۃ النساء

العالمین شہزادی رحمۃ للعالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی فضیلت قائم نہ ہو چنانچہ علمائے حقہ اہل سنت و جماعت اس مسئلہ کے اثبات میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔

خدیجہ و عائشہ

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں مگر اس میں افضلیت کا اختلاف ہے اور درست یہی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

أَفْضَلُهُنَّ خَدِيجَةُ وَعَائِشَةُ وَفِي أَفْضَلِيهَا خِلَافٍ صَحِيحٌ
ابْنُ الْعِمَادِ تَفْضِيلُ خَدِيجَةَ۔

(مواہب اللدنیہ جلد اول اردو ۲۸۷-۲۸۸۔ انوار محمدیہ ۱۵۱)

اور اس کا ثبوت یہ دعا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرنے پر اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ اس کا ذکر کیوں کرتے رہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا بہتر بدلہ دے دیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نہیں خدا کی قسم مجھے اس سے بہتر بدلہ نہیں ملا۔

لِمَا ثَبَتَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَائِشَةَ
حِينَ قَالَتْ قَدْ رَزَقَكَ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهَا لَا وَاللَّهِ مَا
رَزَقَنِي خَيْرًا مِنْهَا

(مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۵۰ ازرقانی شریف جلد ۱ ص ۲۷۱)

اور فرمایا! خدیجہ مجھ پر اُس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے کفر کیا خدیجہ نے اُس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا خدیجہ نے مجھے اُس وقت اپنا مال دیا جب لوگوں نے مجھے مال خرچ کرنے سے روکا۔

أَمَنْتُ بِبِي حَيْثُ كَفَرَ بِي النَّاسُ وَصَدَّ قَتْنِي حَيْثُ كَذَبَ
بِنِي النَّاسُ وَأَعْطَتْنِي مَالَهَا حَيْثُ حَرَمَنِي النَّاسُ

فاطمہ خدیجہ سے افضل ہیں

اور پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی فضیلت کے متعلق فرمایا کہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو افضلیت حاصل ہے اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا افضل ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔

فَأَجَابَ بِأَفْضَلِيَّةِ خَدِيجَةَ عَلَى عَائِشَةَ وَبِأَنَّ بِنْتَهَا
فَاطِمَةُ أَفْضَلُ مِنْهَا وَقَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي

اس کے بعد علماء فرماتے ہیں چونکہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹکڑا ہیں اس لئے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ٹکڑے سے افضل نہیں ہو سکتا اور اس پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان شاہد ہے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

فَلَا أَعْدِلُ بِبَضْعَةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

دُشمنانِ اہلِ بیت کی سزا

لعنت اللہ علیکم دشمنانِ اہل بیت

(حسن رضا)

سرکارِ دو عالم، حضورِ رحمتہً للعالمین، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر چہ اپنی اُمت پر انتہائی شفقت و رحمت فرماتے تھے اور اپنی اُمت کے گنہگاروں کی شفاعت کا آپ نے ذمہ لے رکھا ہے۔

اس کے باوجود بھی آپ نے اپنے اہلِ بیت کے دُشمنوں کو اپنی شفاعت عامہ سے یکسر محروم فرمانے کا اعلان عام فرماتے ہیں جس کا صاف صاف اور واضح ترین مطلب یہ ہے کہ دشمنِ اہلِ بیت دائرہٴ اسلام سے قطعی طور پر خارج ہے اور اس کی ہرگز ہرگز بخشش و مغفرت نہیں اس ضمن میں ہم تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند فرامینِ عالیہ پیش کرتے ہیں۔

جنت حرام ہے

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو میری اہل بیت پر ظلم کرتا ہے اور میری عترت کو ایذا دیتا ہے اس پر جنت کو حرام کر دیا گیا ہے۔

وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حُرِّمَتِ الْجَنَّةُ عَلَى
مَنْ ظَلَمَ أَهْلَ بَيْتِي وَآذَانِي فِي عَثْرَتِي

(کشاف ج ۴ ص ۳۹۹)

رحمتِ خداوندی سے مایوس

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو ہماری آلِ پاک سے بغض کی حالت میں مرے گا جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اُس کی آنکھوں کے درمیان تحریر کر دیا جائے گا یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کر دیا گیا ہے۔

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مَكْتُوبًا بَيْنَ عَيْنَيْهِ آئِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ

(کشاف ج ۴ ص ۳۹۹۔ روح البیان ۴۶۔ ۴۰۷۔ ابن عربی ج ۲ ص ۲۱۴)

(نزہۃ المجالس ج ۴ ص ۱۲۳۸۔ الشرف الموبد ص ۱۵۲)

گُفر کی موت

حضرت امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!
جو شخص میرے اہل بیت سے بغض رکھ کر مرے گا وہ کافر ہو کر
مرے گا۔

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ كَافِرًا

جنت کی خوشبو

پھر فرمایا! آلِ محمد سے بغض رکھنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ
سکے گا۔

أَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلَى بُغْضِ آلِ مُحَمَّدٍ لَمْ يَشْمَرْ رَائِحَةَ

الْجَنَّةِ-

(تفسیر کبیر ج ۷ ص ۳۹۰- تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۴۰۷ وغیرہ باقی رائے اوپر درج ہیں)
مسلمانوں کو چاہیے کہ خدا تعالیٰ سے دُعا کرتے رہیں کہ وہ اپنے
خاص لطف و کرم سے اہل بیت مصطفیٰ علیہم السلام کی محبت عطا فرمائے اور ان
سے بغض رکھنے والوں کے سایہ سے بھی محفوظ رکھے۔

اہل بیت مصطفیٰ سے بغض اور دشمنی کی سزا قطعی طور پر جہنم ہے اور یہ
کسی دُنیاوی عدالت کا فیصلہ نہیں بلکہ اُن کی زبانِ فیض ترجمان سے نکلے
ہوئے جملے ہیں جن کا ہر ارشاد حکمِ خداوندی اور ناقابلِ ترمیم ہے اب آپ
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مَبْغُو ضَانِ اہل بیت کے لئے چند
ارشادات مزید ملاحظہ فرمائیں۔

بغضِ اہل بیتِ بغضِ مصطفیٰ ہے

ایک دفعہ تاجدارِ دو عالم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی
صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے شہزادوں کو گود میں لے کر
فرمایا جو ان سے محبت کرتا ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے جو ان سے بغض رکھتا
ہے وہ ہم سے بغض رکھتا ہے۔

مَنْ أَحَبَّهُمَا فَقَدْ أَحَبَّنِي وَمَنْ أَبْغَضَهُمَا فَقَدْ أَبْغَضَنِي

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۲۶- المستدرک ج ۳ ص ۱۶۶ دیگر کتب احادیث متفقہ)

شیطان کے ساتھی

حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہل بیت کرام سے

اختلاف رکھنے والوں کو فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کے ساتھی ہیں۔ چنانچہ
کتبِ احادیث میں آتا ہے کہ!

وَأَهْلُ بَيْتِي أَمَانٌ لِأُمَّتِي

میری آلِ پاک میری اُمت کے لئے امان ہے اور تمہیں اختلاف
سے بچاتی ہے جو قبیلہ بھی ان سے مخالفت کرے گا وہ شیطان کی جماعت ہے
(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۶۶۔ اشرف الموبد ۴۵۔ صواعق محرقہ ۱۵۳)

ہلاکتِ غرقابیِ جہنم

ایک مقام پر تاجدارِ دو عالم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارشاد فرمایا!

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَسَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا
وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ۔

میری آلِ پاک کی مثال کشتیِ نوح کی ہے جو اس پر سوار ہو گیا
اُس نے نجات حاصل کر لی اور جس نے اس کی مخالفت کی وہ خود ہی
ہلاک ہو گیا۔

دوسری جگہ فرمایا!

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَسَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا
وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ۔

میرے اہل بیت کی مثال سفینہِ نوح کی ہے جو اس پر سوار ہو گیا
اُس نے نجات حاصل کر لی اور جس نے ان کی مخالفت کی وہ غرق ہو گیا۔

اسی طرح تاجدارِ مدینہ کا ایک اور ارشاد ہے کہ!

مَثَلُ أَهْلِ بَيْتِي فِيكُمْ كَسَفِينَةِ نُوحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا
وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا زُجَّ فِي النَّارِ -

میری آلِ پاک کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جس نے سفینہ
کی سواری پر اتفاق کر لیا اسے امان مل گئی اور جس نے مخالفت کی وہ
جہنم کا ایندھن ہو گیا۔

(صواعق محرقہ ۱۵۳۔ اشرف الموبد ۱۵۲)

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ سفینہ نوح پر سوار نہ ہونے
والے قطعی طور پر کافر تھے اور وہ حضرت نوح علیہ السلام سے مخالفت کر کے
صرف ہلاک ہی نہیں ہوئے بلکہ کفر کی موت سے مرے ہیں۔

اسی لئے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سفینہ نوح کی
مثال دے کر ارشاد فرمایا کہ جنہوں نے ہماری اہل بیت سے اتفاق کیا ان
سے تعلق محبت و موڈت قائم رکھا وہ ہر طوفان سے نجات پا کر جنتی ہو گئے اور
جنہوں نے ہمارے اہل بیت کی مخالفت کی وہ ہلاک ہو کر جہنم رسید ہو گئے۔

دُعا ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اسلام لا کر مرتد اور بے ایمان
ہونے سے بچائے کیونکہ بغضِ اہل بیت قطعی طور پر ارتداد اور کفرِ صریح ہے۔

اب سرکارِ دو عالم علیہ تحیۃ و الثناء کی طاہرہ بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا
سلام اللہ علیہا اور ان کی اولاد پاک سے بغض رکھنے والوں کے متعلق چند
وعیدیں مزید ملاحظہ فرمائیں بلکہ آپ پہلے ایک شبہ کا ازالہ کر لیں۔

یہ گالی نہیں حقیقت ہے

تا جدارِ دو عالم فخرِ موجودات سرورِ کائنات حضورِ رحمتہ للعالمین

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ سے بڑھ کر کس کا اخلاق ہو سکتا ہے بلکہ آپ کے خلق کو ہی قرآن کا نام دیا گیا ہے۔

پلاشبہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی کو گالی نہیں دی مگر وہ بات جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہو اور اللہ تعالیٰ کی شان کے ہرگز لائق نہیں کہ کسی کو گالی دے مگر وہ بات جو حقیقت پر مبنی ہو اللہ جل شانہ نے قرآن مجید میں کفار کے متعلق اُن کی بد کرداری اور بد اعمالی کے پیش نظر فرمایا ہے کہ یہ حرام زادے ہیں آیت کا جملہ ذالک زنیم ہے قرآن حمید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کفار و مشرکین کو یہ خطاب دیا ہے اور محبوبِ خدا صاحبِ قرآن حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی خطاب دشمنانِ اہل بیت کے لئے بھی مخصوص فرمایا ہے چنانچہ درج ذیل روایت میں بتایا گیا ہے کہ جو آلِ محمد کے حقوق کو نہیں پہچانتا وہ ان تینوں میں سے ایک ضرور ہے یا تو وہ منافق ہے یا حرام زادہ ہے یا ولدِ لحمیض ہے۔

شقی، منافق، حرام زادہ، ولد غیر طہر

واخرج ابن عدی والبیہقی فی شعب الایمان عن
عَلِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَعْرِفْ عِثْرَتِي وَالْأَنْصَارَ فَهُوَ
لِأَحَدٍ ثَلَاثٌ أَمَّا مُنَافِقٌ وَ أَمَّا لِزَانِيَّةٍ وَ أَمَّا لِغَيْرِ طَهْرٍ
(یعنی حملتہ امہ علی غیر طہر)

حضور امام الانبياء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہمارے اہل بیت سے وہی محبت رکھے گا جو مومن اور متقی ہے اور ہماری آل پاک سے وہ بغض رکھے گا جو منافق ہے۔

لَا حُبَّنَا أَهْلَ بَيْتِ إِلَّا مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَلَا بَبْغُضْنَا إِلَّا مُنَافِقٌ شَقِيٌّ۔

ایک اور مقام پر سرتاج الانبياء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا
مَنْ أَبْغَضَ أَهْلَ الْبَيْتِ فَهُوَ مُنَافِقٌ
جو ہمارے اہل بیت سے بغض رکھتا ہے وہ منافق ہے۔

(اشرف الموبد ص ۱۵۵)

یہودیوں کا ساتھی

تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو لوگ ہمارے اہل بیت سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن ان کا حشر یہودیوں کے ساتھ فرمائے گا۔

عن جابر بن عبد اللہ قال : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَيُّهَا النَّاسُ مَنْ أَبْغَضَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ حَشَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَهُودِيًّا۔

(اشرف الموبد ص ۱۹۱)

قہر خداوندی

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

اِسْتَوْصُوا بِاَهْلِ بَيْتِي خَيْرًا فَاِنِّي اَخَاصِبُكُمْ عَنْهُمْ
غَدًا، وَمَنْ اَكُنْ خَصْبَهُ اَخَصَبَهُ اللهُ، وَمَنْ
اَخَصَبَهُ اللهُ اَدْخَلَهُ النَّارَ۔

یعنی میرے اہل بیت کے بارے میں خیر اور بھلائی کی تلقین کرو
کیونکہ کل قیامت کے دن میں اپنی اولاد کے بارے میں تم سے جھگڑا
کروں گا اور جس سے میں جھگڑا کروں گا اُس سے اللہ تبارک
و تعالیٰ جھگڑا کرے گا اور جس سے اللہ تبارک و تعالیٰ جھگڑا فرمائے گا
اُسے جہنم میں داخل کر دے گا۔

(شرف سادات ص ۲۵۱)

اور فرمایا ! جو شخص میری عترت و اہل بیت کو ستائے گا اس پر قبر
خداوندی ٹوٹ پڑے گا۔

اِسْتَدَّ غَضَبَ اللهِ عَلٰی مَنْ اَذَانِي فِي عِثْرَتِي

(اسعاف الراغبین ۱۴۲، نور الابصار ۱۱۲ صواعق محرقة ۱۷۱)

تُم کو مژدہ نار کا اے دشمنانِ اہل بیت

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری بیٹی کے
بیٹے میرے بیٹے ہیں جو ان سے محبت کرتا ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور جو
ہم سے محبت کرتا ہے وہ خدا سے محبت کرتا ہے اور جو خدا سے محبت کرتا ہے وہ
بہشت میں ضرور داخل ہوگا اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے ہمارا دشمن سے اور
جو ہمارا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے اور جو خدا کا دشمن ہے وہ جہنم میں داخل
ہوگا۔

الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ ابْنَايَ مَنْ أَحَبَّهُمَا أَحَبَّنِي وَمَنْ
 أَحَبَّنِي أَحَبُّوا اللَّهَ وَمَنْ أَحَبَّهُ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ. وَمَنْ
 أَبْغَضَهُمَا أَبْغَضَنِي وَمَنْ أَبْغَضَنِي أَبْغَضَهُ اللَّهُ. وَمَنْ
 أَبْغَضَهُ اللَّهُ وَمَنْ أَبْغَضَهُ دَخَلَهُ النَّارَ.

(الاستعیاب ج ۱ ص ۸۳۰۔ البدایہ النہایہ ج ۶ ص ۲۰۵)

(فیض القدر ج ۲ ص ۹۱۔ صواعق محرقة ص ۱۵۵)

سرتاج الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولادِ پاک سے دشمنی رکھنے والوں کے لئے شدید ترین سزائیں خالق کائنات نے مقرر فرما رکھی ہیں ان کا اجمالی خاکہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اور اگر تفصیل کے ساتھ ان سزاؤں کی نشاندہی کی جائے تو ایک مکمل کتاب بن سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولادِ مقدس سے بغض اور دشمنی رکھنے والے خواہ وہ خارجی ہوں یا ناصبی بحکم خدا و رسول دائرہ اسلام سے خارج اور کفار کا بدترین ٹولہ ہیں بلکہ قطعی طور پر جہنمی اور ناقابلِ مغفرت ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو خارجیت اور ناصبیت سے محفوظ رکھے۔

لڑائی مصطفیٰ سے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ہماری بیٹی فاطمہ اور اس کے شوہر اور اس کے بیٹوں کے ساتھ جنگ کرتا ہے اس کے ساتھ ہماری جنگ ہے اور جو ان سے صلح رکھتا ہے اس سے ہماری صلح ہے۔

وَعَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لِعَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ وَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ أَنَا حَرْبٌ لِمَنْ
حَارَبَهُمْ وَسَلْمٌ لِمَنْ سَالَتْهُمْ -

(مشکوٰۃ شریف ج ۳ ص ۳۶۰ متفقہ علیہ)

کعبے کا نمازی دوزخ میں

کُتِبَ احادیث میں آتا ہے کہ اگر کوئی شخص بیت الحرام میں رُکن
اور مقامِ ابراہیم کے مابین نماز پڑھتا اور روزہ بھی رکھتا ہو اُس کے دل میں
اہل بیت محمد سے بغض ہو تو وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔

فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا صَعَدَ بَيْنَ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلَّى وَصَامَ
ثُمَّ مَاتَ وَهُوَ مُبْغِضٌ لِأَهْلِ بَيْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ النَّارَ -

(المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۳۹ - ینایح المودۃ ۳۷۰ - صواعق محرقة ۱۷۴)

(شرف سادات ص ۲۵۲)

حاسدین اہل بیت کا منہ کالا

روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے تاجدارِ انبیاء سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں شکایتاً عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ میرے ساتھ حسد کرتے ہیں۔

عَلِي رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ شَكَّوتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَسَدَ النَّاسِ لِي۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شکایت کے جواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علیؑ اس پر خوش نہیں کہ تم چاروں کے چوتھے ہو۔

مَا تَرَضِيَ أَنْ يَكُونَ رَابِعًا رَابِعَةً

پھر فرمایا کہ سب سے پہلے ہم اور تم اور حسن اور حسین اور ہماری عورتیں جنت میں داخل ہوں گی اور پھر ہماری ذریت اور ان کی بیویاں۔

أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَنَا وَأَنْتَ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ
وَآزُوجُنَا عَنْ أَيَّمَانِنَا وَشِمَائِلِنَا وَذُرِّيَّتِنَا خَلْفَ
أَزْوَاجِنَا۔

(کشاف جلد چہارم ۹۹)

مندرجہ بالا واقعہ میں توحیدِ کرار اور اہل بیت کے حاسدین کا اصطلاحاً منہ کالا ہوتا ہے اب آپ ایک ایسی روایت ملاحظہ فرمائیں جس میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب یہ لوگ

قیامت کو اٹھائے جائیں گے تو ان کے منہ کالے ہوں گے۔
 وَوَرَدَ عَلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَسْوَدًا وَجْهَهُ۔

(صواعق محرقة ۱۸۶)

معتبر کتب احادیث و سیر میں آتا ہے کہ دشمنانِ اہل بیت لعنتی بھی ہیں اور جہنمی بھی اور مرد و بارگاہِ خداوندی بھی نیز ہمہ وقت غضبِ الہی کے گھیرے میں ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ بجائے توبہ کی طرف مائل ہونے کے گستاخی پر گستاخی کرتے چلے جاتے ہیں اور اپنے لئے آگ ہی آگ تیار کرتے جاتے ہیں۔

نسب بدلنا

سادات کرام کی جو تعظیم و تکریم کتب احادیث سے ظاہر ہے وہ بیان سے باہر اور گمان سے بالا ہے قلم کی ہرگز طاقت نہیں کہ اولادِ فاطمہ کے فضائل و اکرام کا احاطہ و حصر کر سکے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولادِ امجاد سے محبت کی جزاء اور دشمنی کی سزا کے متعلق چند روایات بیان کرنے کے بعد ہم قارئین کی خدمت میں عرض کریں گے کہ جو شخص بھی اہل بیت رسول کافر ہونے کا دعویٰ دے رہا ہے آپ بہر طور اس کی تعظیم و تکریم اولادِ مصطفیٰ سمجھ کر کریں اور ہرگز اس ٹوہ میں نہ جائیں کہ ممکن ہے یہ سید نہ ہو، ہم نے الشرف الموبد دیگر متعدد کتب میں پڑھا ہے کہ

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اولادِ پاک سے ایک شہزادی فقر کی حالت میں ایک غنی مسلمان کے پاس کسی ضرورت سے تشریف لے گئیں اور

اسے بتایا کہ میں سیدزادی ہوں اس لئے میری مدد کرو تو اس شخص نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ مجھے کیا معلوم تم سیدزادی ہو کہ یا نہیں۔

وہ شہزادی بتول پریشانی کے عالم میں واپس آگئیں اور ایک یہودی سے اپنی حاجت بیان فرمائی یہودی نے ایک برقعہ پوش اور خاندانِ سادات کی خاتون سمجھ کر ان کی نہایت تعظیم و تکریم سے ضرورت پوری کر دی۔

رات کو اس مسلمان اور یہودی دونوں نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسلمان کو جنت میں داخل ہونے سے یہ فرما کر منع کر دیا کہ جب تمہیں ہماری بیٹی کے سیدہ ہونے پر شک تھا تو ہم تمہارے مسلمان ہونے پر کیسے یقین کر لیں اور اس یہودی کو عزت سے جنت میں داخل ہونے دیا۔

یہودی نے جب یہ خواب دیکھا تو صبح بیدار ہوتے ہی مسلمان ہو گیا“
اگر کوئی اپنا نسب تبدیل کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے نسب بدلنے والوں کے متعلق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ وہ معلون و مردود ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اور تمام لوگ لعنت کرتے ہیں۔

افضل کون ؟

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہ دونوں جہان کی عورتوں کی سردار ہے۔

ایک مقام پر فرمایا کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان ارشادات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دُنیا کی کوئی بھی عورت ہو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شان سب سے افضل اور ارفع و اعلیٰ ہے۔

بعض علماء نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے مگر اہل سنت کے محقق علماء کا مذہب یہی ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا ہر عورت سے افضل ہیں حتیٰ کہ اپنی والدہ مکرمہ جناب خدیجۃ الکبریٰ، محبوبہ محبوب رب العالمین سیدہ عائشہ صدیقہ اور دیگر اُمہات رضی اللہ عنہن سے بھی آپ افضل ہیں۔

علماء نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کی افضلیت کے بارے میں اختلاف کیا ہے اور بالآخر یہ ترتیب بتائی گئی کہ تمام جہان کی عورتوں سے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا افضل ہیں اور جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا افضل ہیں۔

گویا کہ دُنیا کی کوئی بھی عورت ایسی نہیں جس پر سیدۃ النساء

العالمین شہزادی رحمۃ للعالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی فضیلت قائم نہ ہو چنانچہ علمائے حقہ اہل سنت و جماعت اس مسئلہ کے اثبات میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔

خدیجہ و عائشہ

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں مگر اس میں افضلیت کا اختلاف ہے اور درست یہی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں۔

أَفْضَلُهُنَّ خَدِيجَةُ وَعَائِشَةُ وَفِي أَفْضَلِيهَا خِلَافٌ صَحِيحٌ
ابْنُ الْعِمَادِ تَفْضِيلُ خَدِيجَةَ -

(مواہب اللدنیہ جلد اول اردو ۲۸۷-۲۸۸۔ انوار محمدیہ ۱۵۱)

اور اس کا ثبوت یہ دعا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرنے پر اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آپ اس کا ذکر کیوں کرتے رہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا بہتر بدلہ دے دیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نہیں خدا کی قسم مجھے اس سے بہتر بدلہ نہیں ملا۔

لَمَّا ثَبَّتَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَائِشَةَ
حِينَ قَالَتْ قَدْ رَزَقَكَ اللَّهُ خَيْرًا مِنْهَا لَا وَاللَّهِ مَا
رَزَقَنِي خَيْرًا مِنْهَا

(مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۵۰ از رقانی شریف جلد ۱ ص ۲۷۱)

اور فرمایا! خدیجہ مجھ پر اُس وقت ایمان لائیں جب لوگوں نے کفر کیا خدیجہ نے اُس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا خدیجہ نے مجھے اُس وقت اپنا مال دیا جب لوگوں نے مجھے مال خرچ کرنے سے روکا۔

أَمَنْتُ بِبِ حَيْنٍ كَفَرَ بِبِ النَّاسِ وَصَدَّ قَتْنِي حَيْنٍ كَذِ
بُنِي النَّاسِ وَاعْطَتْنِي مَالَهَا حَيْنٍ حَرَ مَنِي النَّاسِ

فاطمہ خدیجہ سے افضل ہیں

اور پھر حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی فضیلت کے متعلق فرمایا کہ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو افضلیت حاصل ہے اور حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا افضل ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔

فَأَجَابَ بِأَفْضَلِيَّةِ خَدِيجَةَ عَلَى عَائِشَةَ وَبِأَنَّ بِنْتَهَا
فَاطِمَةَ أَفْضَلُ مِنْهَا وَقَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي

اس کے بعد علماء فرماتے ہیں چونکہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ٹکڑا ہیں اس لئے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ٹکڑے سے افضل نہیں ہو سکتا اور اس پر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان شاہد ہے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔

فَلَا أَعْدِلُ بِبَضْعَةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

جاتی ہیں جو شہزادی رسول سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اپنی دوسری ہمشیرگان عالی مرتبت سے ممتاز کرتی ہیں چنانچہ اس کی سب سے بڑی وجہ تو یہ ہے جو ہم سیدہ خدیجۃ الکبریٰ اور دیگر اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے بارے عرض کر چکے ہیں یعنی امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اس وجہ سے بھی دیگر ازواج مطہرات پر ترجیح دیتے تھے کہ جناب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آپ کی اولاد کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔

اور جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا دیگر بنات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی معاملہ ہے کہ آپ کی تمام اولاد سے صرف جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے نسلِ مصطفیٰ ظہور میں آئی اور آپ نے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے اس اعزاز کا فخر یہ طور پر اظہار فرمایا جس کے متعلق متعدد روایات آپ کو اس کتاب میں ملیں گی۔

دوسری وجہ اس کی یہ ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ازل ہی سے خاص طور پر فضیلت و بزرگی سے نوازا رکھا تھا اور ان خصائص میں کسی دوسرے کا حصہ نہیں مثلاً جنت الفردوس میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز کرنا۔

آپ کو تمام دُنیاوی آلائشوں سے پاک پیدا فرمانا اور عورتوں کی امراض سے پاک رکھنا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ آپ کا نکاح آسمانوں پر فرمانا اور پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کو تمام جہانوں کی

عورتوں کی سرداری کا خلعت عطا فرمانا۔ یہ سب ایسے خصائص ہیں جو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اپنی باقی ہمشیرگان سے ممتاز کرتے ہیں۔ علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر رقم طراز ہیں۔

قَالَ الْعَلَامَةُ ابْنِ حَجَرٍ ، وَالْحِكْمَةُ فِي إِخْتِصَاصِ
أَوْلَادِ فَاطِمَةَ بِهَذَا الشَّرَفِ دُونَ أَوْلَادِ سَائِرِ بَنَاتِهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مَا اخْتَصَتْ بِهِ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا مِنَ الْمَزَايَا لَا كَثِيرَةٌ عَلَى إِخْوَاتِهَا
مِنْهَا مَا وَرَدَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى زَوَّجَهَا لِعَلِيِّ كَرَّمَ اللَّهُ
وَجْهَهُ فِي السَّمَاءِ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا فِي الْأَرْضِ -
وَمِنْهَا تَبْيِيزُهَا عَلَيْهِنَّ بِأَنَّهَا سَيِّدَةُ النِّسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
وَمِنْهَا تَبْيِيزُهَا عَلَيْهِنَّ بِتَسْبِيَّتِهَا بِالزَّهْرَاءِ أَمَا
لَكُونَهَا لَا تَحِيضُ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ فَكَانَتْ كِنِسَاءِ الْجَنَّةِ

(اشرف المؤمنین ۹۵)

ان خصائص و امتیازات کے علاوہ بھی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے بے شمار ایسے خصائص ہیں جو کہ آپ کو بناتِ رسولِ معظم کے علاوہ تمام جہانوں کی عورتوں سے ممتاز کرتے ہیں جن کی تفصیل آپ کو اسی کتاب میں ہی کئی جگہ مل جائے گا۔

اس مسئلے کو آپ اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت جعفر طیار اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہما بھی حضرت ابوطالب ہی کے فرزندِ ارجمند تھے اور اسلام کے عظیم الشان بطلِ جلیل تھے۔

پھر ان کو وہ مدارج و مناصب کیوں نہ ملے جو جنابِ علی کرم اللہ وجہہ

الکریم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا اپنی ہم شیرگان سے امتیازی حیثیت کا مالک ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتا کہ آپ کی اور کوئی سگی بہن تھی ہی نہیں۔

اکابرین اہل سنت و جماعت کے علاوہ شیعہ اکابرین سلف بھی اس بات پر قطعی متفق ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے اور ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جناب مار یہ قبٹیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئے۔

چنانچہ شیعہ حضرات کی مشہور کتاب اصول کافی فروع کافی حیات القلوب اعیان الشیعہ وغیرہ میں یہ حقیقت تسلیم شدہ ہے۔

محسن امین عائلی اعیان الشیعہ میں رقم طراز ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھ اولادیں خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے تھیں دو صاحبزادے قاسم و عبد اللہ رضی اللہ عنہما جن کے القاب طیب و طاہر تھے اور چار صاحبزادیاں زینب ام کلثوم رقیہ اور حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہن۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح قبل از اسلام ابو العاص سے ہوا تھا اور جناب رقیہ اور ام کلثوم کے نکاح ابولہب کے دونوں بیٹوں عتبہ اور عتبہ سے ہوئے تھے۔

جب امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان نبوت و رسالت فرمایا تو ابولہب آپ کا سخت دشمن ہو گیا اور اس نے اپنے بیٹوں سے سیدہ رقیہ

اور امّ کلثوم کو طلاق دلوادیں۔ چنانچہ سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ تشریف لے گئیں سیدہ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی ابھی رخصتی ہی نہیں ہوئی تھی چنانچہ وہ آپ کے پاس ہی رہیں اور پھر فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ ہی ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لے آئیں جناب رقیہ رضی اللہ عنہا زوجہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی حبشہ سے مدینہ منورہ میں تشریف لے آئیں اور تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

چنانچہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ امّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا آپ کی سب سے بڑی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر جناب ابوالعاص بھی جنگ بدر کے بعد اسلام لے آئے۔

ان کو ابولہب نے کہا تھا کہ تم بنتِ محمد کو طلاق دے دو تم قریش کی جس لڑکی کی خواہش کرو گے میں اس سے تمہاری شادی کروادیتا ہوں مگر انہوں نے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ اعیان الشیعة کا مختصر متن یہ ہے۔

(۱) او لاده صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم القاسم و بہ

کان یکنی عاش حتی مشی و مات بیکتہ

(۲) عبد اللہ ویلقب بالطاہر لو لادته بعد

الوحی

(۳) فاطمة وہی صغرا بنا تہ تز و جہاع لی علیہ

السلام بعد الهجرة

(۴) زینب و ہی کبریٰ هن تزوجها قبل الاسلام ابو

العاص

(۵) رقیة

(۶) ام کلثوم زو جہا النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من عتبہ و عتیبہ ابنی عمہ ابی لہب فلما جاء الاسلام بلغ من عداوۃ قریش للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان قالوا فرغتم محمد امن ہبہ بتر و یج بناتہ فقالوا الابی العاص طلق ابنة محمد و اتزوجک بنت من اردت من قریش فابی الحلبوا مثل ذالک عتبہ و عتیبہ فطلقا زو جیتہما فترو جہا عثمان و احدة بعد و احدة و امر لكل خدیجة ابراہیم ابن ماریہ القبطیة ولد بالمدینة و مان و هو ابن ثمانیة عشر شهر

(اعیان الشیعة ج ۲ ص ۶۰)

(علاوہ ازیں ان چاروں بنات رسول کا ذکر دیکھیں اصول کافی مطبوعہ تہران جلد اول

ص ۴۹۳)

(حیات القلوب مطبوعہ تہران جلد دوم ص ۵۸۸)

ان کتب مشہورہ کے علاوہ بھی شیعہ حضرات کے الصحاح کی سب

کتابوں میں بالاتفاق ثابت ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صلب مبارک سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

اہل سنت و جماعت میں تو یہ بات قطعی طور پر مسلم شدہ ہے کہ امام

الانبياء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار صاحبزادیاں سلام اللہ علیہن تھیں اور اس میں کبھی اختلاف نہیں ہوا اور نہ ہی کسی نے کبھی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی دیگر بناتِ رسول پر فضیلت کا انکار کیا ہے اور اس فضیلت کی اہم ترین وجہ یہی قرآزی ہے کہ آپ کے بطن مبارک سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل پاک کا آغاز ہوا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی اولادِ پاک کے ظہور کی اس قدر خواہش اور محبت تھی کہ جب آپ کے صاحبزادے سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روتے ہوئے فرمایا کہ اگر میرا یہ بیٹا زندہ رہتا تو ہم ان کی والدہ ماریہ قبطیہ کے تمام اہل خاندان کا جزیہ معاف فرما دیتے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ میرا بیٹا زندہ رہتا تو ان کا کوئی ماموں غلام نہ رہتا یعنی قبطی قوم کا ہر فرد آزاد کر دیا جاتا۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۲۲)

اب جبکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کے تمام ہم وطنوں کو صرف اس لئے آزاد کر دینے کا خیال رکھتے تھے کہ

۱۔ (طبری جلد اول ص ۴۹۱) (طبقات ابن سعد جلد اول ص ۱۳۳)

(سیرت ابن ہشام جلد اول ص ۱۰۶) (ابن خلدون جلد اول ص ۲۱۷)

(الاستیعاب ص ۱۰۳۶) (المستدرک جلد سوم ص ۱۰۶) (نور الابصار ص ۴۳)

(نور الابصار ص ۴۳) (اسعاف الراغبین ص ۸۱) (اشرف الموبد ص ۹۳)

(نزہت المجالس مترجم ج ۲ ص ۲۲۸) (انوار محمدیہ من المواہب اللدنیہ ص ۱۳۵)

جناب ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے انہیں اللہ تعالیٰ نے اولاد عطا فرمائی تھی۔

تو جناب فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا اس لحاظ سے آپ کی نظر میں کیا مقام ہونا چاہیے تھا جن کی وجہ سے آپ کی اس عظیم آرزو اور شدید خواہش کی تکمیل ہوئی۔

انوارِ زہرا

روایات میں آتا ہے کہ ابوالبشر سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب نور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام تفویض ہوا تو آپ کے حسن و جمال کی درخشندگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کا دایاں رخسار مبارک آفتاب کی شعاعوں پر اور بائیں رخسار مبارک ماہتاب کی تابانیوں پر غالب تھا۔

اور اسی طرح جناب حوا سلام اللہ علیہا کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بے پناہ حسن و جمال سے نوازا رکھا تھا جنت کی فرحت خیز فضاؤں میں بیٹھے ہوئے ایک دفعہ سیدنا آدم علیہ السلام نے جناب حوا رضی اللہ عنہا کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ خداوند کریم نے ہم دونوں سے زیادہ حسین کسی دوسری مخلوق کو پیدا نہیں کیا ہوگا۔

جناب آدم علیہ السلام یہ گفتگو فرما ہی رہے تھے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام کو یہ ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کا ہاتھ پکڑ کر فردوس اعلیٰ میں لے جاؤ۔

جب جبریل علیہ السلام نے ان دونوں کو ساتھ لیا اور ایک یا قوت

سرخ کے محل کا دروازہ کھول دیا محل کے اندر زُرد کے پایوں والا ایک سنہری تخت بچھا ہوا تھا اور اس پر ایک لڑکی تشریف فرما تھی۔

اُس کے سرِ اقدس پر جواہر نگار سونے کا تاج رکھا ہوا تھا اور جسمِ انور سے نور کی شعاعیں نکلتی تھیں جنابِ آدم علیہ السلام نے جب اُس پیکرِ نور کو دیکھا تو بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا الہی یہ لڑکی کون ہے؟ ارشاد ہوا فاطمہ بنتِ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔

عرض کیا یا اللہ اس کا شوہر کون ہوگا؟

ارشاد ہوا جبریلِ قصرِ یا قوتی کا دروازہ کھول دو۔

چنانچہ جب دروازہ کھولا گیا تو اُس کے اندر کا نور کا ایک قُبہ تھا جس میں سونے کا تخت بچھا ہوا تھا اُس پر ایک جوانِ رعنا پیکرِ حسن و جمال بصد شان و رعنائی تشریف فرما تھا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کو بتایا گیا کہ یہ نوجوان حضرت علی ابن ابی طالب ہیں انہیں سے سیدہ فاطمہ الزہرا کا نکاح ہوگا آدم علیہ السلام اس قدسی جوڑے کی زیارت کر کے واپس آئے تو اپنے حسن و جمال کی یکتائی کا خیال دل سے نکل چکا تھا۔

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۷ مطبوعہ مصر)

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شان و عظمت کا احاطہ
و حصر ناممکن ہی نہیں امرِ محال ہے اس لئے کہ

ولایت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
امامت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
شہادت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
صداقت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
سعادت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
شجاعت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
ہدایت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
سیادت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
کرامت ہے تو فاطمہ کے گھر میں

یہی نہیں بلکہ !

اصالت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
نیابت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
سخاوت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
تلاوت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
رحمت ہے تو فاطمہ کے گھر میں
راحت ہے تو فاطمہ کے گھر میں

یہی نہیں بلکہ!

شفاعت ہے تو فاطمہ کے گھر میں

جنت ہے تو فاطمہ کے گھر میں

نبوت ہے تو فاطمہ کے گھر میں

رسالت ہے تو فاطمہ کے گھر میں

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا کے گھر کی کیا بات ہے جہاں پر اصول

دین مرتب ہوتے ہیں۔

☆ جہاں سے دستورِ اسلام کا نفاذ ہوتا ہے۔

☆ جہاں سے قانونِ خداوندی کو نافذ کیا جاتا ہے۔

☆ جہاں سے کائناتِ عالم کو درسِ حیات ملتا ہے۔

☆ جہاں سے زندگی کی پُر پیچ راہوں کی راہبری ہوتی ہے۔

☆ جہاں سے منزلِ طریقت کی نشاندہی ہوتی ہے۔

بلکہ جہاں پر منزلِ شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کی

انتہا ہوتی ہے یہی تو وہ دولتِ کدۂ بتول ہے جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے

اپنی تمام نعمتیں جمع فرمادی ہیں۔

جنت پہ کس کا قبضہ زہرا بتول کا

رحمت ہے کس کا صدقہ زہرا بتول کا

عفت کی کون مالک بیٹی رسول کی

عصمت کی کون مالک بیٹی رسول کی

رحمت ہے عام کس کی بنتِ رسول کی
حوریں غلام کس کی بنتِ رسول کی

صائم ہے جس کو جو بھی لینا حضور سے
کرنا طلب ہے پڑتا زہرا بتول سے

طیبہ ، طاہرہ عابدہ زاہدہ
بنتِ خیر الوریٰ سیدہ فاطمہ
سیدہ صالحہ ، راکعہ ، ساجدہ
نورِ شمس الضحیٰ سیدہ فاطمہ

راغیہ مرضیہ صائمہ عاصمہ
نیرہ انورہ ناظرہ ناصرہ
زاکیہ ازکیہ اکرمہ اعظمہ
عکسِ ظلِ خدا سیدہ فاطمہ

کاملہ اکملہ ، صادقہ اصدقہ
عالمہ فاضلہ راحمہ ، راشدہ
شاہدہ شافعہ ، قاسمہ ، آمنہ
عذرا خیر النساء سیدہ فاطمہ

ہادیہ مہدیہ جتیدہ ناصحہ
 مکتیہ مدنیہ ، قرشیہ سرورہ
 مشفقہ محسنہ ذاکرہ زاہرا
 حافظہ حامدہ سیدہ فاطمہ

 قائمہ ، دائمہ ماحیہ ماجدہ
 خازنہ حاکمہ صابرہ شاکرہ
 حازقہ قائدہ احسنہ ، افضلہ
 وارثہ پارسا سیدہ فاطمہ

 واعظہ واصفہ شافیہ کافیہ
 رہبرہ فالقہ واقفہ عارفہ
 عالیہ اشرفہ قاطعہ ساطعہ
 عاقلہ اطہرہ سیدہ فاطمہ

 امجدہ ، اجملہ ، مخلصہ ، تارکہ
 ثابتہ ثاقبہ خاشعہ خالدہ
 اُن کے القاب صائم ہوں کیسے بیاں
 ہیں خرد سے ورئی سیدہ فاطمہ

- ☆ عظمت کی مالک ہیں تو زہرا بتول
- ☆ رفعت کی مالک ہیں تو زہرا بتول
- ☆ عصمت کی مالک ہیں تو زہرا بتول
- ☆ عفت کی مالک ہیں تو زہرا بتول
- ☆ رحمت کی مالک ہیں تو زہرا بتول
- ☆ جنت کی مالک ہیں تو زہرا بتول
- ☆ عظمتِ فاطمہ کی لونڈی،
- ☆ رفعتِ فاطمہ کی کنیز
- ☆ عصمتِ فاطمہ کا گہنا
- ☆ عفتِ فاطمہ کا زیور
- ☆ رحمتِ فاطمہ پہ صدقے
- ☆ جنتِ فاطمہ کی جاگیر
- ☆ شہزادی کون و مکاں ہیں تو فاطمہ
- ☆ ملکہِ ملکِ جنان ہیں تو فاطمہ
- ☆ عصمت کا ڈر نہاں ہیں تو فاطمہ
- ☆ عفت کا گنج گراں ہیں تو فاطمہ
- ☆ کرم کا بحرِ بیکراں ہیں تو فاطمہ
- ☆ نبی کی رُوحِ رواں ہیں تو فاطمہ
- ☆ عظمتوں کا آسماں ہیں تو فاطمہ
- ☆ رفعتوں کا ارفعِ نشاں ہیں تو فاطمہ

☆ شہیدوں کی مادرِ مہرباں ہیں تو فاطمہ

☆ پیکرِ شرم و حیا ہیں تو فاطمہ

☆ علی کے گھر کی ضیاء ہیں تو فاطمہ

☆ مخزنِ لطف و عطا ہیں تو فاطمہ

☆ مرکزِ مہر و وفا ہیں تو فاطمہ

☆ محورِ صدق و صفا ہیں تو فاطمہ

☆ مصدرِ جود و سخا ہیں تو فاطمہ

☆ فقر کی ابتداء و انتہا ہیں تو فاطمہ

☆ سراپائے صبر و رضا ہیں تو فاطمہ

☆ صورتِ شمسِ لضحیٰ ہیں تو فاطمہ

☆ سیرتِ بدرالدُّجیٰ ہیں تو فاطمہ

☆ نقشہٴ خیر الوریٰ ہیں تو فاطمہ

☆ عزتِ مرتضیٰ ہیں تو فاطمہ

☆ راحتِ مصطفیٰ ہیں تو فاطمہ

☆ ناموسِ رسولِ خدا ہیں تو فاطمہ

یہی نہیں بلکہ !

☆ عتیقہ ہیں تو فاطمہ

☆ صدیقہ ہیں تو فاطمہ

☆ مکرمہ ہیں تو فاطمہ

☆ معلمہ ہیں تو فاطمہ

☆ معظمہ ہیں تو فاطمہ

☆ مخدومہ ہیں تو فاطمہ

☆ معصومہ ہیں تو فاطمہ

☆ منورہ ہیں تو فاطمہ

☆ مطہرہ ہیں تو فاطمہ

☆ عقیقہ ہیں تو فاطمہ

☆ منیفہ ہیں تو فاطمہ

☆ رحیمہ ہیں تو فاطمہ

☆ کریمہ ہیں تو فاطمہ

☆ رفیقہ ہیں تو فاطمہ

☆ شفیقہ ہیں تو فاطمہ

☆ محدثہ ہیں تو فاطمہ

☆ مجتہدہ ہیں تو فاطمہ

☆ امینہ ہیں تو فاطمہ

☆ ثمینہ ہیں تو فاطمہ

☆ ہاشمیہ ہیں تو فاطمہ

☆ قریشیہ ہیں تو فاطمہ

☆ منزرہ ہیں تو فاطمہ

☆ مقدسہ ہیں تو فاطمہ

☆ حمیدہ ہیں تو فاطمہ

☆ محمودہ ہیں تو فاطمہ
تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی مکرمہ خطیبہ بھی
ہیں اور ادیبہ بھی

- ☆ مرشدہ بھی ہیں اور مُجَدِّدہ بھی
- ☆ ولیہ بھی ہیں اور علیہ بھی
- ☆ شہیدہ بھی ہیں اور مجیدہ بھی
- ☆ آیت اللہ بھی ہیں اور امت اللہ بھی
- ☆ صفیہ بھی ہیں اور تقیہ بھی
- ☆ ناصرہ بھی ہیں اور منصورہ بھی
- ☆ ظاہرہ بھی ہیں اور مستورہ بھی
- ☆ سعیدہ بھی ہیں اور مسعودہ بھی
- ☆ حمیدہ بھی ہیں اور محمودہ بھی
- ☆ جمیلہ بھی ہیں اور جلیلہ بھی
- ☆ سلیمہ بھی ہیں اور حلیمہ بھی
- ☆ سیدۃ نساء العالمین بھی ہیں۔
- ☆ اور سیدۃ النساء اہل الجنۃ بھی
- ☆ عذرا بھی ہیں اور بتول بھی
- ☆ مبارکہ بھی ہیں اور مخیرہ بھی
- ☆ بضعۃ الرسول بھی ہیں اور جان رسول بھی
- ☆ ریحانۃ النبی بھی ہیں اور زینتِ کاشانۃ علی بھی

- ☆ مصطفیٰ کی رُوح بھی ہیں سفینۃ النوح بھی
- ☆ امام الانبیاء کی تصور بھی ہیں اور مالکِ رِداے تطہیر بھی
- ☆ حلیمہ بھی ہیں اور عظیمہ بھی
- ☆ جہامیہ بھی ہیں اور بطحیہ بھی
- ☆ مرکزِ رشد و ہدایت بھی ہیں اور مخزنِ امامت بھی
- ☆ چمن زارِ مصطفیٰ کی بہار ہیں تو بتول
- ☆ سراپائے ایثار ہیں تو بتول
- ☆ عصمت و عفت کا دُرِ شہسوار ہیں تو بتول
- ☆ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں تو بتول
- ☆ تمام عورتوں کی تاجدار ہیں تو فاطمہ
- ☆ انبیاء علیہم السلام کی مائیں ہوں یا بہنیں، بیویاں ہوں یا بیٹیاں،
- ☆ شہزادی رسول جناب سیدہ کی شانِ مقدس سب سے ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالا
- ☆ ہے الغرض!

- ☆ شہزادی سرورِ کونین ہیں تو فاطمہ
- ☆ مخدومہء ثقلین ہیں تو فاطمہ
- ☆ عظمتِ دارین ہیں تو فاطمہ
- ☆ مادرِ حسنین کریمین ہیں تو فاطمہ
- ☆ فقر و سلطانی کا مرکز ہیں تو فاطمہ
- ☆ بلکہ غور کرو تو معلوم ہوگا کہ !
- ☆ اصفیاءِ فاطمہ کے اصفیائی فاطمہ کی۔

- ☆ اولیاءِ فاطمہ کے اولیائی فاطمہ کی۔
- ☆ مُرتضیٰ فاطمہ کا مُرتضائی فاطمہ کی۔
- ☆ مصطفیٰ فاطمہ کا مُصطفائی فاطمہ کی۔
- ☆ خدا فاطمہ کا خدائی فاطمہ کی۔

عظمتِ فاطمۃ الزہراء دیکھو تو !

- ☆ چمنستانِ نبوت کی کلی ہیں تو فاطمہ
- ☆ راحتِ خانہ علی ہیں تو فاطمہ
- ☆ گلستانِ رسالت کا پھول ہیں تو فاطمہ
- ☆ شمعِ شبستانِ رسول ہیں تو فاطمہ
- ☆ طاہرہ و بتول ہیں تو فاطمہ
- ☆ دین کی اصلِ اصول ہیں تو فاطمہ

جنابِ سیدہ و طیبہ طاہرہ مخدومہ کائنات شہزادی رسول سیدہ زہرا
بتول سلام اللہ علیہا کی شانِ اقدس کی ابتداء اس مقامِ ذوالکرام سے ہوتی
ہے جہاں الفاظ دم توڑ دیتے ہیں۔
قلم ٹوٹ جاتے ہیں۔
سیاہی خشک ہو جاتی ہے۔
تصویرات بکھر جاتے ہیں۔
تخیلات منتشر ہو جاتے ہیں۔
علم کلام شدر رہ جاتا ہے۔
فلسفہ مُتخیر ہو جاتا ہے۔

منطق کے نطق پر مہر لگ جاتی ہے۔

شہبازِ لسانیات کے پُرکترے جاتے ہیں۔

بیان ختم ہو جاتے ہیں۔

زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔

قلم کاریاں فنا ہو جاتی ہیں۔

نگتہ آفرینیوں کا دم نکل جاتا ہے۔

اُس ملکہ مملکتِ تقدس و طہارت کے حضور میں خراجِ عقیدت و

موڈت پیش کرنے کے لئے الفاظ کہاں سے لائے جائیں۔

ہاں آپ کا اسمِ گرامی لیتے وقت احترام و عقیدت سے سرشار ہو کر جو

چند آنسو پلکوں کا حلقہ توڑتے ہوئے والہانہ طور پر بہہ نکلتے ہیں شاید اُس در

بارِ گہر بار اور بارگاہِ منزہ ہیں قبول ہو جائیں۔

زہرا کا بخار علی کا ایثار

ایک بار تاجدارِ ولایت سیدنا حیدرِ کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ

الکریم باہر سے تشریف لائے تو جناب سیدہ نساء العالمین کو سخت بخار میں مبتلا

پایا جناب سیدہ کی یہ حالت دیکھ کر مولائے کائنات علیہ السلام بیقرار ہو گئے

پھر جناب سیدہ سے پوچھا کہ اے بنتِ رسول آپ کا اگر میٹھی چیز

کھانے کو دل چاہتا ہو تو بتائیے جناب سیدہ کی زندگی میں شاید یہی ایک واقعہ

ایسا ہے کہ آپ نے انار کھانے کی خواہش کا اظہار فرما دیا۔ حالانکہ یہ بھی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی پیشکش کے جواب میں تھا۔

بہر حال جناب علی علیہ السلام نے جب انار کی فرمائش سنی تو آپ ایک لمحہ کے لئے متفکر ہو گئے کیونکہ آپ کے پاس کوئی پیسہ تو تھا ہی نہیں جس سے انار خریدتے پھر آپ دل میں کچھ سوچ کر اٹھے کسی شخص سے ایک درہم قرض لیا اور بازار سے انار خرید لائے۔

آپ کو بے حد خوشی تھی کہ جناب سیدہ نے زندگی میں ایک ہی فرمائش کی ہے اور وہ پوری ہو رہی ہے آپ ابھی راستے ہی میں تھے کہ سرِ راہ ایک بیمار کو کراہتے ہوئے دیکھا یہ تو ممکن ہی نہ تھا کہ علی کسی بیمار کو دیکھے اور بغیر اس کا حال پوچھے آگے گزر جاتے آپ حسبِ عادت اس بیمار کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا ! بابا کسی چیز کو تمہارا دل چاہتا ہو تو بیان کرو؟ بیمار نے عرض کیا ! یا علی پانچ روز ہو گئے ہیں اسی طرح بیماری کے عالم میں پڑا ہوا ہوں لوگ مجھے دیکھتے ہیں اور گزر جاتے ہیں اور کسی نے میرا حال تک نہیں پوچھا میرا دل انار کھانے کو چاہتا ہے۔

جناب علی علیہ السلام نے سنا تو ایک لمحہ کے لئے متفکر ہو گئے اور اپنے آپ سے یوں باتیں کرنے لگے کہ بنتِ رسول کے لئے انار خریدا ہے اگر یہ انار سائل کو عطا کرتا ہوں تو فاطمہ محروم رہتی ہیں اور اگر اس سائل کا سوال پورا نہ کیا تو خدا تعالیٰ کا فرمان و اما السائل فلا تنهر پورا نہیں ہوگا اور حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہ فرمان ہے کہ سائل کو عطا کرو خواہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہو پھر آپ پر جذبہ سخاوت غالب آ گیا اور آپ نے وہ انار توڑ کر پورے کا پورا اس بیمار کو کھڑ دیا۔

عَنْ كَعْبِ الْأَحْبَارِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ مَرِضْتُ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ

عَنْهَا فَجَاءَ عَلِيٌّ إِلَى مَنْزِلِهَا فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ مَا يُرِيدُ
 قَلْبُكَ مِنْ حَلْوَانِ الدُّنْيَا؟ فَقَالَتْ ! يَا عَلِيُّ اشْتَهَيْتُ
 وَمَا نَا فَتَفَكَّرَ سَاعَةً لِأَنَّهُ مَا كَانَ مَعَهُ شَيْءٌ ثُمَّ قَامَ وَ
 ذَهَبَ إِلَى السُّوقِ وَاسْتَفْرَضَ دِرْهُمًا وَاشْتَرَى بِهِ -
 فَجَعَلَ إِلَيْهَا فَرَاتِي شَخْصًا مَرِيضًا مَطْرُوحًا عَلَى قَارِعَةِ
 الطَّرِيقِ فَوَقَّفَ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ مَا يُرِيدُ قَلْبُكَ يَا
 شَيْخُ؟ فَقَالَ يَا عَلِيُّ مِنْ خُسْفَانِ أَيَّامِ هُنَا يَا أَنَا
 مَطْرُوحٌ وَمَرَّ النَّاسُ عَلَيَّ وَلَمْ يَلْتَفِتْ أَحَدٌ إِلَى يُرِيدُ
 قَلْبِي وَمَا نَا فَتَفَكَّرَ فِي نَفْسِهِ سَاعَةً فَقَالَ لِنَفْسِهِ
 اشْتَرَيْتُ

سیدہ کا علم غیب

وہ بیمار و ضعیف جب پورا انار کھا چکا تو اُس کا بخار اُتر گیا اور وہ بالکل
 تندرست ہو گیا اور اس سخاوت کا یہ اثر ہوا کہ گھر میں جناب سیدہ فاطمہ
 الزہرا سلام اللہ علیہا بھی بالکل تندرست ہو گئیں اور ادھر جناب علی علیہ السلام
 خالی ہاتھ شرماتے ہوئے اور دل میں سوچتے ہوئے گھر میں تشریف لے
 آتے ہیں کہ بنتِ رسول کو کیا جواب دوں گا مگر جب گھر میں پہنچے تو جناب
 سیدہ نے اُٹھ کر آپ کا استقبال کیا اور فرمایا کہ یا علی آپ کیوں مغموم ہیں
 مجھے اللہ تعالیٰ کے عزت و جلال کی قسم جب آپ اُس مریض کو انار کھلا رہے
 تھے میرا دل انار سے پھر گیا تھا جناب حیدر کرار علیہ السلام آپ کو تندرست
 دیکھ کر اور اس واقعہ سے بہت خوش ہوئے۔

سبحان اللہ یہ ہے شان جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی
جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام بیمار کو انار بازار کھلا رہے ہیں اور آپ کو اس کا
علم گھر بیٹھے ہو رہا ہے بلکہ۔

رُمَانَةٌ وَاحِدَةٌ لِاجَلِ فَاطِمَةَ فَإِنْ أُعْطِيَتْهَا هَذَا السَّائِلَ
بَقِيَتْ فَاطِمَةُ مَحْرُومَةً وَإِنْ لَمْ أُعْطِهَا خَالَفَتْ قَوْلَهُ
تَعَالَى "وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ" وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَرُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ كَانَ عَلَى
فَرَسٍ فَكَسَرَ الرُّمَانَةَ فَاطْعَمَ الشَّيْخُ فَعَوَى فِي سَاعَتِهِ
وَعُرْضِيَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا وَجَاءَ عَلِيُّ وَهُوَ
مُسْتَحْيٍ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَامَتْ إِلَيْهِ
فَقَالَتْ أَمَا إِنَّكَ مَغْبُومٌ فَوْ عِزَّةَ اللَّهِ تَعَالَى وَجَلَّ لَهُ
إِنَّكَ لَمَّا أَطْعَمْتَ ذَلِكَ الشَّيْخَ الرُّمَانَةَ زَالَ عَنِ قَلْبِي
إِشْتِهَاءَ الرُّمَانِ فَفَرِحَ عَلِيُّ

آپ کے دل سے انار کھانے کی خواہش بھی مٹ گئی کیوں نہ ہو
جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے تو دنیا کی ہر چیز سے انقطاع کر
رکھا تھا پھر آپ کے دل میں انار کی خواہش پیدا ہو کر قائم کس طرح رہ سکتی
تھی۔

بہر حال اب آپ کو اس سخاوت کا دربارِ خداوندی سے حوصلہ ملا وہ

ملاحظہ فرمائیں۔

بِكَلَّا مِمَّا فَاتَى رَجُلٌ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَالَ عَلِيُّ مَنْ أَنْتَ عَلِيٌّ
الْبَابِ؟ وَرَأَى سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ وَبِيَدِهِ طَبَقٌ مُغَطَّى رَأْسُهُ

بِيْنْدِيلٍ فَرَفَعَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ عَلِيُّ مِمَّنْ هَذَا يَا سَلْمَانَ؟
 فَقَالَ مِنَ اللَّهِ إِلَى الرَّسُولِ إِلَيْكَ فَكَشَفَ الْغَطَاءَ
 فَإِذَا فِيهِ رُمَانَاتٌ فَقَالَ يَا سَلْمَانُ لَوْ كَانَ هَذَا إِلَيَّ لَكَانَ
 عَشْرًا لِقَوْلِهِ تَعَالَى مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ
 أَمْثَالِهَا فَضَحِكَ سَلْمَانٌ فَأَخْرَجَ رُمَانَةً مِنْ كُفِّهِ
 فَوَضَعَهَا فِي الطَّبَقِ فَقَالَ وَاللَّهِ كَأَنْتَ عَشْرًا وَلَكِنْ
 أَرَدْتُ بِذَلِكَ أَنْ أُخْبِرَ بِكَ

(روضۃ المتقین بحوالہ ذرۃ الناصحین جلد اول ص ۱۸۳)

ایک کے بدلے دس انار

ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ آپ کے دروازے پر دستک
 ہوئی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے پوچھا کون ہے؟ پھر دیکھا تو وہ
 سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تھے ان کے ہاتھ میں ایک طباق تھا جو رومال سے
 ڈھکا ہوا تھا، انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں پیش
 کر دیا آپ نے پوچھا کہاں سے لائے ہو؟

عرض کیا کہ خدا تعالیٰ نے رسول اللہ کی طرف اور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی طرف بھیجا۔ ہے جناب خیدر کرار علیہ السلام نے
 اسے کھولا تو اس میں نو انار تھے۔

آپ نے فرمایا! اگر میرے لئے آتے تو دس انار ہوتے کیونکہ
 فرمان خداوندی ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے تو اسے دس عطا ہوتی ہیں۔

جناب سلمان نے ایک انار آستین سے نکال کر سینی میں رکھ کر عرض

کیا کہ بے شک انار دس ہی تھے میں تو آزمائش کر رہا تھا۔

وہ فرشتہ تھا

بعض کتب میں آیا ہے کہ وہ بیمار جس کو جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے سارا انار کھلا دیا تھا وہ فرشتہ تھا جسے خالق کائنات نے جناب حیدر کرار علیہ السلام کی آزمائش کے لئے بھیجا تھا اور وہ انار جو سلمان فارسی لائے تھے جنت کے انار تھے جسے ایک فرشتہ ہی نے بارگاہِ مصطفائی میں پیش کیا تھا۔

یہاں خیال پیدا ہوتا ہے کہ فرشتے تو کھانے پینے سے پاک ہیں پھر اس فرشتہ نے انار کیسے کھا لیا تھا اس سے بحث نہیں کہ وہ واقعی فرشتہ ہی تھا ممکن ہے کوئی بیمار انسان ہی ہو مگر خدا تعالیٰ سے یہ بعید نہیں کہ کسی خصوصیت کے تحت فرشتہ میں انار کھانے کی صلاحیتیں پیدا کر دے جیسا کہ جناب ملک الموت علیہ السلام جب انسانی ہیئت میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کی ضرب سے ان کی ایک آنکھ بھی ضائع ہو گئی اور چوٹ کا درد بھی محسوس ہوا۔

بہر حال فرشتہ ہو یا انسان اہل بیت رسول نے اسے مایوس نہیں فرمایا اور خداوندِ قدوس کریم نے بھی اپنی رحمت بے پایاں سے بنتِ رسول کو اس طرح نوازا کہ فاطمہ نے تو دنیا کی اشیاء سے قطعی طور پر انقطاع کر رکھا ہے پھر ان کے دل میں دنیا کا انار کھانے کی خواہش کیوں باقی رہے اور اگر آپ انار کھانا ہی چاہتی ہیں تو پھر جنت کے انار کیوں نہ بھیجے جائیں جن کے لئے آپ نے دنیا کی چیزوں کو ترک فرمایا ہے۔

خاتونِ قیامت کا جذبہ جہاد

یوں تو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی زندگی کا ہر لمحہ بلکہ آپ کا ہر سانس جہادِ اکبر میں گزرا تھا نہ تو کوئی عورت اتنی عظیم مجاہدہ ہوئی اور نہ ہی کسی عورت نے اتنا عظیم مجاہدہ کیا جذبہ جہاد تو آپ کے رگ و ریشے میں رچ بس چکا تھا۔

آپ کا باپ سلطان المجاہدین آپ کا سرتاج تاج المجاہدین آپ کے بیٹے امام المجاہدین آپ کی بیٹی ام المجاہدین اور آپ خود پیکر جہاد اور سراپا مجاہدہ تھیں آپ اپنے والدِ گرامی کو جہاد کے لئے تشریف لے جاتے دیکھتیں تو آپ کا چہرہ تمنا اٹھتا آپ ان کی فتح و نصرت کے لئے دعائیں مانگتیں اور پردے میں رہ کر بھی اسلامی جیوش کی روانگی کا منظر ملاحظہ فرماتیں۔

آپ کے شوہر نامدار جب میدانِ کارزار میں جانے کی تیاری فرماتے تو آپ کو ایک روحانی کیف حاصل ہوتا اور جب مولائے کائنات شیرِ خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم میدانِ جہاد میں اپنی بہادری کے جوہر دکھا کر واپس تشریف لاتے تو آپ کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو آجاتے۔

آپ اپنے شوہر نامدار کا تقدس میں ڈوبی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ استقبال فرماتیں پھر آپ کی تلوار اور دیگر اسلحہ جات کو خود بدن سے اتار کر گھر میں سلیقے کے ساتھ سجا کر آپ کو مبارک باد پیش کرتیں۔ جب مدینہ کی خواتین میدانِ کارزار میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بہادری کے قصے

سنا تیں تو آپ کے رخساروں پر حیا کی سرخی چھا جاتی آپ دل ہی دل میں خداوندِ قدوس کا شکر یہ ادا فرماتیں اور جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے ہمیشہ کامیابی اور کامرانی کی دُعا میں مانگتیں۔

معتبر روایات میں آتا ہے کہ جب پیکرِ جرأت و شجاعت مرکزِ شد و ہدایت تاجدارِ مملکتِ ولایت سیدنا حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کفار کے مقابلہ میں جنگ کو تشریف لے جاتے تو ملکہ مملکتِ تقدس سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے فرماتے۔

اے فاطمہ! ذوالفقار کو میرے قریب کر دیجئے اس لئے کہ جنگ کے دن تلوار ہی میری دوست ہے کاٹنے والی تیز تلوار لائیے تاکہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر میرا جنگ کو جاؤں آج لوگوں کو ڈرانے والے اور نصیحت فرمانے والے کے ساتھ ایسے فوجوں کا مقابلہ ہے جو طوفانی سمندر کی طرح جھپٹتی ہوئی آئی ہیں تاکہ مجھے اور آپ کے معراج کو جانے والے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قتل کر دیں۔

اور پھر جب شہزادی کو نین بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر آپ کو تیغِ ذوالفقار پیش فرماتیں تو آپ فرماتے۔
اے فاطمہ! دشمن کی فوجیں اگرچہ ہمارے وطن کو تاراج کر کے عوامِ الناس کو قتل کر دینا چاہتی ہیں مگر جب صبح ہوگی تو آپ دیکھیں گی کہ کس طرح وہ پناہ تلاش کرتی پھرتی ہیں جناب حیدرِ کرار جب ذوالفقارِ حیدری کو زیبِ بدن فرما کر دولتِ کدہ بتول سے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے روانہ ہوتے تو آپ بارگاہِ خداوندی میں سر بسجود ہو کر شوہرِ نامدار کی فتح و نصرت کے

لئے رور و کر دعائیں مانگنا شروع کر دیتیں۔

جناب سیدہ طاہرہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے تلواری طلب فرما کر اپنے جوشِ جہاد کا نقشہ مولائے کائنات سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ خود اپنے اشعار میں اس طرح کھینچتے ہیں۔

قَرَّبِي ذَا الْفِقَارِ فَاطِمَةُ مِيْنِي
فَأَخِي السَّيْفُ كُلُّ يَوْمٍ هَيَّاجِ
قَرَّبِي الصَّارِمَ الْحِسَامَ فَإِنِّي
رَاكِبٌ فِي الرَّجَالِ نَحْوَا الْهَيَّاجِ
وَرَدَّ الْيَوْمَ نَاصِحًا يُنْذِرُ النَّاسَ
جِيُوشُ كَالْبَحْرِ فِي الْأَمْوَاجِ
وَرَكُّوْا مُسْرِعِينَ يَبْغُونَ قَتْلِي
وَأَبِيكَ مَحْبُوْبٍ بِالْبِعْرَاجِ
وَخَرَابِ الْأَوْطَانِ وَقَتْلِ النَّاسِ
وَ كُلُّ إِذَا أَصْبَحَ لَاجِ

(دیوانِ علی ص ۴۵)

پردہ اور جہاد

اگرچہ مستورات کو زخیموں کی مرہم پٹی وغیرہ کے لئے جہاد میں شرکت کی اجازت شرعی طور پر موجود ہے اور متعدد غزوات میں صحابیات کا شامل ہونا تاریخ میں ثابت ہے۔

تاہم بنتِ رسول جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا پردہ تمام

تر مستورات سے الگ نوعیت کا حامل ہے اس لئے آپ کو گھر کی چار دیواری میں رہ کر بھی وہ تمام تر انعامات و کرامات حاصل ہو جاتے جو دوسری عورتیں میدان جہاد میں جا کر حاصل کرتیں تھیں اور یہ خاصہ ہے تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار بنت رسول سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا۔

سیفِ نبی اور ذوالفقارِ حیدری

زہرا کے ہاتھ میں

تاریخ و سیر کی کتب میں جنگِ اُحد کے دیگر واقعات کی طرح ایک یہ واقعہ بھی مرقوم ہے کہ جب تاجِ درِ عالم فخر کائنات امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے جنابِ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا میدانِ اُحد میں تشریف لے گئیں تو پہلے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنی تلوار مبارک دے کر فرمایا کہ اے میری (۱) بیٹی! اس تلوار کو دھو دیجئے تو جنابِ سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا نے والد گرامی کے ہاتھوں سے خونِ آلود تلوار لے کر پانی سے صاف فرما کر واپس فرمادی اور یہ اتنی بڑی سعادت ہے جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں اس طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنی تلوار جنابِ سیدہ کو دے کر چند شعر پڑھے جن میں سے ایک یہ ہے۔

(۱) فَلَمَّا انْتَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
إِلَى أَهْلِهِ نَآوَلَ سَيْفَهُ ابْنَةُ فَاطِمَةَ وَقَالَ فَاعْسِلْنِي عَنْ
هَذَا دَمِهِ يَا بِنْتِي وَنَآوَلَهَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
سَيْفَهُ فَقَالَ خُذْ هَذَا فَاعْسِلْنِي عَنْهُ فَوَاللَّهِ لَقَدْ
صَدَقْنَا الْيَوْمَ قَالَ وَزَعَمُوا أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ
حِينَ أُعْطِيَ فَاطِمَةَ سَيْفَهُ۔

أَفَاطِمُ هَاكَ السَّيْفِ غَيْرَ ذَمِيمٍ

فَلَسْتُ بِرَعْدِيدٍ وَلَا بِلَثِيمٍ

(دیوان علی ص ۱۶۷) (طبری ج ۱ ص ۱۰۹)

بعض دوسری کتابوں میں ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ
الکریم نے اپنی تلوار کی تعریف فرمائی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے مزید تائید فرماتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا !

وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خُذْبِهِ

يَا فَاطِمَةُ فَقَدْ ادَّعَى بَعْلِكَ مَا عَلَيْهِ وَقَدْ قَتَلَ اللَّهُ

بِسَيْفِهِ صَنَادِيدَ قُرَيْشٍ-

(تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۰۹)

کہ اے فاطمہ اس تلوار کو پکڑ لو تیرے شوہر کی تلوار سے اللہ تعالیٰ
نے کفارِ قریش کے سرداروں کو قتل کروایا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار
کا ان تحسین آمیز کلمات سے ذکر کرنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے
ایک ایسا اعزاز ہے جو صرف اور صرف اسی مقدس جوڑے کا حق ہے۔

ذوالفقارِ حیدری

اور یہ اعزازِ عظیم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی
کرم اللہ وجہہ الکریم کو ایسے ہی نہیں دے دیا تھا بلکہ آپ اس کے قطعی طور پر
مستحق تھے چنانچہ دیگر کتبِ تاریخ و سیر کی طرح مدارج النبوت شریف میں
لکھا ہے کہ جب مسلمانوں کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اور حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم جوش میں آگئے اور آپ کی پیشانی ہمایوں پر پسینہ کے قطرات ظاہر ہوئے۔ اس حالت میں آپ نے علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ کے پہلوئے مبارک میں کھڑے ہیں۔ تو آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا کہ تم اپنے بھائیوں کے ساتھ کیوں نہ مل گئے یہ سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا !

لَا كُفْرَ بَعْدَ الْإِيْمَانِ إِنَّ لِي بِكَ أُسْوَةٌ۔

یعنی ایمان کے بعد کفر نہیں۔ بے شک آپ ہی کی اقتدا میرے لئے کافی ہے۔ اسی لمحہ کافروں کی ایک جماعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب حملہ آور ہوئی تو آپ نے فرمایا اے علی ! میری اس ٹولی سے حفاظت کرنا اور نصرت و خدمت کا حق بجالانا کیونکہ یہی وقت نصرت ہے۔ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس جماعت کی طرف توجہ فرمائی اور ان کے گھیرے کو جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد سے توڑ بھی دیا اور کئی ایہ کو واصل جہنم بھی رد کیا۔

جب جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ہر مقام پر کمال بہادری دکھائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کی تو جبریل علیہ السلام نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ کے ساتھ کمال بہادری اور جوانمردی دکھائی ہے تو حضور نے فرمایا !

إِنَّهُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ

بلاشبہ یہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ

کلمہ ارشاد فرمایا تو جبریل نے عرض کیا ! وَأَنَا مِنْكُمْ أَوْر میں آپ دونوں سے ہوں۔ بیان کرتے ہیں کہ غیب سے لوگوں نے ایک آواز سنی صدائے سرور تھی۔

لَا فَتَىٰ إِلَّا عَلِيٌّ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ

(مدارج النبوة ج ۲ ص ۲۱۱)

جناب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایثار اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ لگاؤ کا یہ واقعہ ضمناً سامنے آ گیا بات جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے جذبہء جہاد کی تھی۔ چنانچہ جنگِ احزاب میں بھی جب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم جوہر شجاعت دکھا کر فتح یاب ہو کر گھر تشریف لائے تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے مسکرا کر آپ کو مبارک باد پیش کی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے مبارکباد قبول فرماتے ہوئے اپنی خون آلود تلوار دے کر دھو ڈالنے کا ارشاد فرمایا۔

چنانچہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے ذوالفقارِ حیدری کو نہایت اچھی طرح دھو کر صاف و شفاف کر دیا اور یوں گھر کی چار دیواری میں رہ کر بھی آپ نے شرکتِ جہاد کا انعام و اکرام حاصل کر لیا اور یہ مسئلہ بھی ہے کہ مجاہدین اسلام کی کسی بھی طریقہ سے استعانت و معاونت کرنا جہاد میں شمولیت کے مترادف ہے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے لئے یہ سعادت ایک دو واقعات پر منحصر نہیں بلکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ تاجدارِ ولایت سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی حیاتِ طیبہ میں جس جس غزوہ یا سر یہ میں شریکِ جہاد ہوئے

اس میں جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا پورا پورا حصہ ہے کیونکہ آپ کو جاتے ہوئے تلوار وغیرہ پیش فرمانا اور واپسی پر ذوالفقارِ حیدری کو صاف کرنا اور دیگر اسلحہ جات کو سلیقہ سے سنبھالنا آپ کے فرائض میں شامل تھا۔ یہی نہیں کہ یہ سعادت آپ کو محض حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ذریعہ سے ہی حاصل ہوئی ہے بلکہ معتبر اور مصدقہ روایات سے ثابت ہے کہ آپ کو یہ سعادت اپنے والدِ گرامی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے بھی حاصل تھی۔

کیونکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ جب بھی کسی غزوہ یا سفر کے لئے تشریف لے جاتے تو سب کے بعد جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو مل کر جاتے اور جب کسی غزوہ سے تشریف لاتے تو سب سے پہلے اپنی بیٹی ہی کے گھر میں آتے۔

چنانچہ مدارج النبوت میں ہے کہ جب آپ غزوہ احزاب سے واپس تشریف لا کر جسمِ اطہر سے ہتھیار وغیرہ اتار رہے تھے تو جبریل علیہ السلام کی آمد ہو گئی اور انہوں نے بنو قریظہ کے ساتھ بھی فوری طور پر جہاد کرنے کے لئے حکمِ خداوندی پہنچایا۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی یہ روایت بیان فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے اور پھر دوسری روایت اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ آپ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے کیونکہ آپ کی عادت تشریف تھی کہ جب بھی کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے گھر تشریف لاتے اور ان کو بوسہ دیتے۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۳۰۴)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مستقل معمول تھا کہ جاتے وقت سب سے آخر پر اپنی بیٹی کو مل کر جاتے اور واپسی پر سب سے پہلے اپنی بیٹی ہی کو ملتے تاکہ بیٹی سے علیحدگی کا وقت سب سے کم ہو اور اس کے متعلق آپ اس کتاب میں متعدد روایات پڑھ چکے ہیں۔

بہر حال بتانا یہ تھا کہ جناب سیدہ کو جہاد کے موقعہ پر اپنے شوہر کے ساتھ ساتھ اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کرنے کا موقعہ بھی خاص طور پر میسر رہتا تھا۔

جس پر علی کو ناز تھا

سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بے شمار ملفوظات گرامیہ ایسے موجود ہیں جن میں آپ نے بنتِ رسول سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی رفاقت کو اپنے لئے وجہِ نخر و سبابت قرار دیا ہے اور ان کی تفصیل آپ کو اس کتاب میں بھی متعدد مقامات پر ملے گی۔ یہاں آپ مولائے کائنات کے چند مصرعے ملاحظہ فرمائیں جو آپ نے سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی زوجیت کو اپنے لئے باعثِ افتخار سمجھتے ہوئے لوگوں کے سامنے بیان فرمائے ہیں۔

مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ أَخِي وَصَهْرِي
وَحَمْرَةٌ سَيِّدُ الشُّهَدَاءِ عَمِّي

وَبِنْتُ مُحَمَّدٍ سَكْنِي وَ عَرَسِي
مَشُوبٌ لَحْمَهَا بِدَمِي وَ لَحْيِي

(دیوانِ علی صفحہ ۱۷۱)

ترجمہ ! محمد مصطفیٰ ﷺ میرے بھائی اور سر ہیں، سید الشہداء
حضرت حمزہ میرے چچا ہیں اور بنت محمد مصطفیٰ (فاطمہ) میری راحت اور
میری اہلیہ ہیں ان کا گوشت میرے خون اور گوشت سے مخلوط ہے اور پھر
ایک دوسرے مقام پر حضرت شیر خدا مشکل کشا اس عظیم اعزاز کا اظہار اس
طرح فرماتے ہیں !

وَلِيَ الْفَخْرُ عَلَى النَّاسِ بِعَرَسِي وَ بِنِّيهَا
ثُمَّ فَخْرِي بِرَسُولِ اللَّهِ إِذْ زَوَّجَنِيهَا

(دیوانِ علی صفحہ ۱۹۸)

ترجمہ ! مجھ کو دوسرے لوگوں پر دو طرح سے
فخر ہے ایک تو اپنی اہلیہ (سیدہ فاطمہ) اور ان کے
بیٹوں کی وجہ سے اور دوسرے مجھ کو رسول اللہ ﷺ کی
وجہ سے فخر ہے جب انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ
سے فرما دیا۔

اگرچہ بظاہر ان اشعار میں یہی پایا جاتا ہے کہ جناب شیر خدا سیدہ
فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا پر بنت رسول ہونے کی وجہ سے فخر فرماتے ہیں
بلاشبہ دامادِ مصطفیٰ ہونا عظیم تر سعادت ہے مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا
جاسکتا کہ جناب سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کی ذاتی عظمت اور دیگر کئی اعلیٰ

ترین خصوصیتوں کی وجہ سے بھی آپ کی ذاتِ اقدس اپنے شوہر کیلئے باعثِ عزت و افتخار تھی۔

اور اسی طرح حیدر کرار شیر خدا سیدنا و مرشدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذاتِ والا صفات بھی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کیلئے باعثِ صداقت و افتخار تھی۔

زبان پر کبھی شکوہ و شکایت

شکوہ و شکایت کا کوئی لفظ تو آپ کی زبانِ اقدس پر کبھی آتا ہی نہیں تھا ایک دفعہ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی کھانے کی چیز طلب فرمائی تو آپ نے فرمایا کاش! اس وقت کچھ کھانے کو موجود ہوتا کیونکہ مجھے خود بھی کھائے ہوئے آج تیسرا دن ہے جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے سنا تو تڑپ کر رہ گئے اور فرمایا کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔

فرمایا کہ والد گرامی نے نصیحت فرمائی تھی کہ علی سے کوئی چیز مانگ کر اُسے پریشان نہ کرنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سنا تو آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ فاطمہ دونوں جہان کی بہترین اور عظیم عورت ہے۔

اس قسم کے سینکڑوں واقعات کتبِ تفاسیر و احادیث اور تواریخ و سیر میں بکھرے پڑے ہیں، بہر حال جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا بحیثیت بیٹی بھی عظیم ہیں اور بحیثیت بیوی بھی عظیم ہیں اور بحیثیت ماں بھی اُن کا مقام تمام دنیا کی عورتوں سے منفرد اور اعلیٰ ترین ہے۔ اور سب سے بڑی بات یہ کہ انتہائی خوش اسلوبی سے تمام حقوق العباد پورے فرمانے والی شہزادی رسول حقوق اللہ کو بھی اس احسن طریقہ سے ادا فرماتی تھیں کہ دنیا کی کوئی عورت اس کی مثال نہیں پیش کر سکتی۔

قرآن کریم کی تلاوت تو آپ ہمہ وقت جاری رکھتیں اور امورِ خانہ

داری انجام دیتے وقت ایک لمحہ بھی ایسا نہ ہوتا جس میں آپ کے لبوں پر تلاوتِ قرآن نہ ہو۔

فرض نمازوں کی ادائیگی کے علاوہ کثرتِ نوافل کا یہ عالم تھا کہ پوری پوری رات رکوع و سجود اور قیام میں گزر جاتی۔

آپ جب بارگاہِ صمدیت میں حاضر ہوتیں تو آپ کے جسمِ انور پر لرزہ طاری ہو جاتا اور آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب آ جاتا اور پھر جب اس سخت ریاضت و مشقت کے بعد بارگاہِ خداوندی میں دُعا کے لئے ہاتھ اٹھتے تو اپنی ذات کیلئے اپنے بچوں کیلئے اپنے خاندان کے لئے کوئی سوال نہ ہوتا۔ آپ اگر خداوندِ قدوس کے دربارِ اقدس سے کچھ طلب فرماتیں تو صرف یہ ہوتا کہ الہی میرے ابا جان کی اُمت پر رحم فرما۔ ہماری گنہگار اُمت کو بخش دے یا اللہ فاطمہ کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کی لاج رکھ لینا اور قیامت کے دن میرے ابا جان کی اُمت کو سوانہ کرنا۔

غلاموں سے بڑھ کر کنیزوں سے اعلیٰ

مشقتِ فاطمہ

ہم گذشتہ اوراق میں بتا چکے ہیں کہ تاجدارِ دو عالم سرورِ کائنات شہنشاہِ عرب و عجم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری بیٹی اور تمام عالمین کی عورتوں کی سردار سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا تمام تر اُمورِ خانہ داری کو خود ہی اپنے مقدس ہاتھوں سے سرانجام دیتی تھیں۔

آپ خود ہی چکی پیستی تھیں

اور خود ہی چولہا جلا کر کھانا تیار کرتیں۔

خود ہی گھر بھر میں جھاڑو دیتیں۔

خود ہی کپڑے دھوتی تھیں۔

خود ہی پھٹے ہوئے کپڑوں کو پیوند لگاتیں۔

خود ہی برتن صاف کرتیں تھیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم گھر پر نہ ہوتے تو پانی کے مشکیزے

بھی بالعموم آپ کو اپنے مبارک کندھوں پر اٹھا کر لانا پڑتے۔

ان متعدد کاموں کے علاوہ بچوں کو نہلانا دُھلانا اور ہمیشہ صاف

ستھرے رکھنا بھی آپ کے اُمورِ خانہ داری میں شامل تھا۔ آپ کے دولت

کدہ میں سامان اگرچہ مختصر تھا مگر آپ ہر چیز کو انتہائی سلیقہ سے سجا کر رکھتیں،

ان سب اُمور کو بطریقِ احسن سرانجام دینے کا ساتھ ساتھ آپ اطاعت

شوہر میں بھی ذرہ برابر کمی نہ آنے دیتیں۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں !

نوری وہم آتشیں فرمانبرش

گم رضائش در رضائے شوہرش

مولائے کائنات حیدر کرار شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

خود فرمایا کرتے تھے کہ جناب سیدہ دنیا کی بہترین عورت ہیں۔

الغرض حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد جناب سیدہ سلام اللہ علیہا

انہیں کما حقہ پورے طور پر سزا انجام فرماتیں۔

کنیز کیلئے سوال

اسی شب و روز کی محنت کے دوران ایک روز تاجدارِ اولیاء امام

الاصفیاء سیدنا حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جناب سیدہ فاطمہ

الزہرا سلام اللہ علیہا کو مشورہ دیا کہ گھر کا کام کاج کرتے کاتے اور چکی پیستے

پیستے آپ کے ہاتھوں میں چھالے پڑ چکے ہیں۔

پانی کے مشکینزے اٹھاتے اٹھاتے آپ کے کندھے اور آپ کا سینہ

زخمی ہو چکا ہے اس لئے میری خواہش ہے کہ آپ اپنے والدِ گرامی کے حضور

میں حاضر ہو کر ایک غلام یا کنیز طلب فرمائیں، آج کل فتوحاتِ غزوات کی

وجہ سے کافی کنیزیں اور غلام آئے ہوئے ہیں اور آپ کے والدِ گرامی

ضرورت مندوں کو عطا بھی فرما رہے ہیں۔

جناب سیدہ بتول سلام اللہ علیہا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا

مشورہ سنا تو آپ پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا شوہر کا حکم تھا مجال انکار کیسے ہوتی مگر فطری حیاء و شرم ابا حضور سے کچھ مانگنے میں شدت سے حائل تھے۔

تاہم آپ اطاعت شوہر کا فریضہ ادا کرتے ہوئے چادر اوڑھ کر حجرہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں تشریف لے گئیں، سرکارِ دو عالم علیہ التحیۃ والتسلیم گھر میں تشریف نہ رکھتے تھے، آپ تھوڑی دیر بیٹھ کر واپس جانے لگیں تو جناب ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ عتیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کوئی کام ہو تو فرمائیے اور پھر آپ نے جھجکتے جھجکتے شرماتے شرماتے آرزوئے علی آپ کی خدمت میں پیش فرمادی اور سلام کہہ کر واپس تشریف لے آئیں۔

کچھ دیر کے بعد سرکارِ دو عالم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ عائشہ میں تشریف لائے تو جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ بنت رسول جناب سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا تشریف لائی تھیں اور آپ نے خواہش فرمائی کہ ایک غلام یا کنیز ہمیں بھی عطا ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کا پیغام سنا تو پریشان ہو گئے پھر آپ اسی وقت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے دولت کدہ پر تشریف لے گئے جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے حسب معمول کھڑے ہو کر والد گرامی کا استقبال کیا اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کے سر کو بوسہ دیا اور بیٹھ جانے کا ارشاد فرما کر خود بھی بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ہمیں تمہارا اس قسم کا پیغام ملا ہے کیا یہ درست ہے؟

آپ نے فرط حیاء سے نگاہیں نیچے کر لیں اور نہایت آہستگی سے

عرض کیا جی ہاں! جناب علی کی یہ خواہش ہے جو میں نے عرض کر دی۔
 آپ نے فرمایا بیٹی ہم نے خود ہی تو دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ہے پھر
 ہمیں ان مشقتوں اور محنتِ شاقہ کو خاطر میں نہیں لانا چاہئے
 کیا ہم تمہیں ایک ایسی چیز عطا نہ کریں جو غلاموں اور کنیزوں سے
 بدرجہا بہتر ہے اور پھر آپ نے فرمایا بیٹی ہر روز ایک بار یہ تسبیح پڑھ لیا
 کریں۔

اللہ اکبر 34 بار

سبحان اللہ 33 بار

الحمد للہ 33 بار

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ اِشْتَكَّتْ مَا تَلَقَى
 مِنَ الرَّحَى مِمَّا تَطْحَنُ فَبَلَغَهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِسَبِيٍّ فَاتَتْهُ تَسْأَلُهُ خَادِمًا فَلَمْ
 تُوَافِقْهُ فَذَكَرَتْ لِعَائِشَةَ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذَلِكَ عَائِشَةُ لَهُ فَاتَانَ وَقَدْ
 دَخَلْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْنَا لِنَقُومَ فَقَالَ عَلِيُّ مَكَانِكُمَا
 حَتَّى وَجَدْتُ بُرْدَ قَدَمَيْهِ عَلِيٍّ صَدْرِي فَقَالَ آلا أَدُلُّكُمَا
 آلا خَيْرٍ مِمَّا سَأَلْتُمَا إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَا جِعْكُمَا فَكَبَّرَا
 اللَّهُ أَرْبَعًا وَثَلَاثِينَ تَسْبِيحًا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَاحِدًا ثَلَاثًا
 وَثَلَاثِينَ فَإِنَّ ذَلِكَ خَيْرٌ لَكُمَا مِمَّا سَأَلْتُمَا۔

(بخاری شریف کتاب الجہاد والسیر ج ۲ ص ۱۹۰) (رقم الحدیث ۳۵۲)

(دیگر کتب حدیث و سوانح متفقہ علیہ)

اللہ اکبر یہ ہے خانوادہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام صبر و شکر

اور قناعت و رضا۔

مُسکراہٹ

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اہل جنت فردوس کے باغات میں ہوں گے کہ اتنے میں ایک نور بلند ہوگا اور وہ گمان کریں گے کہ سورج طلوع ہو گیا۔

پھر ایک دوسرے کو کہیں گے کہ خدا تعالیٰ کا تو ارشاد تھا جنت میں سورج نہیں ہوگا تو اُس وقت رضوان اُن کو بتائے گا کہ یہ سورج نہیں بلکہ سیدہ فاطمہ اور حضرت علی مسکرائے ہیں اور اُن کی مسکراہٹ کے نور سے جنت کے باغات چمک اٹھے ہیں۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا بَيْنَمَا أَهْلُ
الْجَنَّةِ فِي نَعِيْبِهِمْ إِذْ سَطَحَ لَهُمْ نُورٌ فَظَنُّوا شَيْئًا قَالِ
إِنَّ رَبَّنَا يَقُولُ لَا يَرَوْنَ فِيهِمَا شَيْئًا فَيَقُولُ رِضْوَانُ
هَذِهِ فَاطِمَةُ وَعَلِيٌّ ضَحِكًا فَأَشْرَقَتِ الْجَنَانُ نُورِ
ضَحِكُهُمَا..

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۸)

گردنیں جھکا دو اور نگاہیں نیچی کر لو

کتبِ احادیث میں آتا ہے کہ جب قیامت برپا کی جائے گی تو فرشتہ منادی کرے گا اے میدانِ محشر میں جمع ہونے والو اپنے سروں کو خم کر دو اور نگاہیں نیچی کر لو فاطمہ بنتِ محمد کی سواری گزرنے والی ہے اور پھر تمام اہلِ محشر کی گردنیں خم ہو جائیں گی حتیٰ کہ آپ کی سواری گزر جائے گی۔

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ مِنْ بَطْنَانِ الْعَرْشِ
يَا أَهْلَ الْمَحْشَرِ نَكِسُوا رُؤُسَكُمْ وَغَضُّوا أَبْصَارَكُمْ
حَتَّى تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
وَسَلَّمَ عَلَى الصِّرَاطِ إِلَى الْجَنَّةِ .

حُوروں کا استقبال

یہ ہے شہزادی رسول سلام اللہ علیہا کے پردہ کا اہتمام کہ قیامت کے دن بھی کسی کو آپ کی صورت دیکھنے کی اجازت نہیں ہوگی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ آپ کی پردہ داری کا انعام ہے کہ میدانِ محشر میں جمع ہونے والی تمام مخلوق کو نگاہیں نیچی کرنے کا حکم بارگاہِ ایزدی سے دیا جا رہا ہے اور پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاڈلی بیٹی کا یہ اعزاز بھی ہوگا کہ حوریں جنت کے باغات چھوڑ کر میدانِ محشر میں آپ کے استقبال کے لئے آئیں ہوں گی۔

(اشرف الموبد النہانی ۱۰۶) (المستدرک ج ۳ ص ۱۶۱) (اسعاف الراغبین ۱۷۱)

(أسد الغایہ ج ۵ ص ۵۳۳) (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۶۵) (نور الابصار ۴۶)

چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے کہ جب آپ پلصراط سے گزرنے لگیں

گی تو آپ کے گرداگرد ستر ہزار حوروں کا جھڑمٹ ہوگا اور آپ اس طرح گزر جائیں گی جس طرح بجلی کوند جاتی ہے۔

وَعَنْ أَبِي أَيُّوبَ فَتَمَّرٌ مَعَ سَبْعِينَ أَلْفَ جَارِيَةٍ مِنَ
الْحُورِ الْعَيْنِ كَمَرًا الْبَرَقِ -

(اشرف الموبد ۱۰۶ اسعاف الراغبین ۱۷۱)

شہزادی فردوس بریں سلام اللہ علیہا کے پردہ کی انتہا تو ملاحظہ فرمائیں کہ گرداگرد ستر ہزار حوروں کا جھڑمٹ ہونے کے باوجود تمام مخلوق کو نگاہیں نیچی کر لینے کا حکم دیا جائے گا۔

خصائص کبریٰ کی ایک اور روایت اس طرح ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے پہلے ہم اور ہماری بیٹی فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا جنت میں داخل ہوں گے اور میری بیٹی کے سر کے تمام بالوں سے نور کی شعائیں نکلتی ہوں گی اور تمام اہل محشر کی نگاہیں جھکا دی جائیں گی حتیٰ کہ میری بیٹی پلصراط سے گزر جائے گی۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّهٗ أَوَّلُ
مَنْ يَفْرَعُ بَابَ الْجَنَّةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُهَا وَبَعْدَهُ ابْنَةُ
فَاطِمَةَ وَإِنَّ لَهُ كُلَّ شَعْرٍ رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ نُورًا وَيَوْمَ أَهْلُ
الْجَنَّةِ يَغْضِي أَبْصَارَهُمْ حَتَّى تَمُرَّ ابْنَةُ عَلِيٍّ الصِّرَاطِ -

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۲۵)

جنت میں داخلہ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے

جنت میں ہماری بیٹی فاطمہ جائے گی۔

أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ عَلَى الْجَنَّةِ فَاطِمَةُ

تفسیر روح المعانی جلد ۸ ص ۲۰۱ پر ہے کہ

وَفَاطِمَةُ أَوَّلُ مَنْ يَدْخُلُ مِنَ النِّسَاءِ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے !

إِنَّ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَنَا وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ

وَالْحُسَيْنُ ، فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ

وَسَلَّمَ فَحُبُّونَا؟ قَالَ وَرَأَيْكُمْ۔

یعنی سب سے پہلے ہم اور فاطمہ اور حسن و حسین جنت میں داخل

ہوں گے میں نے عرض کی! یا رسول اللہ ہمارے محبوبوں کا کیا بنے گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہمارے پیچھے ہمارے

محبین ہوں گے۔

(شرف سادات ص ۲۳۳)

نور محمد کی خریدار آستانہ زہرا پر

کتاب توارخ و سیر میں آتا ہے کہ سرکارِ دو عالم کے والدِ محترم و

مختتم سیدنا حضرت عبد اللہ ابن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا نکاح

مبارک جب امام الانبیاء کی والدہ مکرمہ مخدومہ دو عالم سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا

سے ہوا تو نور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ

کی صلبِ نور سے آپ کی جبینِ اقدس میں جلوہ گر ہو گیا۔

آپ کی پیشانی انور و اقدس میں نور کی جلوہ بازیوں اور ضیاء پاشیوں کا یہ عالم تھا کہ جس عورت کی نگاہ بھی آپ پر اٹھ جاتی وہ آپ کے جمالِ جہاں آراء پر فریفتہ ہو جاتی۔

مدارج النبوت میں ہے کہ ایک خشعی عورت جو علم کہانت (نجوم وغیرہ) میں ماہر اور امیر کبیر تھی اس نے بھی اپنے مال و دولت کے ذریعہ سے سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قابو میں کرنا چاہا مگر کامیاب نہ ہو سکی اس طرح بہت سی عورتوں نے پیش کش کی مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کسی کے دام فریب میں نہ آئے اور پھر جب نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پشتِ مبارک سے صدفِ رحم آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں جلوہ فگن ہو گیا تو ایک روز پھر جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ اس خشعی عورت کے سامنے سے گزرے تو اس عورت نے آپ کی پیشانی میں وہ نور نہ پایا تو پوچھا کہ کیا آپ کسی عورت کے پاس گئے ہیں۔

تو آپ نے فرمایا! ہاں! اپنی منکوحہ بی بی آمنہ بنتِ وہب سے زفاف کیا تو اس عورت نے کہا کہ اب مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں میں تو اس نور مبارک کی خواستگار تھی جو آپ کی پیشانی میں جلوہ افروز تھا۔

(مدارج النبوت ج ۳ ص ۲۰)

مدارج النبوت کے علاوہ یہ واقعہ سیرت کی دوسری کتابوں میں مواہب اللدنیہ وغیرہ میں بھی موجود ہے بعض کتب سیر میں ہے کہ اس خشعی عورت کا نام بھی فاطمہ تھا اور اس نے اپنے علم نجوم و دیگر کتب سماویہ کے ذریعہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا پتہ معلوم کر لیا تھا۔

اور اس نے وہ نورِ مقدس جنابِ عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی انور میں بھی پہچان لیا تھا مگر،

ایں سعادت بزورِ دولت نیست

جس کا حصہ روزِ ازل سے مخصوص تھا اسے مل گیا سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی امانت ان کو تفویض ہو چکی تھی بعض سیرت نگار لکھتے ہیں کہ وہ عورت شام کی رہنے والی تھی اور مایوس ہو کر اپنے ملک میں واپس چلی گئی۔

بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے اور خطہٴ حجاز کے قبیلہ خثعم کی ایک کاہنہ اور مالدار عورت قرار دیا ہے بہر حال یہ عورت بڑی عاملہ فاضلہ اور دولت مند تھی جب اُس کی عمر بڑھا پے کی آخری حدود کو پہنچ گئی تو اچانک اس کے دل میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شوق پیدا ہوا۔ پھر اپنی معلومات کے پیشِ نظر وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اور آپ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے بے شمار قیمتی تحائف لے کر مدینہ منورہ میں پہنچ گئی۔

حضور کے جمالِ جہاں آراء کا نظارہ کرنے بعد وہ تمام تحائف سمیت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے گھر میں حاضر ہو گئی جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے ضعیفہ کا بڑے ادب و احترام سے استقبال کیا مگر جب اُس نے سیدہ سلام اللہ علیہا کے لباس میں کئی کئی پیوند لگے دیکھے تو اُسے بے حد صدمہ ہوا اُس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ کاش میں نے بنتِ رسول کے لئے یہ سامان اور ملبوسات پہلے بھیجے ہوتے اور اُن کو اس غربت کی زندگی بسر کرنے سے نجات مل جاتی۔

جناب سیدہ نے پر خلوص خاطر مدارت کے بعد جب اس عورت کے لائے ہوئے قیمتی تحائف قبول فرمائے تو اس نے خواہش کا اظہار کیا کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا ان کپڑوں میں سے کوئی قیمتی سی چادر زیب تن فرمائیں اور پھر اس نے ایک اعلیٰ ترین چادر منتخب کر کے آپ کو پیش کر دی۔

اب کیا ہوا؟

ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے دروازہ پر ایک سائلہ نے صدا دے دی کہ یا اہل بیت محمد مجھے کچھ عطا فرمائیے تو جناب سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا نے سب سے پہلے وہی قیمتی چادر اُس عورت کو عطا فرما دی پھر کیا تھا شام ہوتے ہوتے وہ تمام قیمتی تحائف اور ملبوسات جناب سیدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا فقراء اور محتاجوں میں تقسیم فرما چکی تھیں۔

آپ جوں جوں اس بی بی کے لائے ہوئے تحفے سائلوں کو بھجواتی رہیں اس کا تحیر بڑھتا گیا جب مغرب کی نماز کا وقت آیا تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے اوپر چادر کے طور پر اونٹ کی اون کا وہی کبیل تھا جو اس بی بی کے آنے سے پہلے تھا اور اس کبیل میں بارہ سے زیادہ مختلف کپڑوں کے پیوند لگے ہوئے تھے۔

اُس بی بی کے جب آپ کی سخاوت اور فقر و غنا کا یہ عالم دیکھا تو آپ کے قدم چوم کر عرض کیا کہ اے بنتِ رسول دنیا کی کوئی عورت آپ کے ہمسر نہیں ہو سکتی۔

(ماخوذ کتاب الفضائل فارسی ص ۱۹۰-۱۸۹)

سخاوتِ زہرا حیدرِ کرار کے قلم سے

سرورِ کائنات امام الانبیاء تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی ذی وقار کی سخاوت کا تو وہ عالم ہے کہ نہ جس کی ابتدا کا پتہ چلتا ہے اور نہ انتہا معلوم ہوتی ہے۔

تاجدارِ ولایت امیر المؤمنین سیدنا حیدرِ کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ جناب سیدہ طاہرہ حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی سخاوت کا نقشہ اپنے الفاظ میں بیان فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خاندانِ عالیہ کا منتہائے مقصود ہی یہی تھا کہ ان کے دروازہ پر آیا ہو اسائل کسی بھی حالت میں مایوس نہ لوٹے۔

خود بھوک برداشت کر لو مگر بھوک کے سائل کو کھانا ضرور کھلاؤ۔

اپنے بچے بھوکے رہیں تو رہ لیں ان کے دروازہ پر آیا ہو فقیر بھوکا

نہ رہے۔

اپنے بچوں کا نگہ زمین پر سونا گوارا کر لو مگر سائل کو کپڑا ضرور عطا کرو اور یہ سخاوت مخصوص وقت تک کے لئے نہیں بلکہ ان نفوسِ قدسیہ کی سخاوت کا تو اب بھی یہی عالم ہے جب بھی ان کے دروازہ کو کھٹکھٹاؤ جھولیاں بھر جاتی ہیں جب مانگو عطا فرماتے ہیں۔

ممکن ہے کسی کو یہ بات ماننے میں تا مل ہو مگر میں اپنی بات کرتا ہوں اُس ذاتِ اقدس کی قسم ہے جو تمام جہانوں کا مالک ہے میں نے اس دربارِ گوہر بار سے جو بھی مانگا ہے مجھے مل گیا ہے بہر حال آپ جناب سیدنا

حیدر کرار علیہ السلام کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں جن میں آپ نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو سائلوں کو کچھ عطا فرمانے کے لئے فرمایا پھر جناب سیدہ کے جواب کو بھی اشعار میں بیان فرمایا ہے۔

آپ کو مولائے کائنات علیہ السلام کے ان اشعار سے یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ جناب حیدر کرار جناب سیدہ کو مخاطب کس طرح فرماتے تھے اور جناب سیدہ آپ کے احکام کی تعمیل کس احترام و اہتمام سے فرماتی تھیں دروزہ زہرا پر صد آئی ہے اے اہل بیت محمد یتیم ہوں اور بھوکا ہوں کھانا عطا فرمایا جائے۔

حیدر کرار فرماتے ہیں!

فَاطِمَةُ بِنْتُ السَّيِّدِ الْكَرِيمِ
قَدْ جَاءَنَا اللَّهُ بِذَا الْيَتِيمِ
مَنْ يَرْحَمُ الْيَوْمَ فَهُوَ رَحِيمِ
مَوْعِدُهُ فِي جَنَّةِ النَّعِيمِ
هَذَا صِرَاطُ اللَّهِ الْمُسْتَقِيمِ

(دیوان علی ص ۱۶۳)

ترجمہ! اے دو عالم کے سردار کی بیٹی فاطمہ خدا اس یتیم کو آج (ہمارے پاس) لایا ہے جو شخص آج اس پر رحم کرے گا وہ رحیم ہے اور اس کے لئے باغِ نعیم کا وعدہ ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا سیدھا راستہ ہے۔
جناب زہرا فرماتی ہیں۔

إِنِّي أُعْطِيهِ وَلَا أُبَالِي
 وَ أُوْثِرُ اللهُ عَلَى عِيَالِي
 أَمْسُوا جِيَاعًا وَهُمْ أَشْبَابِي
 أَصْغَرُهُمْ يُقْتَلُ بِأَغْتِيَالِي
 لِلْقَاتِلِ الْوَيْلُ مَعَ الْوَبَالِ

(دیوان علی ص ۱۶۴)

میں اسے ضرور عطا فرماؤں گی اور میں اپنے
 بچوں پر خدا تعالیٰ کے حکم کو ترجیح دوں گی اور ہرگز خیال
 نہیں کروں گی کہ میرے بچوں نے سارا دن بھوکے
 رہ کر شام کی ہے اور ان میں سے چھوٹا بچہ اچانک شہید
 کر دیا جائے گا اس کے قاتل کی تباہی و بربادی ہو۔

ایک دوسرے موقعہ پر سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک سائل
 کا سوال پورا فرمانے کے لئے اس طرح مخاطب ہوئے۔ حیدر کرار نے فرمایا

فَاطِمَةُ ذَاتِ الْمَجْدِ وَالْيَقِينِ
 يَا بِنْتَ خَيْرِ النَّاسِ أَجْمَعِينَ
 أَمَا تَرَيْنَ الْبَائِسَ الْبِسْكَينِ
 قَدْ قَامَ بِالْبَابِ لَهُ حَنِينٌ
 يَدْعُوا إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَكِينُ
 يَشْكُوا إِلَيْنَا جَائِعٌ حَزِينٌ

(دیوان علی ص ۱۸۵)

ترجمہ! اے صاحب بزرگی اور یقین رکھنے والی
 فاطمہ اے تمام لوگوں سے بہتر کی صاحبزادی کیا آپ
 اس مسکین و بیکس کو کھانا نہیں کھلائیں گی؟ جو دروازے
 پر کھڑا فریاد کر رہا ہے اور نہایت عجز کے ساتھ خدا کے
 حضور میں دعا کرتا ہے اور ہم سے بھوک کی شکایت
 کرتا ہے اور نہایت غمزدہ ہے۔

جناب زہر اسلام اللہ علیہا نے فرمایا!

أَمْرُكَ سَمْعٌ يَا ابْنَ عَمِّ وَ طَاعَةٌ
 أَطْعِمُهُ وَلَا أَبَالِي السَّاعَةَ
 أَرْجُو إِذَا أَشْبَعْتُ ذَا الْمَجَاعَةِ
 أَنْ أَدْخَلَ الْخُلْدَ وَلِي شَفَاعَةً

(دیوان علی ص ۱۸۵)

ترجمہ! اے ابن عم آپ کا حکم سر آنکھوں پر میں ابھی
 اس کو کھانا کھلاتی ہوں اور پانی بھوک کی ہرگز پرواہ
 نہیں بھوکے کو کھانا کھلاؤں گی تو مجھے اُمید ہے کہ جنت
 میں بھی جاؤں گی اور مجھ کو شفاعت بھی حاصل ہوگی۔

اسی طرح ایک اور مقام پر جناب حیدر کرار سیدنا علی کرم اللہ وجہہ
 الکریم نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو ایک سائل کا سوال پورا فرمانے کا
 ارشاد فرمایا تو اس وقت جناب حسنین کریمین بھی ابھی تک بھوکے تھے اور

آپ نے چکی پیس کر جو روٹیاں پکائی تھیں بغیر بچوں کو کھلائے سائل کے
حوالے کر دیں۔

ملاحظہ ہو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد فرمانا اور سیدہ کا
آپ کے حکم کی تعمیل فرمانا۔
حیدر کرار نے فرمایا !

فَاطِمَةُ يَا بِنْتَ النَّبِيِّ أَحْمَدًا
بِنْتَ نَبِيِّ سَيِّدٍ مَّسْوُودًا
قَدْ زَانَهُ اللَّهُ بِجِيْدٍ أَعْيَدًا
هَذَا أَسِيرٌ لِلنَّبِيِّ الْبُهْتَدَا
مُكَبَّلٌ فِي غُلَّةٍ مُّقَيَّدٌ
يَشْكُو أَلَيْنَا الْجُوعَ قَدْ تَمَدَّدَا
مَنْ يُطْعِمُ الْيَوْمَ يَجِدُهُ فِي غَدٍ
عِنْدَ الْعَلِيِّ الْوَاحِدِ الْمَوْحَدَا

(دیوان علی ص ۵۷)

ترجمہ! اے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اے اس نبی کی بیٹی جو سردار ہے یہ قیدی ہدایت یافتہ
پیغمبر کا قیدی ہے اس کو خدا نے نازک گردن سے
زینت دی ہے اور یہ زنجیر میں بندھا ہوا ہے اس کے
گلے میں طوق ہے اور ہم سے بھوک کی شکایت کرتا
ہے جو آخری حد تک پہنچ چکی ہے جو آج اس کو کھلائے

گا قیامت کے دن خدائے واحد کے پاس پائے گا۔

جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا !

لَمْ يَبْقَ مِنَّا جِئْتُ غَيْرُ صَاعٍ
قَدْ ذَهَبَتْ كَفِّي مَعَ الذِّدَاعِ
أَبْنَائِي وَاللَّهُ مِنْ الْجِيَاعِ
أَبُوهُمَا لِلْخَيْرِ ذَوَا صِطْنَاعِ

ترجمہ! جو کچھ آپ لائے تھے اس سے بخدا ایک

صاع جو کے باقی نہیں یا جن کو پیتے پیتے میرا ہاتھ بھی

تھک گیا خدا کی قسم میرے بچے بھوکے ہیں اور ان کا

باپ نیکی کرنے والا ہے۔

یہ ہے خاندانِ نبوت کا ایثار و جذبہء سخاوت اور جنابِ علی کرم اللہ

وجہہ الکریم اور سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ازدواجی زندگی کا
عکسِ جمیل۔

ایک نکتہ

جناب سیدہ کی سیرت کے مختلف واقعات کے مطالعہ کے بعد میں

اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اپنے

تمام تر خزانوں کی قاسمہ بنایا ہوا تھا اور جب بھی کوئی سائل دربارِ رسالت میں

پہنچتا تو آپ اسے اپنی بیٹی کے گھر بھیج دیتے ہیں یہی حال جنابِ علی کرم اللہ

وجہہ الکریم کا ہے حالانکہ آپ خود بھی سائلوں کا سوال پورا فرما سکتے تھے

مگر آپ بھی جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی وساطت سے ہی سائلوں کی جھولیاں بھرتے۔

فتویٰ یا تقویٰ

شہزادی رسول سیدہ طاہرہ بتول سلام اللہ علیہا کا ایثار قربانی اور سخاوت عطا کا جذبہ تو بحر بیکنار ہے جس کا حصر و احاطہ کیا ہی نہیں جاسکتا آپ کی سخاوت کا ہر انداز اس قدر حسین ہے جس کی مثال سوائے اس خاندان عالیہ کے کہیں اور ملنا ممکن ہی نہیں۔

ایک دفعہ ایک عورت نے آپ سے پوچھا کہ اگر آپ کے پاس چالیس اونٹ ہوں تو آپ ان میں سے کتنے اونٹ زکوٰۃ ادا فرمائیں گی؟ سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا نے مسکرا کر فرمایا! اگر تم کسی اور کی بات کرتیں تمہیں زکوٰۃ کا مسئلہ بتایا بھی جاتا اگر میری بات پوچھتی ہو تو میں چالیس کے چالیس اونٹ ہی راہِ خدا میں دے دیتی اور ایک بھی اپنے پاس نہ رکھتی۔

اسے تقویٰ کہتے ہیں جو فتویٰ سے بہر حال افضل ہے اور جناب سیدہ زہرا سلام اللہ علیہا کا تقویٰ تو وہ تقویٰ ہے جس کی مثال و نظیر مل ہی نہیں سکتی۔

گلوبند کا واقعہ

اگر آپ گذشتہ اوراق میں سید الشہد اُسیدنا حمزہ ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے دیئے ہوئے گلوبند کے ہدیئے کا واقعہ پڑھ کر آئے

ہیں جو سیدہ سلام اللہ علیہا نے راہِ خدا میں ایک سائل کو عطا فرمادیا تھا کہ اسے بیچ کر اپنی ضروریات کو پورا کر لو۔

بعض کتب میں لکھا ہوا ہے کہ وہ گلو بند اس سائل سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے خرید کر پھر جناب سیدہ طاہرہ حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی خدمت میں ہدیۂ پیش کر دیا تھا تا کہ صاحبزادی رسول کا یہ زیوران کے پاس ہی رہے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کا بھیجا ہوا ہدیہ بڑی خوشی سے قبول فرمایا مگر اسی دن جب ایک سائل نے دروازہ پر صدا دی کہ اے اہل بیت محمد بھوکا ہوں روٹی کا سوال ہے تو آپ نے پھر اسے عطا فرمادیا یہ معمولی واقعہ نہیں کیونکہ عورتیں زیور پر مرثیٰ ہیں مگر آپ کے لئے زیورات میں بھی کوئی کشش نہ تھی۔

چند نزاعی واقعات

کردارِ فاطمہ کی روشنی میں

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے صفیہ بنت عبدالمطلب اور اے فاطمہ بنت محمد اپنی جانوں کو جہنم کی آگ سے بچا لو میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا البتہ میرا مال تم لے سکتی ہو۔

(۲) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چوری کے جرم میں ایک عورت کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا اور اس سلسلہ میں کسی کی سفارش کے جواب میں فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیا جاتا۔

(۳) جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے وصال مبارک کے بعد انہیں دفن کرنے لگے تو قبر نے آواز دی فاطمہ! ہوش سے آنا میں قبر ہوں اس لئے یہ نہیں دیکھوں گی کہ تم کس کی بیٹی ہو۔

(۴) جناب علی شیر خدا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی آپس میں لڑائی ہوئی جس سے حضرت علی ناراض ہو گئے اور فاطمہ الزہرا ان پر غضبناک ہو گئیں اور پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی آپس میں صلح کروالی۔

(۵) حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی زندگی میں ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو حضور علیہ الصلوٰۃ

نے سختی سے منع کر دیا۔

(۶) باغ فدک نہ ملنے کی وجہ سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے حضور سرورِ کائنات کے بعد اپنے وصال تک چھ ماہ یا ڈھائی مہینے انتہائی کرب اور سخت مصیبت و اضطراب کی حالت میں بسر کئے۔

(۷) جناب سیدہ سلام اللہ علیہا شادی کے بعد جب جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گھر تشریف لے گئیں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غربت و افلاس کو دیکھ کر رونا شروع کر دیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو تسلیاں دے دے کر خاموش کرایا۔

اعتذار

معزز قارئین سے پوشیدہ نہیں ہوگا کہ یہ متبرک صحیفہ نور وجدان و ذوق اور کیفیات سوز و گداز کا ایک ایسا شفاف آئینہ اور مصفا تصور ہے جس کو بحث و تمحیص اور جدل و مناظرہ کا ہلکا سا غبار بھی مگر کر سکتا ہے اس لئے انتہائی درودل سے معذرت خواہ ہوں کہ میں اس مقدس کتاب کو بحث و مناظرہ کی آماجگاہ نہیں بنا سکتا حالانکہ بحث و مناظرہ اور نقد و نظر وغیرہ میرے تحقیقی ذوق کے اجزاء لاینفک ہیں۔

مذکورہ بالا خود ساختہ مسائل سب سے جو دھند لکے اور تخیلاتی نکتہ آفرینیاں کی گئی ہیں مناظرانہ انداز میں طویل ترین مباحث کے بعد انہیں صاف کر لینا نہ تو میرے امکان سے باہر ہے اور نہ ہی ان کو کوئی مشکل امر خیال کرتا ہوں کیونکہ بفضل اللہ تعالیٰ میں ان سب مسائل پر مکمل طور پر

ریسرچ کر چکا ہوں مگر محض اور صرف کتاب ہذا کے تقدس کے پیش نظر ان تحقیقاتی مقالات کو اس میں شامل کرنے سے قاصر ہوں لہذا محض چند اشاروں کنایوں پر اکتفاء کرتے ہوئے نہایت ہی لطیف پیرایہ میں مختصر ترین تبصرہ پیش خدمت ہے۔

آپ باور کریں کہ اس تبصرہ کے بغیر اگر کام چل سکتا تو اس سے بھی قطعی طور پر اجتناب کر لیا جاتا چونکہ متذکرہ روایات نقل در نقل ہونے اور شہرت کی وجہ سے مخدومہ کائنات سیدہ معصومہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی حیات طیبہ سے شدید طور پر وابستہ ہو چکی ہیں اس لئے انہیں کسی بھی صورت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

پہلی روایت آئینہ حقیقت میں

اگرچہ یہ روایت بعض ثقہ کتب میں موجود ہے لیکن تاریخی طور پر اس میں اس قدر شدید جھول ہے کہ جسے کسی بھی صورت میں درست تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

بہر کیف یہ روایت کتب حدیث میں آیت کریمہ

وَ أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ ۝

(سورۃ الشعراء آیت ۲۱۳)

اقربین کے ذیل میں بیان کی گئی ہے یعنی اخفائے اسلام کو تین سال کا عرصہ گزر گیا تو خدائے وحدہ لا شریک نے اپنے محبوب و مطلوب پیغمبر آخر الزماں حضور رسالتما ب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا اے

محبوب ابوقت آ گیا ہے کہ آپ لوگوں پر کھلم کھلا اعلانِ اسلام فرمائیں
خاص طور پر اپنے قریبا کونذار فرمائیں۔

چنانچہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشادِ خداوندی کی تکمیل
فرماتے ہوئے جبلِ صفا پر تشریف لے گئے اور اپنے قریبیوں کو عذابِ جہنم
سے ڈرانے کے لئے بلند آواز سے صدائیں دی یا بنو عبد مناف یا بنو ہاشم
یا بنو عبد المطلب جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے انہیں خداوندِ قدوس اور
اپنی ذات پر ایمان لانے کی دعوت دی۔

دورانِ گفتگو ابولہب نے کہا تَبَّأ لَكَ یعنی تیرے لئے بربادی ہو
تُو نے اس لئے ہمیں بلایا تھا حضورِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو
خاموش رہے مگر غیرتِ خداوندی نے محبوب کے حضور میں اس گستاخی کے
جواب میں یوں ارشاد فرمایا۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَ تَبَّ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ وَ مَا
كَسَبَ ۝ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝ وَ امْرَأَتُهُ ۝ حَمَّالَةَ
الْحَطَبِ ۝ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝

بہر حال اس دعوتِ انذار کے ضمن میں یہ روایت بھی مختلف اسناد
سے مذکور ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزید فرمایا۔

يَا صَفِيَّةُ بِنْتُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ يَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ
التَّقِيَّتَيْنِ اَنْفُسُكُنَّ مِنَ النَّارِ فَاِنِّي لَا اَغْنِي عَنْكُنَّ۔

یعنی اے صفیہ بنتِ عبد المطلب اور اے فاطمہ بنتِ محمد اپنے
آپ کو آگ سے بچاؤ میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔

بر بنائے صحت اگر منقولہ بالا روایت کا صرف یہ مطلب لیا جاتا کہ

حضور امام الانبیاء مختار کل شفیع الازدنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پھوپھی جناب سیدہ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا اور اپنی بیٹی سیدۃ النساء اہل الجنة سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اپنے انتہائی قریبی رشتوں کی بنا پر یہ انداز فرمایا تھا تا کہ مکمل طور پر فرمانِ خداوندی کی تعمیل ہو جائے اور لوگ جان لیں کہ صفیہ اور فاطمۃ الزہرا میرے انتہائی قریبیوں میں سے ہیں۔ تو یقیناً درج ذیل وضاحت کی ضرورت نہ تھی مگر موجودہ دور میں اس گمراہ کنندہ اور گمراہ طاغفہ نے یہ قابلِ مذمت پراپیگنڈا شروع کر رکھا ہے کہ (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی بیٹی کو بھی جہنم سے نہیں بچا سکتے۔

قارئین! اندازہ فرمائیں کہ اس ایک جملہ میں عرصہٴ محشر کے مالک و مختار رسول معظم اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت و سرکشی کے کس قدر زہریلے تیر پوشیدہ ہیں۔

اور اُس مقدس ذات اور محترم ہستی کی بارگاہِ اقدس میں کس قدر شدید گستاخی ہے جسے خود امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدۃ النساء اہل جنت ہونے کی عظیم سند عطا کر رکھی ہے۔

آپ یقین مانیں کہ جن کتبِ احادیث میں زینب عنوانِ روایت نقل کی گئی ہے انہی کتب میں ایسی احادیث کثرت کے ساتھ موجود ہیں جن میں تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعتِ کبریٰ کا ذکر ہے اور بروزِ قیامت آپ کے لامحدود اختیارات کی بیکراں وسعتوں کا بار بار تذکرہ کیا گیا ہے اور آپ کی شفاعت و سفارش سے ایسے ایسے لوگوں کی جہنم سے رہائی کا

ذکر کیا گیا ہے جن کے دلوں میں جو کے دانے یا رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا۔

بلکہ واضح طور پر احادیث میں آتا ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود بنفسِ نفیس اپنے دستِ انور سے ایسے لوگوں کو بھی جہنم سے نکال لیں گے جن کے دلوں میں رائی برابر بھی ایمان ہوگا اور انہی کتبِ احادیث میں اس قسم کی بھی متعدد احادیث موجود ہیں کہ سیدہ معصومہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں اور جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں نیز یہ کہ آپ جنت الفردوس میں اپنے والدِ گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محلات میں آپ کے ساتھ ہی اقامت گزین ہوں گی بلکہ اس قسم کی بھی روایت موجود ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی تمام اولاد پر بھی جہنم کو حرام کر رکھا ہے۔

اور جب قیامت کا دن ہوگا تو منادی کرنے والا ندا دے گا کہ اے اہلِ محشر اپنی گردنیں جھکا لو اور نگاہیں نیچی کر لو کیونکہ فاطمہ بنتِ محمد کی سواری پلِ صراط سے گزرنے والی ہے اور آپ پلک جھپکنے سے بھی پہلے ستر ہزار حوروں کے جھر مٹ میں بجلی کی طرح پلِ صراط کر اس کر جائیں گی۔

نیز یہ روایت بھی موجود ہے کہ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے پہلے آپ جنت الفردوس میں داخل ہوں گی بلکہ یہاں تک روایات موجود ہیں کہ آپ کے مجبین کو بھی اللہ تبارک و تعالیٰ دوزخ میں داخل نہیں فرمائیں گے۔

قارئینِ کرام! اندازہ فرمائیں کہ خداوندِ قدوس جل و علا اور اس

کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو عطا کئے گئے اُن بے شمار اعزازات کی موجودگی میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرنا کہ تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی بیٹی کو بھی جہنم کی آگ سے نہیں بچا سکتے کہ کہاں تک درست ہے اس پر مستزاد یہ کہ اس قسم کی خرافات بکتے وقت ان لوگوں کا لہجہ بھی انتہائی کریمہ اور غلیظ ہوتا ہے۔

یہ تو اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اس گمراہ طائفہ کو اس کی حماقت مآبیوں کی سزا کیا ملے گی تاہم اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ حقائق سے دانستہ طور پر اعراض کرنا بددیانتی بھی ہے اور بے ایمانی بھی اور یہ دونوں جرم ایسے ہیں جن کی سزا کسی بھی صورت میں جہنم سے کم نہیں ہو سکتی جب کہ اس قسم کی بددیانتیوں اور بے ایمانیوں کا مقصد بھی تو ہینِ مصطفیٰ اور تنقیصِ اہل بیت کو مستلزم ہو۔

ادھر بھی دیکھیں

صحیح ترقہ روایت کے مطابق جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی عمر مبارک اُس وقت تقریباً تین سال تھی جب آیت انداز کا نزول ہوا اور اس حکم خداوندی کی تعمیل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے قریبیوں کو بلا کر جہنم کا خوف دلایا۔

اندریں حالات یہ کتنی عجیب بات ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت اپنی تین سال کی بچی کو ارشاد فرمائیں کہ بیٹی اپنی جان کو جہنم کی

آگ سے بچالو میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔
 محدثین کرام حدیث کی جانچ پڑتال کے معاملہ میں صحت حدیث
 کے لئے اس امر کا ہونا بھی ضروری قرار دیتے ہیں کہ روایت خلاف واقعہ نہ
 ہو مثال کے طور پر اگر کوئی ایسی روایت بیان کی جائے کہ حضرت خالد بن
 ولید رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے تابڑ توڑ حملوں سے کفار کی فوج کے
 کشتوں کے پتے لگا دیئے تھے تو ایسی روایت کا سلسلہ اسناد خواہ کتنا ہی
 درست کیوں نہ ہو تو قطعی طور پر مسترد کر دیا جائے گا کیونکہ اُس وقت تو حضرت
 خالد بن ولید خود ہی مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے لہذا اُن کا کفار سے
 جنگ کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔

ایسے ہی جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو ان کی تین سال کی عمر میں جہنم
 سے ڈرانے والی روایت بغیر اس کی اسناد پر غور کرنے کے قطعی طور پر مسترد کر
 دینے کے قابل ہے۔

آنکھوں دیکھا حال

درج ذیل واقعہ مجھے اس وقت پیش آیا جب میں پہلی بار حرمین
 شریفین زاد اللہ شرفہا کی زیارت سے ۱۷۷۶ء میں مشرف ہوا حکومت
 سعودیہ پاکستانی حجاج پر خاص طور پر مہربان ہے لہذا انہیں دیگر مراعات
 دینے کی بجائے اپنے عقائد کی دولت سے مالا مال کرنے کا خاص طور پر
 اہتمام کیا جاتا ہے۔

پاکستان کے مبلغین وہابیہ کے لئے حرم میں کرسیاں بچھائی جاتی

ہیں اور حجاج کرام کو طوافِ حرم کی زحمت سے بچانے کے لئے سلسلہٴ وعظ و تبلیغ شروع کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ مبلغین حضرات دل کی جو باتیں ارضِ پاکستان میں اپنی زبان پر لانے کی جرأت و جسارت سے محروم ہیں وہاں بلا خوف و خطر بیان کرتے چلے جاتے ہیں اور سامعین حضرات یا تو اُن کے دامِ تبلیغ میں مکمل طور پر گرفتار ہو جاتے ہیں یا پھر دل مسوس کر رہ جاتے ہیں مبلغین حضرات وہاں کیا کیا گل فشائیاں کرتے ہیں اُن کی تفصیل کی یہ کتاب متحمل نہیں ہو سکتی جیسا کہ اس مضمون کے شروع میں بیان کیا جا چکا ہے لہذا صرف وہی ایک واقعہ نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے جو جنابِ سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ذاتِ والا صفات سے وابستہ ہے۔

دوسری روایت

ایک مبلغِ صاحب نے دورانِ تبلیغ قبر کی سختیوں سے ڈراتے دھمکاتے ہوئے حجاج کرام کو بتایا کہ جب پیغمبر صلا سلم (ان لوگوں نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مخفف صلا سلم بنا رکھا ہے خدا جانے اس کے کیا معنی بنتے ہیں) کی بیٹی فاطمہ کو قبر میں اتارا گیا تو قبر سے آواز آئی، فاطمہ! میں قبر ہوں۔ یہاں یہ مان گمان لے کر مت آنا کہ میں نبی کی بیٹی ہوں اگر تیرے عمل اچھے ہوئے تو فبہا ورنہ میں یہ نہیں دیکھا کرتی کہ مجھ میں داخل ہونے والا کون ہے وغیرہ وغیرہ

میرے ایک ساتھی بھی جو میرے ساتھ کھڑے یہ سب کچھ سُن

رہے تھے متحیر ہو کر مجھ سے پوچھنے لگے کہ کیا یہ واقعہ درست ہے جو مولوی صاحب نے بیان کیا ہے؟ میں نے کہا آؤ مولوی صاحب کے فارغ ہونے تک طواف کر لیں پھر اسی سے پوچھ لیں گے۔

چنانچہ تقریباً ایک گھنٹے کے بعد اُس مولوی صاحب کی جگہ دوسرا مولوی آ گیا اور اُس وقت تک ہم لوگ دوبارہ وہاں پہنچ چکے تھے پہلا مولوی تیر کی طرح مجمع کو چیرتا ہوا سامعین میں گرتا پڑتا باہر نکلتا تو ہم بھی اس کے پیچھے ہو لئے وہ حرم کے برآمدوں سے ہوتا ہوا بابِ عمرہ سے برآمد ہوا تو ہم نے اُسے روک کر اس کی بیان کردہ روایت کی وضاحت طلب کی۔

قارئین باور کریں کہ اُس کا رنگ یوں فق ہو گیا تھا جیسے چہرے پر پھٹکار برس رہی ہو حالانکہ میں نے اُس پر صرف یہ سوال کیا تھا کہ تمہارے عقیدے کے مطابق تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ تو کسی کو جانتے پہچانتے ہیں اور نہ ہی کسی کی فریاد سنتے ہیں اور معاذ اللہ مر مٹی میں مل چکے ہیں اور تم یہ بتا رہے ہو کہ جناب سیدۃ النساء العالمین کی قبر کی مٹی یہ آواز دے رہی تھی کہ فاطمہ ہوش سے آنا میں قبر ہوں اب ہمیں صرف یہ بتا دو کہ جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے بھی قبر کی آواز سنی تھی یا نہیں؟

اور دوسری بات یہ بتا دو کہ جس صحابی نے قبر کی آواز اپنے کانوں سے سُن کر روایت بیان کی ہے وہ اُس وقت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے جنازہ میں شریک تھے یا نہیں اور اگر وہ شریک تھے تو کوئی ایسی روایت دکھا دو جس میں جناب سیدہ کے جنازہ کے شرکاء میں اُن کا نام بھی آیا ہو اور یہ بھی ضرور بتا دینا کہ قبر کی یہ آواز دیگر شرکاء جنازہ نے بھی سنی تھی یا صرف ایک ہی

صحابی اُس کے تھے۔

جواب یہ تھا

ہمارے ان چند سوالات کے جواب میں اُس نے انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں پہلے تو کانپتے ہوئے یہ کہا کہ اس وقت میرے پاس کتابیں موجود نہیں ہیں کل مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان حوالے پیش کروں گا میں نے کہا حضرت کتابیں ہم خود ہی تلاش کر لیں گے آپ صرف یہ بتادیں کہ ہمارے سوالوں کا جواب کس کس کتاب میں موجود ہے۔

مگر اُس نے پھر بھی یہی جواب دیا کہ میں یہ سب کچھ کل ہی بتا سکوں گا اُس کے اس جواب لا جواب نے ہمیں فی الواقع لا جواب کر دیا کیونکہ ایک روز کی مہلت نہ دینا بھی کوئی اچھی بات نہ تھی بہر حال ہم نے اس سے آئندہ روز کے لئے دوبارہ ملاقات کا وقت وغیرہ مقرر کر لیا اور الگ الگ ہو گئے۔

کل کیسے آتی

مجھے اُس شخص کی اضطرابی کیفیت سے یہ اندازہ ہو ہی چکا تھا کہ اب اس سے دوبارہ ملاقات انتہائی مشکل ہے تاہم اس خیال سے کہ ممکن ہے یہ اپنے طائفے سے مل کر کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی لے مگر درحقیقت صداقت کے علاوہ کوئی صحیح راستہ ہوتا ہی نہیں اور صداقت کا ہی ان لوگوں میں فقدان ہے چنانچہ یہ نتیجہ نکلا کہ ہم اس واقعہ کے بعد تقریباً دو مہینے مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا

میں مقیم رہے مگر اس عرصہ میں وہ شخص کرسی و عظم پر تو کیا نظر آتا پورے حرم میں کہیں نظر نہ آیا اس قسم کی بے بنیاد اور لغو روایات بیان کرنے والوں کو سوائے ذلت و رسوائی کے حاصل کیا ہو سکتا ہے اس کا اندازہ قارئین متذکرہ بالا واقعہ سے لگا سکتے ہیں۔

بے سرو پا اور خود ساختہ غلط روایتوں سے جناب سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کی شانِ اقدس میں کی جانے والی گستاخیاں سوائے نامرادی اور محرومی اہبان کے اور کچھ بھی نہیں دے سکتیں۔ اہل اسلام کو چاہیے کہ اس مقدس ہستی کا احترام و اکرام کرنا سیکھیں جس طیب و طاہرہ اور پاک ہستی کے اکرام کے لئے تمام انبیاء مرسلین کے سرتاج کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔

غور فرمائیں کہ آپ کی قبر اگر یہ جانتی تھی کہ آپ فاطمہ بنت محمد ہیں تو یقیناً یہ بھی جانتی ہوگی کہ فاطمہ بنت محمد تمام جنت کی عورتوں کی سردار بھی ہیں اور آپ سے زیادہ تقویٰ و پرہیزگاری اور دیگر اعمالِ صالحہ سے مزین ہو کر آنے والا دوسرا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

صحیح احادیث کے مطابق صالحین اور متقی حضرات کے لئے تو قبر والہانہ انداز میں اپنی باہیں کھول کر مرحبا لکم اور اہلاً و سہلاً کی صدائیں دیتی ہے نہ کہ انہیں دھمکیاں دینا شروع کر دیتی ہے کہ ذرا ہوش سے آنا میں قبر ہوں اور یہ نہیں دیکھا کرتی کہ تم کون ہو اور کس پیغمبر کی بیٹی ہو وغیرہ وغیرہ

تیسری روایت

اسی طائفہ کے لوگ محض اہانت اہل بیت کے پیش نظر انتہائی

خوفناک انداز اور وحشت انگیز طریقہ سے عام طور پر اپنے وعظ و نصیحت کا سلسلہ یوں شروع کرتے ہیں! میاں عمل کی بات کرو حسب نسب کی باتیں نہ کرو حسب نسب کچھ کام نہیں آئے گا پیغمبر خدا صلا سلم نے اپنی بیٹی کے متعلق فرمایا ہے اگر میری بیٹی فاطمہ چوری کرتی تو میں اُس کا بھی ہاتھ کٹوادیتا جب نبی کی بیٹی بُرے اعمال کی سزا سے نہیں بچ سکتی تو پھر یہ فقیر ولی غوث قطب کس شمار و قطار میں ہیں۔

خدا ان نام نہاد مسلمانوں کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دے اُن کا یہ اندازِ گفتگو کس قدر سو قیانہ اور سفیہانہ ہے ان عقل کے اندھوں کو یہ تک بھی یاد نہیں رہتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں صاف طور پر ارشاد فرمایا رکھا ہے کہ!

الَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ؕ

یعنی خبردار اولیاء اللہ کونہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی انہیں کوئی حزن ہے۔

(سورۃ یونس آیت ۶۲)

اب جب کہ قرآن مجید کی نصِ قطعی کے ساتھ اولیاء کرام کو ہر قسم کے ڈر خوف اور حزن و ملال سے قطعی طور پر بری قرار دیا جا چکا ہے پھر انہیں نشانہ طعن بنانے کا کیا جواز ہے۔

قارئین! غور فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جن لوگوں کو اعمالِ صالحہ اور تقویٰ و پرہیزگاری کی بدولت غوثیت و قطبیت جیسی لازوال دولت اور نعمت سے نواز چکا ہے اور انہیں اپنے دوستوں میں شمار کر چکا ہے تو پھر خاص طور پر انہی کو ہدف تنقید بنانے کا کیا مقصد ہے کیا غوثیت و قطبیت کے

مدارج بغیر اعمالِ صالحہ اور تقویٰ و پرہیزگاری کے ہی طے ہو جاتے ہیں۔
 افسوس صد افسوس کہ یہ لوگ انہیں مقدس ہستیوں کو ہی نشانہ طعن
 بناتے ہیں جنہیں خداوندِ قدوس اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کے زمرہ میں شمار فرماتا
 ہے۔

بہر کیف! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے نہایت ہی
 عزیز کی سفارش کو مسترد کرتے ہوئے اس کی تالیفِ قلبی کرتے ہوئے یہ
 ارشاد فرمایا تھا کیونکہ قانونِ خداوندی میں کسی بھی قسم کی لچک موجود نہیں اس
 لئے سارقہ کا ہاتھ ضرور کاٹا جائے گا۔

حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس موقع پر اپنی مقدس
 بیٹی کا اسم گرامی لینا محض تالیفِ قلبی اور تعلیمِ امت کے لئے تھا لہذا اس واقعہ کو
 جس کا ظہور پذیر ہونا ہی ممکن نہیں یوں چٹخارے لے لے کر بیان کرنا قطعی
 طور پر ناقابلِ معافی جرم ہے۔

قرآن مجید میں خداوندِ قدوس کفار و مشرکین کے زعمِ باطل کی تردید
 و تکذیب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر میرے محبوب نے اس قسم کی
 باتیں کی ہوتیں تو میں ان کی شہ رگ کاٹ دیتا۔

اگرچہ حریری وغیرہ عام کفار کی طرح اس آیت کریمہ کی تشریح میں
 اپنے مجنونانہ اور واہیات ذوق کی تسکین کا سامان فراہم کر رہے ہیں مگر کسی
 مسلمان کو زیب دیتا ہے کہ وہ اس قسم کا تصور اپنے ذہن میں رکھے کہ حضور
 رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معاذ اللہ الوہیت اصنام کا اقرار کر لیں یا
 ان کی تعریف بیان کریں۔

یہ قطعی طور پر ایک انہونی بات ہے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ کا مقصد ہی اَصنام اور اَصنام پرستی کی تکذیب و تردید کرنا تھا اور اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے پورے تیرہ سال طرح طرح کی اذیتیں اور تکالیف برداشت کیں پھر یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ آپ کوئی ایسی بات کہہ دیتے جو منشاءِ خداوندی کے مطابق نہ ہوتی اللہ تبارک و تعالیٰ تو ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا محبوب اپنی زبان پر وہ بات لاتا ہی نہیں جو میں نہ کہوں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۗ إِن هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۗ

(سورۃ النجم آیت ۳-۴)

جیسی آیات مبارکہ کی موجودگی میں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر نکتہ چینی بالواسطہ طور پر خداوندِ قدوس جل و علا کے کلام پر عیب چینی کرنا قرار پائے گا۔

بہر کیف! مسلمانوں کو یہ ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ انہونی باتیں جو کسی بھی صورت ظہور پذیر نہ ہو سکتی ہوں کو دلیل بنا کر پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے مقدس اہل بیت علیہم السلام پر طعن و تشنیع کے تیر برسائیں۔

زیب عنوان حدیث قطع ید کے ضمن میں رئیس المحققین سر تاج المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعة اللمعات شرح مشکوٰۃ میں بیان فرماتے ہیں کہ حضرت اُسامہ بن زید نے جب سارقہ عورت کو بچانے کے لئے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سفارش کی تو حضور سرورِ

کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں مثال کے طور پر اپنی صاحبزادی کا نام لے کر اس سفارش سے روک دیا اور اس سے حدود شریعت اور حقانیت کے تحفظ کے اہتمام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انتہائی استقامت و استقلال کا ظہور ہوتا ہے۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ شیخ تاج دین سبکی رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی رحمت فرمائے کہ آپ بہت بڑے علمائے شافعیہ میں سے ہیں اور خاندان نبوت سلام اللہ علیہم اجمعین کی تعریف و توصیف بیان کرنے اور ان سے موڈت و محبت رکھنے کی صفات عالیہ سے متصف ہیں۔

انہوں نے جب اس حدیث کو بیان فرمایا تو اس مقام پر جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے اسم گرامی کو نقل کرنے کی بجائے حاشیہ

متن ہے۔ پس سخن کر داسامہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیہا در شان ایس زن و اتخلاص او پس ذکر کرد حدیث را بماند آنچه گزشت و دریں جا بنہایت اہتمام و اعتناست باقامت حدود استقامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در حقانیت و رحمت کنا و حق تعالیٰ شیخ تاج دین سبکی را کہ از اعظم علمائے شافعیہ است و بمایدا خلاق و محبت خاندان نبوت سلام اللہ علیہم اجمعین موصوف است چوں ایس حدیث را روایت کرد اسم سامی فاطمہ را دریں مقام ذکر نہ کردہ تماشائی کرد از اجرائے اسم شریف وے دریں جا و گفت بعد از قول آں حضرت گویم اللہ لو ان پس ذکر کرد آنحضرت امرآ از اہل بیت خود رحمت اللہ علیہ،

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ثالث ص ۲۸۲)

پریوں تحریر فرمادیا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت میں سے کسی عورت کا نام لیا۔

یہ حسنِ اسلام

سرتاج المحققین شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاداتِ عالیہ کو بطور اسناد و استشہاد پیش کر کے یہ واقعہ بیان فرمانا اس امر کی واضح ترین دلیل ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالی مرتبت صاحبزادی کے ارفع و اعلیٰ مقام کے پیش نظر جناب شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ بھی مذکورہ بالا واقعہ میں مکمل طور پر امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمنا ہیں۔

یہ ہے حسنِ اسلام اور حسنِ عقیدت کہ جو ہستی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک لائقِ اکرام و احترام ہو اس کے اکرام و احترام میں مبالغہ کی حد تک عقیدت و محبت کا ثبوت دیا جائے نہ کہ کفار و مشرکین اور مستشرقین کے انداز میں انہیں ہدفِ تنقید بنا کر اپنے ایمان کا جنازہ نکال لیا جائے۔

امام العاشقین سرتاج المحدثین فنا فی الرسول سیدنا امام تاج الدین سبکی کے مندرجہ بالا تصورات محبت و عقیدت محض آپ ہی کی ذاتِ والا صفات تک محدود نہیں بلکہ اس امر کا اظہار آپ سے قبل صاحبِ نسائی شریف الامام ابو عبد الرحمن نسائی رحمۃ اللہ علیہ بھی فرما چکے ہیں۔

آپ نے اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا

کا نام نقل کرنے کی بجائے یہ تحریر فرمایا ہے کہ چونکہ جناب سیدۃ نساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ چوری کا تصور کرنا دُنیا کے تمام محالات میں سب سے بڑا محال امر ہے اس لئے میں نے آپ کا نام درج نہیں کیا۔

اندریں حالات کسی گمراہ طائفہ کا اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے دوسروں کو غلط تاثر دینا سوائے جہنم میں چھلانگ لگانے کے اور کچھ بھی نہیں۔

چوتھی روایت کا مفہوم

اس روایت کو بھی عجیب تشددانہ اور معاندانہ انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ علی علیہ السلام اور سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے مابین لڑائی جھگڑا ہوا اور جناب مولا مرتضیٰ شیر خدا سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ انتہائی غیض و غضب کے عالم میں گھر سے باہر تشریف لے گئے۔

بلکہ آج کل تو خارجی طائفہ کے بعض لوگ اپنی تحریروں میں یوں خرافات بک رہے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے مابین تلخ کلامی کے بعد سخت لڑائی ہوئی اور جناب فاطمۃ الزہرا نے ڈنڈے مار مار کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو گھر سے باہر نکال دیا۔

یہاں صرف یہ دو باتیں سمجھ لینا ضروری ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس واقعہ میں جس قدر سنگینی پیدا کی جا رہی ہے صحیح روایات میں اس کا کہیں نام و نشان تک موجود نہیں بلکہ امر واقعہ صرف یہ ہے کہ شہزادی رسول سیدۃ نساء العالمین سلام اللہ علیہا نے مزاح کے طور پر

جناب شیر خدا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو کوئی بات کہی جسے آپ نے سنجیدگی پر محمول فرمایا اور مسجد نبوی کی عمارت میں لکھنے والے دروازہ سے مسجد نبوی میں تشریف لے آئے اور آ کر مسجد کے صحن میں لیٹ گئے جو ابھی کچے فرش کی صورت میں تھا۔

اسی اثناء میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسبِ معمول اپنی پیاری صاحبزادی مخدومہ کائنات سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ملاقات کے لئے تشریف لے آئے اور اپنی عادتِ کریمانہ کے مطابق جناب سیدہ سے حضرت علی کے متعلق استفسار فرمایا۔

آپ نے بلا کم و کاست تمام واقعہ عرض کر دیا جسے سماعت فرمانے کے بعد حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد نبوی میں تشریف لے آئے اور آ کر ملاحظہ فرمایا کہ جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم مسجد کے کچے فرش پر محو خواب ہیں اور آپ کی پشت مبارک سے کپڑا ہٹ جانے کی وجہ سے آپ کی کمر مبارک خاک آلود ہو گئی ہے۔

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاجدارِ اولیاء علیہ السلام کو اس شان بے نیازی سے ننگی زمین پر محو استراحت دیکھا تو پشتِ انور پر مٹی لگ جانے کی وجہ سے ارشاد فرمایا ! قُمْ يَا أَبَا ثَرَابٍ لِّعَنِي اے مٹی کے باپ اٹھئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کانوں میں رس گھولنے والی میٹھی میٹھی آواز کو سنا تو جناب حیدرِ کرار علیہ السلام فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور آداب و تسلیماتِ شرعیہ بجالائے۔

تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو ساتھ لیا اور سیدہ

فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس تشریف لے آئے اور ہر دو ذات مبارکہ میں پیدا شدہ غلط فہمی کو دور فرما دیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس روز ملنے والا پیارا پیارا لقب جناب حیدر کرار شیر خدا رضی اللہ عنہ، کو اس قدر پسند آیا کہ آپ نے اپنی کنیت ہی ابو تراب رکھ لی اور یہ کنیت آپ کو اپنے تمام اسماء و القابات سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زیادہ عزیز ہو گئی اور آپ اس کنیت سے پکارے جانے پر بے حد خوشی اور مسرت کا اظہار فرماتے۔

قارئین! یہاں خود بھی غور فرما سکتے ہیں کہ بیوی سے ڈنڈے کھا کر نکلنے والا شوہر اسی مسجد میں جا کر چین کی نیند نہیں سو سکتا بلکہ ان کیفیات سے دو چار ہونے والے لوگ تو کئی کئی مہینے گھر کا راستہ تک نہیں دیکھتے۔

لہذا الزام تراشی اور بہتان بازی کرنے والے ان جہلا و سفہا کو حیاء سے کام لینا چاہیے جو علماء کا بہرہ و پھر کر مسلمانوں کو گمراہ کر دینے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں۔

متذکرہ بالا روایت ایک اور طریقہ سے بھی کتابوں میں مرقوم ہے اس روایت کے بیان کرنے سے پہلے قارئین کے سمجھنے کے لئے دوسری خاص بات یہ ہے کہ چونکہ شہزادی کونین سلطانہ عالم سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں اس لئے آپ کی طیب و طاہر اور مقدس حیاتِ طیبہ بھی تمام جہانوں کی عورتوں کے لئے زندگی کے ہر نشیب و فراز کی طرف مکمل طور پر راہنمائی کرتی ہے آپ کا اُسوۂ حسنہ تمام عورتوں کے لئے بالعموم اور مسلمان خواتین کے لئے بالخصوص مشعلِ راہ بھی ہے اور نشانِ منزل بھی۔

جس طرح تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ ہر شعبہ حیات میں بالعموم اور ازدواجی طرز حیات میں بالخصوص مردوں کی راہنمائی کرتا ہے اسی طرح ابام الانبیاء کی بیٹی سیدہ طیبہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کا اُسوۂ کاملہ زندگی کے ہر شعبہ میں مسلمان عورتوں کی خاص طور پر راہنمائی کرتا ہے۔ حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ازواجِ مطہرات سے اختلاف ہو جاتا تھا لیکن اُسے تشدد کا رنگ ہرگز ہرگز نہیں دیا جاسکتا عصمتِ مصطفیٰ انتہائی نازک ترین مقام ہے اور یہاں پر دل و نگاہ اور زبان و قلم کو پورے طور پر قابو میں رکھنے کی ضرورت ہے بعینہ عفتِ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا بھی انتہائی نازک ترین مسئلہ ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں!

گناہ ہے جنبشِ نظر بھی

ہاں تو ہم بتا رہے تھے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا تقدس اگرچہ حُوروں سے بلند اور ملائکہ سے ارفع و اعلیٰ ہے تاہم آپ کی حیاتِ مقدسہ کا ہر پہلو اور ہر گوشہ دنیا بھر کی عورتوں کے لئے درسِ حیات اور مشعلِ راہ ہے آپ نے زندگی کے اس عجیب موڑ پر دُنیا کی عورتوں کو بتانا تھا کہ اگر شوہر سے اختلاف ہو جائے تو عورت کو کیا کردار ادا کرنا چاہیے۔

ازواجِ مطہرات کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے مختلف پہلوؤں کو باپ نے مردوں کے سامنے پیش کیا اور شوہر کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے مختلف پہلوؤں کو عورتوں کے سامنے بیٹی نے پیش کیا۔

دیکھنا تو یہ ہے کہ علی و فاطمہ کے جھگڑے کی نوعیت کیا تھی کیا آج کل کی طرح بیوی نے شوہر کو اور شوہر نے بیوی کو گالی گلوچ کیا یا ایک

دوسرے کو مارا پیٹا یا ایک دوسرے کو طعنہ زنی کی۔

ان سب مکروہات میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی نہ تو نئے کپڑے نہ ملنے پر جھگڑا ہوا تھا اور نہ ہی سامانِ تعیش میسر نہ ہونے پر اختلاف تھا نہ تو جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے کسی حکم کی نافرمانی کی تھی اور نہ ہی کسی گھریلو کام کاج میں کوتاہی کی تھی۔

ان سب باتوں میں سے کوئی بھی بات بنائے اختلاف نہیں تھی جو کچھ ہوا سہوا تھا اور اس میں بھی جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے عظمت و کردار اور احترام شوہر کے اُس عظیم مقام کی نشاندہی ہوتی ہے جسے حاصل کئے بغیر کوئی عورت بھی فلاح حاصل نہیں کر سکتی۔ اس واقعہ کو فقہیہ و محدثِ امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح نقل فرماتے ہیں کہ

ایک روز سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں رونے کی وجہ سے آپ کی آنکھیں بوجھل تھیں اور چہرہ انور کا رنگ بھی متغیر تھا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے میری بیٹی! کیا بات ہے؟

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے عرض کیا کہ شب کو میں اور علی آپس میں خوش طبعی کی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک مجھ سے کوئی ایسی بات ہو گئی جو انہیں ناگوار گزری اور وہ ناراض ہو گئے انہیں ناخوش دیکھ کر مجھے بے حد ندامت ہوئی اور مجھ پر غم اور خدا کا خوف طاری ہو گیا پھر میں نے اُن سے کہا اے میرے حبیب مجھ سے راضی ہو جائیے اور اُن کے گرد میں

نے سات بار طواف کیا یہاں تک کہ وہ مجھ سے راضی ہو گئے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹی مجھے اُس ذات کی قسم جس نے مجھے رسول برحق بنا کر مبعوث فرمایا اگر علی کو راضی کئے بغیر تو فوت ہو جاتی تو میں تجھ پر نماز نہ پڑھتا اے میری بیٹی شوہر کی خوشنودگی خدا کی خوشنودگی ہے اور شوہر کی ناراضگی خدا کی ناراضگی ہے۔

وَرَوَى عَنْ سُلَيْمَانَ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ
عَنْهَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
نَظَرْتُ إِلَيْهِ وَ مَعَتْ ضِيَاهَا التَّغْيِيرُ لَوْنَهَا فَقَالَ مَالِكُ
يَا بُنَيَّتِي

قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَانَ بَيْنِي وَ بَيْنَ عَلِيٍّ فِي الْبَارِحَةِ
مَزَاحٌ وَ نَشَأٌ مِنَ الْكَلَامِ غَضِبَ عَلِيٌّ بِكَلِمَةٍ فَخَرَجْتُ
مَنْ فِي فَلَمَّا رَأَيْتُ أَنَّ عَلِيًّا غَضِبَ نَدَمْتُ وَ غَمَمْتُ
فَقُلْتُ لَهُ يَا حَبِيبِي ارْضِ عَنِّي وَ طَفْتُ حَوْلَهُ سَبْعِ
مَرَّاتٍ حَتَّى رَضِيَ عَنِّي وَ ضَحِكَ فِي وَجْهِهِ مَعَ الرِّضَى وَ
أَنَا خَالِفَةٌ مِنْ رَبِّي

فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ يَا بُنَيَّتِي وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيًّا
إِنَّكَ لَوْ مَاتَتْ قَبْلَ أَنْ تَرْضَى عَلِيًّا لَمْ أُصَلِّ عَلَيْكَ
ثُمَّ قَالَ يَا بُنَيَّتِي أَمَا عَلِمْتِ أَنَّ رِضَا الزَّوْجِ هُوَ رِضَا
اللَّهِ وَ غَضَبُ زَوْجٍ هُوَ غَضَبُ اللَّهِ -

(تنبیہ الغافلین ص ۹۷)

دیگر متعدد کتب میں یہ واقعہ اس طرح بھی ہے کہ!

امام الانبياء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے دولت کدہ پر تشریف لائے اور آپ کو غم زدہ دیکھ کر پوچھا کہ بیٹی پریشانی کی کیا بات ہے ؟

جناب سیدہ نے عرض کیا کہ علی کسی بات پر ناراض ہو کر باہر تشریف لے گئے ہیں اور حسب معمول گھر میں قیلو نہ نہیں فرمایا جس کی وجہ سے میں بہت پریشان ہوں۔

امام الانبياء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ننگی زمین پر سوئے ہوئے ہیں اور پشت انور سے چادر سرک جانے کی وجہ سے آپ کا جسم اطہر خاک آلود ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حالت دیکھی تو مسکرا کر فرمایا قُمْ يَا أَبَاتُراب یعنی مٹی کے باپ اٹھ یا یہ کہ مٹی والے اٹھ۔

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شیریں آواز سنی تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے آپ انہیں ساتھ لے کر گھر تشریف لائے اور جناب سیدہ سے صلح کروادی۔

یہ ہیں وہ روایات جن سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا جناب سیدہ سلام اللہ علیہا پر اور جناب سیدہ کا جناب علی پر غضب ناک ہونا اور آپس میں لڑنا جھگڑنا ثابت کیا جاتا ہے۔

حالانکہ ان ہر دو روایات سے صرف اور صرف اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ خوش طبعی اور مزاح کی صورت میں جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے کوئی ایسی بات کہہ دی جسے جناب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم نے سنجیدگی

سے محسوس فرمایا حالانکہ جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، بھی لطیف ترین اور فی البدیہہ مزاح فرمایا کرتے تھے۔

بہر حال! اس واقعہ سے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی غم میں ڈوبی ہوئی زندگی کا ایک رُخ بہ بھی نمایاں ہوتا ہے کہ مسلسل عبادات و ریاضاتِ شاقہ کے باوجود ازدواجی زندگی میں بھی آپ بھرپور کردار ادا فرماتی تھیں اور شوہر نامدار کی دل بستگی اور خوشی کا مکمل طور پر خیال رکھتی تھیں۔

اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی نظر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا مقام کیا تھا اور آپ کو ان کی معمولی سی ناراضگی بھی کس قدر شاق گزری اور اپنی طرف سے ذرا سی ہو جانے والی بات پر بھی اس قدر ندامت اور غم ہوا کہ رو کر آپ کی آنکھیں تر ہو گئیں۔

اسے شوہر کے ساتھ والہانہ محبت کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا آپ کا شوہر کو راضی کرنے کے لئے شوہر کے گرد طواف کرنا اس بات کی بین دلیل ہے کہ آپ شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری کو بھی عبادت متصور کرتی تھیں اور یہ سب کچھ محض مسلمان عورتوں کی رہنمائی کے لئے تھا ورنہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے وہ الفاظ جن پر شیر خدا نے گرفت فرمائی ہرگز ایسے نہیں ہوں گے جن سے نزاع کی صورت پیدا ہو جاتی اور اگر کوئی ایسی بات ہوتی تو روایات میں ضرور اس کی نشاندہی کی ہوتی۔

اس واقعہ میں ایک طرف تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا عورتوں کی رہنمائی فرماتی ہیں کہ اگر کسی وجہ سے شوہر ناراض ہو جائے تو جب تک اسے راضی نہ کر لو چہین سے نہ بیٹھو اور اسے راضی کرنے کے لئے اپنے جذبات پر

پوری طرح قابور کھتے ہوئے شوہر کے جذبات کا احترام کرو دوسری طرف جناب شیر خدامردوں کی اس طرح رہنمائی فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں بیوی کی کوئی بات ناگوار گزرے تو دنگا فساد اور لڑائی جھگڑا نہ کرو بلکہ خاموشی سے اس وقت تک علیحدگی اختیار کر لو کہ اُسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔

اور پھر سب سے بڑی بات جو اس واقعہ کے ظہور میں آنے سے اُمّتِ مرحومہ کے سامنے آئی وہ تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ جب تک عورت پر اس کا شوہر ناراض رہتا ہے اُس وقت تک خدا بھی ناراض رہتا ہے اور جس عورت پر اُس کا شوہر خوش ہو اُس پر خدا بھی خوش رہتا ہے۔

بہر صورت اس تمام تر واقعہ میں ہرگز ہرگز ایسا کوئی پہلو نہیں جس سے یہ ثابت کیا جاسکے کہ جناب سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا اور جناب شیر خدا علیہ السلام میں لڑائی جھگڑا ہوا تھا جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی ذاتِ اقدس تو اس قدر بلند و بالا ہے کہ وہاں لڑائی جھگڑے کا تو تصور بھی نہیں کیا جاسکتا شاعرِ مشرق آپ کے ہی متعلق تو فرماتے ہیں۔

گم رضائش در رضائے شوہر ش
یعنی انہوں نے اپنی رضا کو اپنے شوہر کی رضا میں گم کر دیا تھا۔

شہزادوں کا جھگڑا

متعدد کتب میں یہ مشہور ترین واقعہ مرقوم ہے کہ شہزادیِ مصطفیٰ

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شہزادے حسن و حسین رضی اللہ عنہما پانچ اور چار سال کی عمر کے تھے کہ ایک روز کسی بات پر ایک دوسرے سے جھگڑا کرنے لگے۔

جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے بچوں کی یہ حالت دیکھی تو آپ کا نپ کر رہ گئیں بتول کی گود میں پلنے والے آپس میں جھگڑا کریں یہ ایک عجیب بات تھی۔

آپ نے دونوں شہزادوں کو پیار سے اپنے قریب بٹھا کر نصیحت آمیز انداز میں اس قدر خدا کا خوف دلایا اور جھگڑا کرنے والوں سے خدا کے ناراض ہو جانے کا اس طرح اظہار فرمایا کہ دونوں شہزادے خدا کے خوف سے معافی مانگنے لگے چار پانچ سال کے بچوں کا یہ احساس کوئی عام واقعہ نہیں بلکہ یہ قطعی طور پر ایک غیر معمولی اور خاص بات ہے۔

اور یہ صرف زہرا سلام اللہ علیہا کی گود میں پلنے والوں کا ہی حق تھا اور اتنی چھوٹی عمر کے بچوں کو یہ احساس دلانا جناب بتول سلام اللہ علیہا ہی کا کام تھا اندازہ کریں کہ جو مقدّس ہستی اپنے بچوں کو آپس میں لڑائی جھگڑا کرتے برداشت نہیں کر سکتی اور وہ خدا تعالیٰ کے خوف سے ان کو ڈراتی ہے وہ کیسے اپنے شوہر سے لڑائی جھگڑا کر سکتی ہے۔

پانچویں روایت کی وضاحت

یہ روایت متعدد کتب احادیث میں الفاظ کے معمولی تغیر و تبدل سے موجود ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی موجودگی میں

جناب حیدر کرار علیہ السلام نے نکاح ثانی کا ارادہ فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رسول خدا کی بیٹی پر دشمن خدا کی بیٹی سوت بن کر نہیں آسکتی۔

عَنْ مِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الَّذِي عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّ بِنِي هَشَامُ بْنُ صَغِيرَةَ اسْتَأْذِنُوا أَخِي أَنْ يَنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلَى ابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَلَا أَدْنَى ثُمَّ لَا أَدْنَى إِلَّا أَنْ يُرِيدَ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُطَلِّقَ ابْنَتِي وَيَنْكِحَ ابْنَتَهُمْ -
(ابن ماجہ مسند احمد خصائص کبریٰ بخاری ترمذی مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات وغیرہ)

دوسری جگہ یہ روایت اس طرح ہے۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ أَرَادَ عَلِيُّ ابْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يَخْطِبَ بِنْتُ أَبُوجَهْلٍ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ لَا حُدَّ بِتَزْوِجِ ابْنَتِهِ عَدُوَّ اللَّهِ عَلَى ابْنَةِ رَسُولِ اللَّهِ "صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ"

(المستدرک ج ۳ ص ۱۶۸) (خصائص کبریٰ ج ۳ ص ۲۵۵)

(اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۶۸۵ دیگر کتب احادیث مسند احمد بخاری ترمذی)

تیسری جگہ الفاظ ہیں کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ علی کا ارادہ یہ ہے اس لئے آپ میری مدد فرما کر علی کو اس سے باز رکھیں۔

جس روایت میں یہ جملے زائد ہیں اُس روایت کو بہت سے محدثین

نے قبول کیا اور محض وہی روایات نقل کی ہیں جو اوپر بیان وہ چکی ہیں اس

لئے ضروری نہیں کہ اسی روایت پر مدارِ حقیقت رکھا جائے اور اس کو رپر بحث لایا جائے ایک طبقہ ان روایات کو محض اس لئے من گھڑت اور واہی قرار دیتا ہے کہ ان میں ذم علی کا پہلو نکلتا ہے جہاں تک روایات کے رجال پر تنقید و جرح کا تعلق ہے اُس میں ہمارا موقف وہی ہے جو ایک انصاف پسند محقق کا ہوتا ہے مگر انہیں خود ساختہ اور موضوع قرار دینا انصاف و دیانت کے خلاف ہے۔

ہاں اگر ان میں تنقیصِ علی کا پہلو موجود ہوتا تو انہیں اس وجہ سے مسترد کیا جاسکتا تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے فضائل و مناقب قرآن و حدیث سے منصوص ہیں اور تنقیصِ صحابہ کا قرآن و حدیث میں ہرگز جواز موجود نہیں۔

جہاں تک ہم نے روایات پر غور و فکر کیا ہے اس میں تنقیصِ علی کا کوئی پہلو نظر نہیں آیا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی فضیلت و منقبت کا صاف صاف اظہار ہوتا ہے اس لئے روایات کے رجال مجروح بھی ہوئی تو فضائل میں آنے والی ضعیف روایات کو قبول کر لینے کے اصول کے مطابق ان کو درست تسلیم کر لینے میں ہرگز تامل نہیں ہونا چاہیے۔

جو لوگ ان روایات کو ذم و تنقیصِ حیدر پر مبنی قرار دیتے ہیں ان کا موقف یہ ہے کہ جب اسلام میں بیک وقت چار عورتوں سے نکاح جائز ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو نکاح ثانی سے کیسے روک سکتے تھے؟

اور کیا رسول خدا کے لئے جائز تھا کہ جو چیز خدا نے علی کے لئے حلال کر دی وہ حرام کر دیتے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے شارع اسلام سے بعید معلوم ہوتا ہے کہ جو امر امت کے لئے جائز کر دیں وہ محض حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خاطر حرام کر دیں وغیرہ وغیرہ اور یہ بات وہ انتہائی غصہ کے عالم میں کہتے ہیں بلکہ ان کے کہنے کا انداز بالکل ایسا ہوتا ہے جیسے وہ شانِ علی کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ جانتے ہیں اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دوسرے نکاح سے روکنا انتہائی شاق گزرا ہو ہمیں چونکہ مباحث میں الجھنا منظور نہیں اس لئے اس واقعہ کا تجزیہ پیش خدمت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ بنو ہشام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا نکاح کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا! اجازت نہیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بنتِ ابو جہل سے شادی کرنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ رسول خدا کی بیٹی پر دشمن خدا کی بیٹی سوت بن کر آئے۔

ان ہر دو روایات میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں ملتا جس سے ثابت کیا جاسکے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خود ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہو اور نہ ہی حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے براہ راست حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ایسا کرنے سے منع

فرمایا ہے بلکہ حقیقت صرف یہ ہے کہ ابو جہل کے قبیلہ والوں کا اپنا ذاتی خیال تھا کہ ایسا ہو جائے۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے خیالات کی سختی سے تردید فرمادی۔ اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تنقیص کا کونسا پہلو ہے نہ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے آپ کے سامنے ایسی کسی خواہش کا اظہار کیا اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں منع فرمایا پھر خواہ مخواہ اسے اہانتِ حیدر کیسے قرار دیا جاسکتا ہے۔

اس واقعہ میں قطعی طور پر واضح ترین جو چیز ثابت ہے وہ صرف یہ ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا پر سوت نہیں آسکتی اور یہ شان بنت رسول سیدہ معصومہ مخدومہ کائنات حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا مکمل اختیار ہے کہ جس کے لئے جو چاہیں خصوصیت مقرر فرمادیں اس کے برعکس گمان کرنا مالک و مختار کائنات امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات کی نفی کرنے کے مترادف ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی اور دوسروں کو عطا فرمائی ہوئی خصوصیات کو اگر شمار کرنا شروع کر دیں تو ایک ضخیم کتاب بن سکتی ہے آپ کا یہ خاصہ تھا کہ ایک وقت میں چار سے زیادہ ازواج کو نکاح مبارک میں رکھ سکیں لیکن یہی بات دوسروں کے لئے قطعی ممنوع ہے۔

جناب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم کو عطا فرمودہ بیسیوں خصوصیات ایسی ہیں جن میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا ہے مثلاً آپ کے دولت کدہ کا

دروازہ مسجد میں کھلنا اور بغیر غسلِ جنابت آپ کا مسجد میں تشریف لے آنا وغیرہ وغیرہ۔

ان خصوصیات کو توڑنے کے لئے اگر کوئی شخص یہ جواز پیدا کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا حق ہے کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو غسلِ جنابت کئے بغیر مسجد میں آنے کی اجازت دے دیں جب کہ ایسی حالت میں مسجد میں آنا شرعاً ممنوع ہے تو ایسا سوچنے والے کو پاگل اور فاترالعقل کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۰ پر مولائے کائنات علیہ السلام کے نکاح ثانی نہ کرنے کی وجہ سیدہ کی شدید غیرت بیان کی گئی۔

فَبِنُّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ خَوْفًا عَلَيْهَا الشِّدَّةُ
غَيْرَ تَهَا۔

بہر حال سیدہ طاہرہ مطہرہ معصومہ مخدومہ جناب فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا یہ خاصہ ہے کہ ان پر سوت نہ آئے اور اس میں دُنیا کی کوئی عورت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی شریک و سہیم نہیں۔

رسولِ غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی تجربہ بھی تھا کہ ازواجِ مطہرات کس کس طریقہ سے ایک دوسری کے ساتھ رشک و اختلاف رکھتی تھیں ایسی صورت میں جب کہ آپ کو اپنے تمام اہل بیت سے سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ خصوصی اور انحصارِ الخاصِ محبت تھی اُن کی تکلیف کا سامان پیدا کرنے کی کیسے اجازت مرحمت فرماتے۔

ان واقعات میں جناب شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی اہانت و

مذمت کا ہرگز کوئی پہلو نہیں بلکہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی شان و عظمت کا واضح طور پر اظہار ہوتا ہے جو جناب حیدر کرار علیہ السلام کے لئے باعثِ فخر ہے اس لئے ان روایات کو باجوہ و درجاہ کی معمولی جھول کے تسلیم کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں۔

اور ان کا انکار براہِ راست سرورِ کائنات نبی المختار حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیاراتِ عالیہ کا انکار کرنے کے مترادف ہے اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جناب حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا نکاح مبارک خدا تعالیٰ نے عرشِ معلیٰ پر بھی پڑھوایا تھا پھر اس مقدس جوڑے کی زندگی میں دوسرا کون حائل ہو سکتا تھا۔

ان روایات میں بھی ایسی کوئی بات نہیں کہ مولائے کائنات سیدنا حیدر کرار علیہ السلام نے بنفسہ نکاحِ ثانی کی خواہش کا اظہار فرمایا ہو۔ اس لئے یہ ذم علی نہیں شانِ فاطمہ ہے اور شانِ فاطمہ درحقیقت شانِ علی ہے اس لئے کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا اعزاز از علی علیہ السلام ہے۔

اور علی علیہ السلام کا ہر اعزاز از فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے۔

فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ہر عظمت! عظمتِ علی علیہ السلام ہے۔

علی علیہ السلام کی ہر عظمتِ عظمتِ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے۔

فاطمہ سلام اللہ علیہا کی سخاوتِ سخاوتِ علی علیہ السلام اور علی علیہ

السلام کی سخاوتِ سخاوتِ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے دونوں ہی محبوب خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں۔

دونوں ہی مقدّس اور معظّم ہیں۔
 دونوں ہی ارفع و اعلیٰ ہیں۔
 دونوں ہی بے مثال و بے نظیر ہیں۔

اگر علی نہ ہوتے

روایات میں آتا ہے کہ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نہ ہوتے
 تو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا کوئی کفو ہی نہ تھا اسی طرح جناب سیدہ سلام اللہ
 علیہا کی موجودگی میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا بھی کوئی جوڑ نہ تھا۔

چھٹی روایت مسئلہ فدک

اس مسئلہ کو گورکھ دھندوں کا پہاڑ اور اُلجھنوں کا سمندر کہا جائے تو غلط نہ ہوگا ہم نے چاہا تھا کہ اس زبردست نزاع کا کوئی قابل قبول حل تلاش کیا جائے اور پھر احقاقِ حق کے لئے مدتوں تحقیق کے دشتِ غیر ذی زرع میں ٹھوکریں کھانے کے بعد جب مسئلہ پایہ تکمیل تک پہنچا تو طبعی ذوق نے گوارہ نہ کیا کہ اس خشک بحث کو اس کتاب میں شامل کیا جائے حالانکہ طباعتِ کتاب بھی محض اس مسئلہ کے حل کے لئے کئی ماہ تک التواء میں پڑی رہی۔

امید ہے کہ اگر سلیم الفطرت اور انصاف پسند حضرات تعصب و شدائد کے اُلجھن کدہ سے ذرا دُور ہٹ کر اسے سمجھنے کوشش کریں گے تو اصل حقیقت کو معلوم کر لینا دُشوار نہیں ہوگا۔

روایات کے پلندوں کے پیش نظر اس بات سے انکار کی کوئی وجہ نہیں کہ جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وہ باغ طلب فرمایا جس کی آمدنی کو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل و عیال کے لئے مخصوص فرما رکھا تھا۔

اور ان روایات کے مطابق یہ بھی حقیقت ہے کہ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے پیش نظر وہ باغ یا اس کی آمدنی دینے سے انکار کر دیا اور

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اظہارِ ناراضگی فرما کر واپس تشریف لے آئیں۔
 اب اس معاملہ کو یہاں تک ہی رکھا جاتا اور ان روایات کی
 حقیقت انصاف و دیانت سے تلاش کی جاتی تو یہ قطعی طور پر ایسا مسئلہ نہیں جو
 اس عظیم نزاع کا باعث بنتا لیکن ہوا یہ کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی وکالت
 کرتے کرتے اس قدر تجاوز کر لیا گیا کہ ایسی کوئی صورت باقی نہ رہی جو
 جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے مُنفر د کردار و سیرت کو نمایاں رہنے دیتی۔

بچپن سے لے کر اس واقعہ کے ظہور سے پہلے تک جناب سیدہ
 طاہرہ سلام اللہ علیہا کی حیاتِ طیبہ میں ہمیں قربانیاں ہی قربانیاں نظر آتی ہیں
 ایثار ہی ایثار نظر آتا ہے اور صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دُنیا کی ہر
 راحت اور ہر نعمت سے دانستہ طور پر انقطاع کر رکھا تھا۔

چنانچہ آپ کو اس باغ کی آمدنی کا جو بھی حصہ دستیاب ہوتا تھا اُس کا
 زیادہ تر حصہ غرباء و مساکین و فقراء و سائلین و حاجت مندوں اور بے نواؤں
 کے کام ہی آتا اور آپ کے دولت کدہ پر ہمیشہ فقر و فاقہ کا راج رہتا آپ کے
 گھر میں جو چیز بھی آتی تھی وہ سائلوں کی جھولی میں چلی جاتی تھی۔ اپنے لئے
 تو ایک چکی تھی جسے شہزادی کونین کے زخمی ہاتھ چلاتے چلاتے اور زخمی ہو
 جاتے اور جب کبھی آپ عبادت میں مصروف ہوتیں تو یہ خدمت فرشتے
 سرانجام دے دیا کرتے۔

بہر صورت عرض یہ کرنا تھا کہ سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی حیات
 مقدسہ کے تقریباً بیس سال کا خاکہ کچھ اور ہے اور ان چھ ماہ کی تصویر کچھ اور
 ہے ان چھ مہینوں کے جو حالات بتائے جائیں۔ ہیں اُن سے تو جناب سیدہ

سلام اللہ علیہا کا نصب العین فناء ہو کر رہ جاتا ہے۔

محبت و موڈت اور حمایت و نصرت کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہو سکتا کہ آپ کے کردار کی عظمتوں کو ہی پامال کر کے رکھ دیا جائے ہمیں تو حیرت ہے کہ محبانِ اہل بیت پر یہ حقیقت کیوں نہ منکشف ہو سکی کہ محبت کا یہ پہلو جناب سیدہ مخدومہ سلام اللہ علیہا کے کردار کو ہی مجروح کر رہا ہے۔

آپ اندازہ فرمائیں کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی طرف منسوب شدہ سینکڑوں صفحات پر پھیلے ہوئے خطبات اُس زہر اسلام اللہ علیہا کے مقدس کردار کی عکاسی کرتے ہیں جس زہر اسلام اللہ علیہا نے اپنے بچوں کو ننگی زمین پر لٹا دیا اور اُن کا بستر مبارک سائل کو عطا فرما دیا؟ جناب سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا کے فقر و استغنا کا تو یہ عالم ہے کہ لوگوں کی طرف سے پیش کئے گئے قیمتی تحائف فقیروں کو دے دیئے اور اپنے اوپر اونٹ کے بالوں کا پھٹا ہوا کمبل اوڑھے رکھا۔

ہمیں یہاں اُن کے کردار کی عکاسی کی ضرورت نہیں جنہیں زبردستی غاصب قرار دیا جاتا ہے ہمیں تو صرف یہ عرض کرنا ہے کہ مسئلہ فدک میں مخدومہ کائنات سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو اس طرح ملوث کرنا آپ کے کردارِ مقدس کو داغدار کرنے کے مترادف ہے یا نہیں؟ یہ کیا بات ہوئی کہ ایک طرف تو یہ عقیدہ رکھا جائے کہ آپ کے قبضہ قدرت میں ارض و سماء کے خزانے تھے اور دوسری طرف یہ ثابت کیا جائے کہ آپ چھ ماہ تک غاصبانِ فدک کے خلاف تقریریں کرتی رہیں۔

دیکھنا یہ ہے ان چھ ماہ جنہیں آپ صرف اڑھائی مہینے بتاتے ہیں

سے پہلے جو آپ کے خطبات تھے وہ کہاں ہیں کیا آپ اس سے پہلے عورتوں کو پسند و نصائح نہیں فرمایا کرتی تھیں؟

اگر جواب اثبات میں ہے تو پھر خود ہی سوچئے کہ وہ کیوں نہ جمع کئے گئے جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں بحث کرنا ہمارا مقصود نہیں۔ روایات کی صحت الگ ہو چکی ہے یہاں تو صرف ناموس زہرا سلام اللہ علیہا کے تحفظ کے لئے چند ایسی گزارشات پیش کی جا رہی ہیں جنہیں عقل انسانی آسانی سے تسلیم کر لے ہم یہاں کسی دوسرے کی حمایت میں نہیں بلکہ جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے کردارِ عالیہ کو خلطِ مملو سے بچانے کے لئے یہ مختصر عقلی استدلال پیش کر رہے ہیں۔

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات
اب آپ تھوڑی سی توجہ اس جانب بھی مبذول فرمائیں مسلمہ
روایات کے مطابق جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے والدِ گرامی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد آپ کی جدائی میں زندگی کے آخری
سانس تک اس قدر روتی تڑپتی اور فریاد و فغاں کرتی رہی ہیں کہ اہل مدینہ
جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں معروض ہونے لگے کہ جناب
سیدہ سلام اللہ علیہا سے فرمادیں کہ وہ یا تو دن کے وقت آہ و زاری کر لیا کریں
یا رات کے وقت نالہ و فریاد کر لیا کریں۔

ان کی آٹھوں پہر کی فریاد و فغاں نے تو ہمارا چین و قرار چھین لیا ہے
آپ کے آلام و غم اور تکالیف و مصائب کے یہ واقعات اس کتاب کے آخر
پر ہم نے بھی درج کئے ہیں ان حالات کی روشنی میں یہ کس طرح باور کیا

جاسکتا ہے کہ آپ ہمہ وقت غاصبوں کا ذکر کر کے باغِ فدک کے نہ ملنے کی پریشانی کا اظہار فرمایا کرتی تھیں۔

دونوں میں سے ایک ہی بات تسلیم کی جاسکتی ہے یا تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا شب و روز اپنے والدِ محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں تڑپا کرتی تھیں اور یا پھر آپ کو باغِ فدک کی آمدنی کا نہ ملنے والا حصہ خون کے آنسوؤں لایا کرتا تھا کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے حقیقت یہی ہے کہ جناب طاہرہ سیدہ سلام اللہ علیہا باغ کے غم میں نہیں اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں تڑپا کرتی تھیں۔

باپ کی جدائی میں فدک وغیرہ آپ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ آپ کو اپنے اُس باپ کے بچھڑنے کا غم تھا جس کی جدائی کے غم میں دوسروں نے جانیں دے دی تھیں اور جناب زہرا سلام اللہ علیہا تو اُن کی اپنی بیٹی تھیں اور بیٹی بھی وہ جس کو ملے بغیر نہ باپ کو چین آتا تھا اور نہ باپ سے ملے بغیر بیٹی کو اطمینان ملتا تھا۔

یہ وہ مقدس باپ بیٹی تھے جن کے جسم دو تھے مگر روح ایک تھی۔

دل ایک تھا خیال ایک تھا۔

تصویر ایک تھا کردار ایک تھا۔

رفتار ایک تھی قالب دو تھے مگر جان ایک تھی۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اپنے والدِ گرامی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چھ ماہ تک اس لئے فریاد کرتیں رہیں کہ اُن کی روح بچھڑ چکی تھی اُن کی راحتوں کا جہان پردہ میں چلا گیا تھا اُن کی زندگی علیحدہ

ہو چکی تھی۔

باغِ فدک جیسی چیزیں وہ پہلے ہی سے نچھاور کر دیا کرتی تھیں فدک تو اُن کی خیرات کے سامنے ایک کھجور کی حیثیت بھی نہیں رکھتا پھر وہ فدک کے لئے کیوں اشکباری کرتیں۔ اُن کے پاس دُنیاوی چیزوں کا غم کرنے کے لئے وقت ہی کب تھا۔ اُن کے تو باپ کے فراق میں بہنے والے آنسو ہی نہیں تھمتے تھے پھر دوسری چیزوں کے غم میں کیا رونا تھا دل تو باپ کے غم میں پاش پاش تھا دوسرے غموں کے لئے جگہ کہاں تھی کہاں کے وعظ کہاں کی خطابت وہاں تو یا اشکوں کی برسات ہے یا غمش پہ غمش آرہے ہیں۔

یا مزارِ رسول ہے یا حجرہٴ بتول کبھی باپ کے مزارِ اقدس پر روتے روتے اور چمٹے چمٹے غمش آجاتا ہے اور کبھی گھر میں تڑپتے تڑپتے بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ وضو کرتے کرتے بھی چہرہ اشکوں سے تر ہو جاتا اور قیام و رکوع و سجد میں بھی اشک باری ہو رہی ہے۔ سیدہ طیبہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے ان حالات کے پیش نظر آپ کے ساتھ دُنوی اشیاء کے غم کو منسوب کرنا تعجب خیز اور تحیر انگیز ہی نہیں سخت نا انصافی ہے۔

آپ کی حیاتِ مقدسہ کو دُنیاوی چیزوں کی خواہش کی آلائشوں سے پاک ہی رہنے دیا جائے تو بہتر ہے آپ کی حقیقت میں شان بھی یہی ہے اور آپ کا اسمِ گرامی بھی اس کا غماز ہے کہ آپ نے دُنیا کی ہر چیز سے انقطاع کر رکھا تھا۔

اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جنابِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے دل میں جو باپ کے بچھڑنے کا صدمہ تھا اُسے باغِ کا صدمہ قرار دینا سیدہ

سلام اللہ علیہا کی باپ سے والہانہ محبت کا انکار کرنے کے مترادف نہیں تو اور کیا ہے باغ کا غم باپ کے غم میں حائل ہو جانا خلاف واقعہ بھی ہے اور خلاف عقل بھی اس لئے آخری التماس یہ ہے کہ روایات کے دُھند لکوں میں حقیقت کی کرن تلاش کرنے کی کوشش کریں اور اس انداز سے سوچیں جس سے جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے سیرت و کردار و سخاوت و ایثار اور عظمت و رفعت کا کوئی پہلو بھی متاثر نہ ہو۔

ساتویں روایت

سیدہ کے آنسو

یہ روایت مشہور ترین کتب میں اس طرح ہے کہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی رخصتی کے بعد جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ملنے کے لئے تشریف لے گئے تو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو مدینہ کی عورتوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گھر کی غربت اور افلاس کا طعنہ دیا جس کی وجہ سے آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کیا تم خوش نہیں ہو کہ تمہارا شوہر دنیا و آخرت کا سردار ہے۔

جہاں تک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو یہ فرمانا ہے کہ تمہارا شوہر دنیا و آخرت کا سردار ہے تو یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس سے انکار کی کوئی وجہ نہیں اور یہ دیگر متعدد روایات سے بھی ثابت ہے بلکہ آپ نے اپنی بیٹی کو یہ بھی فرمایا تھا کہ بیٹی میں نے تمہارا نکاح اپنے خاندان کے سب سے بہتر شخص کے ساتھ کیا ہے۔

يَا فَاطِمَةُ إِنِّي مَا أَلَيْتُ أَنْ أَنْكِحَتْكَ خَيْرَ أَهْلِي

(دیگر کتب سیر متفقہ علیہ)

اور یہ بھی فرمایا کہ بیٹی واللہ میں سچ کہتا ہوں کہ تیرا شوہر صحابہ کرام میں اسلام کی رو سے سب سے مقدم ہے اور از روئے علم سب سے اکرم ہے

اور از روئے علم سب سے اعظم ہے۔

سو گند بخدا کہ ترار است میگویم کہ شوہر تو مقدم اصحاب از روئے سلم و
اکرم ایشاں است از روئے علم و اعظم ایشاں است از روئے علم

(معارض النبوت ۴۱-۴۲)

اور نصیحت فرمائی کہ بیٹی خدا تعالیٰ نے دو شخصوں کو اہل بیت سے
پسند فرمایا ہے ایک تیرے باپ کو اور ایک تیرے شوہر کو تیرے لئے ضروری
ہے کہ تو اپنے شوہر کو راضی رکھے اور اس کی فرمانبرداری کرے۔

اے دخترک من خدائے تعالیٰ از اہل بیت دو کس را اختیار کر دیکے پدر تو و
دیگر شوہر تو ز میں ہا کہ اونوازی و فرمان برداری اونمائی۔

(معارض النبوت ج ۴ ص ۴۱)

اور یہ بھی فرمایا کہ بیٹی عسلی سے کسی چیز کا

سوال کر کے اس کو پریشان نہ کرنا۔

یہ سب فرامین رسول معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیگر معتبر کتب میں
بھی موجود ہیں اور ان میں شک و تردد کا کوئی جواز نہیں۔

رہا جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
سامنے رونا تو یہ بھی قطعی طور پر درست ہے مگر وہ رونا کس لئے تھا اس میں
اختلاف ہے اگر کہا جائے کہ رخصتی کے بعد پہلی بار باپ کی اپنے شوہر کے
گھر تشریف آوری پر بیٹی کے جذبات آنسو بن کر بہہ نکلے تو یہ ایک واقعاتی
چیز ہے اور ایسا اب بھی ہوتا ہے۔

بیٹی کے ایسے وقت کے آنسوؤں کی کیفیت کا اندازہ تو نہیں کیا جاسکتا

بہر حال ایسا ہوتا ضرور ہے اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے آنسو بھی اسی نوعیت کے حامل تھے اسی روز تو باپ کا آنگن چھوڑ کر شوہر کے گھر تشریف لائیں تھیں پھر آنسو کیسے نہ آتے جب کہ ماں کی طرف سے سینے پر داغ یتیمی بھی ایسے وقت میں مزید نمایاں ہو چکا تھا۔

بہر حال بتانا یہ تھا کہ روایت کو یوں ڈھال لینا کہ سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کو حیدر کرار علیہ السلام کے گھر کے افلاس اور غربت پر رونا آیا تھا جناب سیدہ سلام اللہ علیہا پر بہتان عظیم ہے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اپنی بیٹی کی تربیت ہی ایسی کر رکھی تھی کہ دنیاوی سامان کی خواہش پیدا ہونے کا امکان ہی ختم ہو چکا تھا۔

اور پھر ذاتی طور پر جناب سیدہ طیبہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کو فقر و درویشی کا وہ مقام تفویض ہو چکا تھا جس میں دنیا کی کوئی ہستی بھی آپ کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔

اپنے باپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ ہی تو فقر کے سب سے اونچے مقام پر فائز ہیں گو یا فقر و درویشی کی ابتداء بھی آپ ہی سے ہوتی ہے ایسی صورت میں یہ گمان رکھنا کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے خالی گھر کو دیکھ کر رونے لگی تھیں نا درست اور دیوانگی ہے اور ہمارے دعویٰ کے لئے یہ برہان عظیم بھی موجود ہے کہ

جناب سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گھر کی حالت پہلے ہی سے معلوم تھی آپ جانتی تھیں کہ علی علیہ السلام لوگوں کے اونٹ چرانے اور باغات کو پانی دینے کی مزدوری سے اپنا گزارہ کرتے

ہیں آپ کو معلوم تھا کہ علی علیہ السلام نے اپنی زرہ فروخت کر کے اُن کا مہر ادا کیا ہے۔

علی علیہ السلام سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے پرانے نہیں تھے انہوں نے ان کے باپ کے گھر میں ہی پرورش پائی تھی اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تاجدارِ عرب و عجم حضورِ رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں بھی تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا فقر و درویشی کی ہی زندگی بسر کر رہی تھیں وہاں بھی تو کئی کئی وقت کا فاقہ رہتا تھا وہاں سے بھی تو جناب سیدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا کو معمولی برتن اور چند کپڑے جہیز کی صورت میں ملے تھے اگر باپ کے گھر میں مزید سامان ہوتا تو آپ بیٹی کو ضرور عطا فرماتے بیٹی سے زیادہ آپ کو کون پیارا تھا۔

یہ بات الگ ہے کہ اگر آپ مزید سامان فراہم کرنا چاہتے تو کر سکتے تھے آپ تو پوری ارض و سماوات کے مالک و مختار تھے آپ کو کس بات کی کمی تھی مگر آپ نے تو اپنے گھر میں نہ دنیاوی سامان جمع ہونے دیا اور نہ ہی آپ نے اپنی بیٹی کے لئے ایسا پسند فرمایا۔

بہر صورت صاف صاف اور واضح ترین بات یہی ہے کہ جناب سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کے آنسو جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے افلاس کی وجہ سے نہیں تھے بلکہ باپ کو شوہر کے گھر میں پہلی بار دیکھ کر شدتِ جذبات سے آپ کے آنسو بہہ نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسلی آمیز انداز میں فرمایا کہ بیٹی باپ کا گھر بچھڑنے کا غم نہ کرو میں نے اللہ تعالیٰ کے نعم سے اپنے خاندان میں سب سے بہتر شخص سے تمہارا نکاح کیا ہے۔

کچھ انہی واقعات کے بارے میں

ان چند نزاعی واقعات کا ہم نے پوری دیانت داری اور نہایت ایمان داری سے منصفانہ تجزیہ ہدیہ قارئین کر دیا ہے اور باقی معاملہ خدا تعالیٰ عزوجل کے سپرد کر دیا ہے وہ جسے چاہے ہدایت عطا فرمائے اور جسے چاہے گمراہوں کے زمرہ میں شامل فرمائے۔

بلکہ میں تو اپنے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ ان نازک ترین مسائل کے اظہار کی حقیقت میں اگر مجھ سے نادانستہ اور سہواً کوئی لغزش ہوگئی ہو تو خداوندِ قدوس اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی ذریت طاہرہ کے صدقے سے مجھے معاف فرمائے تاہم میں نے ہرگز ہرگز کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ اپنا مسلک زبردستی کسی دوسرے پر ٹھونسنے کا اقدام کیا جائے۔

جو کچھ بھی عرض کیا گیا ہے محض توفیقِ الہی اور التفاتِ سیدہ سلام اللہ علیہا کے صدقے سے ہے ان چند وضاحتی سطور کے بعد ہم پھر اپنے موضوع کی طرف رجوع کرتے ہیں اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی مقدس زندگی کے دیگر کئی ایک پہلو آپ کے سامنے لاتے ہیں۔

ہمسایوں سے حسن سلوک

شہزادی رسول مخدومہ کائنات سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی بے مثال سخاوت کے واقعات آپ متعدد مقامات پر ملاحظہ فرما چکے ہیں آپ کی حیات طیبہ اور مقدس زندگی کے کسی بھی گوشہ کو سامنے لایا جائے آپ کو عظمتِ انسانیت کی مکمل ترین درخشاں اور جامع تصویر نظر آئے گی۔

حقوق العباد کے فرائض میں حق ہمسائیگی قرآن و حدیث کی روشنی میں بھی اہم ترین فریضہ قرار پاتا ہے اور اس فرض کی ادائیگی میں بھی جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو جو مقام حاصل ہے وہ شاید ہی دنیا کی کسی دوسری ہستی کو نصیب ہو۔

جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے معمول مبارک میں شامل تھا کہ دروازے پر آئے ہوئے فقیروں اور سائلوں کی جھولیاں بھرنے کے بعد جو کھانا وغیرہ بھی آپ کے پاس بچتا اُس کا اکثر حصہ آپ ہمسایوں کے گھروں میں بھیج دیتیں یہ ایک روز کی بات نہیں بلکہ آپ کا معمول زندگی تھا جو آخر وقت تک قائم رہا۔

ایک بار آپ کی ہمسایہ عورت آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اُس کے ساتھ ایک چھوٹا سا بچہ تھا اور اس بچے کے جسم پر جو قمیص تھی اُسے سوائے چیتھڑوں کے اور کوئی نام نہیں دیا جاسکتا۔

بنتِ رسول سلام اللہ علیہا نے ہمسایہ عورت کے بچے کا پھٹا ہوا لباس

دیکھا تو آپ پریشان ہو گئیں اسی اثنا میں اس عورت نے سوال کر دیا کہ اگر آپ کے بچوں کی کوئی اتری ہوئی قمیص ہو تو میرے بچے کے لئے عطا فرما دیں۔

شہزادی رسول سلام اللہ علیہا کا دل تو پہلے ہی سے بھر آیا تھا آپ نے سوئے ہوئے شہزادوں کو بیدار کیا اور جناب حسن علیہ السلام کی قمیص اتار کر اس عورت کو عطا فرمادی اور اپنے بچے کو اتری ہوئی پھٹی پرانی قمیص دھو کر پہنادی قارئین خود ہی اندازہ فرمائیں کہ اس سخاوت و جذبہ ایثار اور ذوق عطا کا کونسا مقام متعین کیا جاسکتا ہے۔

(ماخوذ کتاب الفضائل فارسی ص ۱۱۴)

تذکرۃ الواعظین میں ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے اس عورت کے ننگے بچے کو جو قمیص عطا فرمائی تھی وہ موٹے کپڑے کی قمیص عطا فرمائی تھی وہ موٹے کپڑے کی قمیص حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاص طور پر اپنے لخت جگر جناب امام حسن علیہ السلام کے لئے لائے تھے اور اسی روز عصر کے وقت جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے اُسے خیرات کر دیا۔

اور اسی کتاب میں روایت کا مزید حصہ یہ ہے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اس خیرات کا صلہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی طرف سے اسی وقت مل گیا اور جناب امام حسن علیہ السلام کے لئے جنت کی قمیص لے کر جبریل علیہ السلام حاضر ہو گئے۔

وَرُوِيَ غَسَّانُ بْنُ عِمْرَانَ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا وُلِدَتْ الْفَاطِمَةُ

بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْحَسَنَ تَرْبِيَّهِ بِالْمُحَبَّةِ وَ
 تَرْضِعُهُ بِالشَّفَقَةِ فَجَاءَ إِلَيْهَا مُحَمَّدٌ عَصَى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ قَبِيصٌ بِالثُّوبِ الْغَلِيظَةِ فَكَسَى
 حَسَنًا فَإِذَا جَاءَ وَقْتُ الْعَصْرِ أَتَتْ إِلَى فَاطِمَةَ امْرَأَةً
 سَأَلَتْ جَارَهَا وَوَلَدَهَا عُرْيَانٌ وَقَالَتْ يَا فَاطِمَةُ أَعْطَيْتَنِي
 لَوْلَدِي شَيْئًا مِنَ الثِّيَابِ الْخَرَقَةِ كَسَى سُوءَهُ فَأَعْتَهَا
 الْفَاطِمَةُ قَبِيصًا لَوْلَدِهَا فَأَخَذَتِ الْمَرْأَةُ وَذَهَبَتْ
 فَأَرْسَلَ اللَّهُ قَبِيصًا مِنَ الْجَنَّةِ إِلَى فَاطِمَةَ فَدَخَلَتْ فِي
 عُنُقِ وَلَدِهَا فَكَانَ كُلَّمَا طَالَ الْحَسَنُ وَكَبَّرَ يَطْوُلُ
 الْقَبِيصُ وَيُكَبِّرُ وَلَا يَنْقَطِعُ وَلَا يَحْتَاجُ إِلَى أَنْ يَغْسَلَ
 وَكَسَادُ ذَلِكَ الْقَبِيصُ بِمِدَّةٍ فَإِذَا وُلِدَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ
 جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَرْسَلَتْ فَاطِمَةُ إِلَيْهِ ..

(تذکرہ الواعظین لاعلامہ محمد جعفر رحمۃ اللہ علیہ باب ۶۴ ص ۱۷۵)

اور جنت کے اُس کرتے مبارک کی خوبی یہ تھی کہ جیسے جیسے سیدنا امام
 حسن علیہ السلام کا عمر کے مطابق قد بڑھتا جاتا اسی قدر کرتا بھی لمبا ہوتا حتیٰ
 کہ یہ کرتا مبارک بھی بنت رسول سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا نے عبد اللہ
 بن جعفر بن ابی طالب علیہ السلام کی ولادت پر انہیں عطا کر دیا تھا اور یہ
 آپ کے ایثار اور قربانی کی دوسری عظیم مثال ہے کہ حق ہمسائیگی ادا کرنے
 کے بعد یوں صلہ رحمی ادا فرما دیا کہ اپنے بچے کے لئے جنت الفردوس سے
 آنے والی قمیض اپنے ایک قریبی کو عطا فرمادی عبادت اس کو کہتے ہیں۔

اطاعت اس کو کہتے ہیں

معتبر کتب میں آتا ہے کہ ایک دفعہ تاجدارِ مدینہ کی مقدس صاحبزادی جنت الفردوس کی تمام عورتوں کی سردار بانوئے تاجدارِ ہل اتی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا بیمار ہو گئیں لیکن دورانِ علالت بھی آپ تمام رات مصروفِ عبادت رہیں مولائے کائنات شیرِ خدا حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب صبح کی نماز پڑھنے کیلئے مسجد میں تشریف لے گئے تو آپ بھی فجر کی نماز کی ادائیگی کے لئے والدِ محترم کی طرف سے عطا فرمودہ مقدس جانماز پر کھڑی ہو گئیں۔

مولائے کائنات شیرِ خدا حیدر کرار امیر المومنین خلیفہ برحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت بتول سلام اللہ علیہا کے پاس گھر میں تشریف لائے تو آپ اس وقت چکی پیس رہی تھیں۔

جناب حیدر کرار علیہ السلام نے آپ کی بیماری میں عبادت و ریاضت اور محنت و مشقت کا یہ عالم دیکھا تو فرمایا یا بنتِ رسول آپ اتنی محنت نہ فرمایا کریں بلکہ تھوڑی دیر آرام فرمائیں تاکہ زیادہ مشقت سے تکلیف زیادہ نہ ہو جائے،

تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی نے فرمایا اے تاجدارِ ہل اتی خداوندِ قدوس کی عبادت اور آپ کی اطاعت ہی تو مرض کا بہترین علاج ہے اگر ان دونوں میں سے کوئی چیز میری موت کا باعث بن جائے تو اس سے بڑھ کر میری خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے سبحان اللہ اس کو کہتے ہیں عبادت رب ستار اور اطاعتِ شوہر نامدار۔

(ماخوذ کتاب الفضائل فارسی ص ۱۲۷ صحابیات و صالحات ص ۱۲۱)

فقر ہے بے نیازی

آپ کی علالت کا ایک اور واقعہ کتب سیر میں مرقوم ہے کہ آپ بیمار ہوئیں تو تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسبِ معمول آپ سے ملاقات اور تیمارداری کو آپ تشریف لے گئے آپ کے ساتھ ایک ضعیف العمر صحابی حضرت عمران بن حصین بھی تھے چنانچہ آپ نے اپنی صاحبزادی مکرمہ کے دروازہ پر دستک دے کر فرمایا ہمارے ساتھ ایک بوڑھا صحابی بھی ہے اس لئے آنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا بستر علالت پر تشریف فرما تھیں آپ نے فرمایا ابا جان میرے پاس تو ایک ہی عبا ہے اس لئے میں دروازے تک نہیں پہنچ سکتی تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کے فقر و استغنا کا یہ عالم دیکھا تو آبدیدہ ہو گئے پھر آپ نے اپنی روائے مبارک اندر پھینکی جسے مکمل طور پر زیب تن فرمانے کے بعد شہزادی کو نین سلام اللہ علیہا نے دروازہ کھول کر والدِ مکرم کا استقبال کیا۔

(صحابیات ص ۱۱۱۵) (معمولی تغیرے حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۴۳)

دعائے فاطمہ علیہا السلام

جناب سیدہ طاہرہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی شان و عظمت تو وہ بحرِ ناپیدا کنار ہے کہ نہ جس کا کنار ہے نہ ہی اس کا حصر و احاطہ کیا جاسکتا ہے خدا ہی جانتا ہے کہ اُس نے اپنے محبوب کی بیٹی کو کن اجزائے قدسیہ سے تخلیق فرمایا ہوگا

کتابِ احادیث میں آپ کی بے شمار ایسی دعائیں مرقوم ہیں جو آپ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وقتاً فوقتاً تعلیم فرمائیں بلا شک و ریب آپ کی ہر دعا مستجاب اور بابِ اجابت تک پہنچ کر مقصد برآری کے لئے حجت ہے جیسا کہ آپ یح فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان و عظمت ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

درج ذیل دعائے فاطمہ جو اکثر آپ بارگاہِ صمدیت میں کیا کرتی تھیں تمام مصائب و آلام سے محفوظ رہنے کے لئے تیر بہدف ہونے کی حیثیت رکھتی ہیں ہمیں یقین ہے کہ مردوں کے علاوہ ہماری مائیں اور بہنیں بھی ادھر ادھر کے ٹونے ٹونکے چھوڑ کر سچے دل سے اور پورے یقین و اعتماد سے اور حضورِ قلب سے سر بسجود ہو کر اس دعائے فاطمہ کو بارگاہِ خداوندی میں نہایت عجز و انکساری سے پیش کریں تو یقیناً یقیناً انہیں ہر غم اور مصیبت سے نجات مل سکتی ہے۔

خواہ بیماری کی مصیبت ہو یا قرض کی اولاد کی محرومی ہو یا کوئی اور تکلیف اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کی تقدس مآب شہزادی طیبہ طاہرہ مطہرہ معظمہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے صدقہ سے تمام مصائب کو دور فرما کر دونوں جہان کی راحتیں عطا فرمائے گا۔

اللَّهُمَّ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ
الْعَرْشِ الْعَظِيمِ وَرَبُّنَا وَرَبُّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقِ الْحَبِّ
وَالنَّوَى مُنْزِلِ التَّوْرَةِ وَانْجِيلَ وَالزُّبُورَ وَالْفُرْقَانَ
أَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ أَخَذَ بِنَامِيَّتِهِ أَنْتَ الْآخِرُ
فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ ظَاهِرٌ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ

شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ إِقْضِ عَنَّا
الدَّيْنَ وَاعْزِزْنَا مِنَ الْفَقْرِ .

(مسلم شریف وغیرہ نزہۃ المجالس ص ۱۳۴)

اگرچہ جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کی اور بھی بے شمار دعائیں
ہیں تاہم یہ دعا مختصر اور جامع ہونے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے ان برگزیدہ
بندوں کے ہاں بھی مجرب ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقامِ ولایت پر
فائز المرام فرمایا ہے۔

اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ یہ دُعا لازماً شرفِ قبولیت حاصل کرتی
ہے بشرطیکہ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا سے گہری مودت اور
انتہائی عقیدت ہو۔

سیدہ اور آپ کے بیٹے

ہم گزشتہ اوراق میں متعدد ایسے واقعات و احادیث ^{مصطفیٰ} بیان کر آئے ہیں جن میں جناب سیدۃ النساء العالمین جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اور آپ کے بیٹوں کے ساتھ تاجدارِ دو عالم حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخص الخالص محبت کا نمایاں طور پر اظہار ہوتا ہے اس مقام پر ہم چند ایسے واقعات درج کرتے ہیں جن سے تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی بیٹی اور بیٹی کے بیٹوں سے والہانہ محبت کی نشاندہی ہوتی ہے۔

پیغام شہادتِ حسین

معتبر کتب احادیث میں موجود ہے کہ جب جناب ام الفضل زوجہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنا یہ خواب پیش کیا کہ یا رسول اللہ میں نے بڑا شدید خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کے گوشت کا ٹکڑا کٹ کر میری جھولی میں آ گیا ہے۔

تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چچی جان یہ تو نہایت ہی اچھا خواب ہے اور اس کی تعبیر یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میری بیٹی سیدہ فاطمہ الزہرا کو فرزندِ ارجمند عطا فرمائے گا اور پھر جب امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام پیدا ہوئے اور جناب ام الفضل رضی اللہ عنہا

آپ کو گود میں اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا! کہ میری بیٹی کا یہ بیٹا کر بلا کے تپتے ہوئے صحرا میں بے گناہ شہید کر دیا جائے گا یہ فرحت و ملال اور رنج و راحت میں ملی ہوئی خبر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو پہنچی تو آپ کو انتہائی صدمہ ہوا آپ نے دربار رسالت میں عرض کی ابا جان اُس وقت ہم لوگ کہاں ہو گے؟ تو حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹی اس لق و دق صحرا اور آگ برساتے ہوئے چٹیل میدان میں جب میرا حسین امتحان دے رہا ہوگا تو ہم میں سے کوئی بھی اس ظاہری حیات میں وہاں موجود نہیں ہوگا۔

پھر جب امام عالی مقام سیدنا امام حسین علیہ السلام اس دُنیا میں تشریف لائے تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پیاری بیٹی طیبہ طاہرہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ساتھ مل کر دیر تک آنسو بہاتے رہے متعدد ثقہ کتبِ احادیث و سیر میں یہ روایت معمولی تغیر لفظی سے موجود ہے چند ایک کے نام یہ ہے۔

(المستدرک جلد سوم ص ۱۷) (ماثبت بالنسب ص ۲۳) (البدایہ و لانہایہ جلد ہشتم ص ۲۰۵)
علاوہ ازیں یہ روایت مشکوٰۃ ترمذی وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

منبر چھوڑ دیا

تمام تر معتبر کتب احادیث میں یہ واقعہ موجود ہے کہ ایک روز شہزادگان بتول سیدنا امام حسین اور امام حسن علیہ السلام کو جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے سرخ قمیص پہنا کر ان کو نانا جان کے حضور میں

بھیجا جناب بتول کے ننھے شہزادے جب حجرۂ بتول سے منبر رسول کی طرف آئے تو مسجد نبوی کا فرش ناہموار ہونے کی وجہ سے آپ بار بار گر جاتے حضور رحمۃ للعالمین امام الانبیاء سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ فاطمہ الزہراء صلوٰۃ اللہ علیہا کے صاحبزادوں کو یوں گرتے دیکھا تو آپ خطبہ کو منقطع فرماتے ہوئے منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

اور فوراً آ کر دونوں نواسوں کو آغوشِ رحمت میں اٹھالیا اور پھر ان کو اپنے ہر دوزانو مبارک پر بٹھا کر جہاں سے خطبہ چھوڑ دیا تھا وہاں سے شروع فرمایا دیا۔

آپ نے ارشاد فرمایا! کہ سچ فرمایا ہے رب العزت عزوجل نے کہ تمہاری اولاد تمہارے لئے آزمائش ہے ہماری طرف ہی دیکھ لو جب ہم نے اپنے بچوں کو گرتے ہوئے دیکھا تو ہم سے ضبط نہ ہو سکا اور خطبہ چھوڑ کر پہلے ان کو جا کر اٹھالیا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۰۵ ترمذی ج ۲ ص ۲۵۱)

(مشکوٰۃ ج ۲ ص ۶۴۴ و دیگر متفقہ علیہ)

اپنا بیٹا یا بیٹی کا بیٹا

یوں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنابِ حسن و حسین کو بھی اپنے بیٹے ہی فرمایا کرتے تھے۔

تاہم ایک روز حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حقیقی بیٹے سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جن کی عمر اُس وقت تقریباً سولہ ماہ تھی دائیں

زانو پر اور جناب حسین علیہ السلام کو بائیں زانو پر بٹھا کر دونوں سے پیار کر رہے تھے کہ حضرت جبریل امین علیہ السلام نے حاضر دربار ہو کر خداوند قدوس کا سلام و پیام پہنچا کر عرض کیا۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ ان دونوں میں سے ایک کو آپ کے پاس رہنے دیں گے مگر اس بات کا آپ کو اختیار ہے کہ آپ جسے چاہیں رکھ لیں اور جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دیں۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیال فرمایا کہ اگر میں اپنے حقیقی بیٹے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو موت کے حوالے کرتا ہوں تو اس کا صدمہ صرف میری جان کو ہوگا اور اگر اپنے بیٹے حسین کو موت کے حوالے کرتا ہوں تو اس صدمہ مجھے بھی ہوگا اور میری بیٹی فاطمہ بھی صدمہ اٹھائے گی اور پھر مجھ کو دوہری مصیبت اٹھانا پڑے گی۔

چنانچہ حضرت جبریل علیہ السلام کو فرمایا کہ میں ابراہیم کو حسین پر نثار کرتا ہوں چند روز بعد صاحبزادہ مصطفیٰ سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنی دایہ کے گھر حضور کے ہاتھوں میں وصال فرما گئے اور آپ اپنے بیٹے کے لئے دیر تک آنسو بہاتے رہے کتابوں میں آتا ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسین کو آغوش میں لے کر اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہ میرا وہ نواسہ ہے جس پر میں نے اپنے بیٹے کو قربان کر دیا۔

(الشواہد النبویة ص ۲۰۵)

آگئیں رستہ دکھانے بجلیاں

سیرت کی ثقہ اور مشہور ترین کتابوں میں صحیح اسناد کے ساتھ آتا ہے کہ ایک مرتبہ سبطین سرورِ کونین حضرات حسنین کریمین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ جدہما وَاُمہما علیہما چھوٹی چھوٹی عمروں میں نمازِ عشاء کے وقت اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں کھیل رہے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی اثناء میں عشا کی نماز کا وقت ہو گیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھانا شروع کی جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں گئے تھے تو دونوں شہزادے آپ کی پشت پر سوار ہو گئے محبوب کبریا نے سجدہ کو بھی طویل فرمایا اور پھر نہایت آہستگی سے ایک شہزادے کو پکڑ کر اتارا اور پھر اسی طرح سے دوسرے کو اتارا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رات اندھیری تھی اور وقت بھی زیادہ ہو گیا تھا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ ارشاد فرمائیں تو شہزادوں کو ان کی والدہ مکرمہ مخدومہ کائنات سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی خدمتِ اقدس میں پہنچا دیا جائے۔

مگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔ اور اسی وقت نور کی ایک بجلی سی کوند گئی جس کی روشنی میں شہزادگان بتول علیہا السلام علیہا اپنے نانا سے رخصت ہو کر اپنی والدہ مکرمہ کی خدمت

میں حاضر ہو گئے۔

اسی طرح کی دوسری روایت میں ہے کہ حضور اپنی بیٹی کے بیٹوں سے شدید محبت فرما رہے تھے رات اندھیری تھی اور پھر ایک دم برقی نور کا ظہور ہوا اور عذرا بتول سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے صاحبزادے اس نور کی روشنی میں اپنی امی جان کے پاس پہنچ گئے۔

عربی متن ملاحظہ ہو۔

اخرج الحاكم وصححه والبيهقي و ابو نعيم عن
ابن هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءُ فَكَانَ يُصَلِّيْ فَاِذَا سَجَدَ
وَقَبَّ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ عَلَى ظَهْرِهِ فَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ
اَخَذَ هَبًا فَوَضَعَهَا وَضَعًا رَفِيْقًا فَاِذَا عَادَا عَادَا فَلَمَّا
صَلَّى جَعَلَ ..

وَاحِدًا هُهْنًا وَوَاحِدًا هُهْنًا مُحَبَّتٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَلَا اَذْهَبُ لَهْمًا اِلَى اُمِّهْمَا۔ فَقَالَ لَا فَبَرَقَتْ بَرَقَةٌ فَقَالَ
الْهَضَّةُ بِاَمِّكُمْ فَمَاذَا لَا يَمْشِيَانِ فِي ضَوْئِهَا حَتَّى دَخَلَا۔

و اخرج ابو نعيم من وجه الاخر عن ابن هُرَيْرَةَ
قَالَ كَانَ الْحَسَنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ
فِي لَيْلَةٍ ظُلْمَاءٍ وَكَانَ يُحِبُّهُ حُبًّا شَدِيْدًا فَقَالَ اِذْهَبْ اِلَى
اُمِّي فَقُلْتُ اِذْهَبْ مَعَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا فَجَاءَتْ
بَرَقَةٌ مِّنَ السَّمَاءِ فَمَشِيَ فِي ضَوْئِهَا حَتَّى بَلَغَ اِلَى اُمِّهِ

(المستدرک حلیۃ الاولیاء خصائص کبریٰ جلد دوم ص ۸۱)

میدانِ قیامت کا ترازو

کتب سیر میں آتا ہے کہ تاجدارِ مملکتِ ولایت امیر المومنین خلیفۃ
المسین حیدر کرار شیر خدا مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم
ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک روز میں گھر میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور
سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں آپ کی آغوشِ مبارک میں
دائیں طرف حسن اور بائیں طرف حسین بیٹھے ہوئے ہیں اور سیدہ فاطمہ
الزہرا سلام اللہ علیہا آپ کے سامنے بیٹھی ہوئی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی عالم میں ارشاد فرمایا اے
حسن و حسین تم دونوں میزان کے دو پلڑے ہو اور فاطمہ اس کا ترازو اور ترازو
دونوں پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے۔

تم دونوں امام ہو اور تم دونوں کی ماں کے لئے شفاعت ہے اور پھر
میری طرف دیکھ کر فرمایا اے ابوالحسن تم لوگوں میں اجر تقسیم کرو گے اور بروز
حشر لوگوں میں جنت تقسیم کرو گے۔

(نزہۃ المجالس مطبوعہ مصر ۱۹۷۷ء)

حسن و حسین کی تختیاں

ایک دفعہ سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ننھے صاحبزادوں نے تختیوں پر کچھ لکھا اور اپنی والدہ کے حضور میں لے گئے اور عرض کیا امی جان فیصلہ فرما دیجئے کہ ہم دونوں میں سے کسی کا خط اچھا ہے۔

جناب سیدہ نساء العالمین حضرت فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے صاحبزادوں کی تختیاں دیکھ کر فرمایا بیٹا تمہاری خوشخطی کا فیصلہ میں نہیں کر سکتی تم یہ تختیاں لے کر اپنے ابا جان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔

شہزادوں نے دربارِ مرتضیٰ میں جا کر عرض کیا ابا جان ہمیں فرما دیجئے کہ ہم دونوں میں کس کا خط اچھا ہے بابُ العِلم سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا بیٹا یہ بڑا مشکل کام ہے نانا کے حضور میں جاؤ۔

شہزادے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں آگئے اور عرض کیا نانا جان ہمیں بتا دیجئے کہ کس کا خط اچھا ہے کیونکہ نہ امی جان نے کوئی فیصلہ کیا ہے اور نہ ہی ابا جان کچھ فرماتے ہیں۔

دنیا بھر کے فیصلے فرمانے والے امام الانبیاء سوچ میں پڑ گئے خیال آیا اگر حسین کا خط اچھا کہا گیا تو میرے حسن کو ملال ہوگا اور اگر حسن کو زیادہ نمبر دیئے حسین پریشان ہوگا اور ہمیں تو ان میں سے کسی ایک کی پریشانی بھی گوارہ نہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی سوچ رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہو گئے سلام عرض کیا حضور ان کا فیصلہ اللہ تعالیٰ گے میں حکم ایزدی لایا ہوں جس کی تختی پر چار موتی کریں گے اس کا خط اچھا سمجھا جائے

گا اور پھر جبریل علیہ السلام نے ساتوں موتی دونوں تختیوں پر ہاتھ اُونچا کر کے چھوڑ دیئے چنانچہ ان سات عدد موتیوں میں سے تین تین موتی دونوں تختیوں پر آگئے ساتواں موتی راستے ہی میں ٹوٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا اور دور ہو کر نصف ایک تختی پر اور آدھا دوسری تختی پر گر گیا۔

یہ ہے شہزادگانِ بتول علیہا السلام کا مقام دربارِ خداوندی اور نگاہ

مصطفیٰ میں۔

(نزہۃ المجالس جلد دوم ص ۲۲۳)

حج بیت اللہ شریف

۵ ذیقعد ۱۰ھ بروز جمعرات کو تاجدارِ مدینہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع چالیس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ جانے کے لئے روانہ ہوئے تو ازواجِ مطہرات اور سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اور آپ کی اولاد پاک جناب حسنین کریمین اور سیدہ زینب کو بھی ساتھ لے لیا۔

امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور جناب سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کے لئے اونٹوں پر ہودج رکھے گئے جن میں تمام پردہ دار خواتین سوار ہو کر تشریف لے گئیں۔

روایت میں آتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو ازواجِ مطہرات کو اس مقدس سفر میں اپنے ساتھ لے گئے ان سب خواتین کے لئے اور اپنی بیٹی فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے لئے آپ نے خاص عماریوں کا اہتمام فرمایا تھا چنانچہ کتب سیر میں لکھا ہے۔

وَآخَرَ جَمَعَهُ نِسَاءَهُ التَّسْعِ كُلُّهُنَّ فِي الْهَوَاجِ وَابْنَتُهُ
فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُنَّ۔

(التنبيه والاشرف تاريخ مسعودي ص ۶۷) (يوم الخميس خمس بقين من ذرى القعدة)

بہر حال جب یہ خاندانِ نبوت مع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقام ذوالحلیہ پر پہنچا تو اس وقت ظہر یا عصر کا وقت تھا اس مقام پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مع اپنے ہمراہیوں کے نماز ادا فرمائی اور پھر نوافل ادا

فرما کر احرام باندھے اور پھر یہ قافلہ نور منزل مکہ معظمہ زاد اللہ شرفہا میں داخل ہو گیا۔

راستہ میں حضور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی مقدس صاحبزادی مخدومہ کائنات سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے مسلسل ملاقات فرماتے رہے۔

جناب حسنین کریمین بھی کبھی نانا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانماز بچھاتے اور کبھی آپ کے وضو فرمانے کے لئے پانی کا آفتابہ لے کر حاضر خدمت ہو جاتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اس دوران سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یمن میں منصبِ قضا اور دیگر نظم و نسق سنبھالنے پر متعین تھے۔

چنانچہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قاصد بھیج کر آپ کو بھی مکہ معظمہ میں بلوایا اگرچہ حضرت علی علیہ السلام قربانی کے کئی جانور اپنے ساتھ لائے تھے۔

تاہم جانور کم ہونے کی وجہ سے امہات المومنین اور جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے علاوہ دوسرے کئی لوگوں کو احرام کھول دینا پڑے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اپنے محبوب کریم التحیۃ والتسلیم کے صدقے سے ہم سب کو اس مقدس مقام سے احرام باندھ کر حج بیت اللہ زاد اللہ شرفہا کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔ مصنف

سیدہ ماں کے مزار پر

طواف کعبہ اور سعی وغیرہ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ مولائے کائنات سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی معیت میں اپنی والدہ مکرمہ مخدومہ کائنات ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا کے مزار اقدس پر حاضر ہو گئیں جناب حیدر کرار آپ کو جنت المعلیٰ میں پہنچا کرواپس تشریف لے آئے اور جناب سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا والہانہ طور پر اپنی ماں کی قبر سے لپٹ گئیں۔

مدینہ منورہ کو ہجرت کر کے جانے کے بعد جناب سیدہ سلام اللہ علیہا پہلی بار مکہ معظمہ میں تشریف لائیں تھیں کئی سال بعد ماں کی قبر انور کو دیکھا تو آنکھوں سے اشکوں کا سیلاب اٹھ آیا۔

آپ کی چشمان مبارک سے آنسوؤں کی برسات ہو رہی تھی دل میں غم و آلام کے طوفان اٹھ رہے تھے اور ذہن میں آج سے دس سال پہلے کی مختلف تصاویر ابھر رہی تھیں۔

کبھی آپ کو شفیق ماں کا کھانا کھلانا یاد آ جاتا اور کبھی کپڑے پہنانے کی یاد آ جاتی کبھی پیار سے گود میں لے کر بالوں میں انگلیوں سے کنگھی کرنا یاد آ جاتا اور کبھی والہانہ انداز سے سینے سے چمٹانا یاد آ جاتا کبھی شعب ابی طالب میں اٹھائے جانے والے صدمات یاد آ جاتے اور کبھی کفار مکہ کی شدید زیادتیاں یاد آ جاتیں۔

آپ انہی تصورات میں کھوئی ہوتی تھیں اور مسلسل اشکباری فرماتی

جارہی تھیں کہ معا آپ کو وہ دردناک اور سوز و الم میں ڈوبے ہوئے لمحات یاد آگئے جب جناب خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا جنت الفردوس کو جانے کی تیاری فرما رہی تھیں اور والدہ محترمہ کی حسرت ناک نگاہوں کا یاد آنا ہی تھا کہ کلیجہ کٹنے لگا دل پر چھریاں سی چلتی محسوس ہونے لگیں۔

خیالوں ہی خیالوں میں قبر انور پر آپ کی گرفت مضبوط ہوتی گئی اور آپ کو یوں محسوس ہونے لگا جیسے قبر انور پھٹ گئی اور ہو اور مقدس ماں نے باہیں نکال کر آپ کو آغوش میں لے کر بھینچ لیا ہو۔

درد و الم اور سوز و گداز کی یہ کیفیت تا دیر قائم رہی اور آپ اس اندوہناک عالم میں مسلسل گرم گرم آنسوؤں کی برسات کرتی رہیں پھر آپ کو یکا یک ایسے محسوس ہوا جیسے قبر انور پر لرزہ طاری ہو گیا اور ماں کی شفقت بھری آواز یوں کانوں میں رس گھول رہی ہونہ رومیری بیٹی نہ رو پیاری بیٹی تیرے یہ آتشیں آنسو میرا دل جلا کر رکھ دیں گے۔

مقدس بیٹی اب جدائی کی گھڑیاں ختم ہونے والی ہیں اور ملاقات کے لمحات قریب آنے والے ہیں چپ ہو جاؤ میری بیٹی چپ ہو جاؤ بہت جلد ہماری ملاقات ہو جائے گی پھر آپ نے تصورات ہی کی دنیا میں یوں محسوس فرمایا جیسے جناب حضرت خدیجہ الکبریٰ سلام اللہ علیہا نے اپنے نورانی دوپٹے کے آنچل سے آپ کے آنسو خشک کر دیئے ہوں۔

اور پھر جب جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا ماں کے مزارِ اقدس سے واپس تشریف لائیں تو آپ کے آنسو واقعی خشک ہو چکے تھے اور دل کا غبار کافی حد تک ختم ہو چکا تھا آپ منیٰ جانے سے پہلے چار روز مکہ مکرمہ

زاد اللہ شرفہا واکرامہا میں تشریف فرما رہیں اور روزانہ ماں کے مزار اقدس پر
حاضری دیتیں رہیں۔

(ماخوذ از کتاب الفضائل فارسی ص ۱۹۲-۱۹۵)

وَكَانَتْ مُدَّةَ إِقَامَتِهِ بِمَكَّةَ قَبْلَ الْخُرُوجِ إِلَى مِثْنَى أَرْبَعَةَ
أَيَّامٍ -

(انوار محمدیہ من المواہب الدنیہ ص ۵۵۷)

مدینہ منورہ کو واپسی

پانچویں روز ۸ ذی الحج مبارک کو آپ مع خاندان نبوت و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے منیٰ میں تشریف لے گئیں اور پھر عرفات مزدلفہ مقامات مقدسہ پر ارکان حج ادا کرنے کے بعد واپس تشریف لے آئیں واپسی پر ایک روز مکہ معظمہ میں ٹھہر کر یہ قافلہ نور مدینہ منورہ کو واپسی کے لئے تیار ہو گیا۔

غدیر خم

راستے میں خم نامی کنوئیں پر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا کیونکہ یہاں پر پانی کی فراوانی تھی اس تاریخی مقام پر تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ۱۸ ذوالحجہ ۱۰ھ کو ایک تاریخی خطبہ دیا جس میں وصیت بھی تھی اور نصیحت بھی اور یہ حجۃ الوداع کا وہ عظیم خطبہ تھا جس میں رسول غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال مبارک کے بھی واضح ترین اشارے فرما دیئے اور پھر ان اشاروں کا جو اثر آپ کی مقدس صاحبزادی سیدہ بتول علیہا السلام و دیگر خاندان نبوت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔

اس خطبہ کا پس منظر یہ ہے کہ چند صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن میں حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پیش پیش تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم پر بدگمان تھے اور انہوں نے اپنی اس بدگمانی کا براہ راست

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اظہار کر دیا اور الزام لگایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم یمن کے مالِ غنیمت میں خرد برد کرتے رہے ہیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو آپ کے چہرہ انور پر کیفیتِ جلال غالب آگئی۔

آپ اپنی ناقہ مبارکہ قصویٰ نامی پر سوار ہوئے اور تمام لوگوں کو جمع کر کے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور فرمایا کہ

خبردار اے لوگو میں ایک انسان ہوں قریب ہے کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کا فرستادہ فرشتہ آجائے۔

میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ان میں پہلی اللہ کی کتاب ہے اس میں ہدایت اور نور ہے سو تم اللہ کی کتاب کو مضبوط سے پکڑ لو اور اس کو تھام لو اور دوسری چیز میرے اہل بیت ہیں تمہیں اہل بیت کے متعلق اللہ تعالیٰ کا خوف دلاتا ہوں ان کے متعلق اللہ سے ڈرو کتاب اللہ کی مضبوطی ہے جو اس کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پر رہے گا اور جو اس کو چھوڑ دے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ تم لوگ نہیں جانتے کہ میں ہر مرد مومن کے لئے اُس کی جان سے بھی زیادہ عزیز ہوں لوگوں نے کہا ہاں پھر آپ نے فرمایا اللہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے اے اللہ جو اس سے محبت رکھے اس سے تو بھی محبت رکھ اور جو اس سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن ابوطالب

آپ کو مبارک ہو کہ آپ ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے مولا ہوئے۔
 حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جو الزام لگانے والوں میں
 پیش پیش تھے انہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے
 مطابق ہمیشہ جناب حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا احترام کیا اور ہر مقام پر آپ کا
 ساتھ دیا بالآخر جنگِ جمل میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حمایت میں
 لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

مدینہ منورہ میں

ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں کہ یہاں حدیث مَنْ كُنْتُ
مَوْلَا فِهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَاہُ کی تفصیل سے پیش نہ کر سکے کیونکہ واقعہ غدیر خم
اہم ترین واقعہ اسی حدیث کے مضمرات میں پوشیدہ ہے تاہم اگر تفصیلاً آپ
یہ سب کچھ جاننا چاہتے ہیں تو ہماری کتاب مشکل کشاء جلد دوم کا مطالعہ
کریں۔

بہر کیف! اس ضروری وضاحت کے بعد ہم پھر اپنے موضوع کی
طرف لوٹتے ہیں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ
الوداع میں واضح طور پر لوگوں کو بتا دیا کہ اب ہم تم سے ظاہر طور پر علیحدہ
ہو کر اپنے خالق حقیقی سے ملاقات کرنے والے ہیں۔

آیت کریمہ اَلْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ کا نزول بھی اسی امر
کی طرف نشاندہی کرتا ہے کہ اب دین مکمل ہو چکا ہے اس لئے وحی کا سلسلہ
عنقریب بند ہو جائے گا ان اطلاعات کے پیش نظر اہل بیت عظام اور صحابہ
کرام کے دلوں کی جو حالت بھی ہوئی ہوگی اُس کو لفظوں میں بیان کرنا انتہائی
مشکل امر ہے بہر حال انتہائی مسرتوں کے ساتھ مکہ معظمہ جانے والا یہ عظیم
قافلہ غم و اندوہ کی تصویر بن کر مدینہ منورہ زاد اللہ شرفہا میں واپس پہنچ گیا۔

وصالِ مُصطفیٰ کے آثار

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع مبارک کے مختلف خطبات میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر ظاہر فرمایا تھا کہ اب ہم عنقریب تم لوگوں سے علیحدہ ہونے والے ہیں۔

مدینۃ المنورہ زاد اللہ شرفہا میں تشریف آوری کے بعد اہل بیت نبوت علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ظاہر ہو چکا تھا کہ اب غم و آلام اور مصائب کا پہاڑ ٹوٹنے ہی والا ہے۔

ایک دفعہ تاجدارِ انبیاء مختارِ کل ختمِ رسل احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندۂ خاص کو

اختیار عطا فرمایا ہے کہ خواہ وہ دنیا کی زندگی کو پسند

کرے یا دُنیا پر آخرت کو ترجیح دے لے اور اس عبد

خاص نے دُنیا کی زندگی کے مقابلہ میں اپنے خالق و

مالک کی ملاقات کو پسند کر لیا ہے۔

اس قسم کی دیگر بھی متعدد پیش گوئیاں حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے وصالِ مقدس سے پہلے فرما رکھی تھیں اور پھر اچانک آپ کے سر

مبارک میں درد شروع ہو گیا اور ہلکا ہلکا بخار رہنے لگا۔

اللہ ماہِ صفر کے اواخر پر تاجدارِ انبیاء اُمّ المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ

عنہا کے حجرہ مبارک میں اُن کی باری کے دوران تشریف فرما تھے کہا آپ کی مرض نے شدت اختیار کر لی چنانچہ آپ کی عیادت کے لئے آپ کی تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے بیت الشرف میں حاضر خدمت ہو گئیں۔

ازواج مطہرات سے مشورہ

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ازواج مطہرات کو مخاطب کر کے صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ اس حالتِ مرض میں ہمارے لئے سخت مشکل ہے کہ تم سب کے گھروں میں حسبِ معمول ہم باری باری آسکیں اگر تم سب برضا و رغبت ہمیں اجازت دے دو تو ہم حجرہ عائشہ میں قیام پذیر ہو جائیں اور وہیں پر تم سب ہماری تیمارداری کے لئے آجایا کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سنا تو تمام اُمہات المؤمنین نے بغیر کسی پس و پیش کے متفقہ طور پر اس امر پر اظہارِ رضا مندی کر دیا چنانچہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بعد اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اقامت گزین ہو گئے۔

از ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ آمدہ است کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نشت بر منبر و گفت کہ بخیر گرد ایند خدائے تعالیٰ بندہ از بندگان خود را میان آنکہ بدہد اور از یب و زینت حیات دنیا را و میان آنچہ نزد اوست تعالیٰ اجر و ثواب آخرت پس اختیار کرد آن بندہ چیزے را کہ نزد اوست و رغبت نہ کرد در دنیا۔

(مدارج النبوت جلد دوم ص ۴۱۱)

سیدہ کا مشورہ

ایک اور روایت میں ہے کہ شہزادی رسول سیدہ زہرا بتول علیہا الصلوٰۃ نے اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ امر یقیناً شاق ہوگا کہ آپ اس حالتِ مرض میں آپ سب کے گھروں کا دورہ فرمائیں۔

چنانچہ آپ کے اس ارشاد سے اتفاق کرتے ہوئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے اظہارِ رضا مندی کر دیا کہ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیت الشرف میں ہی اقامت فرمائیں۔

علاقتِ مصطفیٰ

حضور تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مرض میں پیش آنے والے تمام تر واقعات کو باحوالہ بیان کیا جائے تو یقیناً ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ان متعدد واقعات سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف انہی واقعات کو نقل کرنے پر اکتفاء کیا جا رہا ہے جن کا تعلق بالواسطہ یا بلاواسطہ شہزادی مصطفیٰ سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی ذاتِ اقدس و اطہر کے ساتھ ہے اور یہ واقعات مدارج النبوت اور روضۃ الشهداء سے پیش خدمت ہیں چونکہ یہ واقعات دیگر بھی سیرت کی متعدد وثائق کتب میں موجود ہیں میں ان کی عبارت کا متن یا کتاب کا نام اور صفحہ وغیرہ

درج کر دیا جائے گا۔

و در روایتی کہ فاطمہ زہرا گفت رضی اللہ عنہا کہ بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاق خواهد بود کہ تردد کند بخانہ ہائے سریک پس ہمہ را رضی شدند کہ بخانہ عائشہ رضی اللہ عنہا باشد (مذارج النبوت جلد دوم ص ۴۱۵۔ از شایع بدالحق محدث دہلوی)

آنسو اور مسکراہٹ

روایت میں آتا ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے اپنی لاڈلی صاحبزادی سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو بلا بھیجا۔

والدِ گرامی کا پیغام سنا تو تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالی قدر صاحبزادی اُسی وقت حاضر خدمت ہو گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کو دیکھا تو فرمایا! مرحبا اے میری بیٹی آ جاؤ اور پھر آپ نے اپنی شہزادی کو اپنے پہلو مبارک میں بٹھا کر آہستہ سے سرگوشی فرمائی جسے سن کر جناب سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا آہ وزاری کرنے لگیں۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ آپ کے کان میں کچھ کہا تو جناب سیدۃ النساء اہل الجنة سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا مسکرانے لگیں۔

اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شہزادی رسول کی خدمت میں عرض کیا اے بنتِ رسول آپ کو کس غم نے رُا یا اور کس خوشخبری نے ہنسیا میں نے کبھی آنسوؤں کو مسکراہٹ کے اتنا قریب نہیں دیکھا آپ

فرمائیں کہ یہ کیا بات ہے ؟

جناب سیدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا! امی جان یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے رسولِ مُعَظَّم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راز ہے جسے میں زبان پر نہیں لاسکتی اور پھر جب حضور خالقِ حقیقی کی بارگاہِ اقدس میں جلوہ افروز ہو گئے تو جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شہزادی رسول کی خدمت میں عرض کیا کہ اب تو اس راز سے آگاہ فرمادیں کہ آپ روئی کیوں تھیں اور مسکرائی کیوں تھیں ؟

عفت مآب شہزادی رسول علیہا الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ میرے ابا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے تو مجھے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ جبریل علیہ السلام میرے ساتھ قرآن کا ایک دور کیا کرتے تھے مگر اس سال دو دور کئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارا وقتِ وصال قریب آ گیا ہے آپ کا یہ ارشاد سنتے ہی میں نے رونا شروع کر دیا تھا۔

اور دوسری بار میرے والدِ گرامی نے مجھے یہ بشارت سنائی کہ بیٹی میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تو ہی ہمارے ساتھ ملاقات کرے گی چنانچہ اس خوشخبری نے میرے آنسوؤں کو مسکراہٹ میں تبدیل کر دیا۔

نقل است کہ درین اشد او مرض آل سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا را بطبیبہ وچوں آہ فرزندار جمند نزد آل سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمد فرمود کہ مرحبا یا ابنتی و در پہلوئے خویش اورا جائے داد و درگوش او سخن گفت فاطمہ در گریہ افتاد و باز باوے سخن پوشیدہ در میان آورد کہ فاطمہ ازین سخن خوش وقت شدہ خنداں گشت عائشہ صدیقہ

نصیحت

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض کی حالت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں التماس کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے عائشہ تمہارے لئے یہ نصیحت ہے کہ اپنے گھر کے گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر زندگی بسر کرنا اور عروۃ الوثقیٰ اور صبر و ضبط کا دامن ہاتھوں سے نہ چھوڑنا کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم اپنے گھروں میں قرآن سے رہو۔

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ سن کر رونے لگیں اور حضور سرورِ

رضی اللہ عنہا گفت یا فاطمہ گفتتم کہ بیچ غمے۔

بشاوی و بیچ گریہ بخند اں چنین عقارن ندیدہ ام آیا سبب آں چیست فاطمہ گفت بافتائے سر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبان نکشائتم و چون حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از دار فنا رحلت فرمود باز از وے پرسیدم کہ آں سخناں چہ بود کہ آں روز آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم با تو گفت جواب داد کہ گفت جبریل علیہ السلام ہر سال یک بار بخواند ان قرآن نزد من پداختہ امسال دونوبت قرآن بمن خواند ظاہر کہ اجل موجود من نزدیک رسیدہ است و من از میں سخن گریاں شدم در نوبت دیگر فرمود کہ اول کسے کہ از اہل بیت من بمن ملحق گرد تو باشی من از میں بشارت خندہ شدم،

(معارج النبوت چہارم ۲۷۰) (مدارج النبوت جلد دوم ۴۱۸)

کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھیں بھی اٹک ہائے حسرت سے لبریز ہو گئیں اور ان کے مصائب کے خیال سے سینہ جلنے لگا۔

غَمِ اُمَّتٍ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اشکبار دیکھا تو اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ تو ہر جرم و گناہ سے منزہ اور پاک ہیں پھر آپ کیوں گریہ زاری فرماتے ہیں؟

تاجدارِ انبیاء والمرسلین حضور رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روتے ہوئے ارشاد فرمایا! اُم سلمہ میں اپنے لئے نہیں بلکہ اپنی اُمّت پر رحمت شفقت کی وجہ سے اشکبار ہوں۔

بعد ازاں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا التماس نصیحت کر داکں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ اے عائشہ بر شما باد کہ در کج خانہ ہائے خویش نشیند و دست در عروہ و ثقاتے صبر و صیانت زیند چنانچہ حق تعالیٰ می فرماید کہ و قرن فی بیوکن عائشہ از میں سخناں چنداں بگریست کہ آب حسرت از دیدہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بریخت و آتش مصیبت در کانون سینہ ہمگنان اشتعال یافت ام سلمہ گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوں جرائم تو مغفور است ایں ہمہ گریہ از برائے چیست فرمود بکیت رحمۃ لامتی یعنی گریہ من جز برائے رحمت و شفقت نیست بر امت من۔

(معارج النبوت ج ۴ ص ۲۷۶)

کہاں ملیں گے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے بعد جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو قیامت کے روز کہاں مل سکوں گی؟

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی مجھ سے جنت میں ملاقات کرنا یا لوائے حمد کے نیچے ملنا کیونکہ میں اس وقت اپنی اُمت کے گناہوں کی مغفرت کے لئے مصروف استغفار ہوں گا۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا ابا جان اگر وہاں ملاقات نہ ہو سکی تو پھر کہاں ملاقات ہوگی؟

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر میں حوض کوثر پر اپنی اُمت کو پانی پلاتا ہوا ملوں گا۔

جناب فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے پھر عرض کیا اے ابا جان

بعد ازاں فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سیدہ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در روز محشر تر کجا یا بم جواب داد! کہ در جنت زر زریلوائے حمد مرا یابی، در آں وقت کہ من استغفار جراتم امت مشغول باشم

پر سید کہ اگر آں جا شرف و ملاقات دست نہ دہد؟

فرمود! کہ نزدیک حوض کوثر در آں وقت کہ بآب دادن است اشتغال می

نمائم،

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر وہاں بھی ملاقات نہ ہو سکی تو؟
 حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر مجھے
 پل صراط پر ملنا یا میزان کے قریب ملاقات کرنا کیونکہ میں وہاں اپنی اُمت
 کے گناہوں کو اپنی دعاؤں سے وزن کر کے اُمت کی مغفرت کروا رہا ہوں
 گا۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے مکرر عرض کیا کہ ابا جان اگر وہاں پر
 شرف زیارت حاصل نہ ہو تو پھر کہاں ملاقات ہوگی؟
 حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پھر میں
 دوزخ کے کنارے پر کھڑا ہو کر اپنی اُمت کو آگ کی تپش سے بچا رہا ہوں گا۔
 جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا وعلیہا نے والد گرامی کے
 ان ارشادات کو سنا تو خوش ہو گئیں۔

گفت یا ابتاہ اگر آں جانیا بم؟
 فرمود! کہ نزدیک صراط در محل میزان کہ بدعائے ثقل موازین امت می
 ہدازم۔

گفت! اگر در آں محل نیز شرفِ حضوری دست نہ دہد؟
 حکم فرمود! در آں ہنگامہ کہ بر کنارِ دوزخ ایستادہ باشم تا ضرر آتشِ دوزخ از
 امت خود دفع می کنم فاطمہ رضی اللہ عنہا شادمان گشت و بعد از اں حضرت صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم چشمہائے مبارک بر ہم نہاد و تا صبح عقدِ ثریا از مطلعِ جبین اوطانعی شد۔
 (معارج النبوت رکن چہارم ص ۶۷۷)

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مبارک بھاری ہونا شروع ہو گئیں حتیٰ کہ آپ کی پیشانی انور پر پسینے کے قطرات ستاروں کی طرح چمکنے لگے۔

یہ سوالات

جناب سیدہ نساء العالمین کو حضور تا جدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے دن ملاقات کی جگہ کے متعلق بار بار وضاحت طلب کرنا متعدد موز و اسرار کا آئینہ دار ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ان سوالات و جوابات سے قطعی طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ حضور تا جدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لامتناہی قوتوں کا اظہار مکمل طور پر قیامت کے دن ہوگا۔

حالانکہ اس دنیا میں بھی آپ کا صحیح حدیث کے مطابق ہر قبر میں تشریف لانا معترضین کے نزدیک بھی مسلم امر ہے یہ الگ بات ہے کہ ان کا غلط سلط تا ویلات کے گورکھ دھندے سے نکلنے کا تا حیات کوئی پروگرام نہیں۔

قارئین اندازہ فرمائیں کہ قیامت کے دن حضور تا جدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واحد ذات میدان حشر کے کن کن مقامات پر جلوہ افروز ہوگی چونکہ ہمیں اس کتاب کو اس قسم کے مسئلوں سے قطعی طور پر پاک رکھنا ہے لہذا یہی کچھ عرض کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

دوسری بات

شہزادی رسول سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کا بار بار آپ سے سوال کرنا اور آپ کا بغیر کسی تردد کے جواب ارشاد فرماتے رہنا اس امر کا غماز ہے کہ اگر جناب سیدہ زہرا بتول سلام اللہ علیہا کی یہ خواہش تھی کہ میں اپنے والد گرامی سے ساتھ زیادہ سے زیادہ گفتگو کر سکوں تو آپ کے پدر بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہی چاہتے تھے کہ میری بیٹی سوال کرتی رہے اور میں جواب دیتا رہوں۔

حالانکہ قارئین سابقہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرض کی شدت کا عالم کیا تھا۔ بہر حال باپ بیٹی کے راز و نیاز اہل ذوق حضرات کے لئے کس قدر وجدانی کیفیتوں سے لبریز ہیں۔

یہ وصیتیں

امیر المومنین سیدنا حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرض انتہائی شدت اختیار کر گیا تو آپ نے مجھے وصیتیں فرمانا شروع کر دیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی وصیتیں تو رخصت کرنیوالوں کے لئے ہوتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! ہاں اے علی ایسا ہی ہے ہمارا دل اس دنیا سے بھر گیا ہے اس

وقت آپ تکیہ سے ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوئے پھر آپ کی پلکیں بوجھل ہونا شروع ہو گئیں اور آپ کی آنکھ لگ گئی پھر آپ بیدار ہوئے تو فرمایا اے جبریل تُو نے ہم سے جس بات کا وعدہ کیا ہے اسے پورا کر۔

کیا عنوان ہو

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ پھر آپ نے مجھے اپنے قریب بلا یا اور اپنا فرق اقدس میری آغوش میں دے دیا اسی عالم میں آپ کے مقدس رُخساروں کا رنگ متغیر ہو گیا اور آپ کی جبین اقدس پر پسینہ مبارک کے قطرات نمودار ہو گئے۔

اور جب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو اپنی جگہ سے اٹھیں ضعف و ناتوانی کی وجہ سے آپ نے اپنے لرزتے ہوئے ہاتھوں میں جناب حسنین کریمین علیہم السلام کو تھام رکھا تھا اور یوں فریاد و فغاں کرنے لگیں کہ اے ابا جان آپ کے بعد آپ کی بیٹی فاطمہ پر کون نظر رحمت فرمائے گا اور آپ کے بعد فرزند ان حسن و حسین کی نگہبانی کون کرے گا اور تربیتِ عالم کس کے سپرد ہوگی آپ کے سوا اطراف و اکنافِ عالم سے آنے والے مسلمانوں کی ضیافت کا اہتمام کون کرے گا۔

از امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقول است کہ گفت در آوان اشتداد مرض آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصیت ہامی فرمود من گفتم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایس وصیت ہا بود اع کنندگان می ماند آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود اے علی آرے!

اے میرے ابا جان! میری جان آپ پر قربان آپ کے بعد
میرے کانوں میں آپ کی میٹھی میٹھی گفتگو کی آواز کہاں سے آئے گی میری
ترستی ہوئی نگاہیں آپ کے جمالِ جہاں آراء کا نظارہ کہاں سے کریں گی۔
حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی لاڈلی بیٹی
سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی آہ وزاری کو سنا تو آپ نے اپنی چشمانِ
مبارک کو کھولا اور سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو اپنے قریب بلا کر اپنا
دستِ مقدس اپنی والا شان اور عالی مرتبت صاحبزادی کے سینہ مطہرہ پر رکھ
کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا الہی میری بیٹی فاطمہ کو صبر عطا فرما اس دعا کے
بعد جناب سیدہ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ بیٹی تجھے بشارت ہو کہ تو سب لوگوں
سے پہلے ہم سے ملاقات کرے گی اے میری آنکھوں کی ٹورتیرے باپ کا
وقتِ وصال آپہنچا ہے۔

دل من ازیں عالم تنگ آمدہ است آگاہ تکیہ کرد و لحظہ چشم مبارک بر ہم نہاد
و چوں بیدار شد گفت اے جبریل علیہ السلام مراد ریاب و بوعدہ کہ کردہ وفا نمائی بعد
ازال مرانزد خود طلبید و سر مبارک بر کنار من نہاد و رنگ رخسارہ میمونش متغیر گشت و عرق
در جبیں مبارکش بہ نشست و چوں فاطمہ رضی اللہ عنہا ایں حال مشاہدہ کرد از جائے درخواست و
از عمر بے طاقی دست حسن و حسین را گرفته فغاں کناں آواز بر آورد کہ یا ابتاہ بعد ازیں بر حال
دختر تو فاطمہ نظر مرحمت اندازد و بہ تیمار فرزند ان تو حسن و حسین کہ پردازد و مستعہد تربیت عا
لے کہ شود و طبقات امم کہ از اطراف آفاق بیانید کہ اہتمام نماید یا ابتاہ جان من فدائے تو باد
و اے بر من کہ بعد ازیں گفتار شیریں ترا گوش من نہ شنود و چشم من مبشر بمشاہدہ تو گردد۔

والدِ گرامی کی زبان سے ان جملوں کا نکلنا ہی تھا کہ جناب سیدہ نساء العالمین نے نالہ و فریاد کرنا اور رونا تڑپنا شروع کر دیا۔ امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی فریاد و فغاں سے پریشان ہو کر آپ کو کہا کہ یا فاطمہ آپ خاموشی اختیار فرمائیں اور یوں آہ و زاری اور فریاد و فغاں سے اپنے والدِ محترم کو تکلیف نہ دیں۔

رونے دو

امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب میری یہ گفتگو سماعت فرمائی تو ارشاد فرمایا اے علی میری بیٹی کو مت رو کو بلکہ اسے رونے دو تا کہ یہ اپنے باپ پر اپنے آنسوؤں کی برسات کر لے۔ علی میری بیٹی کو اس کی اپنی حالت پہ چھوڑ دو تا

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوں نوحہ و زاری فاطمہ را بہ شنید چشم مبارک باز کرد و فاطمہ رضی اللہ عنہا نزد خویش خواند و دست بر سینہ فرزند ارجمند نہادہ و گفت خداوند فاطمہ را صبرے کرامت فرمائی بعد ازاں فرمود کہ اے فاطمہ بشارت باد ترا کہ پیش از ہمہ تو بمن خواہی پیوست اے نور دیدہ من پرنور در کشاکش مرگ است فاطمہ فریاد و زاری و نالہ و بے قراری از سر گرفت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ گوید کہ گفتم اے فاطمہ خاموش باش و نمک بر جراحت آل سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مپاش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ اے علی بگزار تا آب چشم خود بر پدر خود بریزد۔

کہ یہ اپنی آنکھوں سے خونباہہ دل برسالے جن آنکھوں نے کبھی اس قسم کا المناک واقعہ نہیں دیکھا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ پیاروں کے بغیر زندگی انتہائی کٹھن ہوتی اور اُس جسم کو زندوں میں کس طرح شمار کیا جاسکتا ہے جس کی جان ٹکڑے ٹکڑے ہو چکی ہو۔

بگزار تا بریزد خوں نابِ دل نہ دیدہ

آں دیدہ کہ ہرگز ایں واقعہ ندیدہ

بے دوست زندگانی صعب است گربدانی

کے زندہ ماند آں تن کز جان شد بریدہ

قصہ دروالم

بعلازاں تاجدار انبیاء والمرسلین حضور رحمة اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمان مبارک پھر بوجھل ہو گئیں تو سیدۃ النساء العالمین سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا نے امیر المومنین سیدنا حسن علیہ السلام و سید الشہداء سیدنا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ارشاد فرمایا کہ جان من نانا جان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کچھ عرض کرو شاید کہ تمہیں ہی کسی خاص عطیہ سے مختص فرمادیں جس سے تمہارے قلب حزیں کے غم و آلام کا مداوا ہو سکے۔

چنانچہ ہر دو شہزادگان رسول اور قرۃ العین بتول سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین علیہ السلام اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب

آگئے اور امام مظلوم سیدنا حسن علیہ السلام نے عرض کیا اے ہمارے مہربان و شفیق نانا جان اور اے ہمارے جدِ بزرگوار ہمیں یہ تو فرما دیجئے کہ آپ کی جدائی میں صبر و قرار کیسے آئے گا۔ نانا جان جس شفقت و مہربانی سے آپ ہماری پریشانیوں کو دور فرماتے ہیں آپ کے بعد مجھ پر اور میرے برادر پر اور میرے ماں باپ پر آپ جیسی شفقتیں اور مہربانیاں اور کون فرمائے گا۔

اور ازواج و اصحاب کے ساتھ جو حسنِ اخلاق آپ کا ہے وہ کہاں سے ملے گا۔ اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن جو کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس کی جانب کھڑی تھیں جب انہوں نے امام مظلوم سیدنا امام حسن علیہ السلام کی غم انگیز اور المناک گفتگو سنی تو سب کی چینیں نکل گئیں اور اس قدر آہ زاری اور فریاد و فغاں کی کہ ان کی دردناک صدائیں آسمان سے ٹکرانے لگیں۔ امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس دردناک منظر کو دیکھ کر میں بھی بے اختیار ہو کر آہ و زاری کرنے لگا۔

صائم کمالِ ضبط کی کوشش تو کی مگر

پلکوں کا حلقہ توڑ کے آنسو نکل گئے

بعد ازاں آل سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیدہ بخستہ برہم نہادہ فاطمہ رضی اللہ عنہا با امیر المؤمنین حسن و حسین رضی اللہ عنہما گفت بر خیزید و نزد پدر مہربان خود آئید کہ شاید شمارا بعطیہ مخصوص گرداند کہ موجب آرامِ دلِ حزیں شما گردد و آں دو قرۃ العین بتولِ نزد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمدند و حسن گفت اے جدِ بزرگوار مصابرت بر مفارقت تو چگونه تو اں نمود و راز خاطر پریشان نزد کہ تو اں کشود بعد از تو۔ مراسم مہربانی و من و

چنانچہ جب اس آہ وزاری اور فریاد و فغاں کی صدائیں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مقدس سے باہر گئیں تو بیت الشرف کے دروازہ پر جمع شدہ اصحاب کی بھی چیخیں نکل گئیں۔

اور یوں فریاد و فغاں کرنے لگے ہائے محمد وائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے بعد آپ کی اُمت کی غمگساری اور غم خواری کون کرے گا۔

یہ فریاد کرنے کے بعد پھر سب کے سب زار و قطار رونے لگے اور امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت اقدس میں عرض پرداز ہوئے کہ یا علی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک کا دروازہ کھول دیجئے تاکہ ایک بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور اور جمال جہاں آراء کی زیارت کر لیں۔

صحابہ کی اس فریاد و فغاں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سماعت فرمایا تو جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ارشاد فرمایا کہ میرے یاروں

برادر پدرو مادر من کہ پرواز دو بازواج و اصحاب بداں مکارم اخلاق کہ تراست زندگانی کہ کند۔

امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن بر بالین آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر مابو بندہ ہمہ نالہ و نفیر و باوج فلک اشیر رسانیدند امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ گوید کہ من نیز از بے طاقتی گریاں شدہ و طائفہ از اصحاب کہ بردر حجرہ آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملازم بودند چوں آوازے نوحہ و گریہ زاری اگر دروں خانہ شنیدند فریاد و نشیدند۔

کے لئے دروازہ کھول دیجئے۔ چنانچہ جب دروازہ کھولا گیا تو اشراف
مہاجرین و انصار کو بھی شرفِ باریابی حاصل ہو گیا پھر آپ نے انہیں صبر و
سکون کے ساتھ رہنے کی وصیت فرمائی۔

اولادِ عبدالمطلب کی نشانی

ایک روز امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں عیادت کی حاضری دے کر باہر تشریف
لائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضور رسالت مآب صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی صحت کے متعلق دریافت کیا۔

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جواب دیا کہ الحمد للہ چہرہ اقدس
سے آپ کی حالت بہتر معلوم ہوتی ہے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ
الکریم کی یہ گفتگو سن کر حضرت عباس ابن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما نے آپ کا
ہاتھ پکڑا اور آہستہ آواز سے آپ کو بتایا کہ حضور سرورِ کائنات رسالت مآب

برکشیدند کہ و امجداه من لا مسک بعدک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی بعد
از تو غم خواری اہل اسلام کہ کند وزاری آ نماز نمودہ گفتند کہ اے علی در را بکشا کہ یک نوبت
دیگر روئے فرخندہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برینم و نظر بر جمالِ جہاں آرا
ئے اوائینم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نالہ و افغان اصحاب را شنیدہ فرمود کہ
در را برائے یاران من کشاید و چوں در را بکشاند و اشراف مہاجر و انصار در آمدند و آں
سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایٹال را بصبر سکون و وصیت فرمود۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین روز تک اللہ تبارک و تعالیٰ جل و علا جو ار رحمت میں تشریف لے جائیں گے کیونکہ میں نے آپ کی جبین اقدس پر ان آثار کا مشاہدہ کر لیا ہے جو اولاد عبدالمطلب کی جبین پر رحلت کے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔

جانبِ جنت البقیع

صاحب معارج النبوت حضرت ملاً معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ اعلام الوری کے حوالہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جب رسالت پناہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات اقدس میں مرض کو محسوس فرمایا تو وہ یا تو ماہ صفر المنظفر کے آخری ہفتہ کا دن تھا یا اتوار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ تھاما ہوا تھا

روزے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ از نزد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیرون آمد اصحاب ازوے پدیدند کہ امروز آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوں است جواب داد کہ الحمد للہ بوجہ احسن است عباس رضی اللہ عنہ دست امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ بگرفت و آہستہ باوے گفت کہ بعد از سہ روز حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجوار رحمت الہی جل و علا انتقال می فرماید چہ من علامتے در جبین فرزند ان عبدالمطلب می دانم کہ آن نشانہ مرگ است و آں علامت در جبین مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پدید آمدہ۔

(معارج النبوة کن چہارم ص ۲۷۳)

اور آپ کے پیچھے پیچھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک جماعت چل رہی تھی حتیٰ کہ آپ جنت البقیع شریف میں تشریف لے گئے اور تمام اہل قبرستان (جنت البقیع) کے مکینوں سے کچھ باتیں کیں۔

اس کے بعد آپ نے صحابہ کو ارشاد فرمایا کہ جبریل علیہ السلام ہر سال ہمارے ساتھ قرآن کا ایک دور کیا کرتے تھے مگر اس سال انہوں نے ہمارے ساتھ قرآن کے دو دور کئے ہیں اور یہ اس لئے ہے کہ میرا وقت وصال نزدیک آچکا ہے۔

غُسل دو گے تو کیا ملے گا

امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد آپ نے مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اے علی اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ اگر میں چاہوں تو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے دُنیا میں قیام کروں اور اگر چاہوں تو جنت الفردوس میں رہنا پسند کر لوں اور میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی ملاقات کو پسند کرتے ہوئے فردوسِ بریں کی سکونت کو اختیار کر لیا ہے۔

چُنا نچہ جب میں اس دُنیا سے نقل مکانی کروں تو اے علی اپنے ہاتھوں سے خود ہی مجھے غسل دینا اور مجھے مستور رہنے دینا تا کہ کوئی شخص میرے ستر کی جانب دیکھ کر اندھانہ ہو جائے۔

اور جب تو مجھے اچھی طرح غسل دے لے تو میری ناف اور آنکھوں کے حلقوں میں جمع شدہ پانی کو زبان سے چوس لینا تا کہ تمہیں انبیائے اولین

وآخرین کی وراثت حاصل ہو جائے۔

میرے مصطفیٰ کا گھر

روایت ہے کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں سرخ سونے کے چند دینار کہیں سے پیش ہوئے تھے انہیں آپ نے فقیروں میں تقسیم فرمادیا ان میں سے کم از کم چھ اور زیادہ سے زیادہ نو دینار مختلف روایات کے مطابق باقی تھے جنہیں آپ نے سیدہ صدیقہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سپرد فرما رکھا تھا۔

دراعلام الوری آوردہ است کہ چوں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شائبہ عرض مرض درذات بابرکات خود فہم کرد آں روز شنبہ بود یا یک شنبہ از او اخر ماہ صفر دست امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ بگرفت و جماعتی از پس می رفتند از یاراں تا بہ بقیع رسید پس براہل گوستان سلام کرد و سخن در مخاطبہ ساکنان آں مقبرہ بمقدم رسانید بعد از اں بایاراں گفت کہ بدانید کہ جبریل علیہ السلام ہر سال یک نوبت قرآن بر من عرض کرد اما سال دو نوبت عرض می کرد و ایں برائے آں کرد کہ اجل من نزدیک رسیدہ است (متفقہ علیہ) پس فرمان در کہ یا علی مرا مخیر گردانیدند میان دنیا و خلود دروے و میان بہشت و لقامن تعالیٰ حق تعالیٰ راہ اختیار کردم در بہشت جوں من از ین عالم نقل کنم اے علی تو مرا غسل دہ عورت مرا بپوش تا مہج کس را نظر بر عورت من نینفتد تا نابینا نہ شود چوں مرا شستہ باشی آبے کہ در مغاکی ناف و حدقہ چشم من جمع شدہ باشد بیاشام تا میراث پیغمبران اولین و آخرین ترا میسر گردد۔

(معارج النبوة رکن چہارم ص ۲۷۲)

حالتِ مرض میں آپ کا سرِ اقدس اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ مبارک پر رکھا ہوا تھا اور آپ پر عالمِ استغراق طاری تھا جب آپ کا استغراق رفع ہوا تو آپ نے جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا اے عائشہ تو نے اُن دیناروں کا کیا کیا تھا؟

جناب صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ وہ میرے پاس موجود ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ فقیروں کو خیرات میں دے دو۔

یہ فرمایا اور آپ پر پھر استغراق طاری ہو گیا جب دوبارہ کیفیت تبدیل ہوئی تو آپ نے فرمایا عائشہ تو نے وہ دینار خرچ کر دیئے ہیں؟

جناب عائشہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے فرمایا کہ انہیں میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ وہ دینار تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں پیش کر دیئے گئے۔

آپ نے انہیں دستِ انور میں لے کر شمار کیا اور فرمایا کہ جب میں اپنے پروردگار کی بارگاہِ اقدس میں پہنچوں گا تو میرا پروردگار کیا گمان فرمائے گا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس اتنے دینار موجود ہیں۔

نقل است کہ از برائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دینارے چند ز سرخ از جائے آورده بودند بفرمود کہ آں را بفقراء قسمت کردند، مگر شش دینار یا ہشت یا ہشت یا نہ، کما ہوا اختلاف الرواۃ و آں را بعائشہ رضی اللہ عنہا سپرد بعد از آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اغمائے حاصل آمد سر بر سینہ صدیقہ نہادہ بود و چوں بہوش باز آمد فرمود کہ اے عائشہ آں دنانیر را چہ کردی گفت نزد من است۔

یہ ارشاد فرما کر آپ نے وہ دینار امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو دے کر ارشاد فرمایا کہ انہیں فقرا میں تقسیم کر دو۔ چنانچہ جب یہ دینار فقیروں میں بانٹ دیئے گئے تو آپ نے فرمایا اب مجھے استراحت حاصل ہوئی ہے۔

فرمود کہ آں را بر فقراے تصدق نمائی باز بہوش شد چوں بہ ہوش آمد پدید کہ

انفاق کردی ؟

گفت ! نے فرمود کہ آں ہا را بیار چوں بیاور آں سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آں ہا را بر کف دست نہادہ بشمرد و گفت کہ چہ گمان بود محمد را صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ پروردگار خود کہ اگر ہاں حضرت رسد و ایس و نانیہ نزد او باشد پس آں ہا را با میر المومنین علی رضی اللہ عنہ تسلیم نمود تا بر فقرا قسمت فرمود و گفت کہ ایس زمان استراحت یافتم۔

(معارض النبوت رکن چہارم ص ۲۷۴)

یہ واقعہ

اس واقعہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمت کے لئے خاص طور پر یہ سبق ہے کہ جب دُنیا سے جانے لگو تو جس طرح بھی ممکن ہو سکتے تم لوگ آخرت کی طرف سرخرو ہو کر جاؤ۔

انتہائی شدتِ علالت میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ جو لوگ مسجدِ نبوی میں موجود نہیں ہیں اُن کو بلاؤ۔

اعلانِ بلال سنا تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جوقِ درجوق مسجدِ نبوی میں حاضر ہونا شروع ہو گئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شدتِ تکلیف کو دیکھ کر ہر آنکھ اشکبار اور ہر دل فگار تھا صحابہ کرام جمع ہو گئے تو آپ نے اعلان فرمایا کہ!

اے لوگو! ہم عنقریب دُنیا سے تشریف لے جانے والے ہیں اور تمہیں وصیت کرتے ہیں کہ اگر کسی کا حق یا قرضہ ہمارے ذمہ ہو یا ہم سے کسی کو کوئی ایذا پہنچی ہو تو وہ بے تکلف ظاہر کر دے تاکہ ہم ابھی اس کا قصاص ادا کر سکیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اعلان سُن کر تمام صحابی خاموشی سے آنسو بہاتے رہے۔ ایک شخص نے تین درہم کا تقاضا کیا اگرچہ وہ

آپ کے ذمہ نہ تھے بلکہ کسی اور کو دلوائے تھے مگر آپ نے اسی وقت ادا فرمادیئے۔

عکاشہ کا انتقام

اسی دوران میں عکاشہ بن محسن اسدی مجلس سے اٹھا اور بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہایت ادب سے عرض کرنے لگا کہ یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ بار بار قصاص دینے کا اعلان نہ فرماتے تو میں آپ سے ہرگز ہرگز بدلہ لینے کی خواہش نہ کرتا اب آپ کے مسلسل اصرار فرمانے پر جرأت قصاص کرنے لگا ہوں تاکہ میں گنہگار نہ ہو جاؤں،،

گزارش یہ ہے کہ سفر تبوک میں آپ کے دست مبارک میں ایک تازیانہ تھا اور وہ آپ اپنی ناقہ مبارک قضا کو تیز چلانے کے لئے گردش میں دیا تو اچانک تازیانہ میری پشت پر لگ گیا جس سے مجھے بے حد تکلیف ہوئی اب آپ اس کا بدلہ عطا فرمائیں،،

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو فرمایا عکاشہ تجھے اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے،،

رَحِمَكَ اللَّهُ يَا عَكَاشَةَ

کہ تو نے یہ خدمت قیامت پر نہ اٹھا رکھی ہمارے لئے دُنیا میں قصاص ادا فرمانا قصاصِ آخرت سے بدرجہا بہتر ہے کہ وہاں انبیاء و اصفیاء شہد املائکہ اور مقربین بارگاہ کی موجودگی میں تمہیں بدلہ دیتے۔

پھر فرمایا کہ اے عکاشہ تم جانتے ہو کہ وہ تازیانہ کونسا تھا؟

عکاشہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ و خزران (ترکستان) سے آئی ہوئی لمبی اور پتلی شاخ کی چھڑی تھی جسے آپ تازیانہ کے طور پر استعمال فرماتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ وہ تازیانہ میری بیٹی فاطمہ کے گھر میں موجود ہے جاؤ ان سے مانگ لاؤ۔

جناب سلمان رضی اللہ عنہ، اُفتاں و خیزاں جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے اور دروازہ پر صدادی السلام علیکم یا سیدہ النساء آپ کے والد گرامی نے لمبا اور پتلا تازیانہ طلب فرمایا ہے۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا اے سلمان میرے والد محترم تو بخار میں مبتلا ہیں گھوڑے پر سوار ہونے کا کونسا مقام ہے۔

جَزَاكَ اللَّهُ خَيْرًا يَا عَكَاشَةَ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا بنتِ رسول اللہ آپ کے

در سیر امام شہید امام اسمعیل خوارزمی رحمۃ اللہ و دروضۃ الاسلام قاضی سدید الدین مذکور است کہ در آں مجلس عکاشہ بن محسن اسدی برخواست و گفت و گفت یا رسول اللہ اگر نہ آں است کہ مبالغہ کردی دریں باب و الا من ایس سخن نہ گفتی۔

اما چوں تکرار فرمودی و بسیار مبالغہ نمودی اگر نہ گوئم عاصی شدہ باشم تو در سفر تبوک تازیانہ بر آوردی تا بر ناقہ عضبازنی برکتف من آمد و ازاں بسیار الم بمن رسید اکتون قصاص آں می طلبم حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود۔

والد گرامی منبر پر تشریف فرما ہیں اور لوگوں کو وداع فرما رہے ہیں اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے جس کا کوئی حق ہم پر ہو وہ آج وصول کرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز تازیانہ ناقہ کو تیز چلانے کے لئے اٹھایا تو ایک شخص کی پشت پر لگ گیا اور آج اس شخص نے اپنا قصاص طلب کیا ہے۔

جناب سیدہ کا اضطراب

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے سنا تو آپ تڑپ کر رہ گئیں اور فرمایا! سلمان تمہیں خدا کی قسم اس شخص کو خدا کی قسم دینا کہ میرے باپ پر رحم کرے میرے والد گرامی بہت تکلیف اور کمزوری کی حالت میں ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چلے گئے تو پھر جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے اپنے شہزادگان حضرت حسن و حسین علیہما السلام سے فرمایا جانانِ مادر آپ کے نانا جان مسجد میں تشریف فرما ہیں اور ان پر بڑا سخت وقت ہے۔

آپ کو شدید بخار ہے اور جسم میں بے حد نفاہت ہے ایک شخص ان سے انتقام لینا چاہتا ہے میرے لاڈلو جاؤ اور اس کے ایک کوڑے کے

خدا ترا جزائے خیر دہا دے عکاشہ کہ ایس خصوصت را باقیامت نہ گذاشتی ومن
قصاص کشیدن درد نیادوست ترمی دارم از قصاص آخرت کہ انبیاء و اصفیاء و شہدا حاضر باشند و
فرشتگان و مقربان در گاہ کبیریانا ظراے عکاشہ دانستی کہ کدام۔

بدلے اپنے نازک جسموں پر سوسو کوڑے کھاؤ۔

میرے ابا جان میں کوڑا برداشت کرنے کی قوت نہیں وہ بے حد کمزور ہیں میرے پیارے بیٹو فوراً پہنچو اور میرے دودھ کی لاج رکھو۔
انتقام لینے والے کو کہو کہ ہمیں ایک کے بدلے سوسو کوڑے مار لے
مگر ہمارے نانا جان پر یہ زیادتی نہ کرنا نانا جان کا قصاص ہم سے لے لے۔

حسنین کا قصاص پیش کرنا

جب حضرات حسنین کریمین علیہما السلام نے یہ دل تڑپا دینے والی خبر سنی تو آپ روتے چیختے فوراً مسجد نبوی میں تشریف لے آئے جا کر دیکھا کہ

تازیانہ بود گفت آرے چوب دستے است ممشوق از خرزاں یافتہ و دادیم
گرفته مانند تازیانہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ اے سلمان آں تازیانہ درخانہ
فاطمہ است برود بتان و بیار سلمان می رفت و ندای کرد کہ اے مردمان کیست کہ انصاف
از نفس خود ہد ہد پیش از آنکہ بقصامت از در ساند پس چوں حجرہ فاطمہ رسید نعرہ زد کہ السلام
علیک یا سیدۃ النساء پدرت تازیانہ ممشوق طلبد فاطمہ گفت اے سلمان پدرم تپ وارچہ
سامان بر نشستن مرکب دار ؟

سلمان گفت پدرت بر منبر است و خلق را و دادع کنند و ادائے حق می نماید و میگوید
بر کرا بر من حقے است باید کہ طلب کند مگر روزا میں تازیانہ را بر شترے می زد کہ برکتف کسے
آمدہ است حالال حضرت قصاص می طلبد۔

(روضۃ الشہداء ج ۱ ص ۷۷)

تمام صحابہ کرام عکاشہ کو سمجھا رہے ہیں کہ وہ ہمیں ایک کوڑا کے بدلے دس دس کوڑے لگالے مگر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا بدلہ نہ لے۔ سرکارِ دو عالم علیہ التحیۃ والسلام نے صحابہ کو فرمایا کہ قصاص ہمیں ادا کرنا ہے تم تکلیف کیوں اٹھاتے ہو اور اس میں مجھے کیا فائدہ پہنچے گا اسی رد و کد میں جب حضرات حسنین کریمین علیہما السلام کی چیخیں بلند ہوئیں تو سب صحابہ کرام زار و قطار رونے لگے۔

حضرات حسنین کریمین علیہما السلام نے نانا جان کے حضور میں عرض کیا کہ اے جدِ بزرگوار ہم قصاص لینے والے سے ایک تازیانہ کے بدلے ایک ایک سو تازیانہ کھانے کے لئے تیار ہیں کاش وہ ہماری بات مان لے۔ شہزادگانِ بتول کی دردناک چیخیں سن کر اور یہ ایثار دیکھ کر سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل بھر آیا۔

آپ نے فرمایا! اے جانانِ من یہ تازیانہ تو تمہارے نانا جان کو

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا خروش برآورد گفت اے سلمان بخدا بر تو کہ آں کس را سو گند دہی کہ بر پدرم رحم کند کہ رنجور و ضعیف حالت، سلمان باز گشت و فاطمہ فرمود کہ حسن و حسین را بخواند و گفت جانان مادر جد شمار مسجد است دیکے می خوابد او را تازیانہ زند بردے و بعض جد شمار ہر یک از شمار اصد تازیانہ بزند کہ آں حضرت بیمار است و طاقت تازیانہ ندارد و ایشال بہوے مسجد نہاوند اما چون سماں بیابد و تازیانہ مسجد در آورد فریاد و فغان از صحابہ برآمد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ اے عکاشہ بر خیز و تازیانہ بردار چنانچہ من زدہ باشم بزن۔

ہی برداشت کرنا پڑے گا قصاص تم لوگوں نے نہیں ہم نے دینا ہے۔
 شہزادگان بتول مایوس ہو کر اور بھی زیادہ آہ و فغاں کرنے لگے
 عکاشہ جو اب تک خاموش کھڑا تھا آپ نے اسے فرمایا عکاشہ تازیانہ اٹھاؤ
 اور اپنا بدلہ لے لو۔

حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! یا رسول اللہ اس طرح
 قصاص پورا نہیں ہوگا کیونکہ جب مجھے آپ کا تازیانہ لگا تھا تو میری پشت ننگی
 تھی حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جسم پر چادر ڈال کر قمیض کو
 اوپر اٹھا دیا۔

کائنات لرز کر رہ گئی۔
 حوروں کی چینیں نکل گئیں۔
 فرشتے تڑپنے لگے۔
 صحابہ کرام پر ریشہ طاری ہو گیا۔

عکاشہ دہریک از اکابر صحابہ نزد عکاشہ می آمدند کہ بعض یک تازیانہ دہ تازیانہ
 برمازن کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در تپ است از دقصاص مکن و اندوہ مارا از زیادہ
 مساز و غبار این ملال خاطر مارو امداد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ فرمودہ قصاص بر من
 واجب است تازیانہ بر شما زدن مرا چہ فائدہ رساتند باخر حسن و حسین گریاں و خروشال بمجلس
 در آمدند بارے دیگر از صحاب خروش بر آمد شہزادگان گفت! جد بزرگوار ما شنیدیم کہ
 مردے از تو قصاص می طلبد آمدہ ایم تاہریک بعض یکصد تازیانہ بخوریم۔

(روضۃ الشہداء ص ۷۷)

حضرات حسنین کریمین علیہما السلام تڑپ کر زمین پر لوٹنیاں لینے لگے
مگر رحمتِ عالم امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی پر بل تک نہیں آیا
آپ نے بخار میں جلتا ہوا جسم انور کوڑا برداشت کرنے کے لئے عکاشہ کے
سپر دکر دیا۔

جہنم سے حفاظت

عکاشہ نے تازیانہ اٹھایا اور آگے بڑھا اور پشتِ انور کی تجلیوں میں
گم ہو گیا پھر جلدی سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں
کندھوں کے درمیان تابندہ درخشندہ مہرِ نبوت پر اپنے دونوں ہونٹ رکھ
دیئے۔

مہرِ نبوت کا بوسہ لینے کے بعد بارگاہِ رسالت میں عرض کیا میرے
محبوب مجھے آپ کا تازیانہ لگا ضرور تھا مگر وہ سہوا تھا میں نے قصاص کیا لینا تھا
مہرِ نبوت کو میں نے اس لئے بوسہ دے لیا ہے کہ آپ کا فرمان ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ اے جانانِ جد تازیانہ من زدہ باشم شما
چونہ قصاص کشید اے عکاشہ بر خیز و قصاص کن عکاشہ گفت یا رسول اللہ آں روز کتف من
برہنہ بود آں خواہم کہ تو نیز کتف آں مبارک خود برہنہ کنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
دست کرد در آئمہ حشمت بردوش افگند خروش از ملائکہ بر خاست فغالی از اصحاب بر آمد
تا چوں عکاشہ را نظر بر کتف آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افتاد مہر نبوت بنظر وے درآمد
در جست و آں خاتم۔

مَنْ مَسَّ جِلْدِي لَنْ تَمْسَهُ النَّارُ

یعنی جس نے میرے جسم سے مس کر لیا اسے آگ نہیں چھوسکتی۔

کاش لوگ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اس

حدیث کو ہی سامنے رکھ کر سوچ لیا کریں۔ جن کا بابرکت جسم سرکارِ دو عالم صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر کی تمام برکات سمیٹے ہوئے ہے۔

یہ روایت ایسے بھی ہے

بعض کتب میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کا واقعہ اس طرح مرقوم

ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کا وقت قریب

آیا تو حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال کو ارشاد فرمایا

کہ مہاجرین و انصار کو نماز کے لئے بلا لائیں۔

مخکیں را بوسہ داد دروے در میان در شانہ آل حضرت نہاد او گفت یا رسول اللہ عرض من نہ

بود مراد من آں بود کہ مہر نبوت را بہ پینم و بعضی از اعضائے مبارک ترا من کنم کہ شما فرمودہ

بودید کہ مَنْ مَسَّ جِلْدِي لَنْ تَمْسَهُ النَّارُ

(روضۃ الشہداء ۷۷۷ مولد شریف شہید ۵۰)

وَرُوِيَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ إِنَّهُ قَالَ لَمَّا

قَرَّبَ وَفَاتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ

بِلَالًا أَنْ يُنَادِيَ النَّاسَ لِلصَّلَاةِ فَنَادَى فَاجْتَبِعْ

الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ إِلَى مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَصَلَّى رُكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

بِالنَّاسِ ثُمَّ صَعَدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَاثْنَى عَلَيْهِ -

چنانچہ جب سب لوگ مسجد میں جمع ہو گئے تو آپ نے سب لوگوں کو دو رکعت نماز خفیف پڑھائی پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور حمد و ثنائے خدا کے بعد نہایت فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا حتیٰ کے لوگ خوفِ خدا سے رونے اور لرزنے لگے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے مسلمانوں کی جماعت میں تمہارا نبی اور مانند مشفق باپ کے مہربان ہوں پس جس شخص پر میں نے کوئی ظلم کیا ہو وہ اٹھے اور مجھ سے بدلہ لے لے آپ کے دو تین بار ارشاد فرمانے پر عکاشہ ابن محسن کھڑا ہو کر عرض پرداز ہوا کہ یا رسول اللہ اگر آپ بار بار اصرار نہ فرماتے تو میں ہرگز جرأت نہ کرتا۔

وَخَطَبَ خُطْبَةً بَلِيغَةً (الخ) مَنْ كَانَتْ لَهُ عِنْدِي
مُظْلِمَةٌ فَلْيَقِمْ وَالْيَقْتَصْ مِنِّي قَبْلَ الْقِصَاصِ فِي يَوْمِ
الْقِيَامَةِ فَقَامَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ عَكَاشَةُ بْنُ مَحْصِنٍ
فَوَقَفَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ فَقَالَ فِدَاكَ أَبِي وَ أُمِّي
يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا إِنَّكَ أَشَدُّ تَنَامَةً مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ مَا كُنْتُ
أَقْدَمُ عَلَى شَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ وَلَقَدْ كُنْتُ مَعَكَ فِي غَزْوَةٍ
حَاذَتْ فِيهَا نَاقَتِي نَاقَتَكَ فَنَزَلْتُ عَنْ النَّاقَةِ وَنَوْتُ
مِنْكَ حَتَّى قَبَلَ فَاخَذَكَ فَرَفَعْتُ الْقَيْبَ الَّذِي
تَضْرِبُ بِهِ النَّاقَةُ لِلسُّرْعَةِ فِي شَيْءٍ وَضَرَبْتُ بِهِ
خَاصِرَتِي فَلَا أَدْرِي عَمْدًا أَوْ سَهْوًا كَانَ مِنْكَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ۔

اب گزارش یہ ہے کہ ایک جنگ میں میری اونٹنی آپ کی ناقہ مبارک کے قریب آئی تو میں نے اونٹنی سے چھلانگ لگا دی اور ارادہ کیا کہ آپ کے زانوں کے قریب آ کر بوسہ دوں۔ میں ابھی آپ کے قریب ہی ہوا تھا کہ آپ جس تازیانہ سے اونٹنی کو ہانکتے تھے وہ آپ نے میری کمر پر لگا دیا یہ مجھے معلوم نہیں کہ ایسا قصد تھا یا سہواً ہوا تھا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تعجب ہے اے عکاشہ خدا کے رسول کی شان کے یہ امر بعید ہے کہ وہ تجھے عمداً کوڑا مارے تاہم تم اپنا بدلہ لے سکتے ہو۔ پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرمایا کہ میری بیٹی فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس جاؤ وہ چھڑی یا تازیانہ ان کے گھر میں ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ یہ ارشادِ مصطفائی سنتے ہی روتے ہوئے اور سر پر ہاتھ رکھے ہوئے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے دولت کدہ پر حاضر ہو گئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔

شہزادی رسول سلام اللہ علیہا نے یہ کر بناک واقعہ سنا تو آپ کی چشمانِ مبارک میں بے ساختہ آنسو آ گئے جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ

فَقَالَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ حَاشَايَا
عَكَاشَةُ أَنْ يَتَعَمَّدَكَ رَسُولَ اللَّهِ بِالضَّرْبِ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لِبَلَالٍ يَا بَلَالُ
انْطَلِقْ إِلَى مَنْزِلِ فَاطِمَةَ فَأْتِنِي بِقُضَيْبَتِي - فَخَرَجَ
بِلَالٌ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيَدُهُ عَلَى رَأْسِهِ - فَقَرَعَ بَابَ
فَاطِمَةَ فَقَالَتْ مَنْ هُوَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ جَاءَ إِلَيْكَ

تازیانہ لے کر آئے تو حضرت ابو بکر صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے جسم قصاص کے لئے پیش کئے لیکن عکاشہ نہ مانے۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کوشش فرمائی لیکن عکاشہ اپنی ضد پر قائم رہے پھر حضرت حسن اور حسن حضرت حسین رضی اللہ عنہما نے اپنے جسم قصاص کے لئے پیش کئے اور عکاشہ کو فرمایا۔

اے عکاشہ تم جانتے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہیں؟ اس نے کہا آپ درست فرماتے ہیں آپ سبطین رسول ہیں تو جناب حسنین کریمین علیہما السلام نے فرمایا! عکاشہ اگر یہ بات درست ہے تو ہمارے نانا جان کا بدلہ ہم سے لے لے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوخیز نواسوں کا ایثار دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ میرے نواسو تم بیٹھ جاؤ اور پھر آپ نے عکاشہ سے فرمایا آؤ اور اپنا بدلہ اللہ کے رسول سے اس دنیا میں ہی لے لے۔

عکاشہ نے عرض کیا کہ میرے آقا و مولا اس وقت جب آپ نے مجھے کوڑا لگایا تھا میری پشت ننگی تھی۔ پھر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پشت انور سے نمیض انور کو اٹھا دیا تھا صحابہ کرام رونے اور چلانے لگے۔

لِقُضَيْبِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ مَا يَضَعُ أَبِي
بِالْقُضَيْبِ فَقَالَ يَا فَاطِمَةُ يُعْطَى الْقَصَاصُ مِنْ نَفْسِهِ
فَقَالَتْ فَاطِمَةُ يَا بِلَاكُ مَنْ الَّذِي يَطِيبُ قَلْبُهُ أَنْ
يَقْتَصَّ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَامَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ
يَا عَكَاشَةُ أَلَسْتَ أَنْتَ تَعْرِفُنَا إِنَّا سِبْطَا رَسُولِ
وَالْقَصَاصُ مِنَّا كَالْقَصَاصِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ.

عکاشہ نے فوراً آگے بڑھ کر آپ کی پشتِ انور کا بوسہ لے لیا اور عرض کیا اے میری جان کے مالک مجھے بدلہ کیا لینا تھا بس آپ کے جسمِ انور سے مس کر کے جہنم سے بچنے کے لئے سامان کیا ہے۔

حضورِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے صحابہ جس نے دنیا میں جنتی آدمی کو دیکھنا ہو وہ عکاشہ کو دیکھ لے پھر لوگ جناب عکاشہ رضی اللہ عنہ کو بشارت دینے لگے اور آپ کی آنکھیں چوم کر بارگاہِ صمدیت میں عرض کرنے لگے کہ یارب العزت اپنے جلال کی برکت سے ہمیں بھی ان کی شفاعت نصیب فرما۔

فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَهَا
 اقْعُدَا يَا قُرَّتَى عَيْنِي ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ
 وَسَلَّمَ يَا عَكَاشَةُ اضْرِبِي إِنْ كُنْتِ ضَارِيَتِي
 فَلَمَّا نَظَرَ عَكَاشَةُ إِلَى بَيَاضِ جِسْمِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ انْكَبَّ عَلَيْهِ وَقَبَّلَ ظَهْرَهُ وَقَالَ
 فِدَاكَ رُوحِي يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ يُطِيبُ قَلْبَهُ أَنْ يَقْتَصَّ
 مِنْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا
 فَعَلْتُهُ رَجَاءً أَنْ يَمَسَّ جِسْمِي بِجِسْمِكَ الشَّرِيفِ وَ
 يَحْفَظُنِي رَبِّي بِحُرْمَتِكَ مِنَ النَّارِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَلَا مَنْ يُحِبُّ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى
 أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا الشَّخْصِ فَقَامَ الْمُسْلِمُونَ
 يُقَبِّلُونَ عَيْنَيْهِ - (درة الناصحين ص ۱۵۶)

اجازت مانگنے جبریل آتے ہیں محمد سے

جیسا کہ بتایا جا چکا ہے کہ تمام کتبِ توارخ و سیر اور احادیث وغیرہ میں متفق علیہ یہ واقعہ مرقوم ہے کہ جب محبوبِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یومِ وصال قریب آیا تو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہل بیت اور اصحاب رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا! جبریل ہمیشہ رمضان المبارک میں ہمارے ساتھ قرآن مجید کا دورہ فرماتے تھے لیکن اس سال انہوں نے ہمارے ساتھ دوبار قرآن مجید ختم کیا ہے چنانچہ ہمیں یقین ہے کہ اب ہم تم سب سے علیحدہ ہونے والے ہیں اور اپنے مالکِ حقیقی کے دربار میں حاضر ہو کر لذتِ وصال حاصل کرنے والے ہیں۔

ایک اہم نکتہ

اگرچہ یہ مسئلہ ہمارے مضمون سے تو متعلق نہیں تاہم اہل وجدان کے ذوق کے لئے ایک اہم ترین نکتہ پیش خدمت کر رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ عام طور پر یہی خیال کیا جاتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید بتدریج جبریل علیہ السلام حاضر دربار ہو کر آپ پر پیش فرماتے رہے۔ مگر مندرجہ بالا روایت میں بالصراحت موجود ہے کہ حضور امام الانبیاء رسولِ غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے قرآن مجید کی ہر آیت اور ہر لفظ نزولِ وحی سے پہلے بھی قطعی طور پر ظاہر تھا یہی وجہ تھی کہ آپ ہر سال رمضان شریف میں جبریل علیہ السلام کے ساتھ ختم قرآن فرمایا کرتے

تھے۔ ورنہ بظاہر تو آپ پر قرآن مجید متفرق طور پر آخر تک نازل ہوتا رہا حالانکہ سال وصال میں بھی آپ کی آخری آیت کے نزول سے کئی ماہ قبل رمضان شریف میں قرآن مجید کو دوبار ختم فرما چکے تھے بہر حال یہ نکتہ عرض کرنے کے بعد ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

آمد جبریل علیہ السلام

اللہ تعالیٰ جل شانہ و اعظم برہانہ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو آپ کے وصال مبارک سے تین یوم پہلے ارشاد فرمایا کہ میرے محبوب علیہ الصلوٰۃ السلام کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر اجازت طلب کرو تا کہ اجازت حاصل ہونے کے بعد عزرائیل علیہ السلام آپ کی رُوح قبض کرنے کے لئے حاضر خدمت ہو جائیں۔

چنانچہ بحکم پروردگار جبریل امین علیہ السلام محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی فضیلت و اکرام اور خصوصیت کے لئے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے پس آپ نے مجھے کس حال میں پایا ہے۔

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَمَّا بَقِيَ مِنْ أَجَلِ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ نَزَلَ
جِبْرِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَرْسَلَنِي إِلَيْكَ
إِكْرَامًا لَكَ وَتَفْضِيلًا لَكَ وَخَاصَّةً لَكَ لَيْسَ لَكَ
عَا هُوَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْكَ يَقُولُ كَيْفَ مَجْدُكَ

جبریل علیہ السلام نے یہ کہا تو سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے تجھے غمزدہ اور کر بناک حالت میں پایا ہے جبریل علیہ السلام یہ سن کر واپس چلے گئے۔

دوسرے دن پھر حاضر خدمت ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے عرض کی یا رسول اللہ بحکمِ باری تعالیٰ عزرائیل علیہ السلام آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں اور یہ آپ کی خصوصیت ہے۔

کیونکہ نہ تو انہوں نے پہلے کسی سے اجازت طلب کی ہے اور نہ آپ کے سوا کسی سے اجازت طلب کریں گے تو سرکارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اجازت ہے۔ اور پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس سے اجازت لینے پر عزرائیل علیہ السلام ایسے ہی داخل نہیں ہو گئے بلکہ حجرہ رسول کے باہر کھڑے ہو کر اجازت طلب کرتے ہیں۔

عزرائیل علیہ السلام جانتے تھے کہ حجرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک ایسی پردہ دار خاتون تشریف فرما ہیں جن کے سر کا ایک بال بھی ساری عمر پردے سے باہر نہیں رہا۔

فَقَالَ أَجِدُنِي يَا جِبْرِيلُ مَغْمُومًا وَ أَجِدُنِي يَا جِبْرِيلُ
مَكْرُوبًا ثُمَّ أَتَاهُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي فَقَالَ لَهُ مِثْلُ ذَلِكَ
ثُمَّ اسْتَأْذَنَ فِيهِ مَلِكُ الْمَوْتِ فَقَالَ جِبْرِيلُ يَا مُحَمَّدُ
هَذَا مَلِكُ الْمَوْتِ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْكَ وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ عَلَيَّ
أَدْمِي قَبْلَكَ وَلَا يَسْتَأْذِنُ عَلَيَّ بَعْدَكَ قَالَ إِذْنُ
لَهُ فَدَخَلَ الْمَلِكُ الْمَوْتِ -

طلب کرتے ہیں زہرا سے اجازت عزرائیل آ کر

چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یومِ وصال آیا تو اللہ جل شانہ و اعظم برہانہ نے حضرت عزرائیل کو ارشاد فرمایا کہ زمین پر میرے محبوب کی خدمت میں جاؤ اور اس بات کی احتیاط رکھنا کہ جب تک میرا محبوب تمہیں اجازت نہ دے اس وقت تک اُن کی روح قبض نہ کرنا چنانچہ ملک الموت کئی ہزار فرشتوں کی ہمراہی میں آستانہ محبوب کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو گیا۔

منقول است کہ در روز وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق سبحانہ تعالیٰ امر نمود را ملک الموت را کہ بزمین رود نزد حبیب من صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و پیر ہزار سال کہ بے اذن و بے بروئے در آئی و در آنکہ بے دستوری قبض روح دے کئی ملک الموت با ہزار ملک از اعوان خود ہما بر اسپان ابلق سوار جامہ ہائے منسوج بدرود یواقیت پوشیدہ بدر خانہ آنحضرت آمدند و در دست عزرائیل نامہ بود از پدوردگار عالمیان پس از برون خانہ بر صورت اعرابی با ایتادہ و گفت!

السلام علیکم یا اہل بیت النبوت و معدن الرسالہ و مختلف المملکۃ بدستوری دہید ما را کہ از در آمدیم تا بحجرۃ در ائم فاطمہ بر بالین رسول بود جواب داد کہ حالا ملاقات میسر میت کہ پیغمبر بحال خود مشغول است با دیگر اذن طلبید و ہما جواب شنیدنوبت سوم دستوری خواست با و آرز بلند چنانچہ ہر کس درال خانہ بواز بیت آواز بلرزید حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیہوش باز آمد و دیدہ مبارک بکشاد و پدید کہ شمارا چہ می شد،

اور پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ کے باہر ایک اعرابی کی صورت میں کھڑے ہو کر یہ صدا دی کہ اے اہل بیت نبوت اے معدن رسالت اور اے مختلف فرشتوں پر سلام مجھے اجازت دیجئے کہ میں حجرہ رسول میں حاضر ہو جاؤں میں بڑی دور سے آیا ہوں۔

جناب سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے والد گرامی کے سر ہانے بیٹھی ہوئی ہیں اشک بر سار ہی تھیں۔ اس آواز کو سنا تو آپ نے فرمایا کہ میرے والد اپنے حال میں مشغول ہیں اس لئے اجازت نہیں مل سکتی۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام نے سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کا جواب

فاطمہ گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردے غریب باصوتے مہیب با صورتے عجیب بیرون درایتادہ اذن می طلبیدہ نہ نوبت عذر خواہی نمودیم ونمی شنود حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ اے فاطمہ دانستی کہ او کیست؟

فاطمہ سلام اللہ علیہا گفت خدا و رسول اوترا ند پیغمبر صلوة اللہ و سلامہ علیہ وآلہ فرمود کہ شکستہ لذات است و قطع کنندہ آرزو ہا و مرادات است جدا کنندہ جماعت است یتیم کنندہ فرزند ان است بیوہ کنندہ زنان است حریفی است کہ بے کلید در کشاند بے حربہ جاں ربا ند اگر در بروے بہ بندند از دیوار در آید دو مرگ ازاں دو دماں بر آید ایں ملک الموت است بقبض روح پدرت آمدہ است حرمت آستانہ نگاہ میدارد و گرنہ اجازت خواستن و رخصت طلبیدن داب و عادات اونیت درش بکشائے فاطمہ سلام اللہ علیہا کہ ایں سخن شنید گفت و آمد نیتاہ خربت المدینہ اے در بیخ مدینہ خراب شد کہ صاحب سکیںہ از آنجا عزم سفر دارد۔

(روضۃ الشہداء ص ۱۱۰)

سنا تو خاموش ہو گئے و

پھر تھوڑی دیر بعد دوبارہ اجازت ملاقات طلب کی تو جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا نے پھر وہی جواب ارشاد فرمایا تیسری بار پھر اجازت طلب کی تو آواز میں اس قدر شدت تھی کہ گھر کا ہر فرد لرز کر رہ گیا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی آنکھیں کھول دیں آپ نے اہل بیت سے پوچھا تمہیں کیا ہو گیا ہے ؟

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے روتے ہوئے عرض کیا! ابا جان ایک عجیب صورت اور ڈراؤنی آواز والا عجیب و غریب آدمی دروازے کے باہر کھڑا ہے اس نے تین دفعہ اندر آنے کی اجازت طلب کی ہے ہر چند کہ میں نے عذر خواہی کی ہے مگر وہ مانتا ہی نہیں۔

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! بیٹی فاطمہ تم نہیں جانتی ہو کہ وہ کون ہے؟

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے عرض کیا کہ خدا اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

حضور سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! بیٹی یہ لذات کو توڑنے والا اور آرزوؤں اور اُمنگوں کو قطع کرنے والا ہے یہ ساتھیوں کو علیحدہ کرنے والا اور بچوں کو یتیم کرنے والا ماؤں سے بیٹے چھیننے والا اور عورتوں کو بیوہ کرنے والا ہے۔

فاطمہ بیٹی اس کو دروازوں کی کوئی ضرورت نہیں یہ بند دیواروں سے بھی آجاتا ہے میری لختِ جگر یہ ملک الموت ہے اور تیرے باپ کی روح

قبض کرنے کے لئے آیا ہے۔ جانِ پدر! یہ باپ بیٹی میں جدائی ڈالنے کے لئے آیا ہے اسے ہمارے آستانہ اقدس کا احترام تھا اور نہ اجازت طلب کرنا تو اس کی عادت ہی نہیں۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے والدِ محترم سے یہ جانکاہ خبر سنی تو آپ تڑپ کر رہ گئیں۔

آپ نے فرمایا! ہائے آج مدینہ ویران ہو گیا۔

ہائے افسوس! آج مدینہ خراب ہو گیا۔

ہائے صاحب سکون و تسکین نے عزم سفر فرمایا۔

شفقتِ مصطفیٰ

تاجدارِ انبیاء سید المرسلین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ کی درد بھری گفتگو سنی تو آپ نے بیٹی کا کانپتا ہوا ہاتھ اپنے سینہ بے کینہ پر رکھ لیا اور بیٹی کے غمزہ اشکوں میں بھگے ہوئے چہرہ انور کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور پھر اسی طرح دیکھتے دیکھتے آپ پر حالتِ استغراق طاری ہو گئی۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے چند لمحے انتظار کیا پھر والدِ گرامی کو مخاطب کر کے فرمایا یا ابتاہ ہائے ابا جان یا رسول اللہ آپ اسی طرح آوازیں دیتی رہیں مگر کوئی جواب نہ ملا آپ نے پھر زار و قطار روتے ہوئے عرض کیا اے میرے ابا جان آپ پر میری جان قربان میری طرف ایک نگاہ اٹھا کر تو دیکھتے میری آنکھوں سے بہنے والے اشکوں کے سمندر کو ملاحظہ کیجئے ابا جان میرے ساتھ کچھ گفتگو تو فرمائیے مجھے تسلی تو دیجئے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی درد بھری گفتگو اسی طرح جاری تھی کہ
 امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چشمانِ مازاغ البصر کو کھول دیا اور
 بیٹی کو دیکھ کر فرمایا میری بیٹی نہ روتیرے رونے نے عرش پر رہنے والوں کو رلا
 کر رکھ دیا ہے پھر آپ نے اپنے دستِ اقدس سے بیٹی کے چہرے پر بہنے
 والے آنسوؤں کو خشک فرمایا اور پھر خوشخبری بھی سنائی اور تسلی دیتے ہوئے
 بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا یا اللہ میرے فراق کے غم میں صبر کی توفیق نصیب
 فرما پھر جناب عذرا بتول سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کو فرمایا کہ بیٹی جب
 ملک الموت اپنا کام کر لے تو یہ کہنا۔ **إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ**

مزید حوالے

تمام کتب حدیث اور تواریخ و سیر میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دستِ فاطمہ را گرفت داد را بسینہ بے کینہ خود ضم
 کر دے مانے نیک چشم مبارک خود برہم نہاد چنانچہ گفتند مگر روح قدس وے از جسد مطہر
 مفارقت کردہ فاطمہ فرا پیش برد و گفت یا ابتاہ ہیج جواب نہ شنید گریاں گریاں گفت اے
 پسر جان من فدائے تو باد بمن نگاہے کن دیک سخن با من بگو حضرت ت دیدہ بکشا و گفت
 اے دختر من مگری حملہ عرش از گریہ تو می گریند و بدست مبارک از چہرہ فاطمہ پاک میگر
 دو اور ابشار تہامی داد و دلداری ہامی را خود و میگفت بار خدا یا اورا مفارقت من صبرے
 کرامت فرمائی پس گفت اے فاطمہ جوں روح مرا قبض کنند بگو۔

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

وآلہ وسلم نے شدتِ مرض کے وقت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں تو آپ نے فرمایا۔
 مرحبا یا بنتی مرحبا اے میری بیٹی اور اپنے پہلو میں بٹھایا، صحت کی حالت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادتِ کریمہ تھی کہ جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور پوری توجہ کے ساتھ استقبال فرماتے، آپ کی جبینِ اقدس کا بوسہ لیتے اپنی جگہ پر بٹھاتے لیکن اس وقت جب وہ آئیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے کان میں کچھ فرمایا تو وہ رونے لگیں اس کے بعد پھر کان میں کچھ فرمایا تو آپ خوش ہو کر مسکرانے لگیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی آنسوؤں اور مسکراہٹ کا اس قدر اتصال نہیں دیکھا جیسا اس روز جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے آنسو اور مسکراہٹ قریب قریب تھے۔

(طبقات ابن سعد ۸ - ۲۳ دیگر کتب متفق علیہ)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کو قسم دے کر پوچھا کہ وہ کیا بات تھی ؟

جس سے آپ رونے اور مسکرانے لگیں۔ سیدۃ النساء العالمین نے فرمایا کہ یہ میرے اور والد کے درمیان ایک راز تھا جسے بتانے میں اب کوئی حرج نہیں۔

میرے ابا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میرے کان میں جو بات

سب سے پہلے کی تھی وہ یہ تھی کہ بیٹی اب ہم تجھ سے جدا ہونے والے ہیں یہ روح فرسا خبر سن کر میں رونے لگی۔ پھر آپ نے میرے کان میں فرمایا کہ بیٹی اہل بیت میں سب سے پہلے تم ہی ہم سے ملاقات کرو گی اور میرے ابا جان نے یہ بھی فرمایا کہ بیٹی تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تم تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو اور تمام جنتی عورتوں کی سردار ہو۔

(نزہۃ المجالس ۲- ۱۶۴- سیرت حلبیہ ۲- ۴۶۱- کنز العمال حدیث ۱۱۳۶)

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کا روتے روتے ایک دم مسکرا دینا صرف اس وجہ سے تھا کہ آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے پہلے ملاقات کی بشارت دی تھی اور تمام عورتوں کی سرداری کی فضیلت اس پر زائد ہے۔

میں کہتا ہوں کہ حقیقت بھی قطعی طور پر یہی ہے کہ آپ والدِ گرامی سے جلد ملاقات کی خوشی میں مسکرائی تھیں کیونکہ رونے کی وجہ بھی تو باپ سے بچھڑنے کی خبر تھی تمام دنیا کی عورتوں کی سرداری کی خبر آپ کے لئے ایسے وقت میں موجب فرحت و انبساط نہیں ہو سکتی تھیں اور ایسی خوشخبریاں تو آپ کو اس سے پہلے بھی مل چکی تھی۔

خواب کی تعبیر

ایک روایت میں آتا کہ جب سید الانبیاء رحمۃ اللعالمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شدتِ مرض کا حملہ ہوا تو اس غم و اندوہ کے عالم میں جناب سیدہ طاہرہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا والدِ گرامی کی خدمت میں حاضر ہوئیں

اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس صحیفہ کا ایک ورق ہے اور میں اس پر تلاوت قرآن پاک کر رہی ہوں اچانک میں نے دیکھا کہ وہ ورق میری نگاہوں سے غائب ہو گیا ہے؟ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے میری لاڈلی بیٹی وہ ورق میں ہوں جو تیری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا اور تو اب مجھ سے علیحدہ ہوا چاہتی ہے۔

اسی اثناء میں سیدنا حسن علیہ السلام اور سیدنا حسین علیہ السلام بھی آگئے اور عرض پرداز ہوئے کہ اے جدِ بزرگوار ہم دونوں نے ایک ہی قسم کا خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک تخت ہوا کے دوش پر اڑا جا رہا ہے اور ہم اس تخت کے نیچے ننگے سر دوڑ رہے جا رہے ہیں۔

حضور سرور کائنات تاجدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہزادوں کا یہ خواب سنا تو فرمایا اے میرے جگر پارو وہ تخت میرا تابوت ہے جس کے نیچے تم ننگے سر سیاہ زلفوں کو بکھیرے ہوئے کھڑے ہو گے۔

حضرت ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ جب ان کے خوابوں کی تعبیر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تو

ناگاہ فاطمہ در آمد و گفت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در خواب دیدم کہ ورق مصحفی و از آں جا قرآن می خوانم ناگاہ آں ورق از چشم من غائب شد۔

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ اے فرزندِ دلبرند آں ورق منم کہ از چشم تو غائب خواہم شد تو از من دور خواہی ماند و در اثنائے ایں حال حسن و حسین در آمد و گفتند

اہل بیت میں کھرام بپا ہو گیا ہر ایک آنکھیں اشک برسا رہی تھی اور جگر کباب ہو رہے تھے۔

تاجدارِ مدینہ کا وصال

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرض کا شدت سے غلبہ تھا متواتر اور صحیح روایات میں آتا ہے کہ حضور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس قدر بخار کا حملہ ہوا تھا اُس کی مثال پہلے کہیں ملتی ہے اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کو اتنا تیز بخار ہوا۔

بلکہ روایات میں بھی آتا ہے کہ جس قدر شدید بخار امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برداشت کرنا پڑا آپ کے علاوہ دُنیا میں کوئی بھی شخص اس کا مشتمل نہیں ہو سکتا تھا۔

اے جد بزرگوار ہر ایک از ماچتاں در خواب دیدم کہ تخت در ہوامی رفت و ما در اں تخت سرائے برہانہ می رفتیم؟

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ جانانِ جد آں تخت تابوت من است کہ بردارند در زبر آں فرقیہائے مبارک برہنہ کردہ گیسوہائے مشکیں پراگندہ ساختہ بر دیدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا میگوید کہ از میں واقعات و تعبیر سید کائنات افضل التحیات خروش از اہل بیت بر آمد و دیدہا از اثر ہجر اں گریاں شد و جہا نہا از اثر حرماں بریاں شد۔

(روضۃ الشہداء ص ۷۹)

والدِ گرامی کے مرض کی اس شدت اور بخار کی حدت کو دیکھتے ہوئے جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا پر لرزے کی حالت طاری تھی آپ کی آنکھیں مسلسل آنسو بہا رہی تھیں دل بار بار ڈوب ڈوب جاتا ادھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بار بار حالتِ استغراق کی کیفیت طاری ہو رہی تھیں۔

ایک بار جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے والدِ محترم کی بخار میں جلتی ہوئی والشمس پیشانی اقدس پر ہاتھ رکھتے ہوئے نہایت ہی پُر درد آواز میں کہا

وَ اَكْرَبَاهُ لِكُرْبِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقُلْ لَا كَرْبَةَ عَلَيَّ
اَيُّنِكَ بَعْدَ الْيَوْمِ -

ہائے ابا جان کی تکلیف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹی کے دل سے نکلی ہوئی آہوں میں لپٹی ہوئی آواز کو سنا تو فرمایا۔

بیٹی آج کے بعد تیرے باپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی اور پھر آپ نے دوبارہ اپنی صاحبزادی کا ہاتھ تھام کر اپنے سینہ اقدس پر رکھ لیا اور اسی عالم میں تمام انبیاء کے تاجدار، مختارِ دو عالم، رُوحِ کائنات، حُسنِ کونین، نُورِ اول، محبوبِ خدا، رحمۃ للعالمین، تاجدارِ مدینہ، احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہو گیا۔

آپ کے وصال فرمانے کے بعد جو حال اہل بیت عظام اور صحابہ کرام کا ہوا وہ بیان سے باہر ہے کتب احادیث و سیر میں آتا ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو تمام مدینہ گہرے اندھیرے میں ڈوب گیا۔

روایات میں آتا ہے کہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ

معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو وہ دن مدینہ منورہ کا سب سے روشن دن تھا اور جس روز امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیات دنیاوی و ظاہری سے علیحدگی فرمائی وہ دن مدینہ منورہ کا انتہائی تاریک ترین دن تھا۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ أَظْلَمُ الْمَدِينَةَ كُلَّ شَيْءٍ -

(مستدرک حاکم جلد سوم ص ۵۷)

الغرض تمام مدینہ منورہ ظلمات میں ڈوبا ہوا تھا ہر گھر میں کہرام مچا ہوا تھا ہر آنکھ اشکبار اور دل داغدار ہو چکا تھا۔ ہر طرف نعرہ ہائے الفراق کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں یوم معلوم ہوتا تھا جیسے انسانوں کے ساتھ مدینہ منورہ کے درو دیوار بھی چیخ چیخ کر رو رہے ہوں۔

ایک مستجاب الدعوات صحابی رسول اپنے باغ کو پانی دے رہے تھے انہیں جب تا جدارِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مقدس کی خبر پہنچی تو انہوں نے دُعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور بارگاہِ اللہ تبارک و تعالیٰ میں اس طرح التجا کی کہ! اے معبودِ عظیم اگر اب میں تیرے محبوب کے چہرہ انور کی زیارت نہیں کر سکتا تو میری آنکھوں کی بینائی واپس لے لے ابھی وہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ ان کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

فراقِ رسول میں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الم انگیزانوں کو تو الفاظ میں ڈھالا ہی نہیں جاسکتا۔

بہر حال شمع رسالت کے پروانوں پر مصیبتوں اور غم و آلام کی
 بجلیاں ٹوٹ پڑی تھیں تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی
 جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا پانے باپ کے الم نشرح سینۃ اقدس پر
 ہاتھ پھیرتے ہوئے بیہوش ہو چکی تھیں۔

اس المناک اور درد انگیز منظر کے بیان کرنے کا نہ قلم کو یارا ہے اور

نہ زبان کو طاقت۔

باپ کے وصال کا سیدہ پر اثر

جناب رسول خدا تا جدارِ مدینہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصالِ اقدس پر اہل بیت رسول اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا جو حال ہوا اُس کی دردناک جھلک آپ گزشتہ اوراق میں ملاحظہ فرما چکے ہیں اب یہ دیکھیں کہ سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر باپ کی جدائی کے غم نے کیا اثرات مرتب کئے تھے۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ کسی سے جس قدر زیادہ محبت ہوگی اسی قدر شدت سے اُس کے بچھڑ جانے کا غم ظاہر ہوتا ہے۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس طرح تمام کائنات عالم سے زیادہ محبت تھی اسی طرح جناب سیدہ طاہرہ کو اپنے والدِ گرامی کے ساتھ تمام کائنات عالم سے زیادہ محبت تھی۔

یوں تو شرطِ ایمان ہی یہ ہے کہ جب تک کوئی شخص اپنے ماں باپ اولاد حتیٰ کہ اپنی جان سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت نہ کرے مومن نہیں ہو سکتا۔ تاہم اس شرط کے باوجود بھی محبت کے مدارج موجود ہیں یہی وجہ ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی اپنے والدِ گرامی سے مخصوص محبت نے آپ کو اُس وقت تک بے چین و بے سکون رکھا جب تک کہ آپ کا وصال نہ ہو گیا۔ آپ کی دردِ عالم میں ڈوبی ہوئی نوحہ خوانی حیطہ تحریر میں لائی ہی نہیں جاسکتی آپ فریاد پر فریاد کر رہی ہیں کہ

ابا جان آپ کی دعا قبول ہوگئی اے ابا جان آپ جنت الفردوس میں چلے گئے اے ابا جان کہاں ہے جبریل جس نے آپ کے وصالِ حق کی خبر دی اے ابا جان آپ اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ قریب ہو گئے۔

قَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا يَا أَبَتَاهُ جَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا
أَبَتَاهُ جَنَّتُ الْفِرْدَوْسِ مَا وَاهُ يَا أَبَتَاهُ إِلَى جِبْرِيلِ
نُنْعَاهُ يَا أَبَتَاهُ مِنْ رَبِّهِ مَا أَدْنَاهُ

(طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۳۱۱) (المستدرک ج ۳ ص ۵۹) (روضۃ الشہداء ۸۳)

(معارف ج ۲ ص ۲۳۲) (سیرۃ حلبیہ ج ۲ ص ۴۷۵) (ماہیۃ بالنسۃ ص ۲۶۴)

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۲۵) (معارف ج ۲ ص ۳۵۷)

(تاریخ اسلام ج ۲ ص ۲۰۹)

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ اقدس کو دیکھا تو آپ تڑپ کر رہ گئیں آپ نے لوگوں کو فرمایا تمہارے دلوں نے کیسے گوارا کر لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مٹی کے نیچے دفن کر دو۔

وَلَمَّا دُفِنَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا فَقَالَتْ كَيْفَ طَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ
تَحْتُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
التُّرَابَ -

(طبقات ج ۲ ص ۳۱۱) (المستدرک ج ۳ ص ۵۹) (ماہیۃ بالنسۃ ص ۲۶۴)

(مدارج م ج ۳ ص ۴۳۲) (بخاری روضۃ الشہداء ص ۸۳۱)

اور پھر اسے انتہائی کرب سمجھ لیجئے یا واللہ انہا نے محبت کا کرشمہ آپ مزارِ اقدس کے قریب روتی جا رہی ہیں اور حسرتناک نگاہوں سے قبرِ انور کی طرف

دیکھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سوال کرتی ہیں کیا واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دفن کر دیا گیا ہے؟

انہوں نے ہاں کہا! تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے دلوں نے کیسے قبول کر لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی گراؤ کیا میرے والد محترم نبی رحمت نہیں ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا بیشک آپ نبی رحمت ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کو کس طرح ٹالا جاسکتا ہے۔ آپ پھر روتی تڑپتی زمین پر بیٹھ گئیں اور یوں اپنے ابا حضور سے گفتگو فرمانے لگیں اے ابا حضور ہائے نبی رحمت اب وحی نہیں آئے گی۔ اے میرے ابا جان! اب جبریل کی آمد ختم ہو گئی اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں رورو کر دعا فرماتی ہیں۔

یا اللہ میری روح کو میرے ابا جان کی روح سے ملا دے۔

یا اللہ آپ کے دیدار میری آنکھوں کو سیراب کر دے۔

خَرَجَتْ فَاطِمَةُ قَالَتْ يَا اَبَا الْحَسَنِ دُفِنْتُمْ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ ؟

قَالَ نَعَمْ ! قَالَتْ كَيْفَ طَابَتْ قُلُوْبُكُمْ اَنْ تَحْتُوْا
التُّرَابَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ
اَلَيْسَ ذٰلِكَ نَبِيُّ الرَّحْمَةِ -

فَقَالَ نَعَمْ وَلٰكِنْ لِامْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَعَدْتُ
تَنْدِبُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَ
تَقُوْلُ يَا اَبْتَاهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ اَلَا اَنْ لَا يَأْتِي
الْوَحْيُ اَلَا اَنْ يَنْقَطِعُ عَنَّا جِبْرِيلُ اَللّٰهُمَّ الْحَقُّ رُوْحِي

بِرُوحِهِ وَاشْبَعْنِي بِالنَّظَرِ إِلَى وَجْهِهِ وَلَا تُحَرِّمْنِي أَجْرَهُ
(ماہیہ بالنسبہ صفحہ ۲۶۲ و دیگر کتب متفقہ علیہ)

ماذا على من شم تربة احمد

ان لا يشم مدى الزمان غواليا

صبت على مصائب لو انها

صبت على الايام صرن لياليا

يا اللہ قیامت کے دن مجھے میرے ابا جان کی شفاعت سے محروم نہ

رکھنا۔ اسی طرح عالم بیقراری میں آپ نے قبر انور سے خاکِ اقدس اٹھا کر
چہرہ اقدس سے لگائی اور پھر بوسہ دیکر سونگھنے لگیں اور فرمایا۔

جس نے میرے ابا جان کے مزارِ اقدس کی خاک کو سونگھ لیا تو اس کا

کیا کہنا وہ آئندہ کبھی بھی کسی قسم کی خوشبو نہیں سونگھے گا اور مجھ پر جو مصیبتیں
پڑی ہیں اگر یہ دنوں پر پڑتیں تو وہ راتیں ہو جاتے۔

ایک دور روز کی بات نہ تھی والدِ گرامی کے فراق کا غم سیدہ طاہرہ فاطمہ

الزہرا رضی اللہ عنہا کی زندگی کا جزو بن گیا تھا اب آپ تھیں یا آٹھوں پہر کی

گریہ زاری۔ دن ہو یا رات ابا جان ابا جان پکارتی رہتیں۔

روضۃ الشهداء میں ہے کہ جب سے کائناتِ ارضی وجود میں آئی

ہے دنیا میں پانچ شخص سب سے زیادہ روئے ہیں جن میں ایک جناب سیدہ

فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا ہیں۔

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ مَرَرْتُ عَلَى بَابِ فَاطِمَةَ وَ

كَانَتْ تَنْدِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ يَا مَنْ

لَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيرِ وَيَا مَنْ اخْتَارَ الْحَبِيرِ

عَلَى السَّرِيرِ وَيَأْمَنُ لَمْ يُتِمِ اللَّيْلَ -

جو اپنے والدِ گرامی کے فراق میں اس قدر روئیں کہ دُنیا غمزہ ہو گئی اور صحیح روایات میں آتا ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی آٹھوں پہر کی گریہ زاری اور سوز و الم میں ڈوبی ہوئی نوحہ خوانی نے قرب و جوار میں رہنے والے اہلِ مدینہ کو تڑپا کر رکھ دیا اور انہوں نے انتہائی پریشانی کے عالم میں آپ کو پیغام بھیجا کہ آپ دن رات گریہ زاری نہ فرمایا کریں۔

اما ز اہل بیت یکے بود کہ در فراق پدر چنداں بگر
یست کہ اہل مدینہ بوئے پیغام کہ وند کہ اے
فاطمہ لقد اذیت ایا بکائک

(روضۃ الشہداء ص ۱۰۰)

وبصحت رسید کہ فاطمہ را کسے بعد از وفات پدر خنداں ندید بلکہ شب و روز گریہ کر دے و بسوز دل بنا لیدے و گریہ او بہ مرتبہ رسید کہ اہل مدینہ ازاں بہ تنگ آمدند گفتند اے دختر مصطفیٰ بروز بگری و شب بیارام تا مارا ہم آرامشے باشد یا شب گریہ کن و بروز خاموش باش تا مارا آسائے باشد۔

(روضۃ الشہداء ص ۹۹)

آپ یا تو دن کے وقت رولیا کریں یا رات کے وقت تاکہ کسی وقت تو ہمیں چین نصیب ہو جائے اس لامحدود اور لامتناہی سوز و الم کو الفاظ میں کس طرح سمویا جاسکتا ہے یہ تو وہی جان سکتا ہے جس کے ساتھ گزر رہی ہو۔ دوسرا اُسے کہاں تک بیان کر سکتا ہے اور کہاں تک سمجھا سکتا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک روز جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے درِ دولت پر حاضر ہوا تو وہ اس طرح نوحہ خوانی اور

فریاد و فغاں کر رہی تھیں۔

اے نبی! جو کی روٹی بھی آپ نے کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

یا نبی اللہ! آپ نے پلنگ کے عوض چٹائی کو پسند فرمایا

یا نبی اللہ! آپ کبھی رات بھر نہیں سوئے۔

فضائے آسمانی غبار آلود ہو چکی ہے۔

آفتاب نہار چھپ گیا اور شب و روز تار یک ہو گئے۔

إِغْبَرَّ أَفَاقُ السَّمَاءِ وَكُورَتِ

شَمْسِ النَّهَارِ وَأَظْلَمَ الْعَصْرَانِ

وَالْأَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِيِّ كَيْهَتْهَ

أَسْفًا عَلَيْهِ كَثِيرَةٌ الْأَحْزَانِ

فَلْيَبِكْ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُهَا

وَلْيَبِكْ مُضَرٌّ وَكُلُّ يَمَانِي

وَالْيَبِكْ مُتَطَرَّ الْإِشِيمِ وَجُوهُ

كَأَلْبَيْتِ وَالْإِسْتَارِ وَالْأَرْكَانِ

يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكِ وَجْهَهُ

صَلَّى عَلَيْكَ مُنْزِلُ الْقُرْآنِ

(دیوان علی ص ۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غم میں زمین آپ کے بعد حزن و

ملال اور مصیبت کی آماجگاہ بن گئی۔

لازم ہے کہ اس مصیبت پر مشرق و مغرب نالہ و فریاد کریں۔

اس مصیبت پر تمام اہل مضر اور یمانیوں کو رونا چاہیے۔

چاہیے کہ آپ پر بلند شان اشیاء آنسو برسائیں جیسے بیت اللہ شریف استار کعبہ اور اس کے ارکان۔

پھر آپ اپنے والدِ گرامی حبیب کبریٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے یوں عرض کرتی ہیں یا خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کا چہرہ اقدس برکت والا ہے آپ پر قرآن نازل فرمانے والا خداوند تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے۔

اے والدِ محترم! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میرا شوق شدت اختیار کر جاتا ہے تو میں روتی اور تڑپتی ہوں آپ کے مزارِ اقدس پر آ جاتی ہوں اور جب مجھے میری صداؤں کا جواب نہیں ملتا تو میں والہانہ شکایتیں اور نوحہ کرتی ہوں۔

اے صحرا کو آباد فرمانے والے رسولِ ہاشمی آپ کے ذکر نے تمام مصائب کو محو کر دیا ہے۔

اے والدِ گرامی! اگرچہ آپ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں مگر آپ میرے دل سے اوجھل نہیں ہوئے۔

إِذَا اشْتَدَّ شَوْقِي زُرْتُ قَبْرِكَ يَا كَيَّا
 أَنْوُحُ وَأَشْكُوا لَا أَرَاكَ مُجَاوِبِي
 فَيَأْسَاكِينَ الصَّحْرَاءَ عَلَّمْتَنِي الْبَكَ
 وَذِكْرَكَ أَنْسَانِي بِمَجْمَعِ الْمَصَائِبِ
 فَإِنْ كُنْتُ عَيْبِي فِي التُّرَابِ مُغَيَّبًا
 فَمَا كُنْتُ عَنْ قَلْبِي الْحَزِينِ بِغَائِبِ

(دیوان علی ص ۹)

ناقہ رسول دروازہ زہرا پر

سرکارِ دو عالم تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پاک کے بعد سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا رات کے وقت باہر تشریف لائیں تو آپ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ عضبا جو آپ کو خیبر کی فتح کے بعد حاصل ہوئی تھی ملی۔ ناقہ رسول نے شہزادی مصطفیٰ کو دیکھا تو آگے بڑھ آئی اور عرض کیا۔

السلام علیکم یا بنتِ رسول اللہ! اگر آپ کو اپنے والد گرامی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کوئی کام ہو تو مجھے ارشاد فرمائیں میں آج انہیں کے پاس جانے والی ہوں۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے والدِ محترم کا ذکر اونٹنی کی زبان سے سنا تو دل بھر آیا آنکھیں اشکبار ہو گئیں اور ناقہ مصطفیٰ کلہ سرا اپنی گود میں لے لیا آپ روتی بھی جا رہی تھیں اور پیار سے اونٹنی کی گردن پر ہاتھ بھی پھیر رہی تھیں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اونٹنی اللہ کو پیاری ہو گئی۔

جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے ایک کمبل میں لپیٹ کر اُسے دفن کروا دیا تین روز کے بعد جب اس جگہ کو کھول کر دیکھا تو اس کا وہاں پر کوئی نشان تک موجود نہ تھا۔

امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی کا فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا سے گفتگو کرنا سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی کرامت تھی اور اس قسم کی بے شمار کرامات صاحبزادی رسول سے ظہور میں آتی ہی رہتی تھیں آپ تو

سرچشمہ کرامات اور مخزن کرامات تھیں آپ ہی کے دروازہ پر جبینیں جھکا کر
تو اولیاء اللہ صاحب کرامات ہوتے ہیں۔

قَالَ نَسَفِي خَرَجْتُ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا لَيْلًا
فَخَاطَبْتُهَا نَاقَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
الْعَصَبَا الَّتِي أَصَابَهَا مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَتْ السَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ
لَكَ حَاجَةٌ إِلَى أَبِيكَ فَإِنِّي ذَاهِبَةٌ إِلَيْهِ فَبَكَتُ فَاطِمَةُ
رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا وَجَعَلَتْ رَأْسَ النَّاقَةِ فِي حَجْرِهَا
حَتَّى مَاتَتْ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ إِلَى آخِرِهِ..

(نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۲۲۳)

کتاب الفضائل میں یہ روایت اس طرح ہے۔

شتر رسول شبے بر بی بی فاطمہ آمد حق تعالیٰ اور اگو یائی داد گفت السلام علیک یا

بنت رسول اللہ

من بامداد خواہم مرد مہج پیغاے داری بر رسول بی بی فاطمہ جت و سر شتر در
کنار گرفت و گفت اے یادگار بابائے من و اے مشتاق پدر من و اے در غم مونس من تو ہم
مرا گذاشتے و سوتے رسول رساندے سلام من بابائے من رسائی و بگوئی یا رسول اللہ مرا
اشتیاق شما غالب شدہ است دعا کن تا زود برسم چوں روز شد شتر سقط شد از مردن،،

(کتاب الفضائل ص ۲۲۳)

ترجمہ! حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ ایک رات
کو سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حضور میں آئی اللہ نے اسے قوت
گویائی عطا فرمائی تو اُس نے کہا السلام علیکم اے بنت رسول میں آج آپ

کے ابا جان کے پاس جا رہی ہوں اگر آپ نے اپنے باپ کو کوئی پیغام دینا ہو
تو ارشاد فرمائیے۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے ناقہ رسول کی گفتگو سنی تو تڑپ کر رہ
گئیں آپ نے اونٹنی کا سر آغوش میں لے لیا اور رو کر فرمایا اے میرے ابا
جان کی یادگار اے میرے بابا کی زیارت کی مشتاق اور اے میری ہمدرد
مونس تو مجھے چھوڑ کر جا رہی ہے۔ جب تو میرے بابا کے پاس پہنچے تو میرے
بابا کو میرا سلام کہنا اور عرض کرنا یا رسول اللہ آپ کی زیارت کا شوق مجھ پر
غالب آچکا ہے دعا کریں کہ میں آپ تک جلد از جلد پہنچ جاؤں ناقہ رسول
اسی روز گری اور مر گئی۔

جناب سیدہ کے آخری ایام

شہزادی کوئین صاحبزادی رسول سیدہ زہرا بتول صلوٰۃ اللہ علیہا کی زندگی کا ایک ایک سانس والد گرامی کے فراق میں صدیوں کی طرح گزر رہا تھا شب و روز کی آہ و زاری اور آلام و غم نے آپ کی صحت پر شدید اثر کیا۔ بار بار غش آنے اور بے ہوشی طاری ہونے سے بھی آپ کے قوی شید طور پر متاثر ہوئے نتیجہً آپ کو ہمہ وقت بخار رہنے لگا جسم تو بخار کی حدت سے جلتا رہتا اور دل باپ کے غم کی شدت سے آگ کی بھٹی بنا رہتا۔ جیسا کہ آپ سابقہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ آپ کا دل دنیا کی ہر چیز سے اچاٹ ہو چکا تھا اور آپ ہمہ وقت روتی رہتی تھیں۔

والدہ محترمہ کے غم میں شہزادگان بتول بھی برابر شریک تھے اور مسلسل آہ و زاری کرتے رہتے جس کا اثر یہ ہوا کہ مقدس ماہ کی طرح حسنین کریمین علیہما السلام بھی بھوکے رہتے جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی تو بھوک ہی مر چکی تھی اور شدتِ غم نے کھانے پینے کا احساس قطعی طور پر ختم کر دیا تھا تاہم آپ محض اس لئے کہ بچے بھوکے نہ رہیں۔ چند لمحوں کے لئے دسترخوان میں شامل ہو جاتیں کیونکہ آپ کی گود میں پلنے والے شہزادے اور شہزادیاں آپ کے بغیر کھانے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

آپ کے مرض کے دوران حضرت فضہ اور حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہن گھریلو کام کاج میں پوری پوری دلچسپی رکھتیں اور کھانا وغیرہ پکانے کا اہتمام کرتیں۔

رمضان المبارک ﷺ کو خلاف معمول جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے زرخ انور سے غم و آلام کے بادل ایک دم چھٹ گئے اور یوں معلوم ہونے لگا جیسے آپ کو مکمل افاقہ ہو گیا ہو آپ نے گھر کا تمام کام اپنے ہاتھوں سے کیا اپنے صاحبزادوں اور صاحبزادیوں کے کپڑے بھی خود دھوئے اور ان سب کو اپنے ہاتھوں سے نہلا دھلا کر صاف ستھرا لباس بھی پہنایا اور پھر اپنے دستِ اقدس ہی سے اُن کے لئے شام کا کھانا تیار کیا۔

سیدہ کا خواب

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم گھر میں تشریف لائے تو آپ کو ہشاش بشاش دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا سے اس فرحت و انبساط کے حوالے سے پوچھا۔

مولائے کائنات اسد اللہ الغالب سیدنا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استفسار پر شہزادی رسول سیدہ زہرا بتول صلوة اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا اے تاجدارِ اہل اتیٰ اور اے سرتاجِ من میں نے کل ایک نہایت ہی حسین و جمیل خواب دیکھا ہے۔

میں نے دیکھا کہ میرے دل کا قرار میرے ابا حضور میرے سرہانے اس انداز سے تشریف فرما ہیں جیسے کسی کے منتظر ہوں آپ کے جمال جہاں آراء کی زیارت کی تو میں بے ساختہ فریاد کرنے لگی میں نے عرض کی ابا حضور آپ کہاں ہیں میں آپ کے فراق میں ترپ رہی ہوں؟ میرا دل جل رہا ہے۔

میری روح بیقرار ہے۔

میری فریاد سن کر میرے ابا حضور نے فرمایا فاطمہ بیٹی میں اس جگہ ہوں اور انتظار کر رہا ہوں۔

میں نے عرض کیا یا ابناہ یا رسول اللہ آپ کس کے منتظر ہیں تو میرے ابا جان نے فرمایا! فاطمہ بیٹی ہمیں تیرا ہی انتظار ہے۔

فراق کی گھڑیاں طویل ہو گئیں اور اب نہ تابِ جدائی ہے اور نہ یارائے فراق۔ عنقریب تمہاری رُوح علائقِ جسم سے انقطاع کر کے ہم سے ملاقات کرنے والی ہے۔ پیاری بیٹی تیاری کرو۔ ہم تمہیں لینے آئے ہیں جب تک تم نہیں آؤ گی ہم نہیں جائیں گے ابا حضور سے یہ مژدہ جانفزا سنا تو میرے دل کو سکون اور روح کو قرار آ گیا۔

میں نے عرض کیا ابا جان میں تو پہلے ہی دیدار کو ترس رہی ہوں مجھے

اے علی دوشِ پدرم را بخواب دیدم بر سر بالائے ایستادہ ہر طرف چنانچہ گوئی
منتظر کسے است فریاد بر کشیدم کہ یا ابناہ تو بجائی کہ از فراق تو دلم سوختہ و تنم گداختہ شد
گفت اے فاطمہ من ایس جا ایم و انتظار میبرم گفتتم یا رسول اللہ منتظر کیستی؟ فر
مود! کہ منتظر تو اے فاطمہ زمان فراق از حد گذشت و مرا از شوق تو طاقت بفاق بر سیدہ و
قت است کہ قفس تن در ہم شکنی و دل از علائق بد نے بر کنی اے فاطمہ بیا کہ تانمی آنی من
نمی روم گفتہ اے پدر من آرزو مند لقائے تو ام و هموار متمنائے من آں بود کہ بدولت دیدار
تو برسم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود کہ پس شباب اے فاطمہ تا فردا است نزد من باشی،،
(روضۃ الشہداء ص ۱۰۴)

جلد اپنے پاس بلا لیجئے میری بے قراری دیکھ کر میرے ابا حضور نے فرمایا بیٹی جلد ملاقات ہونے والی ہے کل تم ہمارے پاس ہوگی خواب بیان فرمانے کے بعد سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا کہ

یا علی مجھ پر اس وقت سے شوق زیارتِ مصطفیٰ کا غلبہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ یا تو آج کی رات یا کل کو اپنے ابا حضور کے پاس پہنچ جاؤں گی میری رخصت کا وقت انتہائی قریب ہے۔

یہی وجہ ہے کہ میں نے آج روٹیاں پکا دیں کہ کل تو میرے کفن دفن اور میری مصیبت میں مصروف و مشغول ہوں گے اور میرے بچوں کو بھوکے نہ رہنا پڑے اور اپنے بچوں کے کپڑے میں نے اس لئے دھوئے ہیں کہ میرے بعد شاید کوئی میرے یتیموں کے کپڑے دھوئے یا نہ دھوئے اور میرے بچوں کا حال زار کوئی پوچھے یا نہ پوچھے میں چاہتی ہوں کہ اپنے بچوں کے سر میں کنگھی کر کے ان کی زلفیں سنوار کر دیکھ لوں نہ معلوم ان کے غبار میں اٹے ہوئے گیسو کوئی بعد میں دھوئے یا نہ دھوئے۔

غم حیدر

جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے سیدہ کریمہ طییبہ طاہرہ صلوٰۃ اللہ علیہا وعلیہا وعلیہا کی یہ درد بھری گفتگو سنی تو آپ کی زندگی آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب موجزن ہو گیا آپ روتے جارہے تھے اور حسرت ناک نگاہوں سے شہزادی رسول سلام اللہ علیہا کو دیکھتے جارہے تھے آپ بات کرنا چاہتے تھے مگر الفاظ گلے میں اٹک اٹک کر رہ جاتے بمشکل تمام آپ نے فرمایا اے

رفیق و غمگسار من اے بنتِ رسولِ عالمین میرے سینے پر تو ابھی تک آپ کے والدِ محترم کے فراق کا غم ہی چھریاں چلا رہا ہے ابھی تو غمِ رسول کے زخم ہی مندمل نہیں ہوئے اوپر سے آپ اپنی مفارقت کا زخم لگانے والی ہیں شیرِ خدا اس قسم کی درد بھری گفتگو فرماتے ہوئے حسرت و اندوہ میں ڈوبی ہوئی نگاہوں سے شہزادیِ رسول کی طرف دیکھتے جا رہے تھے۔

من از خواب در آمدم و اشتیاق آں عالم بر من غلبہ کردی دانم کہ در آخر ایں روز یاد راول شب آئندہ رحلت خواہم کرد، نان از برائے آں می پزم کہ فردا تو مصیبت من مشغول باشی، فرزند ان من گرسنہ نمائند، جامہ فرزند ان خود بجهت آں می شوئم کہ ندانم کہ جا مہ فرزند ان من بعد از من کہ شویدہ و رضائے دل یتیمان من کہ جوید میخوانم کہ سر فرزند ان شا نہ کنم کہ معلوم نیست کہ پس از من غبار از موئے ایشان کہ بیفشانند اما چوں امیر از فاطمہ سخن فراق شنید آب حسرت از دیدہ فروریخت و گفت اے فاطمہ ہنوز از داغ فراق پدرت بر نیا سوده ام و از جراحت رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نافر سوده ام اینک نوبت مفارقت تو ہم رسید و داغ دیگر بر بالا ئے آں داغ پدرت آمد،

(روضہ الشہداء ص ۱۰۴)

یا علی یہ آخری لمحات ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی غم میں ڈوبی ہوئی نگاہوں کو دیکھ کر جناب سیدۃ النساء العالمین حضرت بتول سلام اللہ علیہا نے فرمایا اے شیر خدا صبر کیجئے اور اب مجھ سے علیحدگی بھی نہ فرمائیے میرے پاس بیٹھئے اور مجھ سے باتیں کیجئے۔

پھر آپ کی نگاہیں جناب حسنین کریمین علیہما السلام کی طرف اٹھ گئیں حسرتوں میں ڈوبی ہوئی سرد آہ کے ساتھ غم و اندوہ میں ڈوبے ہوئے آنسوؤں کا دھارا بھی بہ نکلا آپ نے اپنے شہزادوں کی طرف دیکھ کر فرمایا میرے جگر پارونہ جانے اب تمہیں کون کون سے صدمات اٹھانے پڑیں۔ شہزادوں نے والدہ محترمہ کے حسرت بھرے جملے سُننے تو اُن کی آنکھیں بھی اشکبار ہو گئیں پھر آپ نے دونوں کو مخاطب کر کے فرمایا بیٹا تھوڑی دیر کے لئے جنت البقیع شریف میں جاؤ اور میرے لئے دعا کرو۔

فاطمہ فرمود کہ اے علی درآں مصیبت صبر کر دی دریں تعزیت نیز شکیبائی پیش آورد زمانے غائب مشوکہ بشمارِ فنادہ است و وعدہ دیدار بدارالقراریں می گفت و جامہ شہزادگان ترمیکرد و در زخارہ مبارک ایساں نظر میکرد و آہ حسرت از دل بر اکشیدہ و آب اند وہ از دیدہ می باریدی گفت کاشکے بدان می کہ بعد از من باشما چہ خواہد رفت و سرانجام حسن و حسین از سخن مادر بگریہ درآمدند فاطمہ فرمود کہ اے جانان مادر زمانے بگورتاں بقیع رو بد مادر خود را دعا کنید ایساں برقتند و فاطمہ بر بستر تکیہ زد و علی را گفت بہ نشین کہ وقت وداع است علی گفت آہ و احسرتا پس مرتضیٰ علی بن شسرت و فاطمہ اسما بنت عمیس را طلبیدہ گفت

مقدس ماں کا حکم سنتے ہی شہزادگان جنت البقیع میں تشریف لے گئے تو جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا میرے پاس ان الواداعی لمحات میں تشریف رکھئے جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم دل پر درد سے آہ سرد کھینچتے ہوئے ملکہ فردوس کے پاس بیٹھ گئے۔

کھانے سے انکار

پھر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے حضرت اسماء بنت عمیس کو بلا کر فرمایا کہ میرے بیٹے ابھی بقیع سے واپس آنے والے ہیں ان کے لئے کھانا لے آؤ تا کہ میں آخری بار اپنے بچوں کو کھانا کھاتے دیکھ لوں۔

تھوڑی دیر کے بعد فرزند ان زہرا علیہم السلام بھی تشریف لے آئے حضرت اسماء بنت عمیس نے حکم ہتول آپ کو کھانا پیش کیا شہزادگان بتول نے اگرچہ ابھی تک کھانا نہیں کھایا تھا تاہم اب بھی انہوں نے یہ ارشاد فرما کر انکار کر دیا۔

لمعائے مہیا ساز کہ فرزند ان من چوں باز آیند تناول نما بیندہ وچوں زمانے بر آور
شہزادگان بیاند اسما پیش ایثاں باز آمد دوراں موضع کہ فاطمہ فرمودہ بود ایثاں را بنشانند و
طعام حاضر کرد، شہزادگان فرموداے اسما ہرگز دیدہ باشی کے ما بے مادر طعام خوردہ باشی
ایں چہ معنی دارد کہ مارا از ہم جدا سازی! اسما فرمود کہ مادر شما اندک علاتے دارو شما
طعام تناول کنید ایثاں گفتند اے اسما مارا بے مادر طعام گوارا نیست برخاستند و کج رہ در
آمدند وے را دیدند تکیہ فرمود و مرضی علی

کہ اے اسماء آپ جانتی ہیں کہ ہم نے بغیر اپنی ماں کے کبھی کھانا نہیں کھایا اور پھر حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی والدہ مکرمہ کے حضور میں پہنچے تو اُس وقت شیرِ خدا حضرت حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ، آپ کو سہارا دے کر تشریف فرما تھے جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے بیٹوں کو آتے ہوئے دیکھا تو حیدرِ کرار کو فرمایا کہ آپ انہیں تھوڑی دیر کیلئے میرے ابا جان کے روضہ انور پر بھیج دیں تاکہ میں راز و نیاز کی چند باتیں عرضِ خدمت کر سکوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے شہزادوں سے فرمایا کہ بیٹا چند لمحوں کے لئے اپنے نانا جان کے روضہ انور پر حاضری دے آؤ تمہاری والدہ محترمہ کی طبیعت کچھ ناساز ہے تمہارے آنے تک ٹھیک ہو جائے گی شہزادگانِ حیدر چلے گئے تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا یا علی اب پیانہ حیات لبریز ہو چکا ہے زندگی کے جولمحات باقی ہیں ان میں مجھے سہارا

برزیر سرانوشستہ چوں مادر ایشاں را دید گفتم اے علی یک زمانہ ایشاں را بر روضہ پدرم فرست تا با ترا از گوتم و نیاز عرضہ دارم علی فرمود کہ جانان پدر لفظہ بزریارت جد خویش روید کہ مادر شمار بخور است تادم بیاساید ایشاں بیرون رفتند پس فاطمہ فرمود کہ اے علی ساعتی قرار گیرہ سرم کنار گیر کہ از عمر چنداں نے نماندہ مرتضیٰ علی فرمود کہ اے فاطمہ مرا قوت شنیدن ایس مقال و طاقت دیدن ایس حال نیست فاطمہ گفت اے علی را ہے پیش آمدہ کہ بضرورت بیاید رفت و غمے در دل جوش زدہ کہ بہر حال می باید گفت و مے بنشین و سخن من گوش کن۔

دے کر بیٹھے رہیں۔

حیدر کرار علیہ السلام نے یہ درد بھری گفتگو سن کر فرمایا اے بنتِ رسول اے میری رفیقہ حیات اے فاطمۃ الزہرا نہ تو آپ کی درد بھری گفتگو سننے کی مجھ میں طاقت ہے اور نہ ہی آپ کا یہ حال دیکھنے کی مجھ میں تاب ہے۔

جناب زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا یا علی جب اس راہ پر چلے بغیر چارہ کار ہی نہیں تو پھر کیا ہو سکتا ہے میرے سر تاج اب تو آپ کو ہر مصیبت اور غم برداشت کرنا ہی پڑے گا اور شربتِ فراق کا جام پینا ہی ہوگا۔

جناب حیدر کرار کرم اللہ وجہہ الکریم نے سیدہ سلام اللہ علیہا کا سر انور زانو پر رکھ لیا جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے نگاہ مبارک اٹھا کر دیکھا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی چشمانِ مبارک سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے شہزادی کو نین سلام اللہ علیہا نے شوہر نامدار کو روتے ہوئے دیکھ کر فرمایا میرے سر تاج یہ لمحات وصیت کے ہیں نہ کہ وقت تعزیت۔

جناب حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے کپڑے سے آنسو خشک کرتے ہوئے فرمایا سیدہ نساء العالمین وصیت فرمائیے میں پوری توجہ سے سن رہا ہوں۔

سیدۃ النساء العالمین شہزادی مصطفیٰ سیدہ فاطمۃ الزہرا صلوة اللہ علیہا نے فرمایا میرے سر تاج میری چار وصیتیں ہیں۔

اول تو یہ ہے اگر میری طرف سے آپ کو کوئی تکلیف پہنچی ہو یا آپ پر میں نے کوئی زیادتی کی ہو تو خدا کے لئے مجھے معاف فرما دیجئے۔

جناب حیدر کرار نے اشکوں سے لبریز آنکھوں اور بھرائی ہوئی
آواز سے فرمایا شہزادی رسول حاشا اللہ آپ کی طرف سے نہ تو مجھے کوئی
تکلیف پہنچی اور نہ ہی میرے دل میں آپ کی طرف سے ذرہ بھر ملال ہے
آپ نے تو ہمیشہ میری دل آزاری نہیں کی۔

آپ نے میری غمگساری فرمائی ہے مصائب میں نہیں ڈالا
آپ نے ہمیشہ مجھ سے وفاداری کی ہے جفا کاری نہیں
آپ تو پھول ہیں کاٹا نہیں
اس کے علاوہ کوئی وصیت فرمائیے۔

جناب سیدہ نے فرمایا! دوسری وصیت یہ ہے کہ میرے بچوں سے
شفقت فرمانا ان کی دلداری کرنا ان سے پیار فرمانا اور ان کے سر پر دست
محبت رکھنا،

و شربت فراق مرا بنا کام نوش کن علی بن شست و سر فاطمہ بر کنار گرفت فاطمہ
دید مبارک فراز کرد ناگاہ از باران غم و سیلاب دیدہ پد نم امیر قطرہ ہا بر گلزار رخسار فاطمہ دیدہ
مبارک فراز کرد و علی را گریاں دید گفت یا علی وقت وصیت است کہ نہ ہنگام تعزیت۔

(روضۃ الشہدہ صفحہ ۴۰۱)

علی گفت یا سیدۃ النساء وصیت داری فاطمہ فرمود کہ اے علی چہار وصیت دارم
اول آنکہ از من نسبت بتو صورتی صادر شد باشد کہ غبار ملالے بر خاطر طاہر تو نشستہ تو
آں را فعو فرمائی و مرا بکل کنی علی گفت کہ حاشا دریں مدت ہرگز بقول و فعل از تو چیزے
ند واقع شدہ کہ موجب آزار دل من بودہ باشد تو ہمیشہ دلداری من بودہ نہ دل آزار من و غمگسار

تیسری وصیت یہ ہے کہ قبرستان میں میرا جنازہ رات کے وقت لے جانا اس لئے کہ میری زندگی میں کسی نامحرم نے میرے قدم کو نہیں دیکھا اب بعد وصال بھی ضروری ہے کہ مجھے کوئی دوسرا نہ دیکھے پھر آپ نے فرمایا!

چوتھی وصیت یہ ہے کہ مجھے بھول نہ جانا اور میری قبر پر تشریف لاتے رہنا اور دعائے خیر فرماتے رہنا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے بنتِ رسول کی یہ وصیتیں سنیں تو بے قرار ہو کر نالہ و فریاد کرنے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اے شہزادیٰ مصطفیٰ میں آپ کی تمام وصیتوں کو دل و جان سے قبول کرتا ہوں اور ان پر پورا پورا عمل کروں گا اب کچھ میری باتیں بھی سن لیجئے۔

من بودہ نہ آفت روزگار من و ترا و فادار یافته ام نہ جفا کار و بر صفت گل دیدہ ام نہ شوکت خار
وصیت دیگر فرمائے گفت وصیت دوم آل است کہ فرزند ان مرا عزیز داری و جانب جگر گو
شکارم افروز نگزاری دست شفقت از سرایشاں برنگری سوم بشب دفن کنی تا چنانچہ در حال
حیات بھیج یرگ نہ را نظر بر قد و بالا سے من نہ یفتادہ در صین ممت نیز چشم کسے بر جنازہ من
نیفتد۔

چہارم آنکہ پائے از زیارت من بازنگری کہ من با تو انس و آرام داشته ام و موسم
اوقات صبح و شام من تو بودہ و حالا نکہ بنا کام از تو دوری مانم
مرضی علی ایس سخناں شنید فریاد از نہادش برآمد آں گاہ علی گفت اے فاطمہ قبول
دارم بوصیت ہائے تو قیام نمایم اما تو ہم کرے فریاد و صایائے من بشنو گفت چہ وصیت

آرزوئے علی

پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر میری طرف سے آپ کی خدمت میں تقصیر ہوئی ہو تو معاف فرمادیجئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب آپ اپنے والدِ محترم سلطان الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوں تو بصد نیاز و ادب مجھ غمزہ اور مہجور و محزون کا سلام پیش کرنا۔

تیسری بات یہ ہے کہ اپنے ابا حضور کی بارگاہِ بیکس پناہ میں میری کوئی شکایت نہ پیش فرمانا۔ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے شوہر نامدار کی وصیت سنی تو فرمایا اے تاجدارِ ہل اتی و سرتاج من میں نے ہمیشہ آپ کے مقدس کردار اور حسنِ گفتار کا مشاہدہ کیا ہے اس لئے شکایت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سید الاولیاء اور سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کی گفتگے ابھی یہاں تک ہی پہنچی تھی کہ حجرہ مبارک سے باہر نالہ و فریاد اور فغاں و شیون کی آواز بلند ہوئی شہزادگانِ حیدر رور و کفریاد کر رہے تھے کہ اے والدِ محترم اے بابِ مدینہ

است اول آنکہ اگر در خدمت تو تقصیرے واقع شدہ باشد عفونمانی دوم چوں بروضہ پدرت
ری سلام من فراق دیدہ و ہجران کشیدہ بونے رسائی سوم از من بدال حضرت شکایتے نہ فرما
ئی فاطمہ فرمود کہ حقادر مدت مواصلت از تو چیزے نہ دیدہ ام و سخنے نہ شنیدہ ام کہ موجب
شکایت بودہ باشد بلکہ ہمہ امرے و مردت و جوانمردی و فتوت و حسن مقال و لطف فعال مشا
ہدہ کردہ ام۔ (روضۃ الشہداء ص ۱۰۴)

العلم ہمیں اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے تاکہ ہم اپنی والدہ مکرمہ کا آخری دیدار کر لیں اور اپنی امی جان کو الوداعی سلام عرض کر لیں۔

آخری زیارت

جناب حیدر کرار علیہ السلام بے قرار ہو کر اٹھے اور دروازہ کھول کر شہزادوں کو اندر لے آئے دونوں صاحبزادوں کو آغوشِ رحمت میں لے کر انتہائی نوازش و شفقت فرماتے ہوئے جناب شیر خدا علیہ السلام نے فرمایا اے جانِ پدر کیا بات ہے تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ تمہاری والدہ مکرمہ داغِ مفارقت دینے والی ہیں۔

شہزادوں نے عرض کیا اے والدِ محترم جب ہم نانا حضور کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے تو وہاں حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا

ایشاں دریں سخن بودند کہ بیک ناگاہ خروش داد و یلانالہ و امصیبتاہ از حجرہ برآمد
حسن و حسین گفتند اے پدر و اے درمدینہ العلم رسول خدا در حجرہ بر روئے ما بکثاتی اے
پدر بزرگوار از مارا بخانہ درآمد تا دیدار بار پلسین مادر خود بہ بنیم و داغ بکنیم علی خود بر خاست
و در خانہ باز کرد و شہزادگان در برگرفت نوازش بسیار فرمود و گفت جانان پدر شما چہ دانستید کہ
مادر شما دریں وقت از دنیا نخواہد رفت؟ گفتند اے پدر مہربان فرمودہ بودے کہ بر روضہ
جد خود روید ہمیں کہ بر روضہ رسیدیم خروش گوش مار سید و آوازے شنیدیم کہ اینک ابراہیم خلیل
میگوید یتیمان فاطمہ زہرا آمد و اینک اسمعیل ذبیح می گوید شفیعان فرد آمدند اینک محمد
عبید صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم می فرماید کہ جگر گوشگان ما آمدند چوں بر روضہ درآمدیم و سلام

کہ فاطمہ الزہرا کے یتیم آگئے حضرت اسمعیل ذبیح اللہ یہ فرما رہے تھے کہ ہمارے جگر گوشے آئے ہیں۔

پھر ہمیں نانا جان کے روضہ اقدس سے یہ آواز آئی کہ اے فرزند ان من اور اے نور نگاہِ مُصطفیٰ واپس جاؤ اور اپنی امی جان کا آخری دیدار کر لو وہ ہمارے پاس آنے والی ہیں اور ہم تمام پیغمبروں کو ساتھ لے کر ان کے استقبال کے لئے آئے ہیں یہ اطلاع دینے کے بعد شہزادگان بتول نے جس انداز سے آہ و فغاں کی وہ بیان سے باہر ہے۔

کبھی آپ والدہ محترمہ کے پاؤں پر چہرے ملتے ہیں کبھی زمین پر گر کر تڑپنے لگتے ہیں کبھی عرض کرتے ہیں پیاری امی جان آنکھیں کھول کر اپنے یتیموں کی حالت کا مشاہدہ تو کر لیں کبھی عرض کرتے ہیں ہمیں ایک بار تسلی تو دے دیجئے۔ الغرض غم و آلام کا طوفان اٹھا ہوا تھا اور یتیمان بتول تڑپ رہے تھے۔

کردیم از مرقد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آواز آمد کہ اے فرزند ان من و اے نور دیدگان من باز گردید تا دیدار بارِ پسین والدہ خود را مایا بید کہ ما استقبالِ مادر شما آمدہ ایم و جمیع انبیاء ہمراہ ماند باز گشتیم و بیامدیم پس خود را در آں خانہ افکندند کہ حضرت فاطمہ تکیہ داشت و در دست و پائے افتادند و در زمین می غلطیدند و بزاری تمام من نالیدند و روئے در کف پائے مادر می نالیدند می گفتند اے مادر چشم مبارک باز کن و با ما سخن آواز کن یتیمان خود را بیک نظر دیگر بنواز و از گفتار شکر بار خود بہرہ حوالہ ایشاں ساز۔

(روضۃ الشہداء ۱۰۵)

جب شہزادوں کی آہ وزاری کی آواز جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے گوش مبارک میں پہنچی تو آپ نے آنکھیں کھول کر باہیں پھیلا دیں شہزادگان والا کرام کو آغوش میں لے کر فرمایا اے مظلومان! مادر خدا جانے میرے بعد تمہارا کیا حال ہو اور تمہارے دشمن تم پر کون کون سی جفائیں روا رکھیں پھر آپ نے اپنی صاحبزادیوں سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اور سیدہ ام کلثوم سلام اللہ علیہا کو طلب فرمایا اور اپنے شہزادوں کے سپرد فرما دیا پھر ان سب کو مولائے کائنات شیر خدا حضرت حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کرتے ہوئے ان سب کی سفارش فرمائی۔

نیز روایت میں آتا ہے کہ آپ نے جناب حسنین کریمین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو فرمایا کہ آپ تینوں دوبارہ میرے والد گرامی کے روضہ اقدس پر حاضری دے آئیں ان کے جانے کے بعد آپ نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بلا کر فرمایا کہ امی جان آپ میرے لئے پانی کا انتظام فرمائیں تاکہ میں غسل کر لوں۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے پانی وغیرہ کا انتظام کیا تو جناب سیدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا نے اس احسن طریقہ سے غسل فرمایا کہ میں نے آج تک کسی کو ایسا غسل کرتے نہیں دیکھا۔

موت ہے یا نیند

پھر آپ نے پاک صاف لباس لانے کا ارشاد فرمایا وہ پیش کر دیا گیا تو آپ اپنا دایاں ہاتھ زُخسار مبارک کے نیچے رکھ کر قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں بعد

ازاں آپ نے حضرت اسماء بنت عمیس کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ جب میرے ابا جان بسترِ علالت پر تھے اس وقت ایک روز جبریل علیہ السلام جنت سے کا فور لائے تھے۔

اس خوشبوئے فردوس کے تین حصے محفوظ کر دیئے تھے جن میں سے ایک حصہ میرے لئے ہے وہ مجھے لا دے اور ایک حصہ حضرت علی المرتضیٰ کے لئے ہے اسے محفوظ کر کے سنبھال دیں۔ چنانچہ وہ کا فور آپ کو پیش کیا گیا تو آپ نے اس کا حنوط تیار کرنے کا ارشاد فرمایا بعد ازاں بنتِ رسول

ملکہِ ملکِ عظمت و تقدیس

رشکِ مریم و غیرتِ بلقیس

سیدۃ النساء العالمین طیبہ و طاہرہ

مخدومہ کائنات سیدہ عذرا بتول

حضرت فاطمہ الزہرا صلوة اللہ علیہا نے حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو ارشاد فرمایا کہ آپ تھوڑی دیر کے لئے باہر چلی جائیں تاکہ میں بارگاہِ قدوس میں اپنی معروضات و مناجات پیش کر سکوں حسبِ حکم جنابِ زہرا حضرت اسماء باہر تشریف لے آئیں چند لمحے گزرنے کے بعد آپ دل

چوں آواز ایشاں بگوشِ فاطمہ رسید دیدہ باز کرد دست بکشاد و ایشاں رادر

برگرفت و گفت اے جانانِ مادر اے مظلومانِ مادر نہ دانم کہ از من حال شما بجا رسد و از

دشمنانِ شما بشما چہ جفا ہارسد پس دخترانِ رانیز طلبید و برادرانِ سپردو ہمہ را دیگر بارہ مرتضیٰ

علی سفارش کرد۔

میں کچھ خیال آیا اور دروازے کے قریب آگئیں۔

حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ جب میں نے دروازے سے کان لگائے تو میں نے سنا کہ شہزادی رسول سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا بارگاہِ قاضی الحاجات میں رو کر یہ دعا مانگ رہی تھیں۔

خدا سے راز و نیاز

بارِ الہا میرے باپ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ سے اور میرے ابا جان کے اُس شوق کے صدقہ سے جو انہیں میری ملاقات کا ہے یا اللہ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے اس درِ دل اور آہ و زاری کے صدقہ سے جو انہیں میرے فراق میں درپیش ہے۔

یا اللہ میرے حسن و حسین کے سوز و الم اور غم میں ڈوبے ہوئے

دروائے آل است کہ ملی و حسن حسین را فرمود کہ شما بار دیگر بروضہ پدرم روید ایساں برفتند و فاطمہ ام سلمہ را طلبید و گفت برائے من آبے مہیا ساز تا غسل کنم، ام سلمہ گوید آب ترتیب نمودم و فاطمہ غسلے فرمود کہ فراش مراد میان خانہ بنہ آنجا بنہادم کہ آل حضرت بیامد و برآں فراش تکیہ گرفت و بر پہلوئے راست فرمود ہرگز نہ دیدہ کہ کسے بدال خوبی غسل کند، پس گفت جامہ ہائے پاک بیادرد؟ بیادرم پوشید آنکہ خچیدے روئے قبلہ دوست مبارک در زیر خارہ راست نہاد،

پس اسماء بنت عمیس را طلبید و گفت اے اسماء روزے جبریل علیہ السلام نزد پدرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

چہروں کے صدقہ سے اے میرے خالقِ میری یتیم ہونے والی معصوم بچیوں کے روتے تڑپتے اور فریاد و فغاں کے صدقہ سے میرے والدِ محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے گنہگاروں پر رحم فرما۔ یا اللہ میرے ابا جان کی اُمت کے عاصیوں سے درگزر فرما۔

جنابِ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب سیدہ نساء العالمین سلام اللہ علیہا کی اس فریاد و مناجات نے مجھے تڑپا کر رکھ دیا اور میری آنکھوں میں آنسوؤں کا سمندر موجزن ہو گیا میں نے بے قرار ہو کر دروازہ کھولا اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کی بارگاہ میں حاضر ہو گئی۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے آپٹ سُن کر چشمانِ مبارک اوپر اٹھائیں اور مجھے فرمایا اے اسماء کیا میں نے تمہیں بلا اجازت اندر آنے سے منع نہیں کیا تھا؟ جاؤ اب پھر باہر چلی جاؤ اور مجھے علیحدہ رہنے دو اور میرا

آمد در وقتے کہ مریض بود و قدرے کافر بہشت بجهت حنوط وے بیادرد و پدرم آں نہ بخش کرد یک بخش خود بردست و دو بخش بمن داد و گفت یک قسم ازاں تست و یکے ازاں علی اے اسماء آں کافر در فلاں موضع نہادہ است آں را برادر چہل مشقال است بیت مشقال کہ بخش من است مر ابدال حنوط ساز و باقی کہ قسم علی است آں را مضبوط ساز۔

(روضۃ الشہداء ص ۱۱۰)

دیگر بارہ فاطمہ فرمود کہ اے اسماء بیرون رو دو مرا تنہا بگزار تا اندک زمانے با خدائے خود راز بگوئم و امید یکہ در دل دارم یا قاضی الحاجات باز گوئم اسما بیرون آمد و ساعتے انتظار برو آواز گریہ فاطمہ شنید

انتظار کرو میں نے چند گھنٹیوں کے بعد بلا لیا تو فیہا ورنہ سمجھ لینا کہ میں بارگاہِ حقیقی میں پہنچ چکی ہوں اور اپنے ابا جان کی خدمت اقدس میں جا چکی ہوں۔
حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا کے حکم کے مطابق کچھ دیر انتظار کیا اور پھر میں نے دروازہ پر آہستہ سے آواز دی یا قرۃ العین رسول مگر اندر سے کوئی جواب نہ آیا میں نے دوبارہ آواز دی یا سیدۃ النساء یا بنت مصطفیٰ مگر پھر بھی کوئی جواب نہ آیا پھر مجھ میں تاب انتظار نہ رہی تو میں اندر چلی گئی۔

اور آپ کے رُخ انور سے روئے اقدس کا آنچل ہٹا کر دیکھا تو شہزادی مصطفیٰ سلام اللہ علیہا کی روح منورہ اپنے ابا حضور کے دربار میں پہنچ

بخانہ درآمد دید کہ فاطمہ میگرید با حق سبحانہ مناجات میکند اسما گوید گوش فراداشتم میگفت خداوند احرمت پدرم مصطفیٰ و بشوقی کہ بدیدار من وارد بدرددل مرضی کہ درمفا رقت من می نالدومی زارد و بسوز دل حسن و حسین کہ در مصیبت من خواہند داشت و بفرع دختران ناریدہ من کہ در سہلتم من ہیج دقیقہ باقی خواہند گذاشت کہ بر گناہگار ان است پدرم رحمت کن و از سر گناہ عاصیان بیچارہ در گزار دریں محل گریہ بر من غالب کرد فاطمہ باز نہ گریست اسما را دید گفت ترانہ گفتم کہ زمانے مرا تنہا بگذازد و بیرون منتظر باش و بعد از یک ساعت مرا بخوان اگر اجابت کردم فیہا والا بدانکہ من نزد پدر و در کار خود رفتم و بہ پدر بزرگوار خود ملحق گشتم پس اسما از خانہ بیرون آمدہ زمانے انتظار برو آنگاہ آواز داد کہ یا قرۃ العین الرسول ہیج جواب نیامدہ دیگر بارہ گفت یا سیدۃ النساء یا بنتہ المصطفیٰ ندائے اجابت نہ شنید درآمد و جامہ از روئے مبارکش در کشید دید کہ از حجرہ عباد کلیہ فنا حجرہ بقاروضہ انتقال کردہ

چکی تھی۔

دُنیا کی حُور، تقدس کی ملکہ، عفت کی رانی، عصمت کی شہزادی،
سلطانہ فقر، بانوئے حیدر، مادرِ حسنین، زینب و کلثوم کی امی، مخدومہ
کائنات، عذرا بتول سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا بستر استراحت ر
سرِ اقدس کے نیچے دایاں ہاتھ رکھے قبلہ کی طرف رُخ انور کئے ہوئے یوں
معلوم ہوتی تھیں جیسے آپ بہت ہی میٹھی نیند سو رہی ہوں۔

انا لله وانا اليه راجعون

شہزادی رسول کو یوں ابدی نیند سوتے دیکھا تو جنابِ اسماء رضی اللہ
تعالیٰ عنہا کی بے ساختہ چیخ نکل گئی آپ نے اپنا چہرہ بنتِ مصطفیٰ کے پائے
اقدس سے ملنا شروع کر دیا۔

اور یوں عرض کی کہ اے سیدہ النساء العالمین! اے بتول عذرا
جب آپ اپنے ابا حضور سے ملاقات کریں تو بحضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم میرا سلام و نیاز عرض کرنا۔ اسی وقت سبطین رسول جناب حسنین
کریمین رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے
اپنی امی جان کا حال دریافت کیا۔

جناب اسماء نے شہزادوں کا سوال سنا تو لرز کر رہ گئیں کانپتے ہوئے
ہاتھوں سے سیدۃ النساء العالمین سلام اللہ علیہا کے چہرہ اقدس سے ردائے
مقدس کا آنچل اٹھایا تو شہزادگانِ زہرا نے فوراً جان لیا کہ اب ہم یتیم ہو گئے
ہیں۔ پھر دونوں صاحبزادے نعرہ ہائے الفراق لگاتے ہوئے چیختے تڑپتے
اور فریاد و فغاں کرتے ہوئے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے وہاں پر حضرت

حیدر کرار علیہ السلام چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے شہزادوں کو اس حال میں دیکھا تو فوراً سمجھ گئے کہ جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا وصال مبارک ہو گیا۔

جدائی کا تصور آیا ہی تھا کہ آپ چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے صحابہ کرام فوراً پانی لے کر آئے آبِ تازہ کے رُخِ انور پر چھینٹے پڑے تو آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جناب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے رونے کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم کیوں نہ روئیں آج ہم یتیم ہو گئے ہیں۔

اسماء از پائے در افتاد و روئے بر کف پائے مبارکش نہاد و می گفت اے بتول عذرا چوں بروضہ پدرت سی از من سلام ول نیاز برساں در ایں محل حسن و حسین آمدند و گفتند اے اسماء مادر ما چوں است اسمارا تحمل نہ ماند دست کردہ مقنعه از سر در کشید شاہزادگان بر صورتِ حالِ وقوف یافتہ گریاں گریاں روی بمسجد نہادند علی با اشراف صحابہ آں جا بودند چوں آواز گریہ بطن بگوش ترضی رسید ادانت کہ برفوت مادری گریند ترضی بے ہوش شدہ صحابہ حیران شدہ بیامدند و آب بر روی علی افشانند تا با ہوش آمدند و پیش حسن و حسین باز آمدند کہ مخدوم زادگان شمارا چہ می شود و چہ می گریند گفتند چگونہ نہ گرییم و برائے چہ نہ نالیم۔

(روضہ الشہداء ص ۱۰۵)

حضرت علی کی حالت

تاجدارِ ولایت سیدنا حیدر کرار شیرِ خدا کرم اللہ وجہہ الکریم مع اپنے شہزادوں کے روتے تڑپتے مسجد سے گھر کی طرف آئے تو آپ کے جسمِ انور پر ریشہ کی کیفیت طاری تھی۔ یہ وہ حیدر کرار ہیں جو میدانِ جنگ میں ہوتے تو کفار و مشرکین کے انبوه در انبوه فوج میں حدید و حجر کی ایک چلتی پھرتی چٹان نظر آتے ایک ایسی چٹان جسے دنیا کی کوئی طاقت بھی نہ ہلا سکے اور جسے سارا جہان مل کر بھی متزلزل نہ کر سکے۔

مگر آج آپ کا جسمِ انور ایسے کانپ رہا تھا جیسے تیز ہوا کے جھونکے سے کسی نازک سے پودے کی نازک نازک شاخیں جھول رہی ہوں آپ کی آنکھیں جو دشمنانِ دین کو دیکھ کر بجلیاں برسایا کرتی تھیں آج اشکوں کی برسات کر رہی ہیں۔

آپ حجرہٴ بتول میں تشریف لائے تو اور بھی بے قرار ہو گئے شہزادوں کی چیخیں سنیں تو آپ کا کلیجہ منہ کو آنے لگا۔ بیٹیوں کو فریاد کرتے دیکھا تو شیرِ خدا سے ضبط کا دامن اور بھی چھوٹ گیا۔

آپ بالکل معصوم بچوں ہی کی طرح فریاد و فغاں کرنے لگے۔

آپ کی راحت جا چکی تھی۔

خوشیوں کا جہان اُجڑ چکا تھا۔

آپ کی رفیقہٴ حیات آپ سے بچھڑ چکی تھی۔

پھر آنسوؤں کو کیسے ضبط کیا جاتا

فریادوں کو کیسے روکا جاتا
 بہر حال تاجدارِ رحمتی باری باری بچوں کو گود میں لیتے اور اپنے
 عمامہ کے پٹو سے ان کے آنسو خشک کرتے مگر اپنے آنسوؤں کا دھارا اسی
 تیزی سے بہ رہا تھا۔

غسل اور جنازہ کی وصیت

کتب سیر میں آتا ہے کہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے
 اپنے مرض کے دوران ایک روز حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا پر سوال
 کیا کہ کوئی ایسا طریقہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص میرے جنازہ کو بھی نہ دیکھ سکے۔
 تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا بنت رسول میں نے ملک
 حبش میں دیکھا کہ وہاں لوگ چار پائی پر درختوں کی شاخیں باندھ کر اوپر
 ایک کپڑا ڈال دیتے ہیں جس سے وہ چار پائی ڈولی کی صورت میں بن جاتی
 اور ہر طرح کا مکمل پردہ ہو جاتا پھر جناب اسماء رضی اللہ عنہا کھجور کی شاخیں
 لائیں اور آپ کو ڈولی بنا کر دکھائی۔

جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے اس ڈولی کو دیکھا تو نہایت پسند کیا اور
 فرمایا کہ جب میرا جنازہ تیار ہو جائے تو اسی قسم کی ڈولی تیار کرنا اور مجھے دفن
 کرنے کے لئے رات کے وقت جانا اور ہرگز کسی دوسرے کو میرے جنازہ
 کی اطلاع نہ دینا عربی متن یہ ہے۔

عَنْ أُمِّ جَعْفَرٍ إِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا أَسْمَاءُ إِنِّي قَدْ اسْتَبَحْتُ مَا

يَضَعُ بِالنِّسَاءِ أَنْ يَطْرَحَ عَلَى الْمَرْأَةِ الثُّوبَ فَيَضْفَهَا؟
 فَقَالَتْ أَسْمَاءُ يَا بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ الْآرَيْتِ شَيْئًا
 رَأَيْتُهُ بِالْحَبَشَةِ فَدَعْتُ بِجَرَائِلِهِ رَاطِبَةً فَحَنَّتْهَا ثُمَّ
 فَرَحَتْ عَلَيْهَا ثَوْبًا فَقَالَتْ فَاطِمَةُ مَا أَحْسَنَ هَذَا
 وَأَجْمَلَهُ تَعْرِفُ بِهِ الْمَرْأَةَ مِنَ الرَّجُلِ فَإِذَا مِتُّ أَنَا
 فَأَغْسِبِي أَنْتَ وَعَلِيٌّ وَلَا يَدْخُلُ عَلَيَّ أَحَدٌ فَلَمَّا غَسَلَهَا
 عَلِيٌّ وَأَسْمَاءُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا

(الاستيعاب جلد چہارم حدیث ۱۸۷ حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۴۳)

(المستدرک الحاکم اسد الغابہ وغیرہ)

غسل کی دوسری روایت

مندرجہ بالا روایت میں ہے کہ جناب سیدۃ النساء العالمین سلام
 اللہ علیہا نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو وصیت بھی فرمائی تھی کہ مجھے علی اور
 آپ مل کر غسل دیں اور میرے جنازہ پر کسی دوسرے کو نہ بلائیں۔

مگر طبقات ابن سعد وغیرہ کتب سیر میں ہے کہ جناب سیدہ سلام
 اللہ علیہا نے غسل مبارک کی وصیت اس طرح فرمائی تھی حضرت ام سلمہ فرماتی
 ہیں کہ حضرت فاطمہ الزہرا بنت رسول بیمار تھیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ
 الکریم گھر میں موجود نہیں تھے تو سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا نے مجھ سے
 کہا کہ امی جان مجھے غسل کرا دیجئے چنانچہ میں پانی ڈالتی رہی اور آپ اچھی
 طرح غسل فرماتی رہیں۔

پھر فرمایا میرے پاس میرے نئے کپڑے لے آئیے پھر آپ نے

وہ نئے کپڑے پہن لئے اور فرمایا میری چار پائی میرے گھر کے درمیان بچھا دیجئے میں نے حکم کی تعمیل کی پھر آپ چار پائی پر قبلہ رخ لیٹ گئیں اور فرمایا امی جان اب میں وفات پا جاؤں گی میں نے غسل کر لیا ہے لہذا میرا جسم کوئی نہ کھولے۔

اس گفتگو کے بعد آپ کا وصال ہو گیا پھر جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم گھر آئے تو میں نے سارا ماجرا سنا دیا یہ سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا خدا کی قسم اب آپ کے جسم کا کوئی حصہ غسل کے لئے نہیں کھولا جائے گا۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۶)

ہم کہتے ہیں کہ زیادہ قرین قیاس یہی روایت ہے اور واقعات کی ترتیب کے لحاظ سے بھی یہی روایت زیادہ معقول ہے کیونکہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے اپنے وصال مبارک سے پہلے اچھی طرح غسل بھی فرمایا تھا اور صاف ستھرا لباس بھی زیب تن فرمایا اور پھر چند لمحوں کے لئے موت کے انتظار میں اپنا دست اقدس رُخسار مبارک کے نیچے رکھ کر قبلہ رو ہو کر لیٹ گئیں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی رُوح قبض فرمائی۔

دوسری بات یہ ہے کہ جن کتابوں میں ہے کہ آپ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ مل کر غسل فرمانے کی وصیت فرمائی تھی ان کتابوں میں یہ روایت بھی موجود ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے خوب اچھی طرح غسل فرما کر اپنا کفن خود ہی پہن لیا تھا اور جناب حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت علی کرم اللہ

وجہ الکریم کو بھی یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرا کفن نہ کھولا جائے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلٍ إِنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهَا لَمَّا حَضَرَتْهَا الْوَفَاةُ أَمَرَتْ عَلَيْهَا فَوَضَعَ لَهَا
غَسَلَ فَأَغْسَلَتْ وَتَطَهَّرَتْ وَدَعَتْ بِثِيَابٍ أَكْفَانِهَا
فَأَوْتَيْتْ بِثِيَابٍ غَلَظٍ خَشِنٍ فَلَبَسَتْهَا وَمَسَّتْ مِنْ
الْحُنُوطِ ثُمَّ أَمَرَتْ عَلِيًّا أَنْ لَا تَكْشِفُ إِذَا قُبِضَتْ وَأَنْ
تَدْرَجَ كَمَا هِيَ فِي ثِيَابِهَا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد دوم ص ۶۴۳)

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ آپ کو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے آخری غسل دیا تھا کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے ایسی وصیت ہرگز نہیں فرمائی ہوگی جو شریعت کے خلاف ہو ہر میت کے لئے ہے کہ اُسے غسل دیا جائے ہم مباحث میں تو نہیں الجھیں گے تاہم اتنا ضرور عرض کریں گے کہ یا تو وہ سیدہ سلام اللہ علیہا کے مقام کی بلند یوں سے قطعی نا آشنا ہیں یا شریعتِ مطہرہ کے قوانین سے نابلد ہیں شریعتِ مطہرہ میں ہی موجود ہے کہ شہداء کرام کو غسل سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

شریعتِ مطہرہ میں ہی متعدد مقتدر شخصیتوں کو مختلف خصوصیتوں سے نوازا گیا ہے بہر حال ہمارا یہاں ہرگز یہ مقصد نہیں کہ کسی قسم کی بحث میں الجھا جائے۔ اگر جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے خود بخود غسل فرما کر دو بارہ غسل دینے سے منع فرمایا ہے تو یہ آپ کا خاصہ ہے جیسا کہ اکثر لوگ اسی روایت پر یقین رکھتے ہیں کہ آپ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا تھا اگر یہ درست ہے تو یہ بھی آپ کا خاصہ ہے جیسا کہ آپ کے والدِ گرامی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو بھی کپڑوں سمیت ہی غسل دیا گیا تھا ورنہ عام لوگوں کے لئے یہ رعایت شریعت میں موجود نہیں۔

بہر حال حقیقت یہی ہے کہ آپ نے خود ہی غسل فرما کر کفن پہن لیا تھا اور اپنی موت کے وقت پر مطلع ہو کر قبلہ رو ہو کر لیٹ گئی تھیں اور اگر آپ کو دوبارہ غسل دینے والی روایت پر ہی یقین رکھا جائے تو وہ بھی سیدہ سلام اللہ علیہا کو عام لوگوں سے ممتاز کرتی ہے کہ آپ کو آپ کے لباس سمیت غسل دیا گیا۔ واللہ اعلم ورسولہ

تاریخ وصال

سیدۃ النساء العالمین شہزادی رسول سلام اللہ علیہا کے وصال مبارک کی تاریخ میں مورخین کا اختلاف ہے لیکن ہمارے نزدیک تحقیق شدہ بات یہی ہے کہ آپ اپنے والد محترم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو دنیاوی علائق کو قطع فرماتے ہوئے دربار مصطفیٰ میں تشریف لے گئیں۔

انا لله وانا اليه راجعون

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ تُوْفِيَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بِتِسْعَةِ أَشْهُرٍ

(طبقات ج ۸ ص ۲۸) (الستيعاب ج ۲ ص ۱۸۴۴)

(مدارج ج ۲ ص ۱۶۱) (حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۴۳)

(ودیگر متعدد کتب حدیث متفقہ علیہ)

جناب سیدہ کی رُوح کو کس نے قبض کیا؟

شہزادی رسول

مالکِ روائے تطہیر

ملکہ مملکتِ تقدیس

قرۃ العین رسول

مخدومہ کائنات

طیبہ طاہرہ

سیدہ معصومہ

حضرت فاطمۃ الزہرا صلوة اللہ علیہا کی رُوح قبض کرنے کے لئے جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے ملک الموت علیہ السلام کو حکم فرمایا تو ملک الموت گردن جھکا کر خاموش ہو گیا اور اس پر ہرگز راضی نہ ہوا کہ وہ سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کی رُوح قبض کرے۔

یہ احترام اس پردہ دار کا جس کے سر کے بالوں کو نہ سورج نے کبھی

دیکھا۔

نہ کبھی چاند نے دیکھا۔

نہ کبھی ستاروں نے دیکھا۔

اور نہ کبھی ملائکہ کی نگاہ پڑی ہے۔

روایت میں ہے کہ جب سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی رُوح قبض کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے عزرائیل کو حکم دیا تو وہ اس کام پر جانے

کے لئے راضی نہ ہوئے تو پھر خود اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت
اپنے محبوب کی لڑلی بینی کی رُوح کو قبض فرمایا۔

عربی متن ہے

لِمَا نَزَلَ عَلَيْهَا مَلَكُ الْمَوْتِ وَلَمْ تَرْضَى بِقَبْضَةِ
فَقَبَضَ اللَّهُ رُوحَهَا۔

(تفسیر روح البیان ج پنجم ص ۲۳۷)

نماز جنازہ

جناب سیدہ طاہرہ سلام اللہ علیہا کے حکم کے مطابق آپ کو رات کے
وقت بغیر کسی کو اطلاع کئے جنت البقیع شریف میں دفن کر دیا گیا آپ کے
جنازہ کے ساتھ معتبر روایات کے مطابق اہل بیت کے چند افراد حضرت
عباس اور ان کے بیٹے حذیفہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور چند خواتین تھیں۔
حضرات حسنین کریمین علیہما السلام بھی ساتھ ساتھ آہ و زاری کرتے ہوئے
جا رہے تھے۔

معتبر روایات کے مطابق آپ کو لحد میں اتارنے اور جنازہ
پڑھانے کے فرائض حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ادا فرمائے اور یہی
آپ کی وصیت تھی۔

عَنْ زُهْرِي قَالَ دُفِنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ لَيْلًا وَدُفِنَهَا عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

(طبقات بن سعد ۲۹)

سیدہ کے وصال پر حضرت علی کے مرثیے

شیر خدا حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے وصال مبارک کے بعد جو حال ہوا وہ حد بیان سے باہر ہے آپ کے متعدد مرثیہ جات اور نوحہ خوانی پر مشتمل اشعار کتابوں میں بھرے پڑے ہیں۔

چونکہ ہم نے پوری کتاب میں ہر مقام پر انتہائی اختصار سے کام لیا ہے چنانچہ یہاں بھی آپ کے مرثیوں میں سے چند شعر تبرکاً و تیسماً زینت کتاب بنائے گئے ہیں دنیا میں رہنے والا موت کے وقت تک مصیبت زدہ رہتا ہے اور میں اپنے اوپر مصائب کو بہت زیادہ پاتا ہے۔

میں اپنے محبوب کے ملنے کا مشتاق ہوں کیا میرے لئے میرے محبوب تک پہنچنے کی کوئی سبیل ہے۔

اس گھر نے مجھے ایک پاک دامن سے علیحدہ کر دیا ہے میرے لئے یہ کوئی نئی بات نہیں کیونکہ میں اس سے پہلے (ان کے باپ) اور صاحب کمال کو خیر باد کہہ چکا ہوں جدائی کی امثال میں کسی نے کہا ہے کہ میں جدائی کے دن کوچ کرنے والے سے بھاگتا ہوں۔

أَرَى عِلَّكَ الدُّنْيَا عَلَى كَثِيرَةٍ
وَصَاحِبُهَا حَتَّى الْمُبَاتِ عَلِيلٌ
وَإِنِّي لِمُشْتَاقٌ إِلَى مَنْ أَحَبُّهُ
فَهَلْ لِي إِلَى مَنْ قَدْ هُوَيْتُ سَبِيلٌ

وَإِنِّي وَإِنْ شَطَّتْ بِي الدَّارُ نَارَهَا
 وَقَدْ مَاتَ قَبْلِي بِالفِرَاقِ جَبِيلٌ
 فَقَدْ قَالَ فِي الأَمْثَالِ فِي البَيْنِ قَائِلٌ
 أُضْرِبُهَا يَوْمَ الفِرَاقِ رَحِيلٌ
 إِنَّ افْتِقَادَ فَاطِمًا بَعْدَ أَحْمَدَ
 دَلِيلٌ عَلَى أَنْ لَا يَدُومُ خَلِيلٌ
 وَكَيْفَ هُنَاكَ العَيْشُ مِنْ بَعْدِ فَقْدِهِمْ
 لِعُمْرِكَ شَيْءٌ مَّا إِلَيْهِ سَبِيلٌ
 يُرِيدُ الفَتَى أَنْ لَا يَمُوتَ حَبِيبُهُ
 وَلَيْسَ إِلَى مَا يَبْتَغِيهِ سَبِيلٌ
 وَلَيْسَ جَلِيلًا رُزْءُ مَالٍ وَفَقْدُهُ
 وَلَكِنْ رُزْءُ الأَكْرَمِينَ جَلِيلٌ
 لِذَلِكَ جَنَّبِي لَا يُؤَاتِيهِ مُضْجَعُ
 وَفِي القَلْبِ مِنْ حَرِّ الفِرَاقِ غَلِيلٌ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد میرا بنتِ رسول

حضرت فاطمہ الزہرا کو کھودینا اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ
 رہنے والا نہیں۔

ان کے فوت ہونے کے بعد زندہ رہنا کیسے ممکن ہے مجھے تیری

زندگی کی قسم یہ ایسی بات ہے جس کے بغیر چارہ نہیں۔

انسان چاہتا ہے کہ اُس کا حبیب اُس سے علیحدہ نہ ہو حالانکہ اس

خواہش کا پورا ہونا غیر ممکن ہے۔

مال کی مصیبت اور اس کا ضائع ہونا کوئی بڑی بات نہیں لیکن اچھے

لوگوں کی جدائی کی مصیبت بہت سخت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مجھے کوئی بستر اس نہیں آتا اور دل میں فرقت کی

تپش کے باعث پیاس پائی جاتی ہے۔

(دیوانِ علی ص ۱۲۵)

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

سیدنا حیدر کبرار رضی اللہ عنہ نے سیدہ سلام اللہ علیہا کے فراق میں جو مرثیے کہے یہ اُن کا مختصر سا نمونہ ہے آپ جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے مزارِ اقدس پر جا کر اس قدر دردناک اشعار بیان فرماتے کہ سننے والوں کے کلیجے چر جاتے۔ اسی طرح جناب حسنین کریمین اور جناب سیدہ کی یتیم بچیاں اپنی امی جان کے غم میں اس قدر فریاد و فغاں کرتے کہ حدِ بیان سے باہر ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سوائے فاطمۃ الزہرہ سلام اللہ علیہا کے وصالِ مبارک کے مدینہ منورہ کی فضا کبھی اتنی غم زدہ نہیں ہوئی۔

ان چند سطور کے ساتھ ہی اس مقدس صحیفہ کا اختتام کیا جاتا ہے سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کی حیاتِ طیبہ پر میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ محض اور محض اپنی نجات و مغفرت کے سامان کے لئے ہے ورنہ اس بارگاہِ تقدس مآب میں مجھ جیسا حقیر و سیاہ کیا نذرانہ پیش کر سکتا ہے۔

مجھے اس بات کا قطعی طور پر اعتراف ہے کہ جناب سیدہ معصومہ سلام اللہ علیہا کی سیرت پاک لکھنے کا حق مجھ سے ہرگز ادا نہیں ہو سکا۔ یہ الگ بات ہے کہ سائلوں کو کبھی بھی خالی ہاتھ نہ لوٹانے والی شہزادی رسول سلام اللہ علیہا اس نذرانہء عقیدت و موذت کو قبول فرمائیں اور میری نجات کا سبب بن جائے۔

(سگِ بارگاہِ آلِ رسول کنیز زادہ بتول صائمِ چشتی)

منقبت

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا
از علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ

فاطمہ زوج رسول دوسرا

فاطمہ شان رسول ہاشمی

فاطمہ جان رسول ہاشمی

ملکہ ملک سخاوت فاطمہ

منبع نور و ہدایت فاطمہ

مطلع چرخ کرامت فاطمہ

مرجع انوار و رحمت فاطمہ

حلہ تطہیر حق بر دوش او

آمدند حسنین در آغوش او

فاطمہ سر جلوہ تقدیس است
رشکِ مریم غیرتِ بلقیس ہست

فاطمہ نورِ نگاہِ مصطفیٰ
خانہ او جلوہ گاہِ مصطفیٰ

فاطمہ اُمّ شہیدانِ وفا
فاطمہ نازِ جنابِ مرتضیٰ

مَنْ نہ دائمِ عِز و شانِ فاطمہ
کعبۂ مَنْ آستانِ فاطمہ

مَنْ فقیر و بے نوا و پُرِ خُطّاء
او کریمہ او رحیمہ راجمہ

مَنْ سرا پا جرمِ عصیاں او بتول
مَنْ غرِ سیم او قسیمہ رسول

ذَرّۂ نا چیز مَنْ او آفتاب
مَنْ عجا و اولجا علی جناب

ملکہ فردوس اومن روسیہ
او کرم من سرا پا جرم و گنہ

بہر لطف مصطفیٰ بہر خدا
رحم گن یا سیدہ بر حال ما

لطف تو بالائے از وہم و خیال
رحم گن بر صائم آشفته حال

منتقبت

بِحضور سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا

از نادر جاجوی

فاطمہ بحر سخا کنز عطا
فاطمہ بنت محمد مصطفیٰ

سایہ او بر نساء العالمین
ملکہ اقلیم فردوس بریں

عزتِ ہر دوسرا منبع نور
بر درِ او ایستادہ ملک و حور

حورِ ارضی سر تا پا عکسِ رسول
گفت محبوبِ خدا او را بتول

سیدہ و طیبه و طاہرہ
زینتِ کاشانہ شیرِ خدا

مادرِ حَسَنِینِ جانِ مصطفیٰ

کس نہ دارد مثلِ او دستِ سخا

مثلِ پیغمبرِ ہجرتِ کر دارِ او

نطقِ او گفتارِ او رفتارِ او

خانہِ او جلوه گاہِ نورِ ذات

ہم شبیہِ مصطفیٰ قدسی صفات

کن بریں الفاظِ نادرِ اختتام

السلام اے بنتِ احمد السلام

تبصرہ ریڈیو پاکستان لاہور

مورخہ ۶ جولائی ۱۹۷۹ء

از محترم حفیظ تائب

زیر تبصرہ کتاب البتول کا موضوع سیرت سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا ہے اس کتاب کے مصنف علامہ صائم چشتی جو نعت گو شاعر کی حیثیت سے زیادہ معروف ہیں ان کی اردو پنجابی کی نعت و منقبت کے کئی مجموعے اشاعت پذیر ہو چکے ہیں اور ان کی بیشتر نعتوں کو قبول عام کی سند حاصل ہو چکی ہے۔

ان کی نعت و منقبت کے مجموعوں کے نام ہیں۔

* نور داظہور

* نوائے صائم چار حصے

* ہے کعبہ وی جھکد احمد دے درتے

* رُوح کائنات

* جان کائنات

* نور ای نور

* نور دے خزینے

* صائم سے دو ہڑے

* صائم دیاں رباعیاں

* کعبے واکعبہ

* جلوے نظارے

* میخانہ

* نور و اچشمہ

* مناقبِ قادری

* مناقبِ چشتیہ

* کربلائی دوہڑے

* زینب داویر

* خاتونِ جنت

* شہنامہ بغداد

* تاجدارِ علی پور

* تاجدارِ چورہ شریف وغیرہ وغیرہ

علامہ صائم چشتی جامعہ رضویہ کے فاضل ہیں انہیں سیرتِ اہل بیت

سے خصوصی شغف ہے اب تک نثر میں ان کی

* شہید ابن شہید دو حصے

* مشکل کشاء

* ایمان ابوطالب

* گیارہویں شریف

* اور البتول

شائع ہو چکی ہیں بارہ سال قبل انہوں نے بنتِ رسول کی سیرت

مقدسہ پر ایک کتاب خاتونِ جنت لکھی تھی جس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں پنجابی سننے والے تو بہت ہیں مگر ان کے پڑھنے والوں کی تعداد بہت محدود ہے چنانچہ صائم چشتی صاحب نے وسیع تر ابلاغ کے نقطہ نظر سے کتاب خاتونِ جنت کو اردو نثر میں ڈھالنا شروع کیا۔

ابونصر کی کتاب فاطمہ بنت محمد

عربی کتاب الزہرا

اور علامہ راشد الخیری کی اردو تصنیف الزہرا سے بھی استفادہ کیا اور تفسیر و حدیث اور تاریخ و سیر کی متعدد کتابوں سے بھی سیدۃ النساء العالمین کی حیاتِ مقدسہ کے متعلق جس قدر بھی مواد فراہم ہوا اسے اس کتاب البتول میں نہایت خوبصورتی سے سمودیا اس کتاب کا محرک علامہ صائم چشتی کا یہ جذبہ تھا کہ سیدہ پاک کی زندگی بہو بیٹیوں بیویوں اور ماؤں کے لئے کامل ترین نمونہ ہے اور شاید اس کے مطالعہ سے قوم کی بہو بیٹیاں اپنی اصلاح پر مائل ہو جائیں اور ایک اسلامی معاشرہ وجود میں آجائے۔

کتاب کے دیباچے نشانِ منزل میں وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ میرا یہ کتاب لکھنے کا ایک خاص مقصد یہ بھی ہے کہ قیامت کے دن ردائے زہرا کا سایہ تلاش کرنیوالی بیٹیاں سیدہ زہرا کے حضور سرخرو ہو کر حاضر ہوں۔

اس کتاب میں سیدہ پاک کی ولادت باسعادت، بچپن، جوانی، نکاح ازدواجی زندگی اور وفاتِ حسرت آیات کے تمام کوائف کتب و سیر کے حوالے سے قلم بند کئے ہیں مختلف مکاتبِ فکر میں موجود کچھ غلط فہمیوں کے ازالے کی بھی اپنی سعی کی گئی ہے تحقیقی مواد کو مصنف کے شاعرانہ اور خطیبانہ

ذوق نے بوجھل نہیں ہونے دیا قرآنی آیات احادیث اور اشعار نے عبارت کی دلکشی میں بہت اضافہ کیا ہے کتاب کا انداز سادہ مگر دلنشین ہے۔

بچپن کے دو واقعات کے عنوان سے ایک مختصر ابیات سماعت فرمائیں یہ دونوں واقعات کتاب کے صفحہ ۸۴۸۵ پر موجود ہیں (مصنف) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ازدواجی زندگی کا ایک واقعہ علامہ صائم چشتی نے اس طرح قلم بند کیا ہے۔

شہزادی رسول جناب فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی مبارک کو ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا کہ ایک روز شیر خدا مشکل کشا تاجدارِ اہل اتی سیدنا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے جناب سیدہ سے کچھ کھانے کو طلب کیا آپ نے فرمایا یا علی تین روز سے گھر میں جو کا ایک دانہ بھی نہیں۔

جناب علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سنا تو ٹپ کر رہ گئے آپ خود تو فاقوں پر فاقے کرنے کے عادی تھے ہی بنت رسول کے فاقوں کا خیال کر کے بے قرار ہو گئے اور فرمایا !

اے بنت رسول آپ نے مجھے کیوں نہ بتایا تا کہ میں جیسے بھی ہوتا آپ کے لئے کچھ نہ کچھ انتظام کرتا۔

شہزادی مصطفیٰ نے غمزہ تبسم سے جواب دیا سرتاج مجھے کچھ مانگنا آتا ہی نہیں اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابا جان نے مجھے یہاں آتے وقت نصیحت فرمائی تھی کہ بیٹی علی کو پریشان نہ کرنا اور اس سے سوال کر کے شرمندہ نہ کرنا حضرت علامہ اقبال نے جناب سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تین نسبتوں کا ذکر اسرار و رموز میں اس طرح فرمایا ہے۔

مریم از یک نسبتِ عیسیٰ عزیز

از یہ نسبت حضرت زہرا عزیز

نور چشمِ رحمۃ للعالمین

آں امامِ اوّلین و آخرین

آں کہ جاں در پیکرِ گیتی دمید

روزگار تازہ آئینِ آفرید

بانوئے آں تاجدارِ هلنِ اتی

مرضیٰ مشکلِ کشا شیرِ خدا

پادشاہ و مقلبہ ایوانِ او

یک حسام و یک زرہ سامانِ او

مادرِ آں مرکزِ پرکارِ عشق

مادرِ آں قافلہ سآلارِ عشق

جناب علامہ صائم چشتی نے ان تینوں نسبتوں کی تفصیل اس کتاب

میں نہایت عمدگی سے پیش کی ہیں۔

رب العزت ان کے اس جذبے کو قبول فرمائے دُعا ہے کہ اللہ رب العزت

اس کتاب کو اُمتِ مسلمہ کے لئے مشعلِ ہدایت بنائے اور جناب صائم چشتی

کے لئے توشہٴ آخرت بنے۔ آمین

تبصرہ

روزنامہ سعادت لاہور فیصل آباد مورخہ 2 ستمبر 1980ء

روزنامہ تجارتی رہبر فیصل آباد مورخہ 23 ستمبر 1980ء

البتول سیرت فاطمۃ الزہرا کے موضوع پر ایک جامع اور بسیط کتاب ہے جو محقق تاریخ اسلامیہ علامہ صائم چشتی کی محققانہ کاوشوں کا ایک تاریخی اور تحقیقی شہکار ہے اس سے قبل اس موضوع پر متعدد کتب لکھی جا چکی ہیں لیکن ان میں اور اس قلمی شاہکار میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ ان کتابوں کے مطالعہ سے طبیعت سیر نہیں ہوتی لیکن البتول کے مطالعہ سے قاری مطمئن ہو جاتا ہے اس تصنیف میں سیرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے کسی پہلو کو تشنہ نہیں چھوڑا گیا۔

فاضل مصنف نے اس کتاب کی تکمیل کے لئے دُنیا کے قلم و قرطاس کونہ کونہ چھان مارا ہے کوئی روایت کوئی حدیث اور کوئی قرآنی آیت ایسی نہیں چھوڑی جس میں سیرت کا پہلو موجود ہو اور صاحب تصنیف نے اُسے اپنے شاہکار البتول کی زینت نہ بنایا ہو اس موضوع سے متعلق تمام احادیث اور آیات قرآنی اس میں تفسیر و تشریح کے ساتھ محفوظ ہیں۔

حضرت علامہ صائم چشتی نے اس تصنیف کو ہر لحاظ سے جامع و نافع بنایا ہے اس کتاب کا ہر باب اسلام کی تاریخ کا نیا باب ہے آپ نے سیرت سیدۃ النساء سلام اللہ علیہا کو اس انداز سے مرتب کیا ہے جس سے آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات حسنین

کریمین امام حسن و امام حسین کے حالات و واقعات مخدومہ کر بلا زینب رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تاریخ حیات مرتب ہوتی چلی گئی ہے اس حسن کے پیش نظر البتول ایک عظیم تاریخی دستاویز ہے جس سے عام قارئین سے لے کر علمی و ادبی تاریخی مذہبی اور تدریسی اداروں تک یکساں استفادہ کر سکتے ہیں۔

”البتول“ کی اسلامی اور تحقیقی اہمیت کے قطع نظر اگر اسے اصلاح خواتین کے پہلو سے دیکھا جائے ”البتول“ ایک راہنما کی حیثیت رکھتی ہے بنتِ رسول سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کی زندگی کا ایک لمحہ حیات سے غروبِ آفتاب تک مستورات کے لئے مشعلِ تابندہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

سیدہ سلام اللہ علیہا نے بچپن کس طرح گزارا اپنے عظیم والد کی خدمت عظیم کا فریضہ کس طرح ادا کیا یعنی ایک بیٹی کی حیثیت سے اپنے فرائض کس طرح انجام دیئے پھر ایک ماں کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریاں کس طرح پوری کیں اور ایک بیوی کی حیثیت سے کس طرح خدمات انجام دیں۔

البتول میں سیدہ کی زندگی کے ان پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے بہر نوع البتول سیدہ کی حیاتِ اقدس پر مشتمل تاریخ و سیر کی ایک جامع مکمل تحقیقی دستاویز ہے جس کا ایک ایک حرف رہبر و راہنما کی حیثیت رکھتا ہے اس کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے بلا لحاظ عقیدہ مسلک ضروری ہے۔

(از جناب فصیح اللسان ادیب شہیر الحاج اختر سیدی)

اظہارِ عقیدت

فتاویٰ الرسول، مفسرِ قرآن حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک شخصیت کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں۔

”البتول“ خاتونِ جنت، سیدۃ النساء العالمین، حضرت بی بی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کی سیرت پر لکھی جانے والی ایک نہایت ہی خوبصورت، دلکش اور محبت سے لبریز تحریر ہے جو کہ اہل بیت سے اُن کے بے پناہ عشق و محبت کا واضح گواہ ہے۔

کتاب کے ہر لفظ میں مصنف کی حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا اور اہل بیت سے والہانہ عقیدت و محبت چھلکتی ہے اور اس کتاب ”البتول“ کے مطالعے کے بعد ہمارے دل میں بھی اہل بیت اور خاتونِ جنت سلام اللہ علیہا کی محبت کے نئے دیپ جل اُٹھے اور اس تحریر کے مطالعے کے دوران بہت سی جگہوں پر بے اختیار دل کے آنسو آنکھوں کے رستے بہہ نکلے اور ایک رقت آمیز ماحول طاری ہوا۔ اب بھی اس کا مطالعہ کریں تو پھر وہی کیفیت طار ہی ہو جاتی ہے اور اہل بیت کی محبت بڑھتی ہے۔ حضرت بی بی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا ہر لحاظ سے ایک مکمل خاتون ہیں آپ ایک مکمل بیٹی، بیوی اور بہترین ماں ہیں جس کا حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس تحریر میں بخوبی اظہار کیا ہے۔

آج کل کے دور میں بہت سی شادیاں صرف بھاری جہیز کی خواہش میں نہیں ہو پاتیں اور دوسری طرف خاتونِ جنت سیدۃ النساء العالمین سلام

اللہ علیہا ہیں کہ جن کی جائے نماز کے نیچے خزانوں کے دریا بہتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے والد گرامی دونوں جہانوں کے تاجدار ہیں کائنات کا ہر ذرہ جناب زہرا سلام اللہ علیہا کی اطاعت و فرمانبرداری کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے جبکہ آپ کی والدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مکہ کی امیر ترین خاتون تھیں لیکن قربان جاؤں اس کے باوجود آپ کے جہیز کا سامان انتہائی مختصر تھا جو کہ آج کے دور میں ہم سب کے لئے ایک عملی نمونہ ہے۔

آج کی نوجوان لڑکیاں پردے سے بالکل نا آشنا ہیں جبکہ حضرت بی بی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا ہیں کہ جن کا ایک بال تک کبھی کسی نے نہیں دیکھا بلکہ عظیم پردے کی وجہ سے ہی حضرت عزرائیل علیہ السلام نے ان کی روح مبارک قبض فرمانے سے معذرت کر لی اور آپ کی روح خود اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے قبض فرمائی۔ اور ان کی نماز جنازہ بھی ان کی ہدایات کے مطابق رات کو ہوئی۔ بعد از وصال بھی پردہ ظاہری حیات کی طرح برقرار رہے۔ جناب سیدہ کے بے شمار خصائص و فضائل صحیفہ مقبول البتول شریف میں بیان کئے گئے ہیں۔

اور البتول ہر لحاظ سے ایک مکمل اور بہترین کتاب ہے ویسے تو چودہ صدیوں سے حضرت بی بی سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے حوالے سے بہت سی کتابیں لکھی جاتی رہی ہیں اور یہ سلسلہ ازل سے لے کر اب تک جاری رہے گا مگر آج تک اس موضوع پر جتنے لوگوں نے اس عظیم شخصیت پر کتابیں لکھیں وہ سب رسماً لکھی گئی ہیں بس شاید انکا مقصد صرف کتاب کی

اشاعت کی حد تک ہی تھا لیکن حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موضوع کے حوالہ سے قلم توڑ کے رکھ دیئے۔

اللہ تعالیٰ رسول و آل رسول کے صدقہ سے باباجی سرکار حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر اطہر کو مصدق فیضان معرفت بنائے۔ آمین

کنیززادی بتول تہمینہ شہزادی بتول

(ایم بی بی ایس) سٹوڈنٹ: اسلامک انٹرنیشنل میڈیکل کالج راولپنڈی

کنیززادی بتول میمونہ شہزادی بتول

پری میڈیکل سٹوڈنٹ: ڈاکٹر ارشاد ڈگری کالج کھوڑ (انٹک)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سیرت سیدنا حمیدِ کرار پر
اپنے انداز کی ایک منفرد کتاب

جلد 2

مشتمل کوشش

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

ارشاد مارکیٹ جھنڈ بازار فیصل آباد
0300.6674752-0300.7681230

چشتی کتب خانہ

Chishtikutabhana@gmail.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اہل تصوف حضرات کے لئے ایک نادر و نایاب تحفہ
شیخ الاکبر محی الدین ابن العربی کی مشہور زمانہ تصنیف

جلد 6

فتوحات مکیہ

مترجم

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد
0300.6674752-0300.7681230

چشتی کتب خانہ

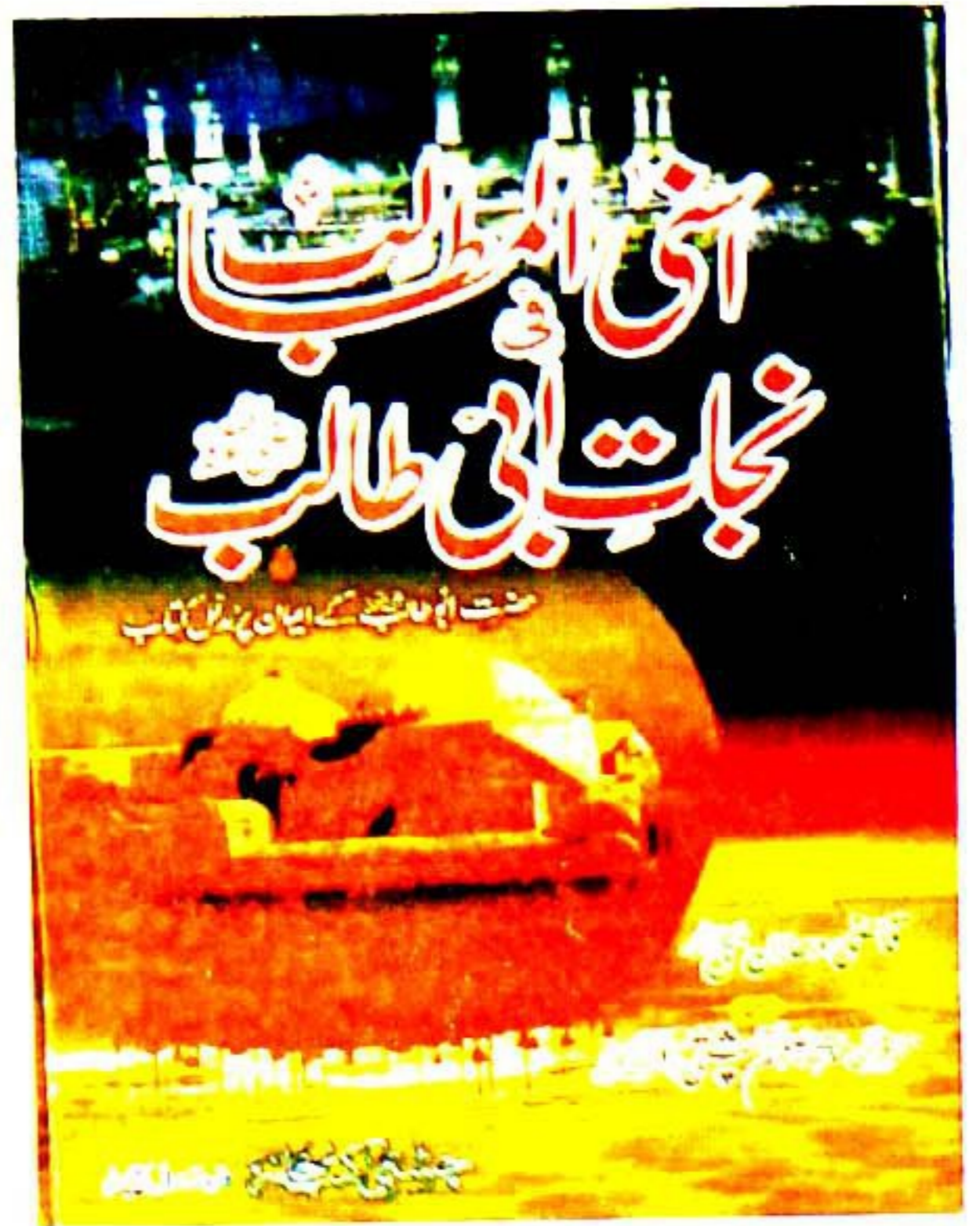
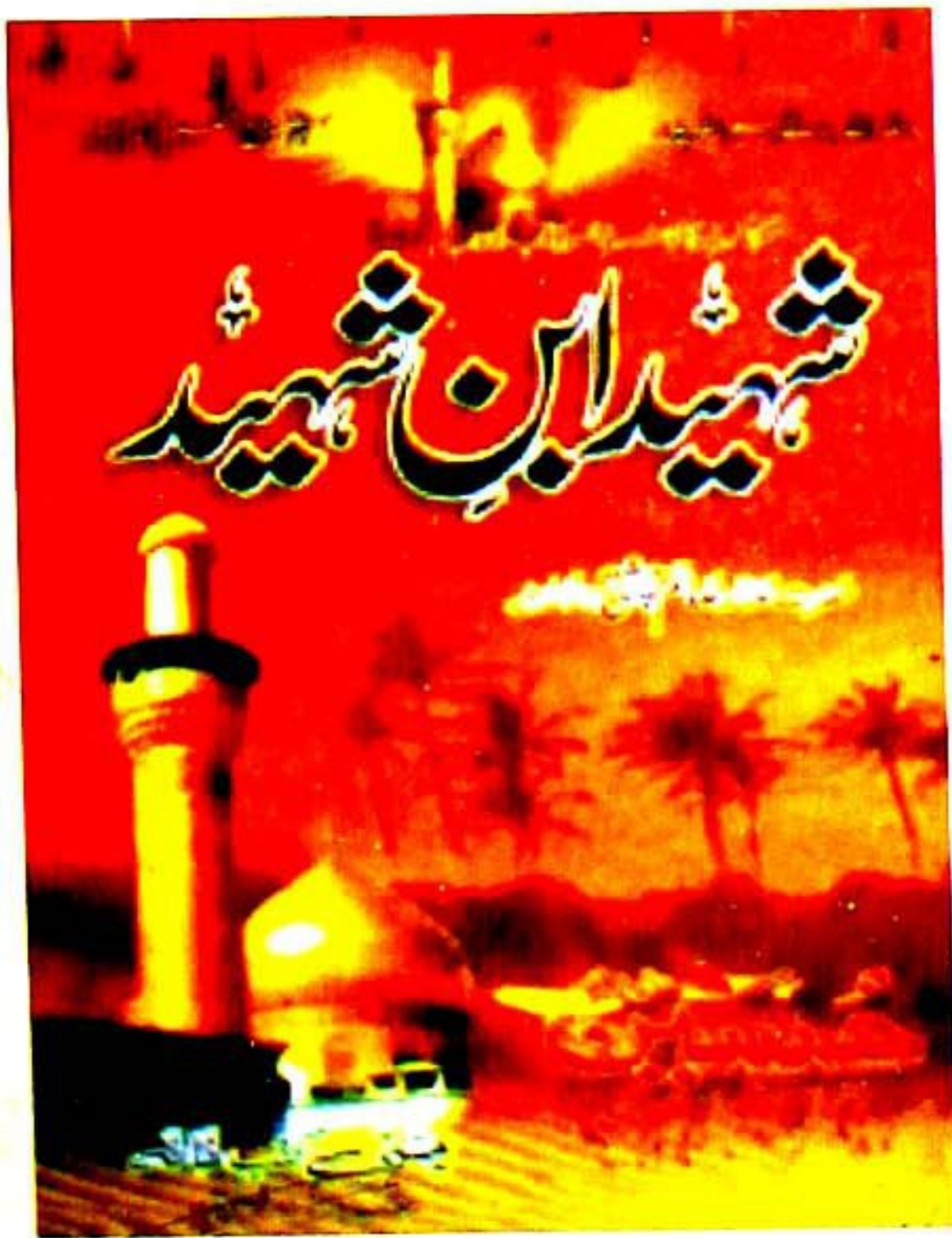
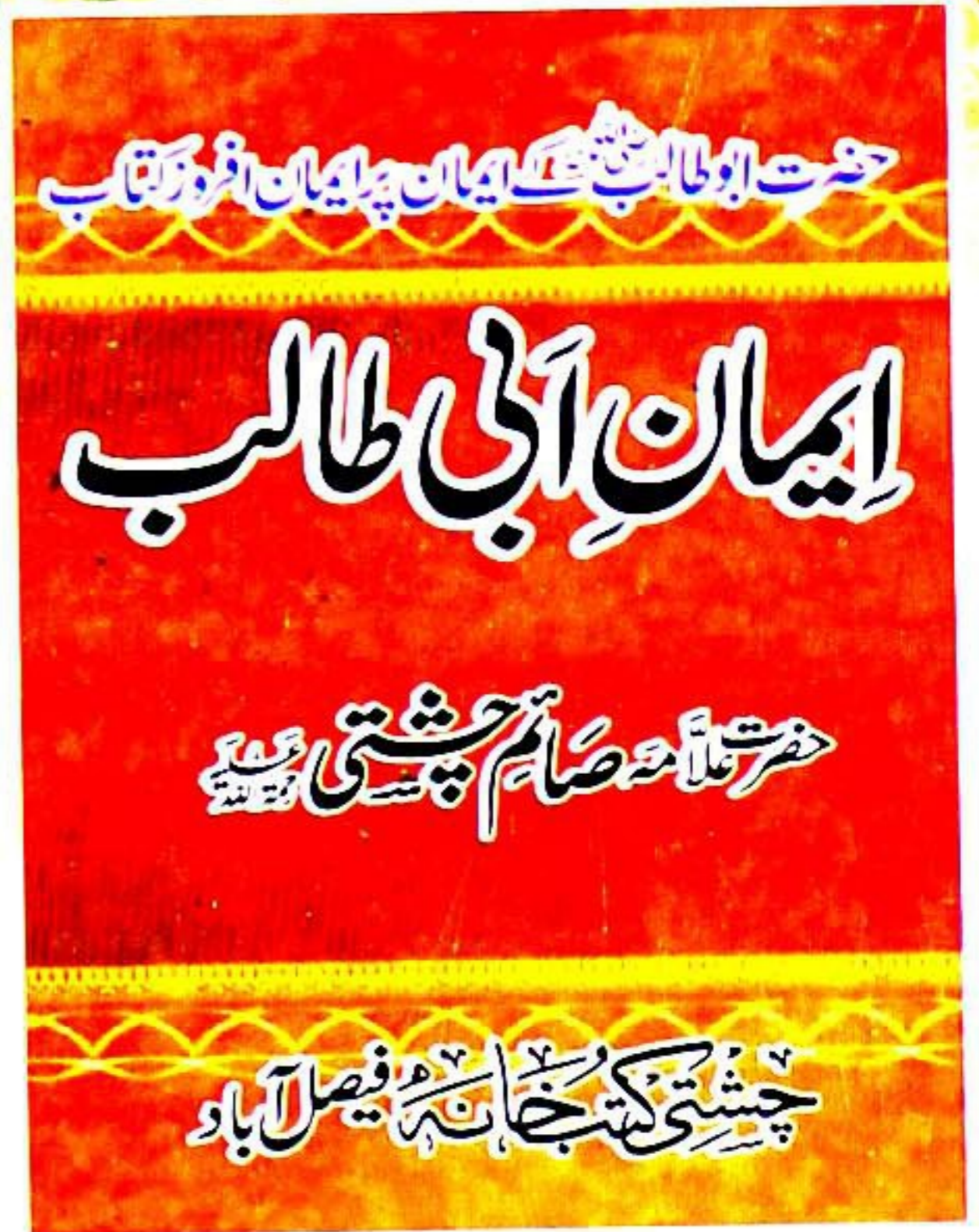
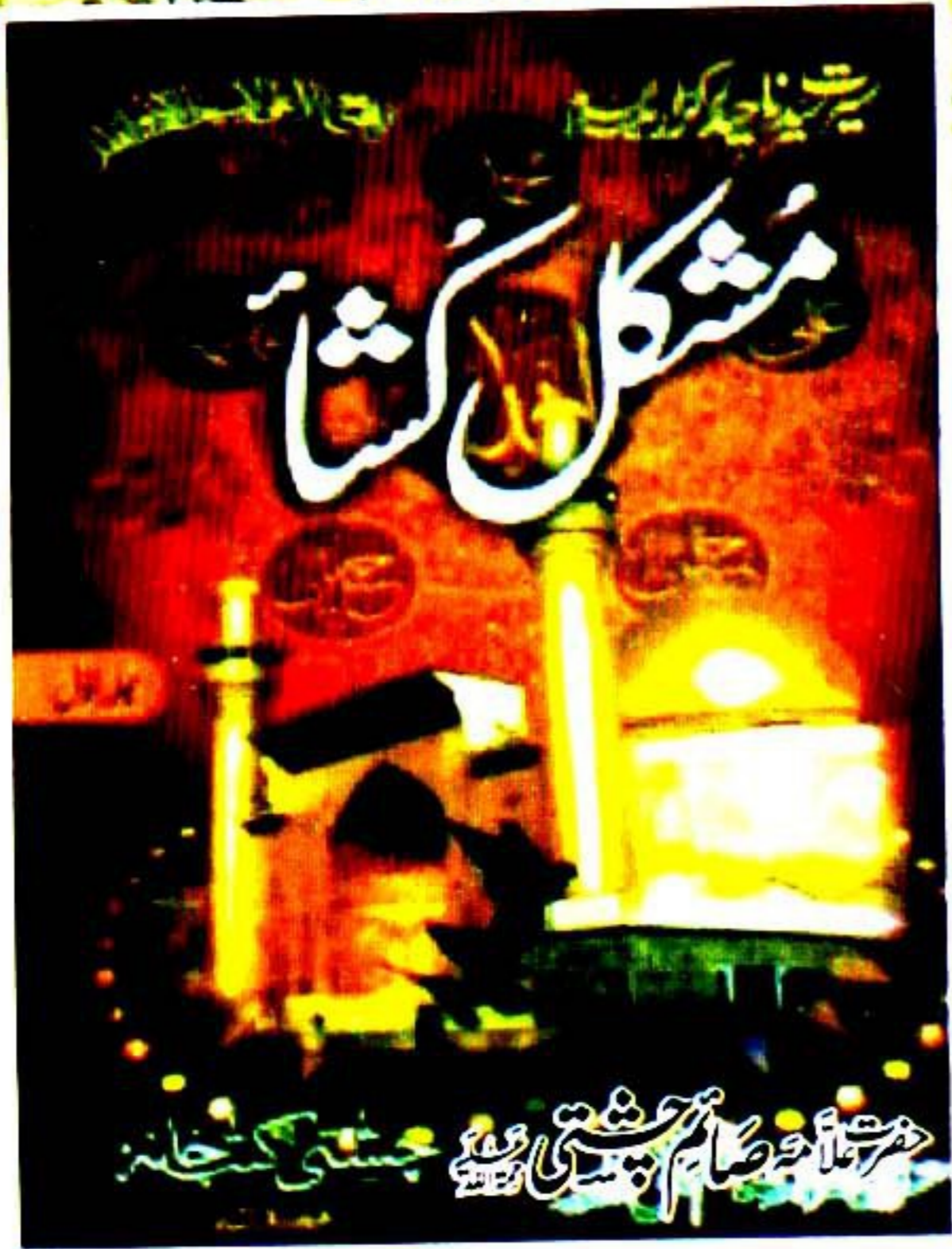
Chishtikutabhana@gmail.com

فہرست

چشتی کتب خانہ

علامہ صائم چشتی کے تراجم	علامہ صائم چشتی کی تصانیف
تفسیر ابن عربی	ایمان ابی طالب اول۔ دوم
تفسیر کبیر	مشکل کشاء۔ اول دوم
تفسیر خازن	البتول
روضۃ الشهداء	شہید ابن شہید اول۔ دوم
شرف سادات	خطبات چشتیہ، اول۔ دوم۔ سوم
فتوحات مکیہ	گیارہویں شریف
کتاب النفس والروح	پھل تے کنڈے
خصائص علی	خاتون جنت
الریاض النضرہ	المددیارسول اللہ
والدین مصطفیٰ	الصدیق
ہدیۃ المہدی اسنی المطالب	نعتیہ کتب
سیرت نبویہ	شاہِ خوباں۔ طہ تے یسین

علامہ صائم ہشتی رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم تحقیقی تصانیف



علی برادران تاجران کتب

ملنے کا پتہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد 0345 7755946